

حضور پر نور علیہ السلام کے مشکل کشا، حاجت روا
اور دافع البلاء ہونے کا مدلل ثبوت



الامن والاعلى لناعتى المصطفی بدافع البلاء

۱۴۳۱ھ

تصنیف لطیف :-

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

الامن والعلى لنا عتي المصطفىٰ بدافع البلاء

کلمہ دافع البلاء کے ساتھ مصطفیٰ (علیہ السلام) کی نعمت بیان کرنے والوں
کے لئے (بلاؤں سے) امن اور (انکے مرتبے کی) بلندی ہے

www.ala-haq.net/work.org
مسلمی بہ نام تاریخی

اکمال الطامة على شريك سوى بالامور العامة

پوری قیامت ٹھکانا (وہابیوں کے اس) شرک پر جو امور عامہ کی طرح
(موجود کی ہر قسم پر صادق) ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ ۳۵

انہ دہلی بارہ ہندو رائے مسئلہ مولوی محمد کرامت اللہ خان صاحب ۲۱ جمادی الآخرہ ۱۴۱۱ھ
علیہ السلام دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں زید کہتا ہے کہ پڑھنا درود تاج اور دلائل الخیرات کا

عہ مولانا کرامت اللہ خان صاحب خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہما

شرک محض اور بدعت سیئہ ہے، اور تعلیم اس کی ہم قاتل شرک اس لئے کہ درء و تاج میں واقع الیاء والویاء والفحط والمرض والالحم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مذکور ہے اور بدعت سیئہ اس لئے کہ یہ درء و بعد صد ہا سال کے تصنیف ہوئے ہیں۔ عمر و جواب میں کہتا ہے کہ درء و اس درء و مقبول کا موجب خیر و برکت اور باعث ازدیاد محبت ہے۔ زید عربیت سے جاہل ہے وہ نہیں سمجھتا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب میں دفع بلا کے، اگرچہ دفع البلاء حقیقتاً خدا نے تعالیٰ ہے۔ مختصر المعانی میں انبت الربیع البقل (ہمارے میزہ اگایا۔ ت) کو بقول مومن عجاز اور بقول کافر حقیقت فرمایا ہے۔ علاوہ انہیں وما کان اللہ لیخذ بہم فیہم (اللہ تعالیٰ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اسے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔ ت) اور وما دسلک الا مراحمة للعلیین (ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سلسلے جہان کے لئے۔ ت) ہمارے دعوے پر دو بزرگ گواہ ہیں، اور کیا سال ولادت حضرت رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قحط عام کی وبا دفع نہیں ہوئی، اس کے سوا جبریل خلیل کا عقولہ قرآن کریم میں اس طرح درج ہے، لاہب لک غلباً نزیلاً (میں عطا کروں تجھے ستھرا بیٹا۔ ت) یہاں بقول زید حضرت جبریل بھی معاد اللہ شرک ہوئے کیونکہ وہ اپنے آپ کو واپ فرما رہے ہیں۔ پس جو جواب زید کی طرف سے ہو گا وہی ہماری طرف سے۔ پھر چونکہ یہ درء و مقبول بہ اکثر علماء و مشائخ عظام ہے پس وہ سب بھی زید کے نزدیک شرک ہوئے، اور طرہ یہ کہ خود زید بھی اس خواہ مخواہ کے شرک سے بچ نہیں سکتا کیونکہ وہ بھی سم کو قاتل اور ادویہ کو دافع درء و رافع فشیان کہتا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قصیدۃ الطیب التغم میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع فرما رہے ہیں۔ سندیں تو اور بھی ہیں مگر اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ رہا صد ہا سال کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت سیئہ ہونا یہ بھی زید کی حماقت پر دال ہے۔ خود زید جو

عہ سم یعنی زہر۔

۸۵ ص	المکتبۃ الفارقیہ ملتان	احوال اسناد النجہ	لہ مختصر المعانی
۱۰۴/۲۱	سۃ القرآن الکریم	۳۳/۸	سۃ القرآن الکریم
		۱۹/۱۹	سۃ

مولوی اسماعیل صاحب کے خطبے جمعہ میں برسرِ منبر پڑھتا ہے اس کے لئے اس کے پاس کوئی حدیث ہے یا وہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصنیف ہیں۔ سبحان اللہ ان خطبوں کا پڑھنا (جو حدیث سالانہ بعد کی تصنیف ہیں) تو زید کے لئے سنت ہو اور خاصانِ حق کی تصنیف درود کا پڑھنا بدعتِ سیئہ ٹھہرے، ہاں جو صیغے درود کے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان کا پڑھنا ہمارے نزدیک بھی افضل و بہتر ہے مگر علمائے راسخین و فقہائے کاملین نے حالتِ ذوق و شوق میں جو درود شریف بالفاظِ بدیعہ تصنیف فرمائے ہیں جن میں جنابِ غوثِ الثقلین محبوبِ سبحانی بھی شامل ہیں اور حضرت شیخ محمد الحی محدث و ہلوی نے جذبِ القلوب میں درج فرمائے ہیں اور خود حضرت شیخ نے ایک مستقل رسالہ اس بارہ میں تالیف فرمایا ہے، اور جتنے درود مشائخِ عظام نے تصنیف فرمائے ہیں سب اس میں درج ہیں، اور شرح سفر السعاده میں ۳۶ صیغے رسولِ خدا سے منقول ہیں باقی صحابہ و تابعین نے زیادہ کئے ہیں۔ زید جاہل نے ان سب حضرات کو (معاذ اللہ) مشرک بنایا ہے۔ اب علمائے اعلام سے استفسار ہے کہ قول زید کا صحیح اور موافق عقائدِ سلف صالح کے ہے یا ٹکرو کا؟ بر تشریح و تفصیل ارشاد ہو، اللہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔

www.alahazratnetwork.org

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام قریشیہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ اس نے ہمیں علم عطا فرمایا اور سب سے سیدِ حق راہ کی ہدایت فرمائی اور ہمیں سلامتی والے راستے پر چلایا۔ ہمارا پروردگار درود و سلام اور برکت نازل فرماتے بلا، و بار، قحط، بیماری اور دکھوں کو دُور کر دیتا ہے ہمارے آقا و مولیٰ و مالک و ماویٰ محمد پر جو زمین اور امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں، اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو فضل، فیض، عطا اور جود و کرم والے ہیں، آمین۔ کتا ہے فقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا سنی حنفی و تدری

الحمد لله على ما علم وهدانا
لذاك اقوم وسلك بنا السبيل
الاسلم وصلى ربنا وبارك
وسلم على دافع البلاء والوباء
والقحط والمرض والالحم سيدنا
ومولانا وملكنا وماؤنا محمد
مالك الارض وملك القاب الامم وعلى
اله وصحبه اولي الفضل والفيض
والعطاء والجود والكرم امين
قال الفقير المستند فع البلاء من

فضل نبیہ العلی الاعلیٰ صلی علیہ
اللہ تعالیٰ عبد المصطفیٰ احمد رضا
المحمدی السنی الحنفی القادری
البرکاتی البریلوی دفع نبیہ عنہ
البلاء ومنح قلبہ النور و
المجلاء۔

برکاتی بریلوی جو نبی اعلیٰ کے بہت فضل کے طفیل
محبت سے بچنے کا طلبگار ہے۔ نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے
محبت کو دور فرمائیں اور اس کے دل
کو روشنی اور چمک عطا فرمائیں۔

(تہ)

یہ مختصر جواب موضع صواب متضمن مقدمہ و دو باب و خاتمہ۔
مقدمہ اتمام الزام و تمہید مرام میں عائدہ قاہرہ و فائدہ زاہرہ پر مشتمل۔

عائدہ قاہرہ

ایہا المسلمون دفع نبیکم عنکم بلاء المجنون وفتنة العفتون (۱)۔
مسلمانو! تمہارے نبی نے تم سے مجنون کی بلاء اور فتنہ انگیز کو دور کر دیا ہے۔ (تہ)
یہ بقیہ کے ایسے کلمات کچھ
محل تعجب نہیں کہ مذہب و لایہ کی بنا ہی تھی الامکان حضور سید الانس والجان علیہ و علی آلہ فضل
الصلوة والسلام کے ذکر شریف مٹانے اور محبوبان خدا جل و علا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم قلوب
مسلمین سے گھٹانے پر ہے و سب علما الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (۲) اور اب جانا چاہتے
ہیں ظالم کس کس پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت) مگر تعجب ان مسلمانان الہست سے کہ ایسے ناپاک اقوال
پر کان دھریں، بہت کان کھانے والے دنیا میں ہوئے اور ہوتے رہیں گے، مسلمان صحیح العقیدہ
ان کی طرف التفات ہی کیوں کریں، ایسوں کا علاج حضور میں خاموشی اور غیبت میں خاموشی، اور
اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ہر حال اپنے محبوب بے مثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر پاک کی زیادہ گرمجوشی
کہ محافضت خود ہی اپنی آگ میں جل بھیں گے قل موتوا بغيظکم ان اللہ علیہم بذات الصدا
(تم فرمادو کہ مر جاؤ اپنی گھٹن میں، اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔ ت) اس تالفہ کے رویں
اقوال ائمہ و علماء پیش کرنے کا کوئی محل ہی نہیں کہ یہ تم اپنے استغاثہ سے ائمہ و علماء کہتے ہو ان کے

نزدیک وہ بھی تمہاری طرح معاذ اللہ مشرک بدعتی تھے، درود محمد میں کتب و تصنیف کثیرہ کی تصنیف و اشاعت انہیں نے کی تمہارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عز و جل کا خلیفہ اکبر و مدد بخش ہر خشاک و تر و واسطہ ایصال ہر خیر و برکت و وسیلہ فیضان ہر خود و رحمت و شافی و کافی و قاسم نعمت و کاشف کرب و دافع زحمت وہی لکھ گئے جس کی تصریحات تاہرہ سے ان کی تصنیفات باہرہ کے آسمان گونج رہے ہیں۔ فقیر غفر اللہ لہ نے کتاب مستطاب سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الودی^{۱۲۴} میں کثرت ارشادات جلیلہ و نصوص جزیلہ جمع کئے جن کے دیکھنے سے بھجہ اللہ ایمان تازہ ہوا درر وئے ایقان بر احسان کا غارہ تو اُن کے نزدیک حقیقت یہ شرک و بدعت تھیں وہی سمجھا گئے آخر ان کا باقی مذہب شیخ نجدی علیہ ما علیہ دُکے کی چوٹ کہتا تھا کہ ۶۰۰ برس سے جتنے علماء سرگزشت سب کافر تھے کما ذکرہ المحدث العلامة الفقیہ الفہامہ شیخ الاسلام نرینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان الملکی قدس سرہ الملکی فی الدرر السنیۃ (جیسا کہ حضرت محدث العلامة الفقیہ الفہامہ شیخ الاسلام نرینت المسجد الحرام سیدی احمد بن زین ابن دحلان الملکی قدس سرہ الملکی نے اس کو الدرر السنیۃ میں ذکر کیا۔ ت)۔ اس حدیث دکھانے کا کیا موقع کہ آخر سب کتب حدیث صحاح و سنن و مسانید و معاجیم وغیرہ حضور و الاصلوات اللہ تعالیٰ و سلام علیہ کے بعد تصنیف ہوئیں تو ان کے طور پر معاذ اللہ وہ سب بدعت اور مصنف بدعتی۔ رہی آیت کہ رب العزۃ جل و علانے بلا تخصیص لفظ و صیغہ و وقت و عدد مطلقاً اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام کی طرف بلا تلبہ یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً اللہم صل و سلم و بارک علیہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین کلما و لعل بذاکرہ الفائز من و منہ من اکثرا ۱۰ الہما لکون۔

اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ اے اللہ! درود و سلام اور برکت نازل فرما آپ پر اور آپ کی آل اور آپ کے تمام اصحاب پر، جب بھی آپ کے ذکر پر شیعہ ہوں کامیاب ہوں تولے اور اس کی کثرت سے انکار کریں ہلاک ہوں تولے (ت)

تو دلائل الخیرات و درود تاج وغیرہ سب اس حکم بانفرا کے دائرہ میں داخل، یہ بھی انھیں مقبول ہوتی نظر نہیں آتی کہ ان کتب و صیغ میں حضور والا و افخ البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف عظیم جلیلہ و لغوبہ کثیرہ جزیلہ ہیں۔

اور ان کے امام الطائفہ کا حکم ہے کہ جو بشر کی سی تعریف ہو اس میں بھی اختصار کرو۔

علاوہ ازیں وظیفہ درود میں حد بابر نام اقدس لینا ہوگا اور ان کا امام لکھ چکا کہ نام چنا شرک ہے۔ اب وہ اپنے امام کی تصریح مانیں یا تمھارے خدا کا اطلاق۔ ہاں اگر انھیں کے امام الطائفہ اور اس کے آباء و اجداد و اکابر کی تصانیف دکھاؤ تو شاید کچھ کام چلے کہ امام الطائفہ کو کچھ کہیں تو ایمان کی گت بُری بنے اور اس کے اکابر سے مکابر رہیں تو اس سے کیونکر گار مچی چھنے، ایسی ہی جگہ پر بد لگائی کا قافیہ تنگ ہوتا ہے کہ نہ پائے رفتی نہ جائے ماندن (نہ رہنے کا یار نہ چلنے کی تانت) مثلاً،

اولادوں پوچھئے کہ حیا دار و با صفت اس جرم پر کہ حضرات علمائے دین مصنفین کتب رحمہم اللہ تعالیٰ زمانہ اقدس حضور و افخ البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھے انھیں کی کتابیں بدعت اور وہ معاذ اللہ اہل بدعت قرار پائیں گے یا یہ حکم امام الطائفہ اور اس کے عم نسب و پدر شریعت و جد طریقت جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور اس کے جد نسب و جد شریعت و جد طریقت شاہ ولی اللہ صاحب اور غرہ نسب و تلمذ و جد مجدد بیعت شاہ عبدالرحیم صاحب وغیرہم اکابر و عمائد خاندان دہلی کو بھی شامل ہوگا۔ کیا یہ حضرات زمانہ اقدس میں نہ تھے، کیا ان کی کتابیں بھی تصنیف ہوئی تھیں، کیا انھوں نے اپنی تصانیف کے خطبوں میں بیسیوں مختلف صیغوں سے جو درود لکھے ہیں سب بعینہا حضور و افخ البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، اگر ہیں تو بتا دو اور نہیں تو کیا ہٹ و دھرمی سینہ زوری ہے کہ ان کی تصانیف بدعت اور یہ بدعتی نہ تھیں، کیا وحی باطنی اسمعیلی میں یہ حکم تشرعی بھی اچکا ہے کہ بیجو زلا با ثلاث صالایجو تر لغیرہم (ترجمہ آباء کے لئے جائز ہے جو ان کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں۔ ت) ان کا امام صاف صاف لکھ چکا کہ بعض غیر انبیاء پر بھی (جن میں اس نے اپنے پیر اور پرداد کو بھی داخل کیا ہے) بے وساطت انبیاء وحی باطنی آتی ہے جس میں احکام تشرعی اترتے ہیں وہ ایک جہت سے انبیاء کے پیر و اور ایک جہت سے خود محقق

ہوتے ہیں وہ شاگرد انبیاء بھی ہیں اور ہم استاد انبیاء بھی، وہ مثل انبیاء معصوم ہیں (دیکھو صراط المستقیم
مطبع ضیائی میرٹھ ص ۳۸ دو سطر اخیر تا ص ۳۹ سطر ۱۰ و ۱۱ دو سطر اخیر ص ۴۱ سطر ۵ و ۶ تا ص ۴۲
سطر ۲ و ۳ و ۴) مگر اہی بدوی کا متر کالہ، پھر نبوت کیا کسی پڑکا نام ہے، اللہ کی شان یہ کھلم کھلا اپنے
استادوں پیروں کو نبی بنانے والے تو امام اور ائمہ شریعت، اور علمائے سنت اس جرم پر کہ
صیغہائے درود مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیوں کثرت کی معاذ اللہ بدعتی بدنام۔

ثانیاً یہ قہر مائی حکم صرف حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود میں ہے یا حساندان
امام الطائفہ کے ایجادات میں بھی کہ شاہ صاحب کی قول الجلیل جن کے لئے ضامن و کفیل۔ اسی قول الجلیل
میں اپنے اور اپنے پران و مشائخ کے آداب طریقت و اشغال ریاضت کی نسبت صاف لکھا کہ ہماری
صحبت و سلوک آمیزشی تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے و ان لو ثبتت تعین الاداب
ولا تلك الاشغال لکن اگرچہ ان خاص آداب کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے نہ ان
اشغال کا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ میں فرماتے ہیں،

”اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات اور عبادت واسطے اذکار مخصوصہ کے
ایجاد کئے۔“

مولوی غلام مصطفیٰ نعیمہ المسلمین نے اسکے ترجمہ شفاء العلیل میں شاہ صاحب کا یہ قول نقل کر کے
لکھا ہے،

”یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ بعض کم فہم
سمجھتے ہیں۔“

اور نئے اسی قول الجلیل میں اشغال مشائخ نقشبندیہ قدست اسرارہم میں تصویر شیخ کی ترکیب
لکھی ہے کہ،

۱۔ صراط المستقیم	حب ایمانی کا دوسرا اثر	کلام کمپنی تیرقد اس روڈ کراچی	ص ۶۵
۲۔ (فارسی)	” ” ” ”	المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور	ص ۳۴
۳۔ القول الجلیل	گیارہویں فصل	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	ص ۱۴۳
۴۔ شفاء العلیل مع القول الجلیل	چوتھی فصل	” ” ” ”	ص ۵۱
۵۔ ” ” ” ”	” ” ” ”	” ” ” ”	ص ۵۲

اذا غاب الشيخ عنه يغيل صوته بين عينيه بوصف المحبة والتعظيم فتفيد صورته ما تفيد صحبته بل

شیخ غائب ہو تو اس کی صورت اپنے پیش نظر محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کرے جو فائدہ سے اس کی صحبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی۔

شفا، اعلیل میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا،
”حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ قریب ہے۔“

مکتوبات مرزا صاحب جاناں میں ہے (جنہیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ قیم طریقہ احمدیہ داعی سنت نبویؐ لکھتے ہیں)۔

دعا کے حزب البحر صبح و شام کا وظیفہ اور حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم ہر روز بہت حل مشکلات باید خواندے

تو اجماع قدس اللہ اسرارہم کا ختم شریف مشکلات کے حل کے لئے ہر روز پڑھنا چاہئے۔ (ت)

ذرا اس صبح و شام و ہر روز کے الفاظ پر بھی نظر ہے کہ وہی التزام و مداومت ہے جسے ارباب طائفہ و جہ ممانعت قرار دیتے ہیں یہ ان داعی سنت نے بدعت اور بدعت کا حکم دیا بلکہ اس ختم اور ختم مجددی کی نسبت انہیں مکتوبات میں ہے

بعد حلقہ صبح لازم گیر دیکھ اس کے بعد صبح کے حلقے کو لازم قرار دے لیں (ت)

انہیں میں ہے

بعد از حلقہ صبح براں مؤنبت نمایند

اس کے بعد صبح کے حلقے کی پابندی کرنی چاہئے۔ (ت)

سب جانے دو خود امام الطائفہ صراط مستقیم میں لکھتا ہے

اشغال مناسب ہر وقت و ریاضات ملائم ہر قرن جدا جدا می باشد و لہذا محققان

ہر وقت کے مناسب اعمال اور ہر زمانے کے مطابق ریاضتیں مختلف ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ

۱۔ بقول اجماع	چھٹی فصل	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	ص ۸۱ و ۸۲
۲۔ شفا، اعلیل مع قول اجماع	”	”	”
۳۔ کلمات طلیبات	ملفوظات مظہر جان جاناں	مطبع مجتہبی دہلی	”
۴۔ ”	مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں	”	”
۵۔ ”	”	”	”

حل مشکلات وے باں صورت منسوب ہے۔ ظاہر ہو کر مشکلیں حل فرماتی ہے۔ (ت)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان کے شاگرد رشید اور مرزا صاحب موصوف کے مرید تذکرۃ الموتی میں ارواح اولیائے کرام قدس اسرار ہم کی نسبت لکھتے ہیں :

ارواح ایشان از زمین و آسمان و بہشت ہر جا ان کی ارواح زمین و آسمان اور بہشت سے کہ خواہند میروند و دوستان و معتقدان را ہر جگہ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اپنے دوستوں و در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمنان اور معتقدوں کی دنیا اور آخرت میں مدد فرماتی را ہلاک می سازند یہ ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں (ت)

اور دافع البلاء کس چیز کا نام ہے۔ مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے :
نسبت ما بنجاب امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے میری وجہہ میرسد و فقیر را نیاز خاص با بنجاب نسبت خاص وجہ سے ہے کہ فقیر کو آبنجاب سے خاص نیاز حاصل ہے اور جس وقت کوئی عارضہ بیماری جسمانی پیش ہوتی ہے توجہ با آنحضرت واقع می شود و سبب حصول شفا میگردد یہ ہیں آبنجاب کی طرف توجہ دیتا ہوں جو باعث شفا ہو جاتی ہے۔ (ت)

ذرا اس "نیاز خاص" پر بھی نظر ہے۔ یہی داعی سنت نبویہ فرماتے ہیں :
اللقاء غوث الشقیین بحال متوسلان طریقہ حضور غوث الشقیین اپنے تمام متوسلین کے علیہ ایشان بسیار معلوم شد با آنچکس از حالات کی طرف توجہ رکھتے ہیں کوئی ان کا مرید اہل ایں طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک ایسا نہیں کہ اس کی طرف آبنجاب کی توجہ با آنحضرت بحالش مبذول نیست بگہ نہ ہو۔ (ت)

ذرا اس عبارت کے تیور دیکھئے اور لفظ مبارک "غوث الشقیین" بھی ملحوظ خاطر ہے

۱۱	جمعہ	۱۱	۵۹
۱۲	۱۱	۱۱	۵۹
۱۳	۱۱	۱۱	۵۹
۱۴	۱۱	۱۱	۵۹
۱۵	۱۱	۱۱	۵۹
۱۶	۱۱	۱۱	۵۹
۱۷	۱۱	۱۱	۵۹
۱۸	۱۱	۱۱	۵۹
۱۹	۱۱	۱۱	۵۹
۲۰	۱۱	۱۱	۵۹
۲۱	۱۱	۱۱	۵۹
۲۲	۱۱	۱۱	۵۹
۲۳	۱۱	۱۱	۵۹
۲۴	۱۱	۱۱	۵۹
۲۵	۱۱	۱۱	۵۹
۲۶	۱۱	۱۱	۵۹
۲۷	۱۱	۱۱	۵۹
۲۸	۱۱	۱۱	۵۹
۲۹	۱۱	۱۱	۵۹
۳۰	۱۱	۱۱	۵۹
۳۱	۱۱	۱۱	۵۹
۳۲	۱۱	۱۱	۵۹
۳۳	۱۱	۱۱	۵۹
۳۴	۱۱	۱۱	۵۹
۳۵	۱۱	۱۱	۵۹
۳۶	۱۱	۱۱	۵۹
۳۷	۱۱	۱۱	۵۹
۳۸	۱۱	۱۱	۵۹
۳۹	۱۱	۱۱	۵۹
۴۰	۱۱	۱۱	۵۹
۴۱	۱۱	۱۱	۵۹
۴۲	۱۱	۱۱	۵۹
۴۳	۱۱	۱۱	۵۹
۴۴	۱۱	۱۱	۵۹
۴۵	۱۱	۱۱	۵۹
۴۶	۱۱	۱۱	۵۹
۴۷	۱۱	۱۱	۵۹
۴۸	۱۱	۱۱	۵۹
۴۹	۱۱	۱۱	۵۹
۵۰	۱۱	۱۱	۵۹
۵۱	۱۱	۱۱	۵۹
۵۲	۱۱	۱۱	۵۹
۵۳	۱۱	۱۱	۵۹
۵۴	۱۱	۱۱	۵۹
۵۵	۱۱	۱۱	۵۹
۵۶	۱۱	۱۱	۵۹
۵۷	۱۱	۱۱	۵۹
۵۸	۱۱	۱۱	۵۹
۵۹	۱۱	۱۱	۵۹
۶۰	۱۱	۱۱	۵۹
۶۱	۱۱	۱۱	۵۹
۶۲	۱۱	۱۱	۵۹
۶۳	۱۱	۱۱	۵۹
۶۴	۱۱	۱۱	۵۹
۶۵	۱۱	۱۱	۵۹
۶۶	۱۱	۱۱	۵۹
۶۷	۱۱	۱۱	۵۹
۶۸	۱۱	۱۱	۵۹
۶۹	۱۱	۱۱	۵۹
۷۰	۱۱	۱۱	۵۹
۷۱	۱۱	۱۱	۵۹
۷۲	۱۱	۱۱	۵۹
۷۳	۱۱	۱۱	۵۹
۷۴	۱۱	۱۱	۵۹
۷۵	۱۱	۱۱	۵۹
۷۶	۱۱	۱۱	۵۹
۷۷	۱۱	۱۱	۵۹
۷۸	۱۱	۱۱	۵۹
۷۹	۱۱	۱۱	۵۹
۸۰	۱۱	۱۱	۵۹
۸۱	۱۱	۱۱	۵۹
۸۲	۱۱	۱۱	۵۹
۸۳	۱۱	۱۱	۵۹
۸۴	۱۱	۱۱	۵۹
۸۵	۱۱	۱۱	۵۹
۸۶	۱۱	۱۱	۵۹
۸۷	۱۱	۱۱	۵۹
۸۸	۱۱	۱۱	۵۹
۸۹	۱۱	۱۱	۵۹
۹۰	۱۱	۱۱	۵۹
۹۱	۱۱	۱۱	۵۹
۹۲	۱۱	۱۱	۵۹
۹۳	۱۱	۱۱	۵۹
۹۴	۱۱	۱۱	۵۹
۹۵	۱۱	۱۱	۵۹
۹۶	۱۱	۱۱	۵۹
۹۷	۱۱	۱۱	۵۹
۹۸	۱۱	۱۱	۵۹
۹۹	۱۱	۱۱	۵۹
۱۰۰	۱۱	۱۱	۵۹

اس کے یہی معنی ہیں نا کہ انس و جن سب کی فریاد کو پہنچنے والے۔
اور سُنے یہی نفسِ زکیہ فرماتے ہیں:

پہنچیں عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال
معتقدانِ خود مصروف است مغلاں در صحرا
یا وقتِ خواب اسباب و اسبابِ خود بکجایت
حضرت خواجہ می سپارند و تائیدات از خیب
ہمراہ ایشان می شود یلے

ایسا ہی حضرت خواجہ نقشبند اپنے معتقدین کے
حالات میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں چاہے
اور مسافر جنگل میں یا نیند کے وقت اپنے اسباب
اور چوپائے گھوڑے وغیرہ حضورِ خواجہ نقشبند کے
سپر و کمر دیتے ہیں غیبی تائید ان کے ساتھ
ہوتی ہے۔ (ت)

اب تو شرک کا پانی سر سے اوپر ہو گیا، ایمان سے کیونکر اسے ایمان پر کٹا بڑا بھاری شرک
ہے جس پر مدغیبی نازل ہوتی اور یہ بات حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کے مدائح میں گنی جاتی ہے
خدا کرے اس وقت کہیں تمہیں حدیثِ اعدوٰی بعظیم ہذا الوادعی (میں اس وادی کے حکمران کی
پناہ چاہتا ہوں۔ ت) یا آیہ کریمہ کان من جبال من الانس ليعوذون و جبال من الجن (آدمیں
میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کے پناہ لیے تھے۔ ت) یاد آجائے، پھر جناب مرزا صاحب اور ان
کے مداح جناب شاہ صاحب کا مزہ دیکھئے، آخر تمہارا امام بھوت پریت جن پری اور اولیاء شہداء
سب کو ایک ہی درجہ میں مان رہا ہے، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اکابر
اولیاء کا حال بعد انتقال لکھتے ہیں:

و رہیں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ واستغراق
آہنا بجمت کمال وسعت مدارک آہنا مانع
توجہ باین سمت نمی گردد و اولیایا تحصیل مطلب
کمالات باطنی از انہا می نمایند و در باب

اولیاء اللہ بعد انتقال دنیا میں تصرف فرماتے
ہیں اور ان کے استغراق کا کمال اور مدارج
کے رفعت ان کو اس سمت توجہ دینے کی مانع
نہیں، اولیسی اپنے کمالات باطنی کا اظہار فرماتے

لہ کلماتِ طیبات طغولاتِ مرزا مظہر جانجاناں
لہ المعجم الکبیر حدیث ۴۱۶۶
المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابة ذکر تحریم بن فانک
لہ القرآن الکریم ۶/۷۲

ص ۸۳ مطبع مجتہاتی دہلی
۲۱۱/۴ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت
۶۲۱/۳ دار الفکر بیروت

حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہا می طلبد
ہیں اور حاجت مند لوگ اپنی مشکلات کا حل اور
حاجت روائی انہیں سے طلب کرتے ہیں اور اپنے
مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ (ت)

ذرا یہ ”دنیا میں اولیاء کا تصرف بعد انتقال“ ملحوظ رہے اور حل مشکل و دفع بلا میں کتنا فرق
ہے (یا علی مشکلات مشکلات)۔

اور تحفہ اشاعہ عشریہ میں تو اس سے بھی بڑھ کر جانِ نجدت پر قیامت توڑ گئے، فرماتے ہیں،
حضرت امیر و ذریعہ طاہرہ اور تمام امت بر شال
پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را
بایشان وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و
صدقات و نذر بنام ایشان رائج و معمول
گردیدہ چنانچہ جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ
است یلئے (تحفہ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۴۳ھ آختر
ص ۳۹۹ و اول ۳۹۷) www.alafiazratnetwork.org
نام ہمیشہ کرتے ہیں، چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا یہی
حال ہے۔ (ت)

کیوں صاحبزادے کہتے بڑے شرکاء اکبر و اعظم ہیں کہ شاہ صاحب جن پر اجماع امت بتا ہے
ہیں، اب تو عجب نہیں کہ روافض کی طرح امت مرحومہ کو معاذ اللہ امت ملعونہ لقب دیکھے کھبلا
دفع بلا بھی امور تکوینیہ میں ہے یا نہیں جو دامن پاک حضرت مولیٰ علی و اہلبیت کرام سے وابستہ ہے
صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم و مولاہم و علیہم و بارک و سلم۔

طرف تر سنے، شاہ ولی اللہ صاحب کے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے روشن کہ
شاہ صاحب و الامتاق اور ان کے بارہ اساتذہ علم حدیث و مشائخ طریقت جن میں مولانا
ابو طاہر مدنی اور ان کے والد و استاذ و پیر مولانا ابراہیم گردی اور ان کے استاذ مولانا احمد نقاشی
اور ان کے استاذ مولانا احمد شناسی اور شاہ صاحب کے استاذ مولانا احمد نکلی وغیرہم اکابر
داخل ہیں کہ شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث انہیں علماء سے ہیں جو اہر خمسہ حضرت شاہ محمد عیسیٰ

۱۔ تفسیر فتح العزیز تحت آیت ۸/۱۸ مطبع مسلم بکڈپو لال کنواں دہلی پارہ عم ص ۲۰۶
۲۔ تحفہ اشاعہ عشریہ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

غواہیاری علیہ الرحمۃ الباری و خاص دعا کے سیفی کی اجازتیں لیتے اور اپنے مریدین و معتقدین کو اجازت دیتے۔ اعمالِ جواہر خمسہ دعا کے سیفی کا زمانہ اقدس حضور واقع المبارک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تصنیف ہونے سے بدعت اور اس وجہ سے ان صاحبوں کا بدعتی و مروج بدعت قرار پانا درکنار، اسی جواہر خمسہ کی سیفی میں وہ جوہر دار سیف خوشنوار جسے دیکھ کر دہا بیت بیجاری اپنا جوہر کرنے کو تیار وہ کیا کہ ناد علی کہ ایمان طائفہ پر شرک جلی۔ جواہر خمسہ میں ترکیب دعا کے سیفی میں فرمایا، ناد علی ہفت بار یا سہ بار یا ایک بار بخواند و ناد علی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھنا چاہئے، اور وہ یہ ہے، علی (رضی اللہ عنہ) کو پکار جن کی ذات پاک منظر عجائب ہے، جب تو انھیں پکارے گا انھیں مصائب و افکار میں اپنا مددگار پائے گا ہر پریشانی و غم فوراً دور ہو جاتا ہے آپ کی مدد سے یا علی یا علی یا علی (ب)

یعنی پکار علی مرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ) کو کہ منظر عجائب میں تو انھیں اپنا مددگار پائے گا مصیبتوں میں، سب پریشانی و غم اب دور ہوئے جاتے ہیں حضور کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی۔ ذرا اب شرک طائفہ کا مول تول کچھ، اس نفیس سنہرے قدرے تفصیل درکار ہو تو فقیر کے رسائل ”انوار الانوار من یم صلوة الاسرار“ و ”حیاة السموات فی بیان سماع الاموات“ و ”انوار الانتباه فی حل نداء یا رسول اللہ“ ملاحظہ ہوں۔ ہے یہ کران خانہ فی اماموں نے طائفہ کی مٹی اور بھی خراب کی ہے واللہ الحمد۔

ف : رسالہ انوار الانوار من یم صلوة الاسرار فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور جلد ہفتم میں صفحہ ۵۶۹ پر موجود ہے۔

ف : رسالہ حیاة السموات فی بیان سماع الاموات فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد نهم میں صفحہ ۶۷۵ پر موجود ہے۔

ف : رسالہ انوار الانتباه فی حل نداء یا رسول اللہ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد ۲۹ میں صفحہ ۵۴۹ پر موجود ہے۔

۱۔ جواہر خمسہ مترجم اردو مرزا محمد بیگ نقشبندی دارالاشاعت کراچی ص ۲۸۲ و ۲۵۳

کیوں صاحبو! یہ سب حضرات بھی ایمان طائفہ پر مشرک بے ایمان، واجب العذاب، مستعمل الغفران تھے یا تقویۃ الایمان کی آیتیں حدیثیں امام الطائفہ کا کتبہ چھوڑ کر باقی علمائے اہلسنت ہی کو مشرک بدعتی بنانے کے لئے اتری ہیں۔ اللہ ایمان دیا بخٹے۔ آمین!

مرضی ان حضرات کے مقابل شاید ایسے ہی گرم و دودھوں سے کچھ کام چلے جنہیں نہ نکلے بنے نہ اُگلے۔ واللہ الحجة الساطعة۔

فائدہ زاہرہ

خیر، یہ تو اجمالاً ان حضرات کی خدمت گزار رہی تھی، اور بدعت کی بحث تو علمائے سنت بہت کتب میں غایت قصویٰ تک پہنچا چکے ومن احسن من فصله وحققه خاتم المحققین سیدنا الموملہ رضی اللہ عنہ المولیٰ الماجد فی کتابہ الجلیل المفاد اصول الرشاد لنقمع مباحی الفساد (خاتم المحققین سیدنا والد ماجد رضی اللہ عنہ نے اپنی جلیل مفید کتاب اصول الرشاد لنقمع مباحی الفساد میں اس کی تحسین و تفصیل و تحقیق کی ہے۔) فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے رسالہ اقامۃ القیامہ علی طاعت القیامہ لنبی تمہامہ وغیرہ رسائل میں بقدر کافی نکات چیدہ گزار کس لئے اور اپنے رسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین وغیرہ میں خاندان مذکور کے بکثرت ایجاد و احداث لکھے کہ اس نو تصنیفی کی صغیر اشکئی کو بس ہیں اور حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے و با و بلا و قحط و مرض و الم کو دفع فرمانے کے جزئیات و دقائق جو احادیث میں مروی اُن کے جمع کرنے کی ضرورت نہ صرف قدرت، اُن میں سے بہت سے کچھ اللہ تعالیٰ کتب و خطب علماء میں مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ چکے اور اب جو چاہے کتب سیر و خصائص و معجزات مطالعہ کرے۔

نکتہ حبلیہ کلیہ مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ ایک نکتہ جلیلہ کلیہ بغایت مفید القاکرے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تمام شرکات و بائیدہ کی بیخ کنی میں کافی و دافی کام دے، مسلمانو! کچھ خبر بھی ہے ان حضرات کا لفظ دافع البلاء اور اس کے مثال کو شرک

فت: رسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین“ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور جلد پنجم صفحہ ۲۹ پر موجود ہے۔ رسالہ اقامۃ القیامہ جلد ۲ ص ۲۹۵ پر موجود ہے۔

بتانے بلکہ یہ بات بات پر شرک پھیلانے سے اصل مدعا کیا ہے وہ ایک داسے باطنی و مرض مخفی ہے کہ اکثر عوام جیسا روئی نگاہ سے مخفی ہے ان نئے فلسفیوں پرانے فیلسوفوں کے نزدیک شرک امور عام سے ہے کہ عالم میں کوئی موجود اس سے خالی نہیں یہاں تک کہ معاذ اللہ حضرات علیہ انبیائے کرام و علیہم الصلوٰۃ والسلام تہا انکرموا ذابا لہم و حضرت رب العزت و حضور پر نور سلطانی رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ و التحیۃ، ولہذا امام الطالق نے جا بجا و بیجا مسائل جی سے گھڑے کہ یہ ناپاک چھینڈا وہاں تک بڑھے، جس کی بعض مثالیں مجبوراً و فی فقر "العطایا النبویہ فی الفناوی الرضویہ" کی جلد ششم "البسارۃ الشارحہ علی مدارقہ المشارقہ" میں ملیں گی، ان کی تفصیل سے تطویل کی حاجت نہیں، یہ حضرات کہ اس امام کے مقلد ہیں انا علی انا سہم مقتدوین (ہم ان کی نیکر کے پیچھے ہیں۔ ت) پڑھتے ہوئے اُسی ڈگر ہوئے، یہ حکم شرک بھی اُسی دبی آگ کا دھواں دے رہا ہے، اجمال سے نہ سمجھو تو مجھ سے مفصل سنو۔

اقول وبالله التوفیق، نسبت و اسناد و دو قسم ہے؛

حقیقی کہ مسند الیہ حقیقت سے متصف ہو۔

اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت کریں جیسے نہر کو جاری یا حابس سفینہ کو متحرک کہتے ہیں، حالانکہ حقیقت آب و کشتی جاری و متحرک ہیں۔

پھر حقیقی بھی دو قسم ہے، ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور عطائی کہ دوسرے نے اُسے حقیقت متصف کر دیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو جیسے واسطہ فی الثبوت میں، یا نہیں جیسے واسطہ فی الایضات میں۔ ان سب صورتوں کی اسنادیں تمام محاورات عقلائے جہاں و اہل ہر مذہب و ملت و خود قرآن و حدیث میں شائع و ذائع، مثلاً انسان عالم کو عالم کہتے ہیں، قرآن مجید میں جا بجا اولو العلم و علموا بنی اسرائیل اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لفظ علیم وارد، یہ حقیقت عطا یہ ہے یعنی بے عطائے الہی وہ حقیقت متصف بعلم ہیں اور مولیٰ عز و جل نے اپنے نفس کریم کو علیم مندرایا یہ حقیقت ذاتیہ ہے کہ وہ بے کسی کی عطائے اپنی ذات سے عالم ہے۔ سخت احمق وہ کہ کہ ان اطلاقات میں فرق نہ کرے۔ وہابیہ کے مسائل شرکیہ استعانت و امداد و علم غیب و

تصرفات و نداء و سماع فریاد و غیرہ ایسے فرق نہ کرنے پر مبنی ہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس بحث شریف میں ایک نفیس رسالہ کی طرح ذاتی ہے اس میں متعلق نزاعات و باہرہ صدمات اطلاق کو آیات و احادیث سے ثابت اور احکام اسنادات کو مفصل بیان کرنے کا قصد ہے ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ حضور پر نور معطی البہار و السور و دافع البلاء و الشور، شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنا بھی معنی حقیقی عطائی ہے مخالفت متصفت کو یوں توفیق تصدیق نہ ہو تو فقیر کا رسالہ سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ مطالعہ کرے کہ بعونہ تعالیٰ تحقیق و توثیق کے باغ ہلکتے نظر آئیں اور ایمان و ایقان کے پھول جھکے، خیر یہاں اس بحث کی تکمیل کا وقت نہیں تنزیلاً یہی سہی کہ احدا الامرین سے خالی نہیں نسبت حقیقی عطائی ہے یا از انجا کہ حضور مسبب و وسیلہ و واسطہ دفع البلاء ہیں لہذا نسبت مجازی، رہی حقیقی ذاتی حاشا کہ کسی مسلمان کے قلب میں کسی غیر خدا کی نسبت اُس کا خطرہ گزرے۔

امام علامہ سیّدی تقی الملتہ والدین علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہ الملکی جن کی امامت و جلالت محل خلافت و شہرت نہیں، یہاں تک کہ میاں تذکرہ حسین دہلوی اپنے ایک مہری مصدق فتویٰ میں انھیں بالاتفاق امام مجتہد تسلیم کرتے ہیں (کتاب مستطاب شفاء المستقام شریف میں ارشاد فرماتے ہیں،

لیس المراد نسبة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال هذا لا یقصدہ مسلم فصوف الکلام الیہ و منعه من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحیدین لہ

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق و قاعل مستقل ہیں یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا، تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

صدقت یا سیدی جزاک اللہ عن الاسلام و المسلمین خیراً، اہلین (اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزا خیر عطا فرمائے۔ ت)

فقیر کہتا ہے ایک دفع بلا و امداد و عطا ہی پر کیا موقوف مخلوق کی طرف اصل وجود ہی کی اسناد

بمعنی حقیقی ذاتی نہیں پھر عالم کو موجود کہنے میں وہ باریہ بھی ہمارے شریک ہیں کیا ان کے نزدیک عالم بذاتہ موجود ہے یا جو فسطائیہ کی طرح عقیدہ حقائق الاشیاء ثابتاً (اشیاء کی حقیقت ثابت ہے۔ ت) سے منکر ہیں اور جب کچھ نہیں تو کیا ظلم ہے کہ جو محاورے صبح و شام خود بولتے رہیں مسلمانوں کے شرک بنانے کو ان کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں، کیا مسلمان پر بدگمانی حرام قطعی نہیں، کیا اس کی مذمت پر آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ ناطق نہیں بلکہ انصاف کی آنکھ کھلی ہو تو اس ادعا سے ضمیمت کا درجہ تو بدگمانی سے بھی گزرا ہوا ہے سو سوائے ظن کے لے اس گمان کی گنجائش تو چاہئے، مسلمان کے بارہ میں ایسے خیال کا احتمال ہی کیا ہے اس کا موجد ہونا ہی اس کی مراد پر گواہ کافی ہے کسب لایخفی عند حکم من لد عقل و دین (جیسا کہ کسی صاحب عقل و دین پر پوشیدہ نہیں ہے) فتاویٰ خیرہ کتاب الایمان میں ہے :

مسئل فی سرجل حلفت انہ لا یدخل
ہذا الدار الا انت یحکم علیہ
الداہر فدخل هل یحذث
اجاب لا و هذا محبانہ من
السوحد و اذا دخل فقد حکم ای
قضی علیہ سبب الدہر بد خولہ
و هو مستثنی فلا حدث
بتلخیص۔

ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس نے قسم کھائی ہے کہ جب تک مجھے دہر حکم نہیں دے گا میں اس گھر میں داخل نہیں ہوں گا، اور وہ داخل ہو گیا، کیا وہ قسم توڑنے والا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ تحریر ہے کہ حاشا نہیں ہوا، یہ کلمہ مجازی ہے، موجد جو خدا کو ایک ماننا ہے اس سے شرک کا صدور ناممکن ہے۔ جب داخل ہوا تو رب الدہر یعنی خدا کے حکم سے داخل ہوا اس لئے وہ حاشا نہیں ہوا (مخلصاً دت)

تو ایسا ناپاک اور عاید گمانی نہیں صریح اقرار ہے کہ وہ بھی مسلمان پر، وہ بھی کفر کا، مگر قیامت تو نہ آئیگی، حساب تو نہ ہوگا ان جنائث کے دعووں سے سوال تو نہ کیا جائے گا، مسلمان کی طرف سے لالہ الا اللہ تھبگڑا ہوا تو نہ آئے گا۔ سنتمگر! جواب تیار رکھ اس سختی کے دن کا، وسیعہ الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پٹا کھائیں گے۔ ت)

بآئندہ اس احتمال کی تو یہاں راہ ہی نہیں بلکہ انھیں دُوسرے ایک مراد بالیقین یعنی اسناد غیر ذاتی کسی قسم کی ہوا اب جو اسے شرک کہا جاتا ہے تو اس کی دُوسری صورتیں متصور بنظر مصداق نسبت یا بنفس حکایت۔

آول یہ کہ غیر خدا کے لئے ایسا اقصاف ماننا ہی مطلقاً شرک اگرچہ مجازی ہو، جس کا حاصل اس مسئلہ میں یہ کہ حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دفع بلا کے سبب و وسیلہ و واسطہ بھی نہیں کہ مصداق نسبت کسی طرح متحقق ہو غیر خدا کو ایسے امور میں سبب ہی ماننے وہ بھی شرک۔
دوم یہ کہ ایسی نسبت و حکایت خاص بذاتہ احدیت جل و علا ہے غیر کے لئے مطلقاً شرک اگرچہ اسناد غیر ذاتی مانے، آدمی اگر عقل و ہوش سے کچھ بھی بہرہ رکھتا ہو تو غیر ذاتی کا لفظ آتے ہی شرک کا خاتمہ ہو گیا کہ جب بعبطائے الہی مانا تو شرک کے کیا معنی برخلاف اس طاعی سرکش کے جو عقل کی آنکھ پر مسکا برہ کی پٹی باندھ کر صاف کہتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے کسی سفیر مجنوں سے

عہ فرق یہ کہ اول میں حکم منع حکایت منظر لطلان و عدم مطابقت ہو گا یعنی واقعہ میں موضوع ایسے صفت سے متصف ہی نہیں جو اس حکایت کا صحیح ہو، اور دوم میں حکایت خود ہی محذور ہوگی

اگر صادق ہو کہ صدق و صحت اطلاق الزام نہیں،
الانترجی انا نو من بامت محمدنا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اعز عزیز و اجل جلیل من
خلق اللہ عز وجل و لکن لا یقال محمد
عز وجل بل صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوق الہی میں ہر عزیز سے بڑھ کر عزیز اور ہر جلال والے سے بڑھ کر جلیل ہیں مگر محمد عز وجل نہیں کہا جاتا بلکہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔

(ت)

تو درجہ اول میں ہمیں یہ بیان کرنا ہے کہ اسناد غیر ذاتی کا مطلقاً متحقق، اور دوم میں یہ کہ یہ اطلاق یقیناً جائز۔ مگر ظاہر کہ دلائل و جبہ دوم سب دلائل و جبہ اول بھی ہیں کہ حکایات الہیہ و نبویہ قطعاً صادق۔ لہذا ہم انھیں جانب کثرت بقلبت توجہ کریں گے خصوص وجہ ثانی بکثرت لائیں گے و باللہ التوفیق ۱۲ مزد امت فیوضہ۔

کیا کہا جائے گا کہ صفتِ الہی بے طائے الہی نہیں تو جو بے طائے الہی ہے صفتِ الہی نہیں، تو اس کا اثبات اصلاً کسی صفتِ الہی کا اثبات بھی نہ ہوا نہ کہ خاص صفتِ ملزومہ الوہیت کا کہ شرک ثابت ہو بلکہ یہ تو بالبدلتہ صفتِ ملزومہ عبدیت ہوتی کہ بے طائے غیر کسی صفت کا حصول تو بندہ ہی کے لئے معتدل تو اس کا اثبات صراحتاً عبدیت کا اثبات ہوا نہ کہ معاذ اللہ الوہیت کا، ایک ہی حرف تمام شرکیات و باہیہ کو کیفرِ چٹانی کے لئے بس ہے، مگر مجھے تو یہاں وہ بات ثابت کرنی ہے جس پر میں نے یہ تمہید اٹھائی ہے یعنی ان صاحبوں کا حکمِ شرک اللہ و رسول تک متعدی ہونا ہاں اس کا ثبوت لیجئے ابھی بیان کر چکا ہوں کہ اس حکمِ ناپاک کے لئے دو ہی وجہیں متصور، ان میں سے جو جو لیجئے ہر طرح یہ حکم معاذ اللہ اللہ و رسول تک منجرِ جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

باب اول

وہر اول پر فصوص سنیے اس میں چھ آیتیں اور ساٹھ حدیثیں، جملہ چھیانوے آیتیں ہیں۔

فصل اول آیات کریمہ میں

آیت ۱: قال الله عز وجل،

وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم
اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب! تو ان میں تشریف فرما ہے۔

سبحان اللہ! ہمارے حضور و افخ البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفار پر سے بھی سبب دفع بلا ہیں پھر مسلمانوں پر تو خاص روف و رحیم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت ۲:

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين
ہم نے تو بھیجا تجھیں مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

پڑھا ہر کہ رحمت سبب دفع بلا و رحمت (خوب ظاہر ہے کہ رحمت سبب ہے مصیبت و زحمت کی دور کاری)
آیت ۳:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جَاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدهم الله توابا رحيمًا
اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور معافی مانگیں ان کے لئے رسول تو بیشک اللہ کو توبہ کرنے والا مہربان پائیں۔

آیہ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پر نور عفو و غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

۱۔ القرآن الکریم ۳۳/۸

۲۔ " ۱۰۴/۲۱

۳۔ " ۶۴/۴

بارگاہ میں حاضری سبب قبولِ توبہ و دفعِ بلا سے عذاب ہے بلکہ آیت بیمار دلوں پر اور بھی بلا و عذاب کہ رب العزت قادر تھا یونہی گناہ بخش دے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ توبہ قبول ہونا چاہو تو ہمارے بیمارے کی سرکار میں حاضر ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔

آیت ۴

ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت صواحبہ
اگر اللہ تعالیٰ آدمیوں کو آدمیوں سے دفع نہ فرماتے تو ہر ملت و مذہب کی عبادت گاہ ڈھادی جاتے۔

معلوم ہوا کہ مجاہدین آکر دو واسطہ دفع بلا ہیں۔

آیت ۵

ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل على العالمين
اگر نہ ہوتا دفع کرنا اللہ عزوجل کا لوگوں کو ایک دوسرے سے تو بیشک تباہ ہو جاتی زمین مگر اللہ فضل والا ہے سارے جہان پر۔
ائمہ مفسرین فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سبب کافروں اور نیکیوں کے باعث بدوں سے بلا دفع کرتا ہے۔

آیت ۶

ولو لا رجال مؤمنون ونساء مؤمنات لم تعلموهم ان تطوهم فتصيبكم منهم معدة بغير علم ليدخل الله في رحمته من يشاء لو تضرعتم لعدائنا الذين كفروا منهم عذابا اليما
اور اگر نہ ہوتے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جن کی تمہیں خبر نہیں کہیں تم انہیں روند ڈالو تو ان سے تمہیں انجانی میں مشقت پہنچے تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں لے لے وہ اگر الگ ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

سۃ القرآن الکریم ۴۰/۲۲

۲۵۱/۲

۲۵/۲۸

یہ فتح مکہ سے پہلے کا ذکر ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرے کے لئے مکہ معظمہ تشریف لائے ہیں اور کافروں نے مقام حدیہ میں روکا شہر میں نہ جانے کیا صلح پر فیصلہ ہوا ظاہر کی نظر میں اسلام کے لئے ایک دہتی ہوئی بات تھی اور حقیقت میں ایک بڑی فتح نمایاں تھی جسے اللہ عزوجل نے انا فتحنا لک فتحنا حبیناً (بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی ہے) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسکین کو یہ آیت نازل فرمائی کہ اس سال تمہیں داخل مکہ نہ ہونے دینے میں کمی حکمتیں تھیں مکہ معظمہ میں بہت مرد و عورت مغلوبی کے سبب خفیہ مسلمان ہیں جن کی تمہیں خبر نہیں تم قہراً جاتے تو وہ بھی تیغ و بند کے روندے نہیں آجاتے اور ان کے سوا بھی وہ لوگ ہیں جو ہنوز کافر ہیں اور عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں لے گا اسلام دے گا ان کا قتل منظور نہیں ان وجہ سے کفار مکہ پر سے عذاب قتل و قہر موقوف رکھا گیا یہ سب لوگ الگ ہو جاتے تو ہم ان کافروں پر عذاب فرماتے۔ کیسا صریح روشن نص ہے کہ اہل اسلام کے سبب کافروں پر سے بھی بلا دفع ہوتی ہے و اللہ الحمد۔

فصل دوم احادیث عظیمہ میں

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱: کہ رب العزت جل و علا فرماتا ہے :

اِنَّیْ لَا اَھْمَ بَاھِلِ الْاَمْرَضِ عَذَابًا فَاِذَا
نَظَرْتُ اِلَیْ عُمَارِیْمُوْیَ وَالتَّحَابِیْنِ
فِی الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ صَوَفْتُ
عَنْھُمْ ۔ اَلْبِیْھَقِیْ فِی الشَّعْبِ عَنْ
النَّسِیْنِ مَا لَکَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
عَنِ النَّسِیِّ صَلٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
سَلَامٌ قَالَ اَمَّا اللّٰہُ تَعَالٰی یَقُوْلُ
الْحَدِیْثُ ۱؎

میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب
میرے گھر آہاد کرنے والے اور میرے لئے باہم
محبت رکھنے والے اور پچھلی رات کو استغفار
کرنے والے دیکھتا ہوں اپنا غضب ان سے
پھیر دیتا ہوں۔ (بیہقی نے شعب الایمان
میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں
نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ
فرمایا اللہ تعالیٰ یہ حدیث بیان فرماتا ہے رت)

۱؎ القرآن الکریم ۴۸/۱

۲؎ شعب الایمان

کنز العمال

حدیث ۹۰۵۱

۲؎ ۴۴۴/۲

دار الکتب العلمیہ بیروت

مؤسستہ الرسالہ بیروت

۵۰۰/۶

۵۵۵/۷

حدیث ۲ : کہ حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لولا عبادة الله تركه وصبيته مرضه وبهائمه من ثم قصب عليكم العذاب صبتا ثم مرض من ضا - الطبراني في الكبير والبيهقي في السنن عن مسافع النخعي رضي الله تعالى عنه .

اگر نہ ہوتے اللہ تعالیٰ کے نمازی بندے اور دودھ پیتے بچے اور گھاس پھرتے چوپائے تو بیشک عذاب تم پر بہتی ڈال جاتا پھر مضبوط و محکم کر دیا جاتا (طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے سنن میں مسافع النخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۔ ت)

حدیث ۳ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ان الله تعالى ليدفع بالمسلم الصالح عن مائة اهل بيت من حيوانه البلاء .

بیشک اللہ عز و جل نیک مسلمان کے سبب اس کے چھائے میں سو گھروں سے بلا دفع فرماتا ہے ۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ حدیث روایت فرما کر آیہ کریمہ ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض لماوت کی

سراواہ عنہ الطبرانی فی الکبیر و عبد اللہ بن احمد ثم البغوی فی المعالم .

طبرانی نے کبیر میں ابن عمر سے اور عبد اللہ بن احمد پھر بغوی نے معالم میں اس کو روایت کیا ۔ ت)

حدیث ۴ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من استغفر للمؤمنين والمؤمنات كل يوم سبعاً وعشرين مرة كانت من الذین يستجاب

جو ہر روز ستائیس بار سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کئے وہ ان لوگوں میں ہو جن کی دعا قبول ہوتی ہے

السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب صلوة الاستقار باب استجاب الخرج الخ مجلس الثم العاشر فی ۳۸۵

المعجم الکبیر حدیث ۷۸۵ المكتبة الفیصلیة بیروت ۳۰۹/۲۲

معالم الشریع (تفسیر البنوی) تحت الآیة ۲/۲۵۱ دار الکتب العلمیة بیروت ۱/۱۷۷

الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی الترغیب من ازی البحار حدیث ۳۹ مصطفیٰ البانی مصر ۳۶۳/۲

الدر المنثور تحت الآیة ۲/۲۵۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۷۲۶

لهم ويورثهم اهل الارض - اور ان کی برکت سے تمام اہل زمین کو رزق ملتا ہے
 الطبرانی فی الكبير عن ابی الدرداء رضی اللہ (طبرانی نے کبیر میں ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 تعالیٰ عنہ بسند جيد - سے سند جيد کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

حدیث ۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
 هل تصرون وتورقون الا بضعفا شکو - کیا تمہیں مدد و رزق کسی اور کے سبب بھی
 البخاری عن سعد بن ابی وقاص - ملتا ہے سوائے اپنے ضعیفوں کے۔ (بخاری
 مرضی اللہ تعالیٰ عنہ - نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا۔ ت)

حدیث ۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:
 ان الله ينصر القوم باضعفهم - بیشک اللہ تعالیٰ قوم کی مدد فرماتا ہے ان کے
 الحارث فی مسنده عن ابن عباس - ضعیف تر کے سبب۔ حارث نے اپنی مسند
 مرضی اللہ تعالیٰ عنہما - میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 روایت کیا۔ ت)

حدیث ۷: زمانہ اقدس میں دو بھائی تھے ایک کسب کرتے، دوسرے خدمت والے حضور
 واقع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے۔ کمانے والے ان کے شاکی ہوئے، فرمایا،
 لعلک تترثق به - الترمذی وصححه کیا عجب کہ تجھے اس کی برکت سے رزق ملے۔
 والحا کہ عن انس مرضی اللہ تعالیٰ عنہ - (اسے ترمذی نے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی،
 اور حاکم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
 کیا۔ ت)

۴۶۱/۱	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۲۰۶۸	۱۰ کثر اعمال
۴۰۵/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب من استعان بالضعفاران	۱۱ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب من استعان بالضعفاران
۳۵۶/۴	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	حدیث ۱۰۸۸۲	۱۲ کثر اعمال
۳۶/۱	دار الکتب العلمیۃ بیروت	۵۱۰	۱۳ الجامع الصغیر
۱۵۴/۴	دار الفکر بیروت	حدیث ۲۳۵۲	۱۴ سنن الترمذی کتاب الزہد
۹۴/۱	دار الکتب العلمیۃ بیروت	خطبہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع	۱۵ المستدرک للحاکم کتاب العلم خطبہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع

حدیث ۸ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،

الابدال فی امتی ثلثون بہم تقوم
الامرض و بہم تطرون و بہم تنصرون
الطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ مرضی اللہ
تعالیٰ عنہ بسند صحیح ۔

ابدال میری امت میں تیس ہیں انھیں سے زمین
قائم ہے انھیں کے سبب تم پر عینہ اُترتا ہے
انھیں کے باعث تمھیں مدد ملتی ہے (طبرانی
نے کبیر میں عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند
صحیح روایت کیا ۔ ت)

حدیث ۹ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،

ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ایک مرتنا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے
وہ مرا قائم کرتا ہے ۔

یُسْقٰی بہم النغیث و ینتصر بہم علی
الاعداء و یصون عند اہل الشام
بہم العذاب ۔ احمد علی کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ بسند حسن ۔

انھیں کے سبب عینہ دیا جاتا ہے انھیں سے
دشمنوں پر مدد ملتی ہے انھیں کے باعث شام
والوں سے عذاب بھرا جاتا ہے (امام احمد
نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بسند حسن
روایت کیا ۔ ت)

دوسری روایت یوں ہے ،

یُصون عن اہل الامر ض البلاء
والغرق ۔ ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ۔

انھیں کے سبب اہل زمین سے بلاء اور غرق
دفع ہوتا ہے (ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے روایت کیا ۔ ت)

حدیث ۱۰ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،

لہ کثر العمال بحوالہ عبادۃ بن الصامت حدیث ۳۴۵۹۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۱۸۶
بحج الزوائد باب ما جاء فی الابدال الخ دار الکتب بیروت ۱۰/۹۳
الجامع الصغیر بحوالہ الطبرانی عن عبادۃ بن الصامت حدیث ۳۰۳۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۸۲
سکھ مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۱۲
سکھ تاریخ دمشق یکبیر باب ما جاء ان بالشام کون الابدال دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۱۳

اہلِ شام میں ہیں،

بہم یبصرون وبہم یرزقون۔ الطبرانی
فی الکبیر عن عوف بن مالک وقتب
الاوسط عن علی بن المرثضی رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کلاهما بسند حسن۔

وہ انھیں کی برکت سے مدد پاتے ہیں اور انھیں
کی وسیلہ سے رزق۔ (طبرانی نے کبیر میں عوف
بن مالک سے اور الاوسط میں علی المرثضی رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے دونوں میں بسند حسن روایت
کیا۔ ت)

حدیث ۱۱، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لن تخلوا الارض من امر بعینہ را جلا
مثل ابراہیم خلیل اللہ الرحمن فیہم
تسقون وبہم تنصرون۔ الطبرانی
فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ
عنه بسند حسن۔

زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس لاکھ آدمیوں سے کہ
ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے
پر ہوں گے، انھیں کے سبب تمہیں مینہ ملے گا
اور انھیں کے سبب مدد پادے گے (طبرانی نے
اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۲، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لن تخلوا الارض من ثلاثین مثل
ابراہیم بہم تغاثون وبہم ترزقون
وبہم تمطرون۔ ابن جبان فی تاریخہ
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والثناء سے غوث
میں مشابہت رکھنے والے تین شخص زمین
پر ضرور رہیں گے، انھیں کی بدولت تمہاری
فریاد سنی جائے گی اور انھیں کے سبب
رزق پادے گا اور انھیں کی برکت سے مینہ دے جائے گا (ابن جبان نے اپنی تاریخ میں حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

۶۵/۱۸	۱۰۱۲۔ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	۱۔ المعجم الکبیر عن عوف بن مالک حدیث
۶۵/۵	مکتبۃ المعارف ریاض	حدیث ۱۱۳
۱۸۶/۱۲	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	۳۴۶۰۳
۱۸۶/۱۲	۳۴۶۰۲ حدیث	۳۴۶۰۲

۲۔ المعجم الاوسط
کنز العمال

۳۔ کنز العمال بحوالہ ابن ابی ہریرۃ

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لا یزال اربعون رجلاً مع اہل قلوبہم
علی قلب ابراہیم یدفع اللہ بہم
عن اهل الارض یقال لہم الابدال
ابونعیم فی الحلیۃ عن عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ
اُن کے دل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
دل پر چوں گے اللہ تعالیٰ اُن کے سبب زمین
والوں سے بلا دفع کرے گا ان کا لقب ابدال
ہوگا (ابونعیم نے حلیہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لا یزال اربعون رجلاً یحفظ اللہ
بہم الارض کلماتہ رجلاً
ابدال اللہ مکانہ آخر وہم فی
الارض کلہا۔ الخلل عن
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے جن سے
اللہ تعالیٰ زمین کی حفاظت لے گا جب اُن
میں ایک انتقال کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے
بدلے دوسرا قائم فرمائے گا، اور وہ ساری زمین
میں ہیں۔ (خلل نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے خلق میں تین سوا لیا۔ ہیں کہ ان کے دل قلب آدم رہیں اور
چالیس کے دل قلب موسیٰ اور سات کے قلب ابراہیم اور پانچ کے قلب جبریل اور تین کے
قلب میکائیل اور ایک کا دل قلب اسرائیل پر ہے علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔ جب وہ ایک
موتا ہے تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے، اور جب اُن میں سے کوئی انتقال کرتا
ہے تو پانچ میں سے اس کا بدل کیا جاتا ہے اور پانچ والے کا عوض سات اور سات کا
چالیس اور چالیس کا تین سوا اور تین سوا کا عام مسلمان سے،

لہ حلیۃ الاولیاء ترجمہ زید بن وہب ۲۶۳ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۳/م
کنز العمال بحوالہ طب عن ابن مسعود حدیث ۳۴۹۱۲ موسستہ الرسالہ ۱۹۰/۱۲
۱۹۱/۱۲ " " الخلل عن ابن عمر " " ۳۴۹۱۲ " " " " ۱۹۱/۱۲

فہم یحییٰ ویبیت ویعط و ینبیت
و یدفع البلاء۔ ابو نعیم فی الحلیۃ
وابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

۳۵۶
انہیں تین سو چھپن اولیاء کے ذریعہ سے حلق کی
حیات موت، عینہ کا برستا، نہایت کا اگنا،
بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے (ابو نعیم نے حلیہ
میں اور ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

قرء القرآن ثلثۃ (فذا کو الحدیث الی
اُن قال) ورجل قرأ القرآن
فوضع دواء القرامط علی داء
قلبه فاسهر به لیلہ واطمأ بہ
نهارہ و قاموا فی مساجدہم
واجبوا بہ تحت برانسہم فہو لاق
یبدفع اللہ بہم البلاء ویؤیل من
الاعداء ویسزل غیث السماء
فواللہ ہو لاء من قراء
القرآن اعز من
الکبریٰ الاحمر۔ ابن حبان
فی الضعفاء و ابو نصر
السجری فی الابانۃ
والدیلمی عن بویدة رضی اللہ

تین قسم کے آدمیوں نے قرآن پڑھا (دو قسمیں دنیا
طلب و قاری بے عمل بیان کر کے فرمایا) ایک
وہ شخص جس نے قرآن عظیم پڑھا اور دوا کو اپنے
دل کی بیماری کا علاج بنایا تو اس نے اپنی رات
جاگ کر اور اپنا دن پاس یعنی روزے میں کاٹا
اور اپنی مسجدوں میں قرآن کے ساتھ نمازیں
کیاں کیا اور اپنی زبا نہ ٹوٹ پائی اپنے نرم آواز سے
اس کے پڑھنے میں روئے، تو یہ لوگ وہ ہیں
جن کے طفیل میں اللہ تعالیٰ بلا کو دفع فرماتا اور
دشمنوں سے مال و دولت و غنیمت دلاتا اور آسمان
سے عینہ برساتا ہے خدا کی قسم قاریان قرآن میں
ایسے لوگ گوگرد و سرخ سے بھی کیا تریں۔
(ابن حبان نے الضعفاء میں اور ابو نصر سجری
نے ابانۃ میں اور دیلمی نے حضرت بریدہ رضی اللہ

- ۱۔ حلیۃ الاولیاء مقدمۃ الکتاب دار الکتاب العربی بیروت ۹/۱
تاریخ دمشق البکیر باب جاران ہا الشام کیوں الخ دار احیاء التراث العربی ۲۲۳/۱
۲۔ شعبہ الایمان حدیث ۲۶۲۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵۳۱/۲ و ۵۳۲
کنز العمال بحوالہ حب فی الضعفاء و ابی نصر السجری الخ حدیث ۲۸۸۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶۲۲/۱

تعالیٰ عنہ و رواہ البیهقی فی الشعب
عن الحسن البصری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ۔

تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی نے شعب میں حضرت حسن
بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۔

(ت)

حدیث ۱۷ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :
النجوم امانة للسماء فاذا ذهبت
النجوم اتي السماء ما توعد ، وانا
امنة لاصحابي فاذا ذهبت اتي
اصحابي ما يوعدون ، واصحابي امانة
لامتي فاذا ذهب اصحابي اتي
امتي ما يوعدون ۔

ستارے آمان ہیں آسمان کے لئے ، جب ستارے
جاتے رہیں گے آسمان پر وہ آئے گا جس کا اس
سے وعدہ ہے یعنی شی ہونا فنا ہو جائے اور میں
آمان ہوں اپنے اصحاب کے لئے جب میں تشریف
لے جاؤں گا میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس
کا اُن سے وعدہ ہے یعنی مشاجرات ۔ اور
میرے صحابہ آمان ہیں میری امت کے لئے جب
میرے صحابہ نہ رہیں گے میری امت پر وہ آئیگا
جس کا اُن سے وعدہ ہے یعنی ظہور کذب و
مذہب فاسدہ و قسطنطین کفار ۔

صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ۔

سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے ۔ (ت)

احمد و مسلم عن ابی موسیٰ الاشعری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

امام احمد و مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۔ (ت)

حدیث ۱۸ و ۱۹ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،

النجوم امان لاهل السماء و اهل بیتی
امانت لاصتی ۔

ستارے آسمان والوں کے لئے آمان ہیں اور
میرے اہل بیت میری امت کے لئے پناہ ۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب بیان ان بقار النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحاب قیدی کثبانہ کراچی ۳۸۸
مسند احمد بن حنبل عن ابی موسیٰ الاشعری المکتب الاسلامی بیروت ۳۹۹ م
۲۔ الصواعق المحرقة باب الامان ببقائهم دار المکتب العلمیہ ۳۵۱ م

اقول اگر اہلبیت کو ام میں تقسیم ہو جیسا کہ ظاہر حدیث ہے تو غالباً یہاں ہلاک مطلق و ارتفاع قرآن عظیم و ہر کعبہ معظمہ و ویرانی مدینہ طیبہ سے پناہ مراد ہو کہ جب تک اہل بیت اطہار رہیں گے یہ جائگزا بدلتی نہیں پیش نہ آئیں گی۔ واللہ ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور بر تقدیر خصوص ظہور طوائف ضالہ مراد ہو

کما فی سوا یت ابو یعلیٰ فی مسندہ
عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ
عنہ لبسند حسن والمحاکم فی المستدرک
وصحیح و تعقب عن ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما و لفظہ النجوم
امان لاهل الامرض من الغرق و اهل بیتی
امان لامتی من الاختلاف الحدیث۔
جیسا کہ مسند ابو یعلیٰ کی روایت میں سلم بن اکوع
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن ہے۔ اور
حاکم نے مستدرک میں اسے روایت کیا اور اسکی
تصحیح کی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے
اس کی پیروی کی ان کے الفاظ یہ ہیں و ستائسہ
زمین والوں کے لئے عرق ہونے سے امان ہیں
اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے اختلاف
سے امان ہیں، الحدیث۔ (ت)

حدیث ۲۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اہل بیتی امان لامتی فاذا ذهب
اہل بیتی اتاہم ما یوعدون
المحاکم و تعقب عن جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
میرے اہلبیت میری امت کے لئے امان ہیں
جب اہل بیت نہ رہیں گے امت پر وہ آئینگا
جو ان سے وعدہ ہے (حاکم نے روایت کی
اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیروی
کی۔ ت)

حدیث ۲۱: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ انھوں نے فرمایا:

کان من دلائل عمل رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انت کل
دابة کانت لقریش نطقت ثلاث
نبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حمل مبارک کی
نشانیوں سے تھا کہ قریش کے جتنے چوپائے تھے
سب نے اُس رات کلام کیا اور کہا رب کعبہ کی

لہ المستدرک للحاکم کتاب معرفة العصابة اہل بیتی امان لامتی وار الفکر بیروت ۱۳۹/۳

الليلة وقالت تحيل رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم وسباب الكعبة وهو امان
الدنيا وسراج اهلها.

قسم! رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمل میں
تشریف فرما ہوئے وہ تمام دنیا کی پناہ اور
اہل عالم کے سورج ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم۔

حدیث ۲۲ و ۲۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

أطلبوا الحوائج الى ذوى الرحمة من
امتى ترمقوا وفي لفظ أطلبوا الفضل
عند الرحماء من أمتى تعيشوا
في أكتافهم فان فيهم من رحمتى
وفي لفظ أطلبوا الفضل من الرحماء
وفي رواية أخرى أطلبوا المعروف من
من رحماء امتى تعيشوا في أكتافهم
العقيلي والطبراني في الاوسط واللفظ
الاول واجب حبان والحراطي والفضائي
وابوالحسن الموصلي والحاكم في التاريخ
بالتأني والعقيلي بالثالث كلهم عن
سعيد الخدري والاخرى للحاكم في
المستدرک عن علي المرتضى رضي الله

میرے رحم دل اقیوں سے حاجتیں مانگو رزق پائے
اور ایک روایت میں ہے ان سے فضل طلب
کرو ان کے دامن میں آرام سے رہو گے کہ
ان میں میری رحمت ہے۔ اور ایک اور روایت
میں ہے میرے رحم دل اقیوں سے بھید لائی چاہو
ان کی پناہ میں چین سے رہو گے۔ عقیلی اور
طبرانی نے اوسط میں بلفظ اول اور ابن حبان
نحراطی، فضائی، ابوالحسن موصلی اور حاکم نے
تاریخ میں بلفظ دوم جبکہ عقیلی نے بلفظ
نوم روایت کیا ہے۔ ان سب نے ابوسعید
حندری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے اور مستدرک حاکم میں دوسری
روایت میں بروایت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عن التماسن الكبرى بحواله ابى نعيم عن ابن عباس باب ما ظهر في ليلة مولده الخ مركز المصنف كثر ائنه ۴
كثر العمال بحواله عن طس عن ابى سعيد حديث ۱۶۸۰۱ مؤسسة الرسالة بيروت ۵۱۸/۶
الجامع الصغير " " " " ۱۱۰۶ دار الكتب العلمية ۴۲/۱
" " " " " " ۱۱۱۴ " " ۴۲/۱
كثر العمال بحواله " " " " ۱۶۸۰۹ مؤسسة الرسالة ۵۱۹/۶
عن المستدرک للعالم كتاب الرقاق اهل المعروف في الدنيا الخ دار الفكر ۳۴۱/۴
كثر العمال حديث ۱۶۸۰۴ مؤسسة الرسالة ۵۱۹/۶

عندہ ہے۔ (ت)

تعالیٰ عنہما۔

حدیث ۲۴ تا ۳۷ ذکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
أطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوه ینہ

حج کر معنی بود و صورت خوب را

کہ یہ خوش رو حضرات اولیائے کرام ہیں کہ حسن ازلی جن سے محبت فرماتا ہے،
من کثرت صلواتہ باللیل حسن
(جرات کو کثرت سے نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ
اس کے چہرے کو دن کی روشنی جیسا حسن
عطا کر دیتا ہے۔ ت)

اور جو کامل و سنیائے شامل بھی انھیں کا حصہ کہ وقت عطا شدتہ رونی جن کا ادنیٰ ثمرہ۔

طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے ان ہی لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔
عقلی و خطیب، تمام رازی اپنی فوائد میں،

طبرانی کبیر میں اور بہقی شعب الایمان میں ان ہی
سے راوی ہیں۔ ابن ابی الدیلمی نے قضاء الحوائج
میں، عقلی و وارقطنی نے افراد میں، طبرانی

نے اوسط میں، تمام اور خطیب نے براست
مالک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ ابن عساکر اور خطیب نے اپنی

تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
عندہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے اوسط میں،
عقلی و خرائطی نے اعتلال القلوب میں،

تمام و ابو سہل اور عبد الصمد بن
المنکبۃ الفیضیۃ بیروت ۱۱/۸۱
مرستۃ الرسالۃ بیروت ۸۳/۷

۱۱۱۰ حدیث ۲۱۳۹۲
۲۱۳۹۲ حدیث ۲۱۳۹۲
۲۱۳۹۲ حدیث ۲۱۳۹۲

عبد الرحمن البزاز في جزئه وصاحب
المهرانيات فيها عن جابر بن عبد الله،
وعبد بن حميد في مسنده وابن حبان
في الضعفاء وابن عدي في الكامل و
السنن في الطيوريات عن ابن عمر،
وابن النجاشي في تاريخه عن
امير المؤمنين عليه، والطبراني في
الكبير عن ابني خزيمة وتمام عن
ابن بكرة، والبحار في التماسيخ و
ابن ابى الدنيا في قضاء الحوائج و
ابو يعلى في مسنده، والطبراني في
الكبير والعقيلي والبيهقي في شعب
الايمان وابت عساكر من المؤمنين
الصديقة كلهم بلفظ اطلبوا
الخير عند حسان الوجوه، كما

عبد الرحمن بزار نے اس کو اپنی جرد میں اور
صاحب مہرانیات نے مہرانیات میں حضرت
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
کیا۔ جبکہ عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، ابن حبان
نے ضعفاریں، ابن عدی نے کامل میں اور سنن
نے طویریات میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
کیا۔ ابن بزار نے اپنی تاریخ میں امیر المؤمنین علی مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ طبرانی نے کبیر میں ابو خنیفہ
سے اور تمام نے ابوبکر سے روایت کیا۔ بخاری نے
تاریخ میں، ابن ابی الدیانا نے قضاء الحاجات میں،
ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں، طبرانی نے کبیر میں عقیلی
و بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر
نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا سے روایت کیا ہے۔ ان سب نے یاس
الفاظ ذکر کیا ہے کہ خوش رویوں کی جگہ فی طلب کرو جیسا کہ

۹/۹	لغات السادة المتقين كتاب الصبر والشكر بيان حقيقة النعمة واقسامها دار الفکر بیروت
۱۲۳/۱ و ۱۲۳	کشف الخفائر تحت الحديث ۳۹۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۸۵/۴	تاریخ بغداد ذکر مشائی الاسماء دار الکتاب بیروت
۱۱/۴	ترجمہ ابوبن الولید ۳۴۸۳
۴۳/۱۱	عبد الصمد بن احمد ۵۷۲۲
۱۵۶/۱۳	عصمة بن محمد الانصاری ۷۱۴۱
۳۰۴۰/۳	الضعفاء الکبیر حدیث ۱۳۶۶ دار الکتب العلمیۃ
۲۷۹/۳	شعب الایمان تحت الحديث ۳۵۴۳

(باقی بر صفحہ آئندہ)

عند الأكثر أو التمسوا كما لتمام عن
ابن عباس والخطيب عن انس والطبرانی
عن ابی خُصیفَة اذ ابتغوا كما للدارقطني
عن ابی هريرة ولفظه عند ابن عدي
عن امر المؤمنين اطلبوا الحاجات
وهو في كامله والبيهقي في شعب

اکثر کے نزدیک ہے۔ یا اطلبوا کی جگہ التمسوا
ہے جیسا کہ تمام نے ابن عباس، خطیب نے
حضرت انس اور طبرانی نے ابو خسیفہ سے روایت
کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یا لفظ ابتغوا ہے جیسا کہ
دارقطنی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا۔ ابن عدی کی کامل
میں بڑا ام المؤمنین حدیث کے الفاظوں میں کہ اپنی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

- موسوعة رسائل ابن ابی الدنيا قضاء الحاجات حدیث ۵۳ مؤسسه الكتب النفعیة بیروت ۵۱/۲
- كنز العمال بحواله قطنی الافراد حدیث ۱۶۹۹۲ مؤسسه الرساله بیروت ۵۱۶/۶
- المجامع الصغير " " " " دار الكتب العلمیة " ۹/۱
- " " " " " " " " " " ۲۲/۱
- المعجم الاوسط عن ابی هريرة " ۳۷۹۹ مکتبه المعارف ریاض ۲۷۲/۳
- كنز العمال حدیث ۶۰۵۹۵ مؤسسه الرساله بیروت ۵۱۶/۶
- المعجم الاوسط عن جابر بن عبد الله حدیث ۶۱۱۳ مکتبه المعارف ریاض ۷۱/۷
- مجمع الزوائد باب ما یفعل طالب الحاجه ومن یطلبها دار الكتب بیروت ۱۹۵ و ۱۹۳/۸
- الكامل لابن عدي ترجمه سلیم بن مسلم دار الفکر بیروت ۱۱۶۷/۳
- المنتخب من مسند عبد بن حمید حدیث ۷۵۱ عالم الكتب " ص ۲۲۳
- احتلال القلوب للحرانی حدیث ۳۲۲ و ۳۲۳ مکتبه نزار مطبعه اباز مکتبه المکرمة ۱۶۷ و ۱۶۶/۱
- موسوعة رسائل ابن ابی الدنيا قضاء الحاجات حدیث ۵۱ و ۵۲ مؤسسه الكتب النفعیة بیروت ص ۵۱۵
- الفضاء الكبير ترجمه سليمان بن ارقم ۵۹۹ ۱۲۱/۲ و ترجمه سليمان بن كزانه ۶۲۸ ۱۳۹/۲
- شعب الايمان حدیث ۳۵۳۱ و ۳۵۳۲ دار الكتب العلمیة بیروت ۲۷۸/۳
- المعجم الكبير عن ابی خُصیفَة حدیث ۹۸۳ المکتبه الفیصلیة بیروت ۳۹۹/۲۲
- تاریخ بغداد ترجمه محمد بن محمد ۱۲۸۷ دار الكتب العربیة بیروت ۲۲۶/۳
- كنز العمال بحواله قطنی الافراد عن ابی هريرة حدیث ۱۶۹۹۲ مؤسسه الرساله بیروت ۵۱۶/۶
- الكامل لابن عدي ترجمه الحكم بن عبدالله دار الفکر بیروت ۶۱۲/۲

حاجتا طلب کرو۔ بہیقی نے شعب الایمان میں عبد اللہ بن جراد سے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ "جب بھلائی طلب کرو تو خوشیوں کے پاس طلب کرو۔" احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں یزید القسملی سے ان لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب حاجتا طلب کرو تو خوشیوں کے ہاں طلب کرو۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابن مصعب انصاری، عطاء اور ابن شہاب سے روایت کیا، یہ تینوں حدیثیں مرسل ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (ت)

عن عبد الله بن جراد يلفظ اذا ابتغيتم المعروف فاطلبوه عند حسان الوجوه واحمد بن منيع فلفظ مستند عن يزيد القسملی يلفظ اذا طلبتم الحاجات فاطلبوها وابن ابی شيبه في مصنفه عن ابن مصعب الانصاري وعن عطاء وعن ابن شهاب الثلاثة مراسيل مرضى الله تعالى عنهم اجمعين۔

حدیث ۳۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

نعمتیں مسلمان فقیروں کے پاس طلب کرو کہ روز قیامت ان کی دولت ہے۔ (ابو نعیم نے حدیث میں ابوالریج الساجی سے معضل (سخت مشکل) روایت کی۔ ت)

اطلبوا الابدای عند فقراء المسلمين فان لهم دولة يوم القيمة۔ ابو نعیم فی الحلیة عن ابی الریج الساجی معضل

حدیث ۳۹: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لئے خاص فرمایا ہے لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذاب الہی سے امان

ان الله تعالى عبادا اختصهم لحوالهم الناس يفسزع الناس اليهم فحوالهم اولئك الامنون من عذاب الله۔ الطبرانی

- لہ شعب الایمان حدیث ۱۰۸۷۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۳۵/۴
 ۱۰۸۷۶ کتاب الصبر والشکر بیان حقیقت النعمۃ واقسامها دار الفکر بیروت ۹۱/۹
 کشف الخفا تحت الحدیث ۳۹۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۲۳/۱
 المصنف لابن ابی شیبہ حدیث ۲۶۲۶۹، ۲۶۲۶۸، ۲۶۲۶۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۰۰/۵
 حلیۃ الاولیاء ترجم ابی الریج الساجی ۴۱۸ دار الکتب العربیہ بیروت ۲۹۷/۸

فی الکبیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن۔ میں ہیں (طہرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔ ت)

حدیث ۴۴۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 إذا أراد الله بعبد خيراً أو استعمله
 على قضاء حوائج الناس۔
 البیهقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
 جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے (بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۴۴۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 إذا أراد الله بعبد خيراً أو استعمله
 الناس اليه۔ مسند الفردوس
 عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے لوگوں کا مرجع حاجات بناتا ہے (مسند فردوس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا۔ ت)

حدیث ۴۴۲ و ۴۴۳: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 میری تمھاری کمادت ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی، پنکھیاں اور جھینگر اُس میں گرنا شروع ہوئے وہ انھیں آگ سے ہٹا رہا ہے،
 وانا اخذ بـحـبـز کـم عن النـاس
 و انتـم تـفـلـتـون مـن بـتـدئ۔
 اور میں تمھاری کمری پکڑے تمھیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنا چاہتے ہو۔
 (احمد اور مسلم نے حضرت جابر سے اور احمد نے احمد و مسلم عن جابر و احمد)

۱۔ کذا العمال بحوالہ الطب عن ابن عمر حدیث ۱۶۰۰۹ مکتبۃ الرسالہ بیروت ۳۵۰/۶
 ۲۔ شعب الایمان حدیث ۶۲۵۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۱۴/۶
 ۳۔ الفردوس بما توار الخطاب حدیث ۹۳۸ " " " ۲۲۲/۱
 ۴۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شفقتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امتہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۲۶/۲
 ۵۔ مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۳۹۲/۲
 ۶۔ " " " " " " " " " ۵۲۰/۲

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (ت)

حدیث ۴۴ : کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :
 لیس منکم سرجل الا انا ممسک بحجزتہ تم میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے
 ان یقع فی النار۔ الطبرانی فی الکبیر روک نہ رہا ہوں کہ کہیں آگ میں نہ گر پڑے۔
 عن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (طبرانی نے کبیر میں سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا۔ ت)

حدیث ۴۵ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :
 اللہ عز وجل نے جو حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جانا کہ تم میں کوئی جھانکنے والا اُسے
 ضرور جھانکے گا،

الا وانی ممسک بحجز کمرات تمہارا کمر بند پکڑے ہوں
 تمہا فتوا فی النار کما تمہا فت الفرائض الذباب احمد والطبرانی فی الکبیر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 سُن لو اور میں تمہارے کمر بند پکڑے ہوں کہ کہیں بے درپے آگ میں پھانڈ نہ پڑو
 جیسے پروالے اور مگھیاں۔ (احمد اور طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا۔ ت)

اللہ اکبر ! اس سے زیادہ اور کیا دفع بلا ہوگا، ولکن الوہابیۃ لا یعلمون
 (لیکن وہابی نہیں جانتے۔ ت)۔
 تنبیہ : بائیس سے چوالیس حدیثیں قابل اندراج و حیدر دوم تھیں
 کہ قطعاً للشفقت ہیں درج ہوئیں۔

حدیث ۴۶ تا ۵۲ : سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب عز وجل سے
 دعا کی :

۱۔ المعجم الکبیر عن سمرۃ رضی اللہ عنہ حدیث ۱۰۰، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۶۹/۷
 ۲۔ مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود المکتبۃ الاسلامیۃ بیروت ۴۲۴/۱
 المعجم الکبیر حدیث ۱۰۵۱، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۶۵/۱۰

بن سفیان نے اپنی فوائد میں۔ اور بزار، ابن مردويه،
 غیرہ بن سلیمان فضائل صحابہ میں، ابو نعیم و بیہقی
 دلائل النبوة میں اور ابن عساکر یہ تمام
 امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
 ہیں۔ ترمذی نے انس سے، نسائی نے ابن عمر
 سے، احمد بن حمید و ابن عساکر نے خباب
 بن الارت سے، طبرانی نے کبیر میں اور حاکم
 نے عبد اللہ بن مسعود سے۔ ترمذی، طبرانی اور
 ابن عساکر نے ابن عباس سے اور بغوی نے
 جدیدات میں ربیعہ بن سعدی سے روایت
 کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور ابن عساکر
 نے اس کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 کے عنایت "اللہم اشدد" کے
 لفظ سے روایت کیا اور ابن عساکر کی
 طرح اس کو بلفظ حدیث دوم
 روایت کیا۔ ابو داؤد طیالسی اور شاشی
 نے اپنی فوائد میں اور خطیب نے ابن مسعود
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلفظ صدیق
 روایت کیا جو آگے آ رہا ہے، رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم۔ (ت)

بن سفیان ف فوائدہ والسبڑا و
 ابن مردويه و غیرہ بن سلیمان فی
 فضائل الصحابة و ابو نعیم و البیهقی
 فی دلائلہما و ابن عساکر
 کلہم عن امیر المؤمنین عمر
 و الترمذی عن انس و الشافعی عن
 ابن عمر و احمد بن حمید و ابن
 عساکر عن خباب بن الارت و الطبرانی
 فی الکبیر و الحاکم عن عبد اللہ
 ابن مسعود و الترمذی و الطبرانی
 و ابن عساکر عن ابن عباس و
 البغوی فی الجعديات عن ربیعہ
 السعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 اجمعین، و رواہ ابن عساکر عن
 ابن عمر بلفظ اللہم اشدد، و کابن
 النجار عنہ بلفظ الحدیث الشافعی و
 ابو داؤد الطیالسی و الشاشی فی فوائدہ
 و الخطیب عن ابن مسعود بلفظ
 الصدیق الاقی۔

حدیث ۵۳ تا ۸۷ کہ سید عالم علیہ السلام نے دعا فرمائی:
 اللہم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب الہی خاص عمر بن الخطاب کے ذریعے سے

سہ تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳، ۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴/۵

اسلام کو عزت دے۔ (ابن ماجہ، ابن عساکر،
حاکم اور بیہقی نے اس کو ام المؤمنین صدیقہ سے
روایت کیا اور لفظ خاصۃ کے بغیر اس کو
ابو القاسم طبرانی نے ثوبان سے، حاکم نے زبیر
سے، ابن سعد نے بطریق حسن مجتبیٰ و خدیجہ بن
سلیمان نے صحابہ میں اور لاکانی نے شیعہ میں
اور ابوطالب عساکری نے فضائل صدیق میں اور
ابن عساکر نے، ان سب نے بطریق نزالی بن سبرہ
امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی سے اور ابن عساکر
نے حضرت زبیر اور حضرت علی دونوں سے جیسا کہ
طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوبکر صدیق سے
* ایند الاسلام * کے لفظوں کے ساتھ
روایت کیا ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اجمعین۔ (ت)

خاصۃ۔ ابن ماجہ و ابن عدی
والحاکم والبیہقی عن ام المؤمنین
الصدیقہ و بلا لفظ خاصۃ ابو القاسم
الطبرانی عن ثوبات والحاکم عن
الزبیر و ابن سعد من طریق الحسن
المجتبیٰ و خدیجہ بن سلیمان فی
الصحابة واللائکانی فی الستة و ابوطالب
العشائری فی فضائل الصدیق و
ابن عساکر جمیعاً من طریق النزال بن
سبرہ عن امیر المؤمنین علی و
ابن عساکر عنہما یعنی الزبیر و الامیر
معاً کا طبرانی فی الاوسط عن ابی بکر
الصدیق بلفظ ایند الاسلام صحیح اللہ
تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو عرب تیں اسلام کو طے جو بلائیں
اسلام و مسلمان پر سے دفع ہوئیں مخالفت و موافق سب پر روشن و مبین۔ ولہذا عبد اللہ

۱۵ سنن ابن ماجہ	فصل عمر رضی اللہ عنہ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	ص ۷۱
الکامل لابن عدی	ترجمہ مسلم بن خالد	دار الفکر بیروت	۲۳۱۰/۴
المستدرک للحاکم	کتاب معرفۃ الصحابہ	" " "	۸۲/۳
سنن الکبریٰ	کتاب قسم الفی و الغنیمہ	دار صادر بیروت	۳۷۰/۶
المعجم الکبیر	عن ثوبان حدیث ۱۳۲۸	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	۹۷/۲
تاریخ دمشق الکبیر	ترجمہ عمر بن الخطاب ۵۳۰۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۵۲/۴
کنز العمال	بحوالہ خدیجہ و اللانکائی و العساکری حدیث ۳۶۶۹۸	موسسۃ الرسالہ	۲۳۲/۱۳
المعجم الاوسط	حدیث ۸۲۴۹	مکتبۃ المعارف ریاض	۱۲۰ و ۱۱۹/۹

بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :
 مَا رَأَيْتُ اَعَزَّ مِنْ اِسْلَامِ عُمَرَ -
 الْبَخَارِی فی صحیحہ و البوہاتم الرازی
 فی مسندہ و ابن حبان عنہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ .

ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔
 (امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی بخاری میں اور
 ابوہاتم رازی نے اپنی مسند میں اور ابن حبان
 نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا۔ ت)

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ :
 كَانَ اِسْلَامُ عُمَرَ فَتَحًا وَ هِجْرَتُهُ
 قَصْرًا وَاَمَّا رَتَبُهُ رَحْمَةً لِقَدَمِ اَيَّتِنَا
 وَ مَا نَسْتَطِيعُ اَنْ نَصْلِي بِالْبَيْتِ حَتَّى
 اَسْلَمَ عُمَرُ - رواہ ابو ظاہر السلفی
 و آخرہ لابن اسحق فی سیرتہ
 بمعناہ .

عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا اسلام فتح تھا اور
 ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت
 بیشک میں نے اپنے گروہ صحابہ کو دیکھا کہ جب
 تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہمیں کعبہ معظمہ میں نماز
 پر قدرت نہ ملی۔ (اس کو روایت کیا ابو ظاہر
 سلفی نے اور اس کے بعد سیرۃ ابن اسحق
 میں انہی معنوں میں۔ ت)

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ :
 مَا صَلَّيْنَا ظَاهِرِينَ حَتَّى اَسْلَمَ عُمَرُ

جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہم نے آشکار نماز

۱۔ صحیح البخاری کتاب المناقب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۲۰/۱
 المستدرک للحاکم کتاب معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۸۳/۳
 الطبقات العکبری لابن سعد اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار صادر بیروت ۲۶۰/۳
 صفۃ الصفوة ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ دار المعرفۃ بیروت ۲۶۳/۱

۲۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام اسلام ابن عمر رضی اللہ عنہ دار ابن کثیر بیروت الجزین الاولین ص ۳۴
 اسد الغابۃ ترجمہ ۳۸۲۴ عمر بن الخطاب دار الفکر بیروت ۶۴۸/۳
 الرياض النضرة الباب الثانی فی مناقب عمر - حدیث ۵۸۶ دار المعرفۃ بیروت الجزۃ الثانی ص ۲۴

ظہر الاسلام ودعا الحی اللہ علانیۃ۔
 اخرجہ الدولابی فی الفضائل
 نہ ٹرھی جس دن سے وہ اسلام لائے دین نے غلبہ
 پایا اور انھوں نے علانیہ اللہ عزوجل کی طرف
 بلایا (دولابی نے فضائل میں اسے بیان کیا۔)

صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ جَلَسَا حَوْلَ الْبَيْتِ جُلُفًا
 وَ طُفْنَابَهُ وَ انْتَصَفْنَا مِنْ غُلَظِ
 عَلَيْنَا خَرَجَهُ ابُو الْفَرَجِ فِي صِفَةِ
 الصَّفْوَةِ۔
 جب عمر مسلمان ہوئے ہم گردِ خانہ کبرہ چلتے
 بازو کو بیٹھ گئے اور طواف کیا اور ہم پر جو سختی
 کرتے تھے ان سے اپنا انصاف لیا (ابوالفرج
 نے اسے صفة الصفوۃ میں بیان کیا۔ ستہ)

حدیث ۵۸ : عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لائے ہی حضور اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی :

أَتَى لَأَجِدَ صَفَتَكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا
 مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا الْحَقُّ قَوْلُهُ لَنْ يَقْبُضَهُ
 اللَّهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ حَتَّى
 يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيَفْتَحَ بِهِ أَعْيُنًا
 عَمِيًّا وَإِذَا نَاصَبًا وَ قُلُوبًا غُلْفًا۔
 بیشک میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
 کی صفت کتاب اللہ میں پاتا ہوں اسے نبی یقیناً
 ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اسی اُمت کے تمام
 احوال و افعال پر مطلع اور خوشخبری دینا اور ڈرنا۔
 اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ
 لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے لیے

۱۲ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۱۳ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۱۴ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۱۵ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۱۶ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۱۷ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۱۸ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۱۹ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۲۰ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۲۱ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۲۲ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۲۳ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۲۴ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۲۵ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۲۶ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۲۷ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۲۸ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۲۹ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۳۰ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۳۱ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۳۲ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۳۳ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۳۴ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۳۵ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۳۶ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۳۷ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۳۸ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۳۹ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۴۰ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۴۱ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۴۲ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۴۳ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۴۴ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۴۵ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۴۶ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۴۷ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۴۸ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۴۹ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۵۰ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۵۱ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۵۲ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۵۳ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۵۴ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۵۵ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۵۶ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۵۷ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۵۸ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۵۹ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۶۰ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۶۱ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۶۲ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۶۳ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۶۴ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۶۵ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۶۶ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۶۷ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۶۸ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۶۹ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۷۰ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۷۱ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۷۲ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۷۳ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۷۴ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۷۵ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۷۶ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۷۷ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۷۸ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۷۹ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۸۰ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۸۱ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۸۲ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۸۳ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۸۴ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۸۵ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۸۶ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۸۷ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۸۸ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۸۹ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۹۰ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۹۱ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۹۲ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۹۳ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۹۴ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۹۵ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۹۶ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۹۷ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۹۸ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۹۹ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ
 ۱۰۰ صفة الصفوۃ ذکر اسلام عمر رضی اللہ عنہ

۳۵ دلائل النبوة للبیہقی باب صفة رسول اللہ فی التوراة والا انجیل دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۸۶/۱
 سنن الدارمی باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ دار المحاسن للطباعة نقاشہ ۱۳/۱
 الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر والدارمی والبیہقی باب ذکرہ فی التوراة دار المصنوعہ بکراچی ۱/۱
 الطبقات الکبریٰ ذکر صفة رسول اللہ صلی علیہ وسلم فی التوراة والا انجیل دار صادر بیروت ۳۶۰/۱
 تاریخ دمشق الکبیر باب ماجاء فی الکتب من لعمۃ وصفاتہ دار احیاء التراث العربی ۲/۳ ۲۱۹ و ۲۱۸

الطبرانی وابو نعیم فی الدلائل وابن
عساکر عن محمد بن حمزة بن
یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن
ابیہ عن جدہ وابن عساکر ایضاً
عن طریق عن حمید بن اسلم عن عبد اللہ
بن سلام، والد امری والبیہقی عن
طریق عطاء بن یاسر عنہ نحوہ ولہ
طریق ثانی فی الباب الاخر ان شاء
اللہ تعالیٰ۔

ہے اندھی آنکھیں اور ہرے کان اور غلات
چڑھے دل کھل جائیں گے (روایت کیا طبرانی اور
ابو نعیم نے دلائل میں) اور ابن عساکر محمد بن حمزہ بن یوسف
بن عبد اللہ بن سلام سے انھوں نے اپنے باپ سے
انھوں نے اپنے دادا سے، نیز ابن عساکر نے
بطریق زید بن اسلم عبد اللہ بن سلام سے، اور
وامری اور بیہقی نے بطریق عطاء بن یاسر انہی سے
ایسے ہی ذرا اور طریق دیگر آئندہ باب میں آئیگا
ان شاء اللہ تعالیٰ (ت)

حدیث ۵۹: کہ اللہ عزوجل نے شیعا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی،

اَنی باعث نبیاً امیثاً انتح بہ اذناً ضماً
وقلوباً غلقاً وَاَعِیْناً عَمِیْاً الْخَبْرَ اَنْ
قَالَ اُھْدِیْ بِہِ مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ
وَاُعَلِّمَ بِہِ بَعْدَ الْجُمُعَاتِ وَاَرْفَعِ بِہِ
بَعْدَ الْخُمَالَةِ وَاَسْمِیْ بِہِ بَعْدَ
التَّوْبَةِ وَاَکْثِرْ بِہِ بَعْدَ الْقَلَّةِ وَاُغْنِ
بِہِ بَعْدَ الْعِیْلَةِ وَاَجْمَعْ بِہِ بَعْدَ
الْفُرْقَةِ وَاُولَئِکَ بِہِ بِیْنِ قُلُوبٍ
وَاَهْوَاءٍ مُتَشَتِّتَةٍ وَاَمَمٍ مُخْتَلِفَةٍ
ابن ابی حاتم عن وہب
بن منبہ۔

بیشک میں ایک نبی اُنہی کو بھیجنے والا ہوں جس کے
ذریعے سے ہرے کان اور غلات چڑھے دل
اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور اُس کے سبب
گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا، اس کے ذریعے
سے جمل کے بعد علم دوں گا، اس کے وسیلے سے
گلامی کے بعد بلند نامی دوں گا، اس کے ذریعے
سے ناشناسی کے بعد شناخت دوں گا، اس کے
واسیلے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا، اس کے
سبب سے محتاجی کے بعد غنی کر دوں گا، اس کے
وسیلے سے پھوٹ کے بعد یکدلی دوں گا، اس کے
وسیلے سے پریشان دلوں مختلف خواہشوں متفرق
اُمّتوں میں میل کر دوں گا۔ (ابن حاتم نے وہب
بن منبہ سے روایت کیا۔ ت)

بہارِ انصاف! یہ کس قدر بلاؤں کا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے وسیلے سے دفع ہونا ہے۔ واللہ الحمد۔

حدیث ۶۰: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْعَرْشَ كَتَبَ عَلَيْهِ بِقَلَمٍ نَوِيٍّ طُولَ الْقِسْمِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، بِهِ أَخَذُ وَبِهِ أُعْطِيَ وَ أُمَّتُهُ أَفْضَلُ الْأُمَمِ وَأَفْضَلُهَا الْبُؤْبُوكِيُّ الصَّدِيقِ - الرَّافِعِيُّ عَنْ سَلَمَاتٍ مَرْضَى اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ (رافعی نے حضرت

سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

یحمد اللہ تعالیٰ اسی حدیث جلیل جامع پر ختم کیجئے کہ اللہ عز و جل کی بارگاہ کا تمام لینا دینا اخذ و عطا سب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں اُن کے واسطے سے ان کے وسیلے سے ہے، اسی کو خلافتِ عظمیٰ کہتے ہیں۔ واللہ الحمد حمداً کثیراً۔

دیکھو! بشہادتِ خدا و رسولِ جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رزق پانا، مدد ملنا، یمنہ برستا، بلا دور ہونا، دشمنوں کی مغلوبی، عذاب کی موقوفی، یہاں تک کہ زمین کا قیام، زمین کی نگہبانی، خلق کی موت، خلق کی زندگی، دین کی عزت، امت کی پناہ، بندوں کی حاجت رسانی سب اولیاء کے وسیلے اولیاء کی برکت اولیاء کے ہاتھوں اولیاء کی وساطت سے ہے۔ محرمِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دفعِ بلا کا واسطہ ماننا اور شرک پسندوں نے مشرک جانا،

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِہٖ رَاجِعُوْنَ، اور محمد اللہ تعالیٰ تین حدیثِ اخیر نے روشن و مستنیر کر دیا کہ جو نعمت ملی جو بلا ملی سب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باعث حاصل و زائل ہوئی بارگاہِ الہی کا لینا دینا سارا کارخانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہے ہاں ہاں لا اِلهَ اِلَّا اللہ

شتم باللہ ایک دفع بلا و حصول عطا کیا تمام جہان اور اس کا قیام سب اُنہیں کے دم قدم سے ہے
عالم جس طرح ابتدائے آفرینش میں اُن کا محتاج تھا کہ لولاک لما خلقت الدنیا (اگر آپ
نہ ہوتے میں دُنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔ ت) یو نہی بقایں بھی اُن کا محتاج ہے، آج اگر ان کا قدم
درمیان سے نکال لیں ابھی ابھی فنا سے مطلق ہو جاتے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان میں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلىٰ آلہ وصحبہ وبارک وکرم۔

www.alahazratnetwork.org

باب دوم

وجہ دوم بر نصوص لیجئے اور بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نصوص نجدیت شکن، جانِ مہابیت پر برق افکن، اس میں چوالیس آیتیں اور دو سو پچاس حدیثیں ہیں۔

فصل اول آیات شریفہ میں

آیت ۷ : قَالَ رَبَّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى،

وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْعَمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
من فضله ۛ

ہاں یہ جگہ ہے کہ غیظ میں کٹ جائیں بیمار دل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے دولت مند کر دیا اپنے فضل سے۔

اے اللہ کے رسول! مجھے اور سب اہل بیت کو دین و دنیا کا دو مند فرما اپنے فضل سے۔ صل اللہ تعالیٰ علیک وسلم ۛ

میں گداتو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا ۛ
نور دن دو نماز دے ڈال صدقہ نور کا ۛ

آیت ۸ :

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ
فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ
رَاغِبُونَ ۛ

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دے پر، اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب غمے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول، بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

ۛ القرآن الکریم ۛ ۴/۹

ۛ حدائق بخشش ۛ

ۛ القرآن الکریم ۛ ۵۹/۹

۳/۲

مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی

یہاں رب العزت جل وعلا نے اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ و رسول سے امید لگھ کر رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه وسلم۔

آیت ۹ :

انعم الله عليه و انعمت عليه
اللہ نے اُسے نعمت بخشی، اور اُسے نبی اتونے
اُسے نعمت دی۔

آیت ۱۰ :

له معقبات من بين يديه ومن
آدمی کے لئے بدلی والے ہیں اس کے آگے
خلفہ يحفظونه من امر الله
اور اس کے پیچھے کہ اس کی حفاظت کرتے ہیں
اللہ کے حکم سے۔

بدلی والے یکے صبح کے محافظ عصر کو بدلی جاتے ہیں اور عصر کے صبح کو، ولله الحمد۔

آیت ۱۱ :

و يرسل عليه الرسل
اللہ بھیجتا ہے تم پر نگہبانوں کو۔

ان آیات میں مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ فرشتوں کو ہمارا حافظ و نگہبان فرماتا ہے۔

آیت ۱۲ :

يا ايها النبي حسبك الله ومن اتبعك
اے نبی! کافی ہے تجھے اللہ اور جو مسلمان تیرے
من المؤمنين
پیرو ہوئے۔

یہاں رب تبارک و تعالیٰ اپنے نام پاک کے ساتھ صحابہ کرام کو ملا کر فرماتا ہے، اے نبی! اب کہ عسرا سلام لے آیا تجھے اللہ اور یہ چالیس مسلمان کفایت کرتے ہیں۔

في الجبل الذين حسبك الله و حسبك
جلالین میں ہے کافی ہے تجھے اللہ اور

۳۳	۳۴	۳۵	۳۶
۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۶۱	۶۲	۶۳	۶۴
۶۵	۶۶	۶۷	۶۸

من اتبعك ینہ
کافی ہے تجھے وہ جس نے تیری پیروی کی۔ (ت)

ترجمہ شاہ ولی اللہ میں ہے :
اے پیغمبر! کافی ہے تجھے خدا اور وہ مسلمان جنہوں
نے تیری پیروی کی۔ (ت)

آیت ۱۳ : یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

انہ ربی احسن مشوای ینہ
بیشک غوریز مصر میرا رب ہے اس نے مجھے
اچھی طرح دکھا۔

فی الجلائین انہ ای الذی اشترا فی
سوقی سیندی ینہ
تفسیر جلائین میں ہے بیشک وہ جس نے مجھے خرید
وہ میرا رب یعنی میرا آقا ہے۔ (ت)

آیت ۱۴ :

اما احدکما فیسقی مراتہ خمساً ینہ
اے زندان کے ساتھیو! تم میں ایک تو اپنے
رب کو شراب پلائے گا۔

www.alaliazratnetwork.org

آیت ۱۵ :

وقال للذی ظن انہ ناج منہما اذکرنی
عند مراتک ینہ
اور یوسف نے کہا اس سے جسے اُن دونوں میں
چھٹکارا پاتا سمجھا کہ اپنے رب کے پاس میرا
چرچا کیجیو۔

یعنی بادشاہ مصر کے سامنے۔

آیت ۱۶ : اس پر مولے تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے :

۱۵۳ ص	صح المطابع دہلی	تحت الآیۃ ۸/۶۴	۱۔ جلائین کلاں
۱۸۷ ص	مطبع ہاشمی دہلی	(ترجمہ شاہ ولی اللہ)	۲۔ فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن
		۲۳/۱۲	۳۔ القرآن الکریم
۱۹۱ ص	صح المطابع دہلی	تحت الآیۃ ۱۲/۲۳	۴۔ جلائین کلاں
		۴۱/۱۲	۵۔ القرآن الکریم
		۴۲/۱۲	۶۔

فأفلسه الشيطان ذكر مرثیہ ۱۷

تو اُسے بھلا دیا شیطان اپنے رب بادشاہِ مصر کے آگے یوسف کا ذکر کرنا۔

فی الجلا لیں ای الساقی الشیطان ذکر یوسف عند مرثیہ ۱۷

جلالین میں ہے یعنی ساقی کو شیطان نے یوسف علیہ السلام کا ذکر اس کے رب کے آگے کرنا بھلا دیا۔ (دست)

آیت ۱۷ :

قال ارجع الی ربك فاسئله ما بال النسوة التي قطعن ایدیہن ۱۷

یوسف نے کہا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔

سبحان اللہ ! بادشاہ وغیرہ کو تو مجازی پرورش کے باعث اس کا رب، تیرا رب، میرا رب کہنا صحیح ہو اللہ فرمائے اللہ کا رسول فرمائے اور مصطفیٰ حبیب اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع الہلا کہنا شرک۔

آیت ۱۸ : رب جل و علا اپنے مبارک بندے محمد بن عبد اللہ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے :

واذ تخلق من الطین کھیشۃ الطیر باذنی فتنفخ فیہا فتکون طیرا باذنی وتبدی الاکنہ والابوص باذنی واذا تخرج الموتی باذنی ۱۸
اور جب تُو بناتا مٹی سے پرند کی شکل میری پروانگی سے، پھر چھونک مارتا اس میں تو وہ ہو جاتی پرند میری پروانگی سے، اور اُٹھ اچھ کرتا مادرِ زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری پروانگی سے، اور جب تو قبروں سے مرنے نکالتا میری پروانگی سے۔

وفی بلائے مرض و ابرائے اکہ و ابرص میں کتنا فرق ہے۔

۱۷ القرآن الکریم ۱۲/۴۲

۱۸ جلالین کلاں تحت الآیۃ ۱۲/۴۲ اصح المطابع دہلی ص ۱۹۳

۱۷ القرآن الکریم ۱۲/۵۰ ۱۸ القرآن الکریم ۱۲/۵۰

آیت ۱۹: حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمْ مِنَ الطَّیِّنِ کَمِیْثَةِ الطَّیْرِ
فَاَنْفَخْتُ فِیْهِ فِیْکُوْنُ طَیْرًا یَاْذُنُ اللّٰهِ
وَاَنْبِیْءُ الْاَلَمِیْنِ وَالْاَبْرَصُ وَاُحْیِ الْمَوْتِ
یَاْذُنُ اللّٰهِ وَاَنْتَبِھُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ
وَمَا تَاْخُذُوْنَ فِیْ بَیْوَتِکُمْ (الح)
قولہ) وَلَا تُجِیْلُ لَکُمْ بَعْضُ الَّذِی
حُذِرَ عَلَیْکُمْ بِہِ

میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مٹی
پھر پھونکتا ہوں اس میں تو وہ ہو جاتی ہے پرند
اللہ کی پروانگی سے، اور میں شفا دیتا ہوں
مادر زادانہ سے اور بدن بگڑے کو، اور میں زندہ
کرتا ہوں مردے اللہ کی پروانگی سے، اور میں
تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور چوگرہوں میں
بھر رکھے ہو تاکہ میں حلال کر دوں تمہارے لئے
بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ! عَیْیَہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ جو فرما رہے ہیں تیس خلق کرتا ہوں، شفا دیتا ہوں
مردے چلاتا ہوں، بعض حراموں کو حلال کئے دیتا ہوں۔ ان اسنادوں کی نسبت کیا حکم ہوگا!

آیت ۲۰:

وَاَنْتَکُمْ حَوَالِیَّ اَیَّامِیْ مِنْکُمْ وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ
عِبَادِکُمْ وَاَمَّا تَکْمِیْہِ

بکاح کر دو اپنی بے شوہر عورتوں اور اپنے
نیک بندوں اور کنیزوں کا۔

یہاں مولا عزوجل ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ "فرما رہا ہے۔ اللہ کی شانِ نزدیکانہ
عز و کاندہ، اُس کا بندہ، اُس کا بندہ اللہ فرماتے رسول فرماتے صحابہ فرماتے ائمہ فرماتے مگر محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ کہا اور شرک فروشوں نے حکم شرک جڑا، شاید ان کے نزدیک نزدیک و غمرو
خدا کے شریک ہو سکتے ہوں گے و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آیت ۲۱:

الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاَمَّیْ
السَّذَّیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوبًا عِنْدَہُمْ
فِی الْتَوْرٰتِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُہُمْ

وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اُس بھیجے ہوئے نخب
کی باتیں بتانے والے بے پڑھے کی جیسے کھاپائیں گے
اپنے پاس تو ریت و آنجیل میں وہ انہیں حکم

بالمعروف ودينهم عن المنكر ويحل
لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث
ويضع عنهم اصرهم والاغلال الثق
كانت عليهم

دے گا بھلائی کا اور روکے گا بُرائی سے، اور
حلال کرے گا اُن کے لئے سُستھری چیزیں اور
حرام کرے گا اُن پر گندھی چیزیں، اور اتارے گا
اُن پر سے اُن کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں
کے طوق جو اُن پر تھے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

جانِ جہان و جانِ جان انس جانِ جان و جانِ ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاک مبارک
ہاتھوں پر قربان جس نے ہماری پیٹھوں سے بھاری بوجھ اتار لے ہماری گردنوں سے تکلیفوں کے
طوق کاٹ دئے۔ اللہ انصاف! اور واقعہ بلا کسے کہتے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت ۲۲: سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی،

ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا
عليهم آياتك ويعلمهم الكتاب والحكمة
ويزكيهم انك انت العزيز
الحكيم

اے رب ہمارے! اور اُن میں اُنھیں میں سے
ایک پیغمبر بھیج کہ اُن پر تیری آیتیں پڑھے اور اُنھیں
کتاب و حکمت سکھائے اور وہ پیر اُنھیں
گناہوں سے پاک کر دے، بیشک تو ہی ہے
غالب حکمت والا۔

یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے کہ،
انادعوة ابي ابراهيم عليه السلام

میں اپنے باپ ابراہیم کی دُعا ہوں (صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم)

آیت ۲۳: خود رب العزت جل و علا فرماتا ہے:

كما ارسلنا فيكم رسولا منكم يتلوا
عليكم آياتنا ويؤذكركم ويعلمكم
الكتاب والحكمة ويعلمكم

جس طرح بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تمھیں سے
کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا اور تمھیں پاکیزہ
بناتا اور تمھیں قرآن و علم سکھاتا اور اُن باتوں کا

سۃ القرآن الكريم ۱۵۷/۱

سۃ ۱۲۹/۲

سۃ دلائل النبوة

الدر المنثور

باب ذکر مولد المصطفى الخ دار الكتب العلمية بيروت

۸۱/۱

تحت الآية ۱۲۹/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۴ و ۳۰۳/۱

ما لم تكونوا تعلمون

آیت ۲۴

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے انہیں گناہوں سے اور علم دیتا ہے انہیں قرآن حکمت کا اگرچہ تھے اس سے پہلے بیشک کھل گرا ہی میں۔

آیت ۲۵

هو الذي بعث في الاقبيات رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين وهو العزيز الحكيم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

اللہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر آیات الہیہ پڑھتا اور انہیں شہرہ کرتا اور انہیں کتاب و حقائق کا علم بخشتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گرا ہی میں تھے نیز پاک کرے گا اور علم عطا فرمائے گا ان کی جنس کے اور لوگوں کو جو اب تک ان سے نہیں ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الحمد لله! اس آیت کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا فرمانا گناہوں سے پاک کرنا، شہرہ اپنانا صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیام قیامت تک تمام اُمت مرحوم حضور کی ان نعمتوں سے محفوظ اور حضور کی نظر رحمت سے ملحوظ رہے۔ والحمد

۱۵۱/۲ القرآن الکریم

۱۶۲/۳

۹۲/۲ تا ۴

لله مراتب العظمى

بیضاوی شریف میں ہے :

هم الذین جاءوا بعد الصحابة
الحق یوم الدین

یعنی یہ دوسرے جنہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم علم دیتے اور غریبوں سے پاک کرتے ہیں تمام
مسلمان ہیں کہ صحابہ کرام کے بعد قیامت تک
ہوں گے۔

معالم شریف میں ہے :

قال ابن زید ہم جمیع من
دخل فی الاسلام بعد النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(الحق یوم القیمة) وہی سوا یتبع
ابی نجیح عن مجاہد

ابن زید نے فرمایا یہ دوسرے لوگ تمام اہل اسلام
ہیں کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت
تک اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور یہی معنی
امام مجاہد شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابن ابی نجیح نے روایت
کئے۔

www.alphazratnetwork.org

الحمد لله ! قرآن عظیم میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تعریفوں کا اس قدر
اہتمام ہے کہ چار جگہ یہ اوصاف بیان فرمائے : دو جگہ سورہ بقرہ ، تیسرے آل عمران ، چوتھے سورہ حجۃ اور
اس کے آخر میں تودہ جانفزا کلمے ارشاد ہوئے جنہوں نے ہم خفہ بخنوں کی تقدیر جگادی بیمار دلوں
پر بجلی گرا دی۔ والحمد لله مراتب العظمی۔

آیت ۲۶ ، جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوہ تبوک میں ہمراہ رکاب
سعادت حاضر نہ ہوئے تھے اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور
صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نہ نکلیں گے نہ نکلیں گے ، آیت اتری :

خذ من اموالہم صدقة
تطہرہم و تزکیہم بها
اے نبی ! لے لو ان توہ کرنے والوں کے مالوں
سے صدقہ کہ تم پاک کرو انہیں اور تم ستھرا کرو

تحت الآیة ۶۲/۳ دار الفکر بیروت ۳۴/۵

دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۱۱/۴

لے انوار التنزیل (تفسیر البیضاوی)

لے معالم التنزیل (تفسیر البغوی)

و صل علیہم انت صلوتک سکین
 انھیں گناہوں سے اُس صدقے کے سبب ،
 اور دعائے رحمت کرد اُن کے حق میں کہ تمھاری
 دُعا اُن کے دلوں کا چین ہے ۔

دیکھو حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں گناہوں سے پاک کیا اور حضور نے
 بلائے گناہ اُن کے سروں سے مٹائی، اور جب حضور کی دُعا اُن کے دلوں کا چین ہوا تو یہی دافعِ عالم ہے صلی
 اللہ تعالیٰ علی دافع البلاء والالہم علی آلہ وصحبہ وبارک وسلم ۔

آیت ۲۷ :

لا یسلکون الشفاعة الا من اتخذا
 عند الرحمن عہداً
 اللہ عزوجل کے یہاں شفاعت کے مالک
 وہی ہیں جنھوں نے رحمن کے ساتھ عہد و پیمان
 کر رکھا ہے ۔

آیت ۲۸ :

ولا یجلیک الذین یدعون من دونہ
 الشفاعة الا من شہد بالحق وہم
 یحتمون
 جنھیں مشرکین اللہ کے سوا پُوجتے ہیں اُن میں
 شفاعت کے مالک صرف وہی ہیں جنھوں نے
 حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں (یعنی
 عیسے و عزریہ و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام)

ان آیات میں مولے تعالیٰ اپنے مجبوروں کو شفاعت کا مالک بتاتا ہے اور عہد و پیمان مقرر
 ہو جانے سے تقویۃ الایمان کی اس بد لگامی کا منہ بھی سی دیا کہ شفاعت میں کسی کی خصوصیت نہیں
 جسے چاہے گا کھڑا کر دے گا ۔

آیت ۲۹ :

ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التي جعل
 اللہ لکم قیاماً و امر نزلوہم فیہا و
 نادانوں کو اپنے مال کہ خدا نے تمھاری ٹیک
 بنائے ہیں نہ دو اور انھیں ان میں سے رزق

۱۰۳/۹ سورۃ القرآن الکریم

۸۴/۱۹

۸۶/۴۳

اَكْثُوْهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا
 آیت ۳۰: دو اور کپڑے پہناؤ اور اُن سے اچھی بات کہو۔

واِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰی و
 الْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنَ فَارْزُقُوْهُمْ مِنْهُ و
 قُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا
 جب ترکہ بانٹتے وقت قرابت والے اور یتیم اور
 مسکین آئیں تو انہیں ان میں سے رزق دو
 اور ان سے اچھی بات کہو۔

ان آیات میں بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم رزق دو۔

آیت ۳۱:

اِذْ يُوْحٰی بِرَبِّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنْ
 مَّعَكُمْ فَتٰیٰتٌۢ مِنَ الدِّیْنِ اٰمَنُوْا
 جب وحی بھیجی تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں
 تمہارے ساتھ ہوں تم ثابت قدمی و
 ایمان والوں کو۔

آیت ۳۲:

فَالْمَدْبِرٰتِۙ اَمْرًا
 قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کار و بار دنیا
 ان کی تدبیر سے ہے۔

یہ صفت بھی بالذات ذاتِ الہی جل و علا کی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:
 یَدْبِرُ الْاَمْرَ (کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ ت)

خٰزِن و معالِم التَّنْزِیْلِ میں ہے:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
 وَكَلُّوْا بِاَمْرِ عَرَفُوْهُمْ اَللّٰهُ تَعَالٰی
 الْعَمَلُ بِهَا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
 یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 نے فرمایا: یہ مدیبات الامر ملائکہ ہیں کہ اُن
 کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کارروائی اللہ عزوجل

۵/۴	۱۰	الْعَمَلُ بِهَا	۵
۸/۴	۱۱	۱۰	۵
۱۲/۸	۱۲	۱۱	۵
۵/۴۹	۱۳	۱۲	۵
۵/۳۲	۱۴	۱۳	۵

نے انھیں تعلیم فرمائی عبدالرحمن بن سابط نے فرمایا: دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبریل، میکائیل، عزرائیل اور اسرافیل علیہم السلام۔ جبریل تو ہواؤں اور شکروں پر موقوف ہے (کہ ہوائیں چلانا، لشکروں کو فتح و شکست دینا ان کا تعلق ہے) اور میکائیل باران و روئیدگی پر مقرر ہیں (کہ مینہ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں) اور عزرائیل قبض ارواح پر مسلط ہیں۔ اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں علیہم السلام اجمعین۔

اللہ اکبر! قرآن عظیم و باریک پر ایک سے ایک سخت تر آیت ڈالتا ہے۔

حدیث میں فرمایا:

قرآن متعدد معانی رکھتا ہے (اس کو ابولعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ ت)

القرآن ذو وجوہ - رواہ ابولعیم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

علامہ فرماتے ہیں قرآن عظیم اپنے ہر معنی پر حجت ہے۔

انہ کو ہم ہمیشہ قرآن کے تمام معانی سے استدلال کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بات قرآن مجید کے وجوہ اعجاز میں سے عظیم ترین وجوہ ہے۔ اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ ”الزلال الالقی“

ولم یزل الائمة یحتجون بہ علی وجوہہ و ذلک من اعظم وجوہ اعجازہ وقد فصلنا هذا السامر فمرسالتنا

۱۔ باب التاویل (تفسیر الخازن) تحت الآیۃ ۵/۶۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۹۱/۴
معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۵/۶۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۱۱/۴
۲۔ کثر المعانی بحوالہ ابن نعیم عن ابن عباس حدیث ۲۴۶۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۵۵/۱

الزَّلَالِ الْأَنْقَىٰ مِنْ بَحْرِ سَبْقَةِ الْأَنْقَىٰ - من بحر سبقة الانقى میں بیان کر دی ہے (ت)

اب ایک کبریا کے دوسرے معنی لیجئے، تفسیر بیضاوی شریف میں ہے،

اوصفات النفوس الفاضلة حال
المفارقة فانها تنزع عن الابدان غرقا
ای نوعاً شدیداً من اغراق النساخ
فی القوس وتنشط الى عالم الملكوت
وتسبح فيه فتسبق الى حظائر
القدس فتصير لشرافها وقوتها من
المدابرات له

یعنی یا ان آیات کریمہ میں اللہ عزوجل ارجح اولیاء
کرام کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک
بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت
تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک دوشی اور
دریائے ملکوت میں ششادری کرتی حطیر ہائے حضرت
قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی و عظمت
کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے
ہو جاتی ہیں۔

اب تو بھلا اللہ تعالیٰ اولیائے کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے اور اس کے کاموں کی

تدبیر فرماتے ہیں فخلله الحجة البالغة

www.alahazrat.net/Work/016

علامہ احمد بن محمد شہاب خضائی عنایت القاضی و کفایۃ الراعی میں امام حجة الاسلام محمد غزالی قدس
سرہ العالی و امام خرازی رحمۃ اللہ علیہ سے اس معنی کی تائید میں نقل فرماتے ہیں،

ولذا قيل اذا تحيرون في الامور
فاستعينوا من اصحاب القبور الآ انه
ليس بحدیث كما توهم ولذا اتفق
الناس على شريعة شاهد السلف
والتوسل بهم الى الله وان انكره
بعض الملاحدة في عصرنا والمشتكي
اليه هو الله له

یعنی اس لئے کہا گیا کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو تو
مزارات اولیاء سے مدد مانگو۔ مگر یہ حدیث نہیں
ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔ اور اسی لئے
مزارات سلف صالحین کی زیارت اور انھیں
اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا
اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض طبع
بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے اور خدا ہی کی
طرف ان کے فساد کی فریاد ہے۔

لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

لہذا انوار التنزيل (تفسیر البیضاوی) تحت الآیۃ ۴۹/۵ دار الفکر بیروت ۵/۴۴۵
لہ عنایت القاضی و کفایۃ الراعی (عاشیۃ الشہاب علی البیضاوی) تحت الآیۃ ۴۹/۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۹۹

ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ صفت حضرت عزت کی ہے، نہیں نہیں یہ خاص صفت اسی کی ہے۔
رب عزوجل فرماتا ہے :

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
أَمْنَ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ
الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ
الْحَيِّ وَمَنْ يُدْبِرُ الْأَصْرَ فَيُوقِلُونَ
اللَّهُ جَ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝

اے نبی ! ان کافروں سے فرما وہ کون ہے جو تمہیں
آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک
ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ
کو مرنے سے اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے
اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی، اب کہہ دیں گے کہ
اللہ، تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں۔

قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر مشرک
ہم اس کا اختصاص جانتے ہیں اُن سے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کرنے والا کون ہے، تو اللہ ہی کو
بتائیں گے دوسرے کا نام نہ لیں گے۔ اور خود ہی اس صفت کو اپنے مقبول بندوں کیلئے ثابت فرماتا
ہے کہ : قسم ان محبوبانِ خدا کی جو عالم میں تدبیر و تصرف کرتے ہیں۔ ایمان سے کہنا و یا بیت کے دھرم
پر قرآن عظیم مشرک سے کیونکر بچا۔ اے ناپاک طائفے کی سکت والو ! جب تک ذاتی و عطائی کے فرق
پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی قرآن و حدیث کے قہروں سے پناہ نہ پاؤ گے، اور اس پر ایمان لاتے ہی
یہ تمہاری شرکیات کے راگ متعلقہ تدبیر و تصرف و استمداد و استعانت و دافع البلاء و حاجت روا
و مشکک الشا و علم غیب و نذا و غیرہ سب کا غور ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے مبارک منصور (نصرت
دے گئے، مدد دے گئے) بندے آنکھوں دیکھے منصور نظر آئیں گے۔

إِنَّا كُذِّبْنَا وَجُودَ الْغَلْبُونَ ۝

آیت ۳۳ :

قُلْ يَتُوقُّكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ
بِكُمْ ۝

تو فرما تمہیں موت دیتا ہے وہ مرگ کافرشتہ جو
تم پر مقرر ہے۔

آیت ۳۴ :

توفته رسولنا

موت دی اسے چارے رسولوں نے ۔

حالانکہ خود فرماتا ہے :

اللہ یتوفی الانفس

اللہ ہے کہ موت دیتا ہے جانوں کو ۔

آیت ۳۵ :

لا آھب لك غلبا من كيتا

(جبریل نے مریم سے کہا) کہ میں عطا کروں تجھے

سختیابیائے اللہ تعالیٰ علیہم وسلم ۔

اللہ اللہ ! اب تو جبریل بیادے رہے ہیں ، بھلا نجد یہ کہ یہاں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک

ہوگا ۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم ۔

وہابیہ تو اسی کو روتے تھے کہ محمد بخش ، احمد بخش نام رکھنا شرک ہے یہاں قرآن عظیم سیدنا عیسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جبریل بخش بتا رہا ہے ، واللہ الحجۃ السامیۃ ۔

آیت ۳۶ :

فات اللہ ہو مولہ وجبریل وصالح

بیشک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل

اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے

المؤمنین والملئکۃ بعد ذلک

مرد پر ہیں ۔

ظہیر

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا :

یہ نیک مسلمان ابو بکر صدیق و عمر فاروق ہیں ۔

صالح المؤمنین ابو بکر و عمر ۔ رواۃ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔ (طبرانی نے بکیر میں

الطبرانی فی الکبیر وابن مردویۃ والخطیب

اور ابن مردویۃ اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ۔ ت)

۴۲/۳۹ القرآن الکریم

۶۱/۶ القرآن الکریم

۴۳/۶۶

۱۹/۱۹

۲۵۳/۱۰ المجمع البکیر حدیث ۱۰۴۷۷ المکتب الفیصلیۃ بیروت

الدر المنثور بحوالہ ابن مردویۃ و ابی نعیم تحت الآیۃ ۴/۶۶ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۸/۸

بلکہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت میں یوں ہی تھا،
وصالہ المؤمنین ابوبکر وعمر والملائکۃ نیک مسلمان ابوبکر و عمر اور اس کے بعد فرشتے
بعدا ذلک ظہیر علیہ (ت)

یہاں اللہ عزوجل اپنے نام مبارک کے ساتھ اپنے محبوبوں کو فرماتا ہے اللہ اور حبیب اللہ اور
ابوبکر و عمر مددگار ہیں۔

آیت ۳۷

اننی وجدتُ امرأةً تسلکھم و اوتیت
من کل شیء ولھا عرشٌ عظیم یتہ
پُرہ نے ملکِ سبا سے آکر سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے عرض کی میں نے ایک عورت پائی
کہ وہ اُن کی مالک ہے اور اسے سب کچھ دیا گیا
ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔

یہاں بادشاہ کو رعایا کا مالک فرمایا تو رعایا کہ آزاد و غلام سب اس کے ملک ہوئے مگر
کوئی اگر محبوبانِ خدا کو اپنا مالک اور اپنے آپ کو اُن کا بندہ ملک کے دیا یہ کہ دین میں شرک ٹھہرے۔
www.alahazratnetwork.org
آیت ۳۸

ومن احیاھا فکاتھا احیا الناس
جس نے ایک جان کو زندہ کیا اس نے گویا
سب آدمیوں کو جلا لیا۔

یہ آیت اُس کے بارے میں ہے جس نے کسی کے قتلِ ناحق سے احتراز کیا یا قاتل سے
قصاص نہ لیا چھوڑ دیا اسے فرماتا ہے کہ اس نے اس شخص کو زندہ کیا اور ایک اُسی کو کیا گویا تمام
آدمیوں کو جلا لیا۔

معالم شریف میں ہے :

ومن احیاھا وکسوتہم عن
قتلہا۔
اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا اور اس کے
قتل سے اجتناب کیا۔ (ت)

۱۰

۱۰ القرآن الکریم ۲۴/۲۳

۱۰ ۵/۳۲

۱۰ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۵/۳۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۵/۲

اُس میں ہے :

ومن احياها اي عفاعتن وجب عليه
القصاص له فلم يقتله له

اور جس نے اُسے زندہ کیا یعنی جو قصاص اُس
پر واجب ہو چکا تھا وہ معاف کر دیا اور قصاص
میں اس کو قتل نہیں کیا۔ (ت)

وہابی صاحب یتامیں کہ دفع بلا زیادہ ہے یا زندہ کرنا جلالینا حیات دینا۔

آیت ۳۹ :

ما ترون اغب اوف الكيل وانا خير
المنزلين له

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائیوں
سے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پورا پیمانہ عطا

فرماتا ہوں اور میں سب سے بہتر اتارنے والا ہوں کہ جو میرے سایہ رحمت میں اُترتا ہے اُسے وہ
راحت بخشتا ہوں کہ کہیں نہیں ملتی۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تویہ فرمایا ، اور رب عز وجل نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے فرماتا ہے :

وقل رب انزلني منزلاً مبارکاً وانت
خير المنزلين له

اے نوح ! جب تو اور تیرے ساتھ والے کشتی
پر ٹھیک بیٹھ لیں تو میری حمد بجالانا اور یوں عرض

کرنا کہ اے رب میرے ! مجھے برکت والا اتارنا اتار دو
تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

یہ اللہ عز وجل کی خاص صفت نبی صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے کیسی ثابت فرمائی
اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر اتارنے والے راحت و نعمت بخشنے والے
ہوئے تو دافع البلاء سے بھی بڑھ کر ہوئے کمالا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)۔

آیت ۴۰ :

انما وليكم الله ورسوله والذین

یعنی اے مسلمانو ! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور

لہ معالم التنزیل (تفسیر البنوی) تحت الآیۃ وار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۵/۲

لہ القرآن الکریم ۵۹/۱۲

لہ ۲۹/۲۳

أَمَنُوا الذِّكْرَ يَتَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ
الزَّكَاةَ وَهُمْ سِرَافُونَ لِيَهْ

اُس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے
اور زکوٰۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) یہاں اللہ اور رسول اور نیک بندوں میں مرد کو منحصر فرمادیا
کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضروریہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں عام
مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کے ساتھ ہے۔ قال تعالیٰ :
وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ
بَعْضٍ يَهْ

حالانکہ خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے :
مَالِهِمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ يَهْ
معالم میں ہے :

(مَالِهِمْ) ای مالاہل السموات
والارض (من دونه) ای من دون اللہ
(من ولي) ناصریہ

وہابی صاحبو! تمہارے طور پر معاذ اللہ کیسا کھلمکھلا ہے کہ قرآن نے خدا کی خاصی صفت امداد
کو رسول و صلحاء کے لئے ثابت کیا جسے قرآن ہی جایز فرما چکا تھا کہ
یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں مگر بحمد اللہ اہل سنت دونوں آیتوں پر ایمان لاتے اور ذاتی اور
عطائی کا فرق سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ بالذات مددگار ہے، یہ صفت دوسرے کی نہیں اور رسول و
اولیاء اللہ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں، واللہ الحمد، اب اتنا اور سمجھ لیجئے مددگار کے لئے
ہوتی ہے؟ دفع بلا کے واسطے۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ کے مقبول
بندے بعض قرآن مسلمانوں کے مددگار ہیں تو قطعاً دافع البلاء بھی ہیں، اور فرق وہی ہے کہ اللہ

۱۔ القرآن الکریم ۵/۵۵

۲۔ ۹/۴۱

۳۔ ۱۸/۲۶

۴۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۱۸/۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳/۱۳۲

سُجَّانَ بِالذَّاتِ دَافِعِ الْبَلَاءِ - وَهُوَ رَأْسُ الْوَلِيَّاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بَعَثَهُ خُدا - وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
الْعَلِيِّ الْأَعْلَى -

پنج آیت از تورات و انجیل و زبور مقدسہ

آیت ۴۱، تورات شریف : امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دارمی و
طبرانی و یعقوب بن سفیان حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ تورات مقدس میں
حضور پر نور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت یوں ہے :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا وَجَسْرًا لِلْكَافِرِينَ (القولہ
تعالیٰ) يَعْصُو وَيُغْفِرُ لَكُمْ
پناہ (القولہ تعالیٰ) معاف کرتا ہے اور
مغفرت فرماتا ہے۔

جس میں بھی رب العزت جل و علا کی صفات سے ہے۔ حدیث میں ہے :
يَا حَرَمُ الضُّعْفَاءِ يَا كَفَرُ الْفَقِيرِ (یعنی غریبوں کی پناہ اسے غریبوں کے خزانے۔
علامہ زرقانی شرح مواہب شریف میں فرماتے ہیں :

جعله نفسه حرمًا أَمَّا لُغَةً لِحِفْظِهِ
یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پناہ دینے والے
ہیں مگر رب تبارک و تعالیٰ نے حضور کو بطور مبالغہ
لِہُمْ فِي الدَّارِ الْآخِرَةِ

۱/ سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المکتب قبل مبیشہ دار المحاسن للطباعة قاہرہ ۱/۴
ولاتک النبوة للبیہق باب صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التورات والانجیل دار المکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۶۹
صحیح البخاری کتاب البیوع ۱/۲۸۵ و کتاب التفسیر سورة الفتح ۲/۴۱۷ قدیمی کتب خانہ کراچی
المختصر الکبریٰ باب ذکرہ فی التوراة والانجیل دار مرکز البیعت گجرات الهند ۱/۱۰
الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراة والانجیل دار صادر بیروت ۱/۲۶۹

خود پناہ کہا (جیسے عادل کو عدلی یا عالم کو علم کہتے ہیں اور اس وصف کی وجہ یہ ہے کہ) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں اپنی امت کے محافظ و نگہبان ہیں۔
والحمد للہ رب العالمین۔

آیت ۴۴، از تورات : ہاں خبردار ہوشیار، اے نجدیان نابکار، ذرا کم ہنس نوپیدا عیارہ عالم پارہ و ہابیت ناکارہ کے ننھے سے کلیجے پر ہاتھ دھر لینا تورات و زبور کی دو آیتیں تلاوت کی جائیں گی تو خیز و ہابیت کی نادان جان پر قہر الہی کی بجلیاں گرائیں گی افسوس تمہیں تورات و زبور کی تکریب کرتے کیا لگتا تھا جب تم قرآن کی نہ سنو اللہ کا کذب تم ممکن گنو مگر جان کی آفت گلے کا غلّ تو یہ ہے کہ آیات جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے نقل فرمائیں کلام الہی بتائیں یہ امام الطائفہ کے نسب کے چچا، شریعت کے باپ، طریقت کے دادا۔ اب انھیں نہ مشرک کہے بنتی ہے نہ کلام الہی پر ایمان لانے کو ڈوٹھی و ہابیت ملتی ہے نہ پائے رقتی نہ جائے ہانک (نہ رہنے کا یارا نہ چلنے کی تاب۔ ت) سے

دو گونہ رنج و عذاب است جان لیلی را بلائے صحبت مجنوں و فرقت مجنوں
(لیلیٰ کی جان کو دو قسم کا دکھ اور عذاب ہے، مجنوں کی صحبت اور اس کی جدائی کی مصیبت۔ ت)
ہاں اب خوراک گھبرائے دلان، شرابی چڑھوں سے لجائی انکڑیاں اوپر اٹھائیے اور بھگد اللہ وہ سنئے کہ ایمان نصیب ہو تو سستی ہو جائیے، جناب شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں تورات کے سفر چہارم میں ہے :

قال اللہ تعالیٰ لابراہیم انّ ہا جسرٌ تلد ویکون من ولدہا من یدہ فوق الجمیع وید الجمیع ميسوطة الیہ بالخشوع ۛ
اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا بیشک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہے اور سب کے ہاتھ اُس کی طرف پھیلے ہیں عاجز بنی اور گرا گرا لے میں۔

وہ کون ؟ محمد رسول اللہ سید اکون معطی العون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ قربان تیرے اے بلند ہاتھ والے، اے دو جہان کے اُجلے۔ حمد اس کے و جبر کیم کو جس نے ہماری عاجزی و

محتاجی کے ہاتھ ہر نسیم بے قدرت سے بچائے اور تجھ جیسے کریم ردف و رحیم کے سامنے پھیلائے تو اللہ رب العالمین سے

اُسے حمد جس نے تجھ کو ہر تن کریم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بتایا
آیت ۴۳، از زبور مقدس: نیز تختہ میں زبور شریف سے منقول،

یا احمد فاضل الرحمة علی شفیعك
من اجل ذلك ایا ربك عنك فتقلد
السيف فانت بهما لك وحدك الغالب
(الحی قولہ) والامم یخرون تحتك
كتاب حق جاء الله به من اليمن
والمقدیس من جبل فاران و
امتلاء الارض من تعبد احمد وتقديسه
وملك الارض ومقاب الامم
اے احمد! رحمت کے واسطے تجھے جس سے ہر تن کریم بنایا
میں اس لئے تجھے برکت دیتا ہوں، تو اپنی تلوار
حاکم کی تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے
سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی، سچی کتاب
لایا اللہ برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے،
بھرتی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے
سے، احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں
کی گردنوں کا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اے احمد پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مملوک خوشی و شادمانی ہے، تمہارے لئے تمہارا
مالک پیارا سراپا کریم سراپا رحمت ہے، واللہ قد رب العالمین سے
عہد ما باللب شیریں دہناں بست خدائے ماہم بندہ و ایں قوم خداوندانند
(ہمارا عہد و پیمان اللہ تعالیٰ نے پیٹھے منہ والوں کے لبوں کے ساتھ باندھ دیا ہے
ہم سب غلام ہیں اور یہ قوم مالکوں کی ہے۔ ت)
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہر مالک کے جیب یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
ولہذا حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

۱۵ حدائق بخشش مکتبہ رضویہ کراچی حصہ دوم ص ۵۳
۱۶ تحفہ اشاعرہ باب ثلثم در بحث نبوت و ایمان انبیاء علیہم السلام سیل الکیفی لاہور ص ۱۶۹
۱۷ حدائق بخشش مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ص ۲

پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقل و تذکیراً ،
پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض ، پھر علامہ محمد بن عبد الباقی زر قانی شرح مواہب میں
مشرحاً و تفسیراً فرماتے ہیں ،

من لحریر ولایۃ الرسول علیہ فی جمیع
احوالہ ویر نفسہ فی ملکہ لا یدوق
حلاوة سنتہ ^۱
جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا
والی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ
سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت سے
اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

والعیاذ باللہ سمات العلیمین ۔
فائدہ عظیمہ : الحمد للہ سنتوں کی اقبالی ڈگری ۔ ان آیات تورات و زبور پر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ
کو دو آیت تورات و انجیل مبارک مع چند احادیث کے یاد آئیں مگر ان کے ذکر سے پہلے
امام الطائفہ کے ایک انجان پنے کا اقرار سن لیجئے ۔ تقویۃ الایمان فصل ثانی اشراک فی العلم کے شروع
میں لکھا ،

”جس کے ہاتھ میں کبھی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے
جب چاہے نہ کھولے“ انتہی ^۲ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بھولانا وہاں لکھتے تو لکھ گیا مگر سے

کیا شب بختی انقلاب آسماں ہو جائیگا دینِ نبوی پائمال سُنیاں ہو جائیگا
غریب مسکین کیا جانتا تھا کہ وہ تو چند ورقِ بعدیہ کہنے کو ہے کہ ”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی
چیز کا مختار نہیں ہے“ یہاں اس کے قول سے تمام عالم پر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
اختیار تام ثابت ہو جائیگا بچارے مسکین عزیز کے دھیان میں اُس وقت یہی لوسے پتیل کی کنجیاں تھیں

ان الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ الباب الثانی فی لزوم محبة صلی اللہ علیہ وسلم المطبعة المشرقة الصحافیہ ۱۶/۲
نسیم الریاض فی شرح القاضی عیاض ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرکز المہنت گجرات ہند ۳/۲۴۴۶
المواہب اللدنیۃ المقصد السابع المکتب الاسلامی بیروت ۳/۲۹۹ و ۳۰۰
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۶/۳۱۳
تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لویاری دروازہ لاہور ص ۱۴
بکۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الفصل الرابع ص ۲۸

جو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بسا طی پیسے پیسے بجھے آس کی خواب میں بھی خیال رہتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب جل و علا نے آس بادشاہ جبار جلیل الاقدار عظیم الاختیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا کیا کنجیاں عطا فرمائی ہیں ہاں ہم سے سن اور وہ سن کہ سن ہو جا۔

آیات و احادیث عطاے مفاتیح عالم بحضور پر نور مولائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

آیت ۳۴، از تورات شریف: بہیتی و ابونعیم دلائل النبوة میں حضرت ام الدرداء سے راوی میں نے کعب اجار سے پوچھا، تم تورات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو؟ کہا، حضور کا وصف تورات مقدس میں یوں ہے:

محمد رسول الله اسمه المتوكل ليس بفيظ ولا غليظ ولا سخاب في الاسواق و اعطى المفاتيح ليعتصر الله به اعيانا عورا و يسمع به اذا ناضقا و يقم به السنة معوجة حتى يشهدوا ان لا اله الا الله وحده لا شريك له يعين المظلوم و يمنعه من ان يستضعف له

محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے، نہ درشت تو ہیں نہ سخت گو، نہ بازاروں میں چلا والے، وہ کنجیاں دے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے چھوٹی آنکیں بننا اور ہرے کان شکر اور شیرینی زبانیں سیدھی کر دے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس کا ساتھ ہی نہیں وہ نبی کریم مظلوم کی مدد فرماتے گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

آیت ۳۵، از انجیل جلیل: حاکم بافادہ تصحیح اور ابن سعد و بہیقی و ابونعیم روایت کرتے ہیں ام المؤمنین و محبوبہ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہا و آلہا و علیہا وسلم فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت و ثنا انجیل پاک میں مکتوب ہے:

سہ الخصائص الجبرئیلی باب ذکر فی التوراة والانجیل مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۱۱
دلائل النبوة للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراة والانجیل دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۷
فہرست: بساطی، خردہ فروش۔ ضرورت کی چھوٹی موٹی چیزیں بیچنے والا۔

لا فط ولا غلط ولا سحاب في الاسواق
واعطى المفاتيح لئلا مثل ما سوا سوا
بسوا۔

نہ سخت دل ہیں نہ درشت خُرد بازاروں میں شور
کرتے، انھیں کنجیاں عطا ہوتی ہیں۔ باقی عبارت
مثل قورات مبارک ہے۔

حدیث ۶۱، بخاری و مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور مالک المفاتيح
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
بينانا ناسم اُتيت بمفاتيح خزائن
الارض فوضعت في يدي يله

میں سورا پاتا تھا کہ تمام خزانہ زمین کی کنجیاں
لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں
رکھ دی گئیں۔

حدیث ۶۲، امام احمد و ابویوسف ابی شیبہ سیدنا علی حرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی حضور مالک
مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اعطيت مالم يعط احد من الانبياء
قبلي نصرت بالرعب واعطيت مفاتيح
الارض الحديث۔

مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا
رعب سے میری مدد فرمائی گئی (کہ مہینہ بھر کی
راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے) اور مجھے
ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں، الحدیث۔

امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی تصحیح کی۔

حدیث ۶۳، امام احمد اپنی مسند اور ابن حبان اپنی صحیح اور ضیاء مقدسی صحیح مختارہ ابو نعیم دلائل النبوة

- ۱/۱ المختصر الکبری باب ذکرہ فی التوراة والانجیل الخ مرکز اہل سنت گجرات المند
المستدرک للحاکم کتاب التاريخ کان اجد الناس بالخیر دار الفکر بیروت ۶۱۴/۲
الطبقات الکبری لابن سعد ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراة والانجیل دار صادر بیروت ۳۶۳/۱
۲ صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجامع الکلم قیدی کتب خانہ کراچی ۱۰۸۰/۲
صحیح مسلم کتاب المساجد و موضع الصلوة قیدی کتب خانہ کراچی ۱۹۹/۱
۳ مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۹۸/۱
المصنف لابن ابی شیبہ کتاب المناقب حدیث ۳۱۶۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۰۸/۹
المختصر الکبری باب اختصارہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنصر بالرعب مرکز اہل سنت گجرات المند ۱۹۳/۲

میں بسند صحیح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور مالک تمام دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اتیت بمقالید الدینا علیہ فرس ابلق دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں جادنی بہ جبیل علیہ قطیفۃ من حاضر کی گئیں جبیل لے کر آئے اُس پر نازک ریٹم سندس لیے کا زین پوشش با نقش و نگار پڑا تھا۔

حدیث ۶۴ : امام احمد سند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور پر نور ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
او تیت مفاتیح کل شئ الا الخمس یعنی ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوں میں سوا ان پانچ کے۔
یعنی غیوب خمس۔

علامہ حنفی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں،
ثُمَّ اُعْبِدَ جِهًا بَعْدَ ذَلِكَ يَكُنْ پھر یہ پانچ بھی عطا ہوں میں ان کا علم بھی دے دیا گیا۔
اسی طرح علامہ سیوطی نے بھی خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا، علامہ ابوالفتح شرح فتح المبین
امام ابن حجر مکی میں فرماتے ہیں،
حدیث ۶۵ : بعیدہ ہی مضمون احمد و ابوالعلیٰ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث آخر ابو نعیم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور مالک بنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں،

- ۱۔ مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۲۸/۴
- ۲۔ الخصائص الکبریٰ بحوالہ احمد و ابن حبان و ابی نعیم باب اختصاصہ بالنصر مرکز اہلسنت گجرات المند ۱۹۵/۲
- ۳۔ مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۸۵/۲
- ۴۔ المعجم الکبیر
- ۵۔ حاشی الحنفی علی الجامع الصغیر علی ہامش السراج المیز الحدیث و تیت مفاتیح الاہلیۃ الازہریۃ المصریۃ ۳۶۱/۱۲
- ۶۔ الخصائص الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنصر بالزعب مرکز اہل سنت گجرات المند ۱۹۵/۲
- ۷۔ مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۸۹/۱

لما خرج من بطنى فطرت اليه فاذا
 انا به صاحب اثم رايت سحابة
 بيضاء قد اقبلت من السماء حتى
 غشيت غيب عن وجهى ثم تجلت
 فاذا انا به مدرج في ثوب صوف
 ابيض وتحت حريرة خضراء وقد
 قبض على ثلاثة مفاتيح من اللؤلؤ
 الرطب واذا قائل يقول قبض محمد
 على مفاتيح النيرة ومفاتيح الريح
 ومفاتيح النبوة ثم اقبلت سحابة
 اخضرى حتى غشيت غيب عن عيني ثم
 تجلت فاذا انا به قد قبض على
 حريرة خضراء مطوية واذا قائل يقول
 بفتح بفتح قبض محمد على
 الدنيا كلها ليريق خلق من
 اهلها الا دخل في قبضته هذا
 مختصر۔

جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا
 سجدے میں پڑے ہیں پھر ایک سفید ابرو نے
 آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے
 سے غائب ہو گئے، پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا
 دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونٹنی سفید کمرے میں
 لیٹے ہیں اور سبز ریشیں بچھونا بچھا ہے اور
 گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی منگھٹی میں ہیں
 اور ایک کینے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں
 نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، سب پر محمد
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا۔ پھر
 اور ابرو نے آکر حضور کو ڈھانپا کہ میری نظر سے
 محجب گئے۔ پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ
 ایک سبز ریشیم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی منگھٹی میں
 ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ ساری
 دنیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منگھٹی میں
 آئی زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہیں رہی
 جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم۔

والحمد لله رب العالمين۔

حدیث ۲۶۱۔ حافظ ابو زکریا یحییٰ بن عائدہ اپنی مولد میں بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما حضرت آمنہ زہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رضوان خازن جنت علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پردوں کے اندر لے کر
 گوشہ اقدس میں عرض کی،

لے انصاف الکبریٰ بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس بابا ظہر فی لیلة مولدہ مرکز اہلسنت مہجرات الهند ۱/۴۸

معك مفاتيح النصر قد البست
الخوف والسرب لا يسمع احد بكرك
الا وجل فؤاده وخاف قلبه وان لم
يرك يا خليفة الله

حضور کے ساتھ نصرت کی کنوئیاں ہیں رعب و دہرہ
کا جامہ حضور کو پہنایا گیا ہے جو حضور کا چرچائے گا
اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا
اگرچہ حضور کو نہ دیکھا ہو اسے اللہ کے نائب !
صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک وسلم۔

ایمان کی آنکھ میں نور ہو تو ایک اللہ کا نائب ہی کہنے میں سب کچھ آگیا، اللہ کا نائب ایسا ہی
تو چاہئے کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ ایک دنیا کے کتے کا نائب کہیں کا صوبہ اسکی
طرف سے وہیں کے سیاہ و سپید کا مختار ہوتا ہے مگر اللہ کا نائب کسی پتھر کا نائب ہے و ما قدرہ
اللہ حق قدس (اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہئے تھی۔ ت) بے دولتوں نے اللہ ہی کی قدرت
نہ جانی لا واللہ اللہ کا نائب اللہ کی طرف سے اللہ کے ملک میں تصرف تام کا اختیار رکھتا ہے جب
تو اللہ کا نائب کہلایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۶۷ : امام دارمی اسنی سنن میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور مالک جنت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا
قائد هم اذا وفدوا و انا خطيبهم
اذا ائمتوا و انا شفيعهم اذا حبسوا
و انا مبشرهم اذا يشعوا الكرامة
و المفاتيح يومئذ بيدي
ولواء الحمد يومئذ بيدي

میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب
لوگ اٹھائے جائیں گے، اور میں اُن کا پیشوا
ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے، اور میں اُن
کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے، اور
میں اُن کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے،
اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید

۱/۴۹ المختصر الکبریٰ باب ما ظهر فی یوم مولده صلی اللہ علیہ وسلم مرکز اہلسنت گجرات الہند
۱/۹۱ و ۳۹/۶۷ القرآن العظیم

۱/۵۱ مشکوٰۃ البصائر بحوالہ الترمذی والدارمی باب فضائل سید المرسلین قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۵۱۴
سنن الدارمی باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل حدیث ۴۹ دارالمحاسن للطباعة القاہرہ ص ۳۰
المختصر الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بآلہ اولیٰ من خلق الارض منہ مرکز اہلسنت گجرات الہند ۱/۴۹

الحديث - ہوں گے، عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی اور لو! الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا۔

والحمد لله رب العالمین، شکر اس کریم کا جس نے عزت دینا اس دن کے کاموں کا اختیار پیارے رسول و رحیم کے ہاتھ میں رکھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس لئے شیخ محقق مولانا عبدالحی محمد ثبوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج شریف میں فرماتے ہیں،

در ان روز ظاہر گرد و کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاتھ ایک یوم الہرین ست روز روز است و حکم حکم او بحکم رب العالمین ہے۔ اس دن ظاہر ہو جائے گا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مالک یوم دین کے نائب ہیں۔ وہ دن آپ کا ہوگا اور اس میں رب العالمین کے حکم سے آپ کا حکم چلے گا۔ (ت)

حدیث ۶۸: ابن عبد ربہ کتاب بہجۃ الحجاب اس میں راوی کہ حضور پر نور افضل صلوات اللہ تسلیما علیہ فرماتے ہیں،

ینصب الی یوم القیمة منبر علی الصراط و ذکر الحدیث (انی ان قال) ثم یأقی ملک یقف علی اول مرقاة من منبر یتنادی معاشر المسلمین من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا ملک خاتم النامین ان الله امرنی ان ادفع مضاتیع جہنم الی محمد و انت محمدنا امرنی ان ادفع الی ابی بکر ہاہ اشہدوا ہاہ اشہدوا ثم یقف ملک اخر علی ثانی مرقاة من منبر یتنادی معاشر المسلمین من عرفنی

روایتی است صراط کے پاس ایک منبر کھایا جائیگا پھر ایک فرشتہ آکر اس کے پہلے زینہ پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا اے گروہ مسلمانان! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا میں مالک دار و آخرت دوڑے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کر دوں، ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑا ہو کر پکارے گا، اے گروہ مسلمین! جس نے مجھے جانا

فقد عرفني ومن لم يعرفني فانا من ضلوان
خازن الجنة انت الله امرني ان ادفع
مفاتيح الجنة الى محمد وان محمد
امرني ان ادفعها الى ابى بكر هاه اشهدوا
هاه راشهدوا الحديث - (اور وہ علامہ
ابراہیم بن عبد اللہ المدنی الشافعی فی
الباب السابع من كتاب التحقيق في
فضل الصديق من كتابه
الاكتفاء في فضل الاربعة الخلفاء۔

اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان دارِ حق
جنت ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ
جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں
اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر
(رضی اللہ عنہ) کے سپرد کروں۔ ہاں ہاں گواہ
ہو جاؤ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔ (علامہ ابراہیم بن
عبد اللہ المدنی الشافعی نے اپنی تحقیقی کتاب
الاكتفاء في فضل الاربعة الخلفاء
کے ساتویں باب میں فضائل صدیق میں بیان
کیا ہے۔ ت)

حدیث ۶۹: حافظ ابوسعید عبد الملک بن عثمان کتاب شرف النبوة میں حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اذا كان يوم القيمة تجسم الله الاولين و
الاخريين يؤتى بمنسرين من نور
فينصب احدهما عن يمين العرش
والاخر عن يساره ويعطوهما شخصان
فينادي الذي عن يمين العرش معاشر
المخلائ من عرفني فقد عرفني و
من لم يعرفني فانا من ضلوان خازن الجنة
ان الله امرني ان اسلم مفاتيح الجنة الى
محمد وان محمد امرني ان اسلمها الى
ابى بكر وعمر وليد خلا محمد هما
الجنة الا فاشهدوا

روبر قیامت اللہ تعالیٰ سب انگلیں پھیلوں کو
جمع فرمائے گا۔ دو منبر نور کے لاکر عرش کے
دو اپنے بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص
چڑھیں گے، دہنے والا پکارے گا، اے جماعت
مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس
نے نہ پہچانا تو میں رضوان دارِ حق ہشت ہوں
مجھے اللہ عز و جل نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر و عمر
(رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں
کو جنت میں داخل کریں۔ سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔

ثُمَّ يَنَادِي الدَّاعِيَ عَنِ الْبَابِ الْعَرَشِ مُعَاشِرَ
الْخَلَائِقِ مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ لَمْ
يَعْرِفَنِي فَإِنَّمَا الْمَلَكُ خَازِنٌ مِنَ النَّارِ إِنَّ
اللَّهَ أَمَرَ فِي أَنْ أُسَلِّمَ مَقَاتِلَ النَّارِ إِلَى
مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدًا أَمَرَ فِي أَنْ
أُسَلِّمَهَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ
لِيَدْخُلَا مَبْغُضِيهِمَا النَّارَ
أَلَا فَاشْهَدُوا - اوردة ايضا في
الباب السابع من كتاب الاحاديث
الغرر في فضل الشيخين ابى بكر وعمر
عمر من كتاب الاكتفاء -

پھر باتیں والا پکارے گا : اسے جماعتِ مخلوق !
جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے
نہ پہچانا تو میں مالک دار و غار و دوزخ ہوں مجھے
اللہ عز و جل نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کروں اور محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر و عمر
(رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں
کو جہنم میں داخل کریں ، نُسختے ہو گواہ ہو جاؤ -
(اس کو بھی کتاب الاكتفاء میں کتاب الاحادیث
الغرر فی فضل الشیخین ابی بکر و عمر میں باب ہفتم میں
بیان کیا۔ ت)

یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ ابوبکر شافعی نے غیلائیات میں روایت کی :

يَنَادِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ ابْنُ أَخِي مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيُؤْتَى
بِالْخُلَفَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ فَيَقُولُ
اللَّهُ لَهُمْ أَدْخُلُوا مِنْ شَتَمِ الْجَنَّةِ وَدَعُوا
مَنْ شَتَمَ أَوْ مَا هُوَ بِمَعْنَاهُ ذَكَرَ الْعَلَمَةُ الشَّيْخُ الْخَطَّابِيُّ
فِي نَسَبِهِمُ الرِّيَاضُ شَرْحُ شَفَاءِ الْأَمَامِ
الْقَاضِي عِيَاضُ فِي فَصْلِ مَا أَطْلَعَهُ عَلَيْهِ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنَ الْغُيُوبِ، وَقَالَ أَوْ مَا هُوَ بِمَعْنَاهُ -

روزِ قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پس خلفاء رضی اللہ
تعالیٰ عنہم لئے جائیں گے اللہ عز و جل ان سے
فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو
اور جسے چاہو جہنم دو۔ (علامہ شہاب خطابی نے
نسب الریاض شرح شفاء الامام قاضی عیاض میں
فصل "نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کون کن غیوب
پر مطلع کیا گیا" میں اس کا ذکر کیا، اور فرمایا
یا جو اس کے ہم معنی ہے۔ (ت)

۱۔ مناقب الشفاء و مناقب الصغار بتحقیق شرف المصطفیٰ حدیث ۳۸۸۰ دار البشائر الاسلامیہ پیر ۵/۱۲/۱۴۱۹
۲۔ نسب الریاض شرح شفاء القاضی عیاض بحوالہ النبی فی فصل من ذلک اطلع علیہ من الغیوب مرکز المہنت گزرات المہنت ۱۶/۳

حدیث ۷۷ : ولہذا سیدنا مولا علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) نے فرمایا :
انا قسیم الناس میں قسیم دوزخ ہوں۔

یعنی وہ اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔

سواء شاذان الفضلی عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی جزء رد الشمس جعلنا اللہ من والہ کما یحبہ و یرضاہ بحبہ جمال محبتہ آمین۔
اس کو شاذان نے جو رد الشمس میں روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے محبوبوں میں رکھے جیسا کہ وہ خود اس سے محبت فرماتا ہے اور اس پر راضی ہے اس کے محبوبوں کے جمال کے صدقہ۔ آمین! (ت)

بلکہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے احادیث حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں داخل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو قسیم النار فرمایا۔ شفاء شریف میں فرماتے ہیں :

قد خرج اهل الصحيح والائمة ما اعلم به اصحابه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متاوعدا ہم بہ من الظہور علی اعدائہ (القولہ) وقتل علی وان اشقاها الذی یخضب ہذا من ہذا ای لحیثہ من ترا سہ واسہ قسیم النار یدخل اولیاءہ الجنة واعداۃ النار علیہ
بدشک اصحاب صحاح وائتہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو غیب کی خبریں دیں مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی شہادت اور یہ کہ یہ جنت ترین امت ان کے سر مبارک کے خون سے ریش منظر کو رنگے گا، اور یہ کہ مولا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قسیم دوزخ ہیں اپنے دوستوں کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعناہ آمین! (اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو اور اس کے صدقہ ہم سے راضی ہو۔ آمین۔ ت)

۱۔ کذا الحال بحوالہ شاذان الفضلی فی رد الشمس حدیث ۵۷۴۴ موسسة الرسالہ بیروت ۱۳/۱۵۲
۲۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل من ذاکم اطلع علیہ من الغیوب المکتبة الشریعة النعمانیة ۱/۲۸۳ و ۲۸۴

نسیم میں عبارت نہایہ :

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : میں
قسیم دوزخ ہوں۔ (ت)

ابن علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
انا قسیم الناس۔

ذکر کر کے فرمایا :

ابن الاثیر ثقہ و ما ذکرہ علی لا یقال
من قبل الراعی فہو فی حکم
المرفوع اذ لا مجال فیہ للاجتماع
اقول علامہ النسیم انہ لم یرہ
مرويًا عن علیؑ فاحال علیؑ
وثاقۃ ابن الاثیر وقد ذکرنا
تخریجہ و للہ الحمد۔

ابن اثیر ثقہ ہے۔ اور جو کچھ حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے ذکر فرمایا وہ اپنی رائے سے نہیں
کہا جا سکتا، لہذا وہ مرفوع کے حکم میں ہوگا کیونکہ اس
میں اجتہاد کی مجال نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں نسیم کے
کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکو حنفی علی سے شری نہیں سمجھا
چنانچہ انھوں نے اسے ابن اثیر کے ثقہ ہونے کی طرف پھیر دیا
ہم نے اس کی تخریج کر دی ہے واللہ الحمد۔ (ت)

مدارج شریف میں ہے :

آمدہ است کہ ایستادہ میکند اور اپروردگار
وے عین عرش و در روایتے بر عرش
و در روایتے بر کرسی وے سپارد بے
کلید جنت یلہ

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش کی دامن جانب
کھڑا کرے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ عرش کے
اوپر، اور ایک روایت میں ہے کہ کرسی پر کھڑا کرے گا اور
جنت کی چابی آپ کے سپرد فرمائے گا۔ (ت)

ملا بھی ! ذرا انصاف کی کنجی سے دیدہ عقل کے کواڑ کھول کر یہ کنجیاں دیکھئے جو مالک الملک
شہنشاہ قدیر جل جلالہ نے اپنے نائب اکبر خلیفہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہیں خزانوں
کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، تار کی کنجیاں۔ اور اب اپنا وہ بلا تے جان
اقرار یا کیجئے جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے فضل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب
چاہے نہ کھولے۔ دیکھو حجت الہیوں قائم ہوتی ہے۔ واللہ الحمد رب العالمین۔

۱۶۳/۳ نسیم الریاض فصل ومن ذالک ما اطلع علیہ من الضرب مرکز اہلسنت گجرات الہند
۲۷۳/۱ مدارج النبوة باب ہشتم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
۱۴۴ تقریۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۴

فصل دوم احادیثِ منیفہ میں

تین وصل پر مشتمل،

وصل اول اعظم و اہل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جانفزا اسناد میں جن سے ایمان کی جان میں جان آئے ایمان کی آنکھ نور و یقین پائے، وبالله التوفیق۔

حدیث ۱، بخاری شریف میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جب ابن جیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی سید عالم معنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما ينقِمُ ابْنُ جَيْلٍ الاَنتَه كَانَتْ فَقِيْرًا ابن جیل کو کیا بُرا لگا یہی نہ کہ وہ محتاج تھا
فاغناه الله ورسوله به اللہ و رسول نے اُسے غنی کر دیا، جل جلالہ و
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۲، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

الله ورسوله مولیٰ من لا مولیٰ له۔ جس کا کوئی نگہبان نہ ہو اللہ و رسول اس کے
الترمذی وحسنہ و ابن ماجہ نگہبان ہیں (اسے ترمذی نے روایت کیا اور
عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے حسن کہا، اور ابن ماجہ نے امیر المؤمنین عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

علامہ مناوی تفسیر میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں،

ای حافظ مت لا حافظ لہ۔ یعنی ارشاد حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا کوئی
حافظ نہیں اللہ و رسول اُس کے حافظ ہیں۔

حدیث ۳، کہ جب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی حضور انور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے تیم بچوں کو خدمتِ اقدس میں

۱۔ صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ وفي الرقاب الغارمین قدیمی کتب خانہ پشاور ۱۹۸۶

۲۔ سنن الترمذی باب ما جاء فی میراث الخال حدیث ۲۱۱۰ دار الفکر بیروت ۳۳/م

سنن ابن ماجہ ابواب الزکوٰۃ باب ذوی الارحام ایچ ایم مسیحہ کمپنی کوٹاچی ص ۲۰۱

۳۔ التفسیر بشرح الجامع الصغیر تحت الحدیث اللہ ورسوله مولیٰ من لا مولیٰ له مکتبۃ الامام الشافعی یا معنی ۲۰۶

یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسے بیان کر کے فرماتے ہیں:

فجاءت أمتنا فذكرت يقيمنا فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
العيلة تخافين عليهم وأنا وليهم في
الدنيا والأخرة - أحمد والطبرانی
وابن عساكر رحمهم الله تعالى
عنه -

میری ماں نے حاضر ہو کر حضور پناذ بکیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہماری غمی کی شکایت عرض کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالانکہ میں ان کا ولی و کار ساز ہوں دنیا و آخرت میں۔ (امام احمد اور طبرانی اور ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔ ت)

۵ غم نخورد آنکہ حقیقتش توئی والی و مولی و ویشش توئی
(وہ غم نہیں کھاتا جس کا محافظ، والی، آقا اور ولی تو ہے۔ ت)

حدیث ۴۴: اگر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

حب ابی بکر وعمر من الایمان وبغضهما
کفر وحب الانصار من الایمان وبغضهم
وبغضهم کفر وحب العرب من
الایمان وبغضهم کفر، و من سب
اصحابی فعليه لعنة الله، ومن
حفظني فيهم فانا احفظه يوم
القيامة - ابن عساكر عن جابر
رضي الله تعالى عنه -
ولله الحمد -

محبت ابو بکر و عمر کی ایمان سے ہے اور ان کا کفر بغض کفر، اور محبت انصار کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر، اور میرے اصحاب کے جو برا کئے اس پر اللہ کی لعنت، اور جو ان کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھے میں روز قیامت اُس کا حافظ و نگہبان ہوں گا (ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۴۵ و ۴۶: دنیا کی ظاہری زیشت و علالت اور مال کما کر اچھی جگہ خرچ کرنے

۱۔ مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن جعفر المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۰۴ و ۲۰۵
تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۲۳۰۲ عبداللہ بن جعفر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹/ ۱۴۳ و ۱۴۴
۲۔ تاریخ دمشق الكبير ۵۳۰۲ عمر بن الخطاب ۱۸۱/ ۴

کی خوبی اور حرام کا کربری جگہ اٹھانے کی برائی بیان فرما کر ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :
 وَتُرَابٌ مِّنْ خُفٍّ فِيمَا شَاءَتْ نَفْسُهُ مِنْ
 مَّالِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَسْبِلَهُ يَوْمَ
 الْقِيَمَةِ الْآثَامُ - أَحْمَدٌ وَالتَّوَصَّدِي
 وَقَالَ حُسَيْنٌ صَحِيحٌ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ
 قَيْسٍ وَابْنِ هَشِيمٍ فِي الشَّعْبِ عَنْ ابْنِ عَمْرِو
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُم .
 اور بہت اللہ اور رسول کے مال سے اپنے نفس
 کی خواہشوں میں ڈوبنے والے ہیں جن کے لئے
 قیامت میں نہیں مگر آگ - (احمد اور ترمذی نے
 خولہ بنت قیس سے روایت کیا اور اس کو حسن
 صحیح کہا اور ہشیمی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم سے روایت کیا - ت)

حدیث ۷۷ : جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ، مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ
 مَا نَفَعَنِي مَالُ ابْنِ بَكْرٍ مَجَّ كَيْسِي مَالٌ لَّنِي وَهُوَ نَفْعٌ زِدِيَا جَوَابُ بَكْرٍ كَيْسِي مَالٌ لَّنِي دِيَا - صدیق اکبر
 روئے اور عرض کی : هَلْ اَنَا وَمَالِي اِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ میری جان و مال کا مالک حضور کے
 سوا کون ہے یا رسول اللہ -

احمد فی مسندہ بسند صحیح عن ابی ہریرۃ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ -
 احمد نے اپنی مسند میں بسند صحیح ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا (ت)

حدیث ۷۸ : آیرہ کریمہ ،
 قُلْ لَا اسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا لَّا مَوْدُودَةٌ فِي
 الْقُرْبَىٰ
 تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا
 مگر قربت کی محبت - (ت)

کے اسباب نزول میں مروی انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
 حضور عاجزی کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور عرض کی :
 اَمْوَالَنَا وَمَا فِي اَيْدِيْنَا لِلَّهِ وَ
 ہمارے مال اور ہمارے ہاتھوں میں جو کچھ

۱۔ مسند احمد بن حنبل عن خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۳۷۸/۶
 سنن الترمذی کتاب الزہد باب ما جاء فی اخذ المال حدیث ۲۳۸۱ دار الفکر بیروت ۱۶۶/۴
 شعب الایمان حدیث ۵۵۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۹۶/۵ و ۳۹۷
 ۲۔ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۵۳/۲
 ۳۔ القرآن الکریم ۲۳/۴۲

قال فلما سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم هذا الشعر قال ما كان لي ولبنی عبد المطلب فهو لكم و قالت قریش ما كانت لنا فهو لله و لسر سوله و قالت الانصار ما كان لنا فهو لله و رسولہ - الطبرانی في ثلاثیات معجمہ الصغير حدثنا عبيد الله ابن رماحس القيسي برمادة الرملة سنة اربع وسبعين ومائتين ثنا ابو عمرو زياد بن طامق وكان قد اتت عليه عشرون ومائة سنة قال سمعت ابا جبرول زهير بن جهم الجشمي يقول فذكره -

یہ اشعار سن کر سید ارحم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میرے اور بنی عبد المطلب کے حصے میں آیا وہ میں نے تمہیں بخش دیا۔ قریش نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے۔ انصار نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے جلی جلالہ وصلى الله تعالى عليه وسلم۔ طبرانی نے معجم صغیر کی ثلاثیات میں کہا کہ ہمیں سید زہیر بن جهم بن عبد اللہ بن رماحس قیسی نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو عمرو زیاد بن طارق نے جن کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی انہوں نے کہا میں نے ابو جبرول زہیر بن جهم جشمی کو کہے ہوئے سنا، پھر انہوں نے اس کو ذکر کیا۔ (ت)

حدیث ۸۰: کہ اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا،

انت الرسول الذي تُرجى فواضله عند القحوظ اذا ما اخطأ المظور
حضور وہ رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے قحوظ کے وقت جب میں خطا کرے۔
عن ابن شيبه من طريق عامر الشعبي
(عمر بن شیبہ نے بطریق عامر الشعبي سے روایت کیا،
ذكره الحافظ في الاصابة و قال
حافظ نے الاصابہ میں اس کا ذکر کیا اور فرمایا
ذكره ابن فتحون في التذييل
اس کا ذکر ابن فتحون نے تذييل میں کیا۔ (ت)

المعجم الكبير عن زهير بن جهم الجشمي حديث ۵۳۰۳ مکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۵/۶۶۹-۶۷۰
المعجم الصغير من اسمعید اللہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/۳۶-۳۷
المعجم الاوسط حدیث ۴۶۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۵/۱۹-۲۱۸
لله الاصابة في تميز الصحابة ترجمہ ۱۶۸ اسود بن مسعود ثقفی دار الفکر بیروت ۱/۶۵

حدیث ۸۱ : ایک اعرابی نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی :

- (۱) اتیناک والعذر ایدھی لبابہما وقد شغلت اصم الصبی عن الطفل
(۲) وانقت بکفہما الفتی یستکانہ من الجوع ضعفا لا یسر ولا یحلی
(۳) ولس لنا الا الیلک قسارتنا وابن قس امر الخلق الا الی الترسل
- (۱) ہم در دولت پر شدتِ قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں
(جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں ناداری کے باعث خادموں رکھنے کی طاقت
نہیں رکھتے کام کاج کرنے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) ان کی چھاتیوں سے خون
بہہ رہا ہے مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں ۔

(۲) جوان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعفِ گرسنگی سے عاجز ماند
زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی بات نہیں نکلتی ۔

(۳) اور بیمارِ معذور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں، اور خود
مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی پارگاہ میں ۔ صلی اللہ تعالیٰ

علیہم وبارک وسلم۔ www.alahazratnetwork.org

یہ فریاد سن کر حضورِ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت عجلت منبرِ اطہر پر جلوہ فرما
ہوئے اور دونوں دستِ مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا، ابھی وہ پاک مبارک
ہاتھ جھک کر گلوئے پر نور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ اُڑا اور بیرونِ شہر کے لوگ
فریاد کرتے آئے کہ یا رسول اللہ! ہم ڈوبے جاتے ہیں ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منہ نہایت
خوار کیا اور اَلَا عَلَیْکُمْ ہمارے مگر دیکس ہم پر نہ برس ۔ فوراً ابرہہؓ پر سے گھل گیا، اس پاس
گھرا تھا اور مدینہ طیبہ سے گھلا ہوا ۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
خندہ دندان نکالیا اور فرمایا : اللہ کے لئے ہے خوبی ابوطالب کی، اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس
کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، کون ہے جو میں اس کے اشعار سنائے ۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی : یا رسول اللہ ! شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے
ہیں جو ابوطالب نے نعتِ اقدس میں عرض کئے تھے، یہ

- (۱) وایض یستقی الغمام بوجہہ شمال الیتامی عصمة للاس اصل
(۲) تلو ذنبہ المہذک من الی ہاشم فہم عندہ فی لعمۃ وفوا اصل

(۱) وہ گورے رنگ والے کہ اُن کے مُنہ کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کے جائے پناہ، یراؤں کے نگہبان۔

(۲) بنی ہاشم (جیسے غنیمت لوگ) تباہی کے وقت اُن کی پناہ میں آتے ہیں اُن کے پاس اُن کی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اَجَلُ ذَلِكَ اَسَدُتُ بَانِی سَی نَقْصَمُ ہِیْمَہِ مَقْصُودِ تَقْی۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سقاہا بجاہہ عندہ الغیت المنافع الاتم الاعم احین !

البیہقی فی الدلائل بسند صالح کما افادہ حافظ الشان العسقلانی والبدلی فی مسند المفردوس میں اس کا افادہ فرمایا ان دونوں نے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث نفیس بحدیث اللہ تعالیٰ اول تا آخر شفا کے مومنین و شقائق ہے اور حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پسندیدہ فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ خاص ہمارے مقصود رسالہ ہیں کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں، خلق کیلئے پناہ نہیں سوا بارگاہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے، وہ گورے رنگ والا پیارا جس کے چاند سے منہ کے صدقے میں عینہ اترتا ہے، وہ یتیموں کا حافظ، وہ یراؤں کا نگہبان، وہ طحا و دادا کہ بڑے بڑے تباہی کے وقت اُسکی پناہ میں آکر اُس کی نعمت اس کے فضل سے چین کرتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وبارک وسلم۔

حدیث ۸۶، کہ جب جعرانہ کے اموال غنیمت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش و

رضی اللہ تعالیٰ عنہم (ت)

عنہم -

انصار کرام ہر کلمے پر عرض کرتے جاتے تھے،

نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَمِنْ

ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اللہ کے غضب اور
رسول اللہ کے غضب سے۔ جل جلالہ و
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

غضب مرسلہ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْاَتَجِيبُونَ جَوَابَ كَيْفٍ نِّسِیْ دِیْتِ؟

انصار نے عرض کی،

اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَمَنْ وَاَفْضَلُ۔
اللہ ورسول کا احسان زائد ہے اور اللہ ورسول
کا فضل بڑا ہے۔

حضور نے فرمایا: تم چاہو تو جواب دے سکتے ہو۔

انصار کرام روئے اور بار بار عرض کرنے لگے،

اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَمَنْ وَاَفْضَلُ۔
اللہ ورسول کا احسان زائد ہے اور اللہ ورسول
کا فضل بڑا ہے۔

ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں
ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا (ت)

ابوبکر بن ابی شیبہ فی مُصَنَّفِہ
عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ۔

حدیث ۸۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللہ اور اللہ کے
رسول کی ہے (بہیقی نے شعب میں ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عروصاً روایت
کیا۔ ت)

مَوْتَانِیْ اِلَّا مَرْضِیْ لِلّٰهِ وَرَسُولِہ۔
الْبِہِیْقِیْ فِی الشَّعْبِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ
اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُمَا مَوْصُولًا۔

حدیث ۸۴ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

عَادِي الْأَرْضِ صِلَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ . قَدِيمَ زَمِينِينَ اللَّهُ وَرَسُولُ كِي يَلِكْ هِيْنَ اَسِي هِيْ
هُوَ فِيْ سَاعِنِ طَاوْنِيْنَ مَرَسَاذْ . طَاوْنِسْ سِيْ مَرَسَا مَرُوِيْ سِيْ . (ت)

اقول بن، جنگل، پہاڑوں اور شہروں کی ملک افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے
فرمائی کہ اُن پر ظاہری ملک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص ملک خدا و رسول ہیں جل جلالہ و صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم، ورنہ محلوں، احاطوں، گھروں، مکانات کی زمینیں بھی سب اللہ و رسول کی
ملک ہیں اگرچہ ظاہری نام من و تو کا لگا ہوا ہے۔ زبور شریف سے رب العزت کا نام من ہی چلے
کہ احمد ملک ہو ساری زمین اور تمام اُمّتوں کی گردنوں کا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو یہ
تخصیص مکانی ایسی ہے جیسے آیہ کریمہ والامریہ مشا اللہ میں تخصیص زمانی کہ حکم اس دن
اللہ کے لئے ہے، حالانکہ ہمیشہ اللہ ہی کا ہے، مگر وہ دن روز ظہور حقیقت والقطاع اذعا
ہے۔ لاجرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلا تخصیص اللہ و رسول کی ملک بتائی
وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۸۵ : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

إِعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ . يَلِّقِينَ بِلَانِ لَوْ كَرِ زَمِينِ كَرِ مَالِكِ اللَّهُ وَرَسُولُ هِيْ
بَلْ وَعِلَاوْ صِلَى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . (امام بخاری
نے الجامع الصحیح میں کتاب الجہاد باب یہود
کا جزیرۃ العرب سے اخراج میں حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے)

حدیث ۸۶ : اعشیٰ مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت اقدس میں اپنے بعض اقارب کی ایک

۱۔ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب احیاء الموات باب لا یترک ذمی بکعبۃ الفخر دار صادر بیروت ۱۴۳/۶

۲۔ تحفۃ اشاعہ شریعہ باب ششم در بحث نبوت ایمان انبیاء سہیل الکیڈی لاہور ص ۱۶۹

۳۔ القرآن الکریم ۸۲/۱۹

۴۔ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۹/۱

۵۔ صحیح مسلم باب اجلاء الیہود من الجہاز

فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظم عرضی سامع قدس پر عرض کی جس کی ابتداء اس مصرع سے تھی

يَا مَالِكَ النَّاسِ وَذِيَانَتِ الْعَرَبِ

(اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے)

حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر شکایت رفع فرمادی۔

الامام احمد حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی ثنا ابو معشر البراء ثنی صدقة بن طيسلة ثنی معن بن ثعلبة المازنی والحي بعد ثنی الاعشى المازنی مرضی اللہ تعالیٰ عنه قال اتيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فانشدته يا مالک الناس وديان العرب الحديث وسرواه الامام الاجل ابو جعفر الطحاوي في معاني الآثار حدثنا ابن ابی داود ثنا المقدمی ثنا ابو معشر الى آخره نحواً سنداً ومتناً ورواه ابن عبد الله ابن الامام في نزوائد مسند من طريق عوف بن كهيس بن الحسن عن صدقة بن طيسلة حدثني معن بن ثعلبة المازنی والحي بعده قالوا ثنا الاعشى مرضی اللہ تعالیٰ عنه فذكره قلت واليه اعني عبد الله عزاء حافظ الشان في الاصابة انه سواه في النزوائد والعبد الضعيف عمر الله تعالى له قد رواه في المسند نفسه ايضاً كما سمعت والله الحمد ورواه البغوي وابن السكيت وابن ابی عاصم كلهم من طريق الجعيد بن امين بن عروة بن فضالة بن طريق بن بهصل الحرصا مروي عن ابيه عن جده فضالة ولفظ البغوي عنه حدثني ابی امية ثنی ابی ذروة عن ابی فضالة عن رجل منهم يقال له الاعشى واسمه عبد الله بن الاعور مرضی اللہ تعالیٰ عنه فذكر القصة وفيه فخرج حتى اتى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فعاد به وانشأ يقول يا مالک الناس وديان العرب الحديث

۲۰۱/۲ المکتب الاسلامی بیروت
۲۳۱/۴ مجمع الزوائد کتاب النکاح باب النشوز دار الکتاب بیروت
۳۱۰/۲ شرح معانی الآثار کتاب الکراهية باب رواية الشعرا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۳۲۲ زوائد عبد اللہ بن احمد کتاب الادب باب ما جاء فی شعر حدیث ۱۲۸ دار البشائر الاسلامیہ بیروت
۱۵۲/۴ الاصابة فی تمییز الصحابة ترجمہ ۵۳۳ عبد اللہ بن الاعور دار الفکر بیروت
۳۳۶/۵ بحوالہ البغوی ترجمہ ۱۴۷ فضالة بن طریف

یہ حدیث جلیل اتنے ائمہ کبار نے باسائید متعدد روایت کی اور طریقہ اخیر میں یہ لفظ ہیں کہ
اعشى رضى الله تعالى عنه نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ لی اور عرض کی کہ
اے مالک آدمیاں، و اے جزا و سزا دہ عرب صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم۔

حدیث ۸۷: حارث بن عوف فرمائی رضى الله تعالى عنه نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی،
ابعث معي من - يَدْعُوَ الْبَدِينَك ميرے ساتھ کسی شخص کو حضور ارسال فرمائیں
جو میری قوم کو حضور کے دین کی طرف دعوت کرے
اور وہ میری پناہ میں ہوگا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک انصاری رضى الله تعالى عنه کو ساتھ کر دیا حارث
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنبے والوں نے عہد شکنی کر کے انہیں شہید کر دیا۔ حسان بن ثابت رضى الله تعالى
عنہ نے اس بارے میں اشعار کہے اذ انجلد یہ شعر سے

يا حارث من يغدر بذي قنة جاسرہ متكفان محمدا لا يغدر

اے حارث! جو کوئی تم میں اپنے پناہ دے ہوئے کے عہد سے بے وفائی کرے

تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسے پناہ دیتے ہیں وہ سچی پناہ ہوتی ہے۔

فجاء الحارث فاعتذر وودى الانصاري وقال يا محمد اتى عاصدك من
لسان حسان - الزبير بن بكار
حدیثی عقی مصعب انس الحارث
بن عوف ابي النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فذکرہ۔
حارث رضى الله تعالى عنه نے حاضر ہو کر عذر
کیا اور انصاری شہید کی دیت دی اور حضور سے
عرض کی یا رسول اللہ! میں حضور کی پناہ مانگتا ہوں
حسان کی زبان سے۔ زبیر بن بکار نے کہا مجھے
میرے چچا مصعب نے حدیث بیان کی کہ حارث بن
عوف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس
حاضر ہوئے اور پھر پوری حدیث بیان کی۔ (ت)

حدیث ۸۸: صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو مسعود بہری رضى الله تعالى عنه سے ہے،
انه كان يَضُوبُ غلامه فجعل
يقول اعوذ بالله فقال
یعنی وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے، غلام نے
کہنا شروع کیا، اللہ کی دُہائی، اللہ کی دُہائی۔

فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ فَقَالَ اَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ،
فَتَرَكَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ أَقْدَرُ عَلَيْكَ
مَنْكَ عَلَيْهِ قَالَ فَاعْتَقَهُ ۖ

انہوں نے ہاتھ نہ روکا۔ غلام نے کہا، رسول اللہ
کی دُہائی۔ فوراً چھوڑ دیا حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! بے شک
اللہ تجھ پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنا تو اس
غلام پر۔ انہوں نے غلام کو آزاد کر دیا۔

الحمد للہ! اس حدیث صحیح کے تصور دیکھئے، جیسا ہو تو وہاں بیت کو ڈوب مرنے کی بھی جگہ نہیں
یہ حدیث تو خدا جانتے بیمار دلوں پر کیا کیا قیامتیں توڑے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دُہائی
دینا ہی ان کے دُہائی مچانے کو بہت سچی نہ کہ وہ بھی یوں کہ سیدنا ابومسعود بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود
فرماتے ہیں وہ اللہ عزوجل کی دُہائی دیتا رہا میں نے نہ چھوڑا جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دُہائی دی
فوراً چھوڑ دیا۔

علماء فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دُہائی سن کر حضور کی عظمت دل پر چھپائی ہاتھ
روک لیا۔

اقول (میں کہتا ہوں) اپنی پہلی بات ایک محمول ہو جانے سے ایسی مؤثر نہ ہوتی،
انسان کا قاعدہ ہے کہ جس بات کا محاورہ کم ہوتا ہے اس کا اثر زیادہ پڑتا ہے ورنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی دُہائی بعینہ اللہ عزوجل کی دُہائی ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اللہ عزوجل
کی عظمت سے ناشی ہے۔ بحمد اللہ حدیث کے یہ معنی ہیں اگرچہ وہابیہ کے طور پر تو اس کا درجہ شرک سے
بھی کچھ آگے بڑھا ہوا ہے۔

حدیث ۸۹، یہی مضمون عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا،

قَالَ بَيْنَا مَرَجُلٌ يَضْرِبُ غُلَامًا لَهُ
وَهُوَ يَقُولُ اَعُوذُ بِاللَّهِ اِذْ يُضْرَبُ بِرَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ اَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ فَالْقَوْدُ
یعنی ایک صاحب اپنے غلام کو مار رہا ہے تھوڑا
وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ کی دُہائی۔ اتنے میں غلام نے
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تشریف
لاتے دیکھا اب کہا رسول اللہ کی دُہائی۔ فوراً اس

ماکان فی یدہ و خلی عن العبد
فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم أما واللہ انہ احق ان یعاذ
من استعاذ بہ منی فقال الرجل
یا رسول اللہ فہو حی لوجہ
اللہ بے

صاحب نے کوڑا ہاتھ سے ڈال دیا اور غلام کو
چھوڑ دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا: سُنتا ہے خدا کی قسم بیشک اللہ عزوجل
مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی دُہائی دینے
والے کو پناہ دی جائے۔ اُن صاحب نے عرض کی،
یا رسول اللہ! تو وہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔

اقول الحمد للہ اس حدیث نے تو اور بھی پانی سر سے تیر کر دیا، صاف تصریح فرمادی کہ
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلام کی دونوں دُہائیاں بھی سُنیں اور پہلی دُہائی پر اُن کا
نہ رُکنا اور دوسری پر فوراً باز رہنا بھی ملاحظہ فرمایا مگر افسوس کہ وہاں بیت کی ذلت و مردودیت کہ نہ تو
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس غلام سے فرماتے ہیں کہ تو مشرک ہو گیا اللہ کے سوا میری
دُہائی دیتا ہے اور وہ بھی کس طرح کہ اللہ عزوجل کی دُہائی چھوڑ کر نہ آقا سے ارشاد کرتے ہیں کہ یہ کیسا
مشرک اکبر، خدا کی دُہائی کی وہ بے پرواہی اور میری دُہائی پر یہ نظر، ایک تو میری دُہائی ماننی اور وہ بھی یوں کہ
خدا کی دُہائی نہ مان کر افسوس آقا و غلام کو مشرک بنا کر گناہ و جوارح پر ہیحت فرماتے ہیں وہ کس منے
کی بات ہے کہ اللہ مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے، دُہائی تو اپنی بھی قائم رکھی اور اپنی دُہائی دیتے
پر پناہ دینی بھی ثابت رکھی، صرف اتنا ارشاد ہو کہ خدا کی دُہائی زیادہ ماننے کے قابل تھی۔ الحمد للہ
کہ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دین و ہابیدہ کے جھوٹے قرآن تعویذ الایمان کی کچھ قدر
نہ فرمائی اُسے سخت ذلت پہنچائی جس میں اس کا امام مکتا ہے،

”اول معنی مشرک و توحید کے سمجھنا چاہئے اکثر لوگ پیروں پیغمبروں کو مشکل کے وقت
پکارتے ہیں اُن سے مرادیں مانگتے ہیں، کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے کوئی
علی بخش کوئی غلام محی الدین، کوئی مشکل کے وقت کسی کی دُہائی دیتا ہے، غرض کہ
جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء و انبیاء
سے کو گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانانہ کا کئے جاتے ہیں۔ سچ فرمایا اللہ صاحب نے کہ

نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں اچھے مختصراً

ان دافع ابلا کے منکروں سے بھی اتنا پوچھ لیجئے کہ کسی کی پناہ یعنی اس کی دہائی دینی دفع بلا ہی کے لئے ہوتی ہے یا کچھ اور۔ ولکن الوهابیۃ قوم یعتدون (اور قوم وہابیہ حد سے بڑھنے والی ہے۔ ت)

حدیث ۹۰: ابن ماجہ تحفرت تیمم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،

قال کنا جلوسا عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ اقبل بعبیر تعد واحقی وقف علی هامۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایہا البعیر اسکن فان تک صا دقا فلیک صدقک وان تک کا ذبا فلیک کذابک مع ان اللہ تعالیٰ قد اتمن عاخذنا ولیس بخائب لائذنا فقلنا یا رسول اللہ ما یقول ہذا البعیر، فقال ہذا البعیر ہم اہلہ بنحرہ واصل لجمہ فہرب منہم واستخاش بنبیکم فبینا نحن کذلک اذ اقبل صاحبہ او قال اصحابہ یتعادون فلما نظر الیہم البعیر عاد الی ہامۃ رسول اللہ صلی اللہ

یعنی ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا یہاں تک کہ حضور کے سر مبارک کے قریب آکر کھڑا ہوا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اونٹ! ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لئے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا دوا بال تجھ پر ہے، اس کے ساتھ یہ بات بیشک کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجالائے وہ نامرادی سے بری ہے۔ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے؟ فرمایا، اس کے مالکوں نے اسے حلال کر کے کھا لینا چاہا تھا یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا اور تمھارے نبی کے حضور فریاد لایا۔ ہم یوں ہی بیٹھے تھے کہ استغنی اس کا مالک یا کہا اس کے مالک دوڑتے آئے، اونٹ نے جب انھیں دیکھا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

لہ تقریرۃ الایمانی پہلا باب توحید وشرک کے بیان میں مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور

تعالیٰ علیہ وسلم فلا ذبہما فقالوا
یا رسول اللہ ہذا بعیدنا ہرب
منذ ثلاثة ايام فلم نلقه الا بين
يديك ، فقال صلى اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم امانہ ليشكو الحت فبئست
الشكاية - فقالوا یا رسول اللہ ما
يقول ؟ قال يقول انه مر بقب
امثلكم احوالا وكنتم تحملون علیہ
فی الصيف الى مواضع الكلاء فاذا كان
الشتاء مر حلتكم الى مواضع الدفاء فلما
كبر استغفلكم فرزقكم اللہ ابلا سائما
فلما ادركته هذه السنة الخصيبة همتم
بذبحه واكل لحسه - فقالوا
واللہ كامن ذلك یا رسول اللہ -
فقال صلى اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ما هذا جزاء الملوك الصالح
من مواليہ - قالوا یا رسول اللہ فاننا
لا نذبحه ولا نذبحه - فقال صلى
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم كذبتم قد استغاث بكم
فلم تغشوه وانا اولم بالرحمة
منكم قامت اللہ نزح الرحمة من
قلوب المنافقين واسكنهم
فی قلوب المؤمنين - فاشترى
صلى اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منهم بمائة
درهم وقال یا ايها البعيير !

مرانور کے پاس آگیا اور حضور کی پناہ پکڑی اس کے
ماگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ! ہمارا اونٹ تین
دن سے بھاگا ہوا ہے آج حضور کے پاس ملا ہے -
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ،
میں نے اس نے میرے حضور نالشی کی ہے اور
بہت ہی بُری نالشی ہے - وہ بولے ، یا رسول اللہ !
یہ کیا کہتا ہے ؟ فرمایا ، یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں پہلے
امان میں پلا ، گرمی میں اس پر اسباب لاد کر سبزہ
ٹٹنے کی جگہ تک جاتے اور جارشے میں گرم مقام
تک کوچ کرتے ، جب وہ بڑا ہوا تو تم نے اسے
سانڈ بنا لیا اللہ تعالیٰ نے اس کے ٹٹنے سے تھک
بہت اونٹ کر دئے جو چرتے پھرتے ہیں ، اب
جو اسے یہ شاداب برس آیا تم نے اسے ذبح کر کے
کھا لینا چاہا - وہ بولے ، یا رسول اللہ ! خدا کی
قسم ! کوئی نہ ہو - حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا نیک ملک کا بدلہ اس کے ماگوں کی طرف
سے یہ نہیں ہے - وہ بولے ، یا رسول اللہ ! تو
ہم اسے نہ بچیں گے نہ ذبح کریں گے - فرمایا ، غلط
کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس کی فریاد کو
نہ پہنچے اور میں تم سے زیادہ اس کا مستحق و لائق ہوں
کہ فریادی پر رحم فرماؤں اللہ عزوجل نے منافقوں
کے دلوں سے رحمت نکال لی اور ایمان والوں
کے دلوں میں رکھی ہے - پس حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ اونٹ ان سے سو روپے کو
خرید لیا اور اس سے ارشاد فرمایا اے اونٹ !

اِنطَلَقَ فَاَنْتَ حُسْرًا لَوْ جِهَ اللّٰهُ تَعَالٰی -
 فَرَعَىٰ عَلٰی هَامَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
 تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی
 عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰمِیْن - ثُمَّ رَعَىٰ فَقَالَ اٰمِیْن -
 ثُمَّ رَعَىٰ فَقَالَ اٰمِیْن - ثُمَّ
 رَعَىٰ الرَّابِعَةَ فَبَکِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
 تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - فَقُلْنَا
 یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا یَقُوْلُ هٰذَا الْبَعِیْرُ ؟
 قَالَ قَالَ جِزَاكَ اللّٰهُ اَیُّهَا النَّسَبِیُّ
 عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْقُرْآنِ خَیْرًا - فَقُلْتُ
 اٰمِیْن - ثُمَّ قَالَ سَكَتَ اللّٰهُ رَعِبَ
 اَمْتَاکَ یَوْمَ الْقِیَمَةِ کَمَا سَكَتَ رُحْمٰی -
 فَقُلْتُ اٰمِیْن - ثُمَّ قَالَ حَقَّتْ
 اللّٰهُ دِمَاءُ اَمْتَاکَ مِنْ اَعْدَائِهَا
 کَمَا حَقَّتْ دِمَیْ فَقُلْتُ
 اٰمِیْن - ثُمَّ قَالَ لَا جَعَلَ
 اللّٰهُ بِاَمْرٍ اَمْتَاکَ بَیْنَهَا
 فَبَکِیْتَ فَاَنْتَ هٰذِهِ الْخَصَالُ
 سَأَلْتُ رَاقِبَ فَاَعْطَانِیْهَا
 وَمَنْعَنِیْ هٰذَا وَ اَخْبَرَنِیْ
 جَبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ
 عَنْ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ
 اَنْتَ فَنَاءُ اُمَّتِیْ بِالسَّیِّئِ
 جَرَعِ الْقَلَمِ بِمَا هُوَ
 کَاثِرٌ - کَذَا اُورِدَ عَامِرِیَا

چلا جا کہ تو اللہ عزوجل کے لئے آزاد ہے - یہ
 سن کر اس نے سراقہس پر اپنی بولی میں کچھ آواز
 کی - حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آمین کہی -
 اس نے دوبارہ آواز کی حضور نے پھر آمین کہی -
 اس نے سہ بارہ عرض کی حضور نے پھر آمین کہی -
 اس نے چوتھی بار کچھ آواز کی اس پر حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے گریہ فرمایا - صحابہ نے عرض کی ،
 یا رسول اللہ! یہ کیا کہتا ہے ، فرمایا : اس نے
 کہا اے نبی اللہ! اللہ عزوجل حضور کو اسلام و
 قرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے میں نے کہا
 آمین ، پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ قیامت کے
 دن حضور کی اُمت سے خوف دُور کرے جس طرح
 حضور نے میرا خوف دُور کیا میں نے کہا آمین ،
 پھر اس نے کہا اللہ جل و علا حضور کی اُمت کے
 خون ان کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے
 (کہ کفار کبھی انھیں استیصال نہ کر سکیں) جیسا
 حضور نے میرا خون بچایا ، میں نے کہا آمین - پھر
 اس نے کہا اللہ سبحانہ اُمت والاک سنخی انکے
 آپس میں ڈر رکھے (باہمی خونریزی سے دُور
 رہیں) ، اس پر میں نے گریہ فرمایا کہ یہ سب
 مرادیں میں اپنے رب عزوجل سے مانگ چکا
 اور اس نے مجھے عطا فرمادیں مگر یہ کھلی منع فرمائی
 اور مجھے جبرلی امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اللہ
 عزوجل کی طرف سے خبر کر دی کہ میری اُمت کی
 قاتلوں سے ہے - قلم چل چکا شدنی پر -

لہ الامام الحافظ ذکی الدین عبدالعظیم
المُنذَر من رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فی کتاب الترغیب والترہیب۔
یوں ہی کتاب الترغیب والترہیب میں امام حاکم
ذکی الدین عبدالعظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ
سے وارد ہے۔ (ت)

فقیر نے اس رسالہ میں بنظر اختصار اکثر احادیث کا خلاصہ لکھا یا صرف محل استدلال پر اقتصار کیا۔
یہ حدیث نفیس کہ ایک اعلیٰ اعلام نبوت و معجزات جلیلہ حضرت رسالت علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ
والنحوۃ سے تھی تمامہ ذکر کر فی مناسب سمجھی، یہاں موضع استناد وہ پیاری پیاری اسناد ہے کہ جو
ہماری پناہ لے اللہ عزوجل اُسے امان دیتا ہے اور جو ہم سے التجا کرے نامراد نہیں رہتا۔
الحمد للہ رب العالمین اور خدا جانے دافع البلاء کس شے کا نام ہے۔

حدیث ۹۱: عبداللہ بن سلام بن عمیر اسلمی صحابی ابن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں،
تزوجت ابنة سراقۃ ابن حارثۃ النجاری
وقتل بیدار فلم اُصیب شیئاً من
الدنیا کانت احب الی من نکاحها
واصدقتهما ما شئتم و ما کنت فکنت
احد شیئاً اسوقہ الیہا فقلنت
علی اللہ و رسولہ الموعول فجئت
مرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فاخبرتہ
الحديث۔
میں نے سراقہ بن حارثہ نجاری شہید غزوہ بدر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی سے نکاح کیا
دنیا کی کوئی چیز میں نے ایسی نہ پائی جو ان کے
ساتھ شادی ہونے سے مجھے زیادہ پیاری ہو
میں نے دو سو روپے ان کا مہر کیا تھا اور پاس
کچھ نہ تھا جو انھیں بھجوں، میں نے کہا اللہ اور اللہ
کے رسول ہی پر بھروسہ ہے، پس میں خدمت
انور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں
حاضر ہوا اور حال عرض کیا۔

حضور نے ایک چادر پر انھیں بھیجا اور فرمایا،
امر جوا ان یغنیک اللہ مہرم و جنتک۔

میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل تمھیں اتنی
غنیّت دلا دے گا کہ اپنی بیوی کا مہر ادا کر دو۔

ایسا ہی ہوا، واللہ الحمد۔

الامام الثقتہ محمد بن عمر واقد
امام ثقتہ محمد بن عمر واقد نے ابی حرد

لہ الترغیب والترہیب الترغیب فی الشفقۃ علی خلق اللہ تعالیٰ
مصحف البانی مصر ۳/۸-۲۰۷

کے کتاب المغازی سیرۃ خضرۃ امیر عابداتہ مؤسسۃ الاعلیٰ للطبوعات بیروت ۲/۸-۷۷۷

عن ابی حذرہ وهو اجت سلامة المذکور
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسندہ الیہ
 وقد علم توثیقہ الامام المحقق
 علی الاطلاق فی الفتح و ذکرناہ فی
 منیر العین ۛ

جو سلامہ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں سے اس
 پر ان کی سند سے روایت کیا، اور امام محقق علی
 الاطلاق نے فتح میں اس کی توثیق فرمائی
 اور ہم نے اسے (اپنے رسالے) منیر العین
 میں بیان کیا (ت)

حدیث ۹۲ و ۹۳، غزوہ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے وقت حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں رجز پڑھتے چلے گئے

- (۱) اللھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا
- (۲) فاغفر فداءک ما ابقینا والیقین سکینہ علینا
- (۳) وثبت الاقدام ان لا قینا ونحن عن فضلك ما استغنینا
- (۱) خدا گواہ ہے یا رسول اللہ! اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

- (۲) تو بخش دیجئے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور سکینہ اتاریں۔
- (۳) اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و مسند امام احمد و غیرہ میں
 سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطرق عدیدہ ہے اور پچھلا مصرعہ زیادات صحیح مسلم و
 امام احمد سے ہے۔

سواہ من طریق ایاس بن سلمہ
 عن ابیہ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایاس بن سلمہ کے طریق پر ان کے والد سلمہ
 بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر
 صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر
 سنن النسائی باب من قاتل فی سبیل اللہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۶۰۳/۲
 مسند احمد بن حنبل عن سلمہ بن الاکوع المکتب الاسلامی بیروت ۵۰/۴

ہم حدیث صحیح بخاری مع شرح امام احمد قسطلانی مستطیع بہ ارشاد الساری کے الفاظ کو یکم مختصر ذکر کریں :

(عن یزید بن ابی عبید عن سلمة بن الأكوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی خیبر فسرنا لیلاً فقال مرحباً من القوم) ہو اُسید بن حُصَیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (لعمریہ عامر الاقسمعنا من ہنہاتک) وعند ابن اسحق من حدیث نصر بن دھیر الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول فی مسیرہ الی خیبر لعمریہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ انزل یا ابن الاکوع فاحد بنا من ہنہاتک فغیہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو الذی امرہ بذلک وکان عامرٌ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجلاً شاعراً فینزل یحداً و بالقوم یقول ہ اللہم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا فاغفر قساؤنا لک ، المخاطب بذلک النسبی صلی اللہ تعالیٰ

یعنی یزید بن ابوعبید اپنے مولیٰ سیدنا سلم بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس خیبر کو چلے رات کا سفر تھا، حاضرین سے ایک صاحب حضرت اُسید بن حُصَیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلم بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچ حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اے عامر! ہمیں کچھ اشعار اپنے نہیں سنا تے، اور ابن اسحق نے نصر بن دھیر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کیا کہ میں نے سفر خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا: اے ابن اکوع! اتر کچھ اپنے اشعار ہمارے لئے شروع کرو۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں اس امر کا امر فرمایا۔ عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعر تھے اترے اور قوم کے سامنے یوں حدی خوانی کرتے چلے کہ: یا رب! اگر حضور جوتے ہم راہ نہ پاستے نہ زکوٰۃ و غنائہ بجالاتے۔

ہم حضور پر بلاگرداں ہوں ہمارے جو گناہ باقی رہے ہیں بخش دیجئے۔ ان اشعار میں مخاطب

عليه وسلم اعف لنا تقصيرنا في
 حَقِّكَ ونصرك اذ لا يتصور ان يقال
 مثل هذا الكلام للباسم عن تعالى
 وقوله اللهم لسم يقصد
 بهما الدعاء وانما افتتح
 بهما الكلام (ما ابقينا) اعف
 ما خلفنا وما اردنا من الاثام
 (والمقين) اعف او سل ربك
 ان يلقين (سكينه علينا
 وثبت الاقدام) اعف وان يثبت
 الاقدام (ان لا قبنا) العدو
 (فقال رسول الله صلى الله
 تعالى عليه وسلم من هذا
 السائق قالوا عامر بن
 الاكوع قال يرحمه الله) و
 عند احمد من رواية
 اياس بن سلمة فقال
 غفر لك ربك قال وما
 استغفر رسول الله صلى الله
 تعالى عليه وسلم لانسان
 يخطئه الا استشهد قال
 رجيل من القوم هو عمر
 بن الخطاب رضي الله تعالى
 عنه كما في مسلم (وجبت
 له الشهادة بدعائك له

حضور سيد عالم صلى الله تعالى عليه وسلم ہیں یعنی
 حضور کے حقوق حضور کی مدد میں جو قصور ہم سے
 ہوئے حضور معاف فرمادیں۔ حضور کے لئے
 خطاب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عز وجل سے ایسا
 خطاب کرنا معقول نہیں (ائمہ فرماتے ہیں کہ کسی پر
 خدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس پر اگر کوئی بلا یا
 تکلیف آتی تو وہ اپنے اپنے اوپر لے لی جائے اس کی
 محافظت میں اپنی جان دے دی جائے تو اللہ
 عز وجل کو اس کلام کا مخاطب کیونکر بنا سکتے ہیں)
 رہا یہ کہ ابتداء میں اللهم ہے اس سے مقصود
 حضرت عزت جل جلالہ کو پکارنا نہیں (کہ یہ اللہ
 عز وجل سے عرض قرار پاسے) بلکہ اس کے نام
 سے ابتداء کئے کلام ہے اور حضور ہم پر سکینہ اتاریں
 مقابلہ دشمن کے وقت اور ہمیں ثابت قدم رکھیں
 یعنی اپنے رب جل وجللا سے ان مراعات کی دعا
 فرمادیں۔ یہ اشعار سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کون اونٹوں کو
 رواں کرتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: عامر بن
 اکوع۔ حضور نے فرمایا: اللہ اس پر رحمت کرے۔
 اور سند احمد (صحیح مسلم) میں بروایت اياس
 بن سلمہ (اپنے والد ماجد سلمہ بن اکوع رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے) ہے رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے (عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے) فرمایا: تیرا رب تیری مغفرت فرمائے۔
 اور حضور (ایسی جگہ) جب کسی خاص شخص کا

عَنِ الْأَشْعَارِ وَلَمْ يَذْكُرْ دُعَاءَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا قَوْلَ
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَفِيهِ فَاحِشٌ
لَنَا مَكَامَاتُ قَوْلِهِ فَخُذْنَا وَلَعَلَّ هَذَا
هُوَ الْأَصَوْبُ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔

حدیث بیان کی سوائے اس کے کہ انھوں نے صرف اشعار پر
الکفار کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مبارک اور حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کا قول مبارک ذکر نہیں کیا اور اس روایت
میں "فَحَذُّ لَنَا" کی جگہ لفظ "فَاخُذْنَا" ہے،
شاید یہی زیادہ درست ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

حدیث ۹۴ صحیحین میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ انھوں نے ایک تصویر دار
قالین خریدی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے دروازے پر رونق افروز
رہے اندر قدم کھم نہ رکھا، ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چہرہ انور میں اثر ناراضی پایا (اللہ انھیں
ناراض نہ کرے دونوں جہان میں) عرض کرنے لگیں،

يَا رَسُولَ اللَّهِ! مِمَّنْ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مِمَّنْ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مِمَّنْ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!
ما ذا أَذْنَبْتُ لَكَ؟
توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

حدیث ۹۵ چالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم باہم بیٹھے مسئلہ قدر و جبر میں بحث کرنے لگے
ان میں صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے روایات میں جبریل علیہ السلام نے خدمت اقدس حضور
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! حضور اپنی امت کے پاس
تشریف لے جائیں کہ انھوں نے نئی راہ نکالی۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے وقت باہر
تشریف لائے کہ وہ وقت حضور کی تشریف آوری کا نہ تھا صحابہ تجھے کوئی نئی بات ہے۔ اگے حدیث کے
پیارے پیارے الفاظ و لکھش و دلنوازیوں ہیں،

وَخَرَجَ عَلَيْهِمْ مَلْتَمَعًا لَوْنُهُ
مَشْهُورَةٌ وَجَنَّتَاهُ كَأَنَّمَا تَفْقَأُ
یعنی حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ
اُن پر اس حالت میں برآمد ہوئے کہ رنگ

صحیح البخاری کتاب اللباس باب من کره القعود على الصلوة قديمي كتيب خانة كراچی ۸۸۱/۲
صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب تحريم تصوير صورة الحيوان " ۲۰۱/۲
مسند امام احمد عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۲۸۶/۶
مصنف عبدالرزاق باب التماثيل وما جارية فيه حدیث ۱۹۴۸۳ المجلس العلمي ۳۹۸/۱۰

بِحَبِّ الرِّمَانِ الْحَمَاضِ فَتَهَضُّوهُ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 حَاسِرِينَ أَذْرَعَهُمْ تَرَعِدُ أَكْفُهُمْ وَأَذْرَعَهُمْ
 فَقَالُوا أَتَبْنَا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ الْحَدِيثُ -
 الطَّبْرَاذَنِي فِي الْكَبِيرِ عَنْ ثَوْبَانَ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مَوْلَى
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ -

چمرہ اقدس کا (شدتِ جلال سے) وہک رہا ہے
 دونوں رخسارہ مبارک گلاب کی طرح سُرخ ہیں گویا
 انار ترش کے دانے پُھوٹ نکلتے ہیں، صحابہ کرام یہ
 دیکھتے ہی حضور کی طرف (عاجزی کے ساتھ)
 کلاسیاں کھولے ہاتھ تھمھراتے کانپتے کھڑے ہو
 اور عرض کی کہ ہم اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتے
 ہیں۔ (طبرانی نے کبیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے روایت کیا۔ ت)

ان اجماعیث سے ثابت کہ صدیقہ و صدیقی و فاروقی و غیرہم اکملین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 نے توبہ کرنے میں اللہ قابل التوب جل جلالہ کے نام پاک کے ساتھ اس کے نائب اکبر نبی التوبہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک بھی ملا اور حضور نور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول
 فرمایا حالانکہ توبہ بھی اصل حق حضرت عزت عز جلالہ کا ہے۔ ولہذا حدیث میں ہے ایک قیدی گرفتار
 کر کے خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لایا گیا وہ بولا :
 اللَّهُمَّ إِنِّي آتُوبُ إِلَيْكَ وَلَا آتُوبُ إِلَى
 مُحَمَّدٍ -
 الہی ! میری توبہ تیری طرف ہے نہ محمد صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

عَرَفْتُ الْحَقَّ لَا هَلْهَلًا - أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ
 وَصَحَّحَهُ وَرَوَى عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ -
 حق کو حق والہ کے لئے پہچان لیا۔ احمد و حاکم
 نے اسے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور
 اس کو اسود بن سریع سے روایت کیا۔ (ت)

۹۶۱ و ۹۵۲	المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت	عن ثوبان رضی اللہ عنہ	لہ المعجم الکبیر
۳۳۵/۳	مکتبۃ الاسلامیہ بیروت	حدیث اسود بن سریع رضی اللہ عنہ	لہ مسند احمد بن حنبل
۴۴۶/۳	موسمۃ الرسالہ	حدیث ۸۴۲۵	کنز العمال
۵۴۶/۳	" " "	۱۱۹۱۲	"
۵۵/۲	دار المکتب العلمیۃ بیروت	۱۴۲۵	کشف الخفا

حدیث ۹۶: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جب اُن کی توبہ قبول ہوئی انھوں نے مولائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی:

یا رسول اللہ! میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے صدقہ کر کے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے:

ای صدقہ خالصہ للہ و لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالتبیع بمعنی التلامیہ یعنی اس حدیث میں اللہ و رسول کی طرف صدقہ کرنے کے معنی اللہ و رسول کے لئے تصدق ہیں، تو حاصل یہ کہ اپنا سارا مال خاص خدا اور رسول کے نام پر تصدق کر دوں تبارک و تعالیٰ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ چنانچہ اس میں الی بمعنی لا ہے۔

حدیث ۹۷: یحییٰ بن ابی اناس کی ایک روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں، دختر کے ہاتھ میں بیماری بھاری کنگن سونے کے تھے، مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تعطین زکوٰۃ هذا اس کی زکوٰۃ دے گی۔ عرض کی: نہ۔ فرمایا: ایستزک

صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ ۱/۱۹۲ و کتاب الوصایا ۱/۳۸۹ و کتاب المغازی ۲/۶۳۹
صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبہ قیدی کتب خانہ کراچی ۲/۳۶۰
سنن ابی داؤد کتاب الایمان والنذر باب من نذر ان یتصدق بماله آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۱۴
سنن النسائی .. باب اذا احدى ماله علی وجه النذر نور محمد کارخانہ کراچی ۲/۱۴۴
سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الزکوٰۃ ۴/۱۸۱ و کتاب المیسرہ ۹/۳۵ و کتاب الایمان ۱۰/۶۸ و ارصاد بیروت
مسند امام احمد حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۹
المصنف لابن ابی شیبہ کتاب المغازی حدیث ۳۶۹۹۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۳۲۵

۲۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب المغازی دار الکتب العلمیہ بیروت ۹/۳۹۲

ان یسودک اللہ بہما یوم القیمة سوائین من نار کیا تجھے یہ بھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے بدلے تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے گا : ان بی بی نے فوراً وہ کنگن اتار کر ڈال دیئے اور عرض کی :
 ھما اللہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ احمد و ابو داؤد والنسائی
 یا رسول اللہ ! یہ دونوں اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
 عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند لا مقال فیہ .
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند اس میں کلام نہیں۔

روایت کیا۔ (تہ)

حدیث ۹۸ : کہ جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی انھوں نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی :
 یا رسول اللہ انی اھجر دار قومی السخی اصبت بہا الذنب وان خلعت من مالی صدقة الی اللہ والی رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
 یا رسول اللہ ! میں اپنی قوم کا حملہ جس میں مجھ سے خطا سرزد ہوئی چھوڑتا ہوں اور اپنے مالی سے اللہ و رسول کے نام پر تصدق کر کے باہر آتا ہوں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : اے ابولبابہ ! تمہاری مال کافی ہے۔ انھوں نے ثلث مال اللہ و رسول کے لئے صدقہ کر دیا عزہ جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
 الطبرانی فی الکبیر و ابونعیم عن ابن شہاب الزہری عن الحمیت بن السائب بن ابی لبابة عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما تاب اللہ علی جئت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 طبرانی نے کبیر میں اور ابونعیم نے ابن شہاب زہری سے انھوں نے حسین بن سائب بن ابولبابہ سے بحوالہ اپنے باپ کے روایت کیا وہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی تو میں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

سنن ابی داؤد کتاب الزکوۃ باب الکثر ما هو زکوۃ الحلی آفتاب عالم پریس لاہور ۲۱۸/۱
 سنن النسائی باب زکوۃ الحلی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۳۴۳/۱
 مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۲/۱۷۸، ۲۰۴، ۲۰۵
 " " " " عن اسماء بنت یزید ۴۶۱/۶

علیہ وسلم فقلت له فذکرک۔
پھر پوری حدیث ذکر کی (ت)

یہ حدیث جان و ہابیت پر صریح آفت میں کہ تصدیق کرنے میں اللہ عز و جل کے ساتھ اللہ کے محبوب اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ملا یا جاتا اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقبول رکھتے ہیں،
وللہ الحجة البالغة۔

اسی قبیل سے ہے افضل الاولیاء محمد بن سیدنا صدیق اکبر امام المشاہدین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی عرض کہ حضرت مولانا العارف باللہ الفتوی مولوی قدس سرہ المعنوی نے شنیٰ شریعت میں
نقل کی کہ جب حضرت صدیق عتیق سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کر کے حاضر بارگاہ عالم پناہ
ہوئے۔

گفت ما دو بندگان کوئے تو کردش آزاد ہم بر رُوئے تو

(صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے غلام ہیں میں نے آپ کی خاطر اسکو آزاد کر دیا)
اور پہلے مصرع میں جو کچھ حضرت صدیق اکبر اپنے مالک و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر رہے
ہیں اس پر تو دیکھا جاتے وہا بیت کا جن کتنا چلے، نجدیت کی آگ کہاں تک اُچھلے، مگر ہاں امیر المؤمنین
غیظ المنافقین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورہ ملیا حسرت دکھایا جاتے کہ مجھوت بھاگے
اور شاہ ولی اللہ صاحب کے پانی کا چھینٹا دیکھئے کہ آگ دے، وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں،
و باللہ التوفیق۔

حدیث ۹۹ : شاہ صاحب ازالۃ الخفایں بحوالہ روایت ابو حذیفہ اسحق بن بشر و کتاب مستطاب
الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ناقل کہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک
خطبے میں بر سر منبر فرمایا :

كنت مع رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم فكنت عبدا
میں حضور پر نور آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی بارگاہ میں تحاپس میں حضور کا بندہ

لے لمع الکبیر عن ابی لبابة حدیث ۴۵۰۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳۳/۵
کنز العمال بحوالہ طب و ابی نعیم عن الزہری حدیث ۱۷۰۳۳ مؤسسة الرسالة ۵۹۱/۶
۶۲۳/۱۶ ۴۶۱۰۶
۲۹ شنیٰ معنوی معاتبہ کردن حضرت رسول با صدیق الخ و فرخ ششم نورانی کتبہ پشاور ص ۲۹

اور حضور کا خدمتی تھا۔

و خادِمٌ

اقول یہ حدیث ابو حذیفہ مذکور نے فتوح الشام اور حسن بن بشران نے اپنی فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے نیز ابن بشران نے امالی ابوالاحد دہقان نے حرز حدیثی، ابن عساکر نے تاریخ و لکائی نے کتاب السنہ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی جب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں پر ان کے شدت جلال سے عجب بیست چھاتی یہاں تک کہ لوگوں نے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا کہ جب تک امیر المؤمنین کا برتاؤ نہ معلوم ہو متفرق رہو، لوگ بولے کہ صدیق اکبر کی نرمی اس درجہ تھی کہ مسلمانوں کے بچے جب انھیں دیکھتے دوڑتے ہوئے باپ باپ بچتے ان کے پاس جاتے وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے، اور ان کی بیست کی حالت ہے کہ مردوں نے اپنی مجالس چھوڑ دیں۔ جب امیر المؤمنین کو یہ خبر پہنچی حکم دیا کہ جماعت نماز کے لئے پکار دیں۔ لوگ حاضر ہوئے امیر المؤمنین منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر اپنے قدم مبارک رکھتے تھے اور فرمایا کہ مجھے کافی ہے صدیق کے قدموں کی جگہ بیٹھوں۔ جب سب جمع ہوئے امیر المؤمنین نے منبر اظہر سید ازہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا احمد و ثناء الہی و درود رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کہا:

www.alahazratnetwork.org

ایہا الناس انی قد علمت انکم کنتم
تؤنسونا منی شدّاً و غلظۃ و ذلک انی
کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم و کنت عبداً و خادماً۔

لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے
تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں
حضور کا بندہ اور حضور کا خد متگزار تھا۔

حضور کی نرمی و رحمت وہ ہے جس کی نظیر نہیں، اللہ عز و جل نے خود اپنے اسمائے کریمہ سے دو نام
حضور کو عطا فرمائے سادق و شامع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تو میں حضور کے سامنے شمشیر برہنہ تھا
وہ چاہتے مجھے نیام میں فرماتے چاہتے چلنے دیتے، میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے راضی تشریف لے گئے، اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت،
پھر صدیق مسلمانوں کے کام کے والی ہوئے، ان کی نرمی و رحمت و کریم کی حالت تم سب پر روشن ہے

فکنتُ خادماً و عوناً میں ان کا خادم اور ان کا سپاہی تھا۔ اپنی شدت اُن کی نرمی کے ساتھ لانا، اُن کے سامنے تیغِ عریاں تھا وہ چاہتے نیام میں کرتے خواہ رواں فرماتے، میں اسی حساب پر رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہو گئے، اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت، اب کہ میں تمہارا والی ہوا، جان لو کہ وہ شدتِ دُونی ہو گئی ورجوں بڑھ گئی، مگر کس پر ہوگی، اُن پر جو مسلمانوں پر ظلم و تعدی کریں، اور دینداروں کے لئے تو میں خود اُن کے آپس سے بھی زیادہ نرم و مہربان ہوں، جسے ظلم و زیادتی کرتے پاؤں گا اُسے نہ چھوڑوں گا اُس کا ایک گال زمین پر رکھ کر دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھوں گا یہاں تک کہ حق کو قبول کر لے۔

سعید بن مسیب و ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے فرمایا،

فَوَقَى عَسْمُ وَاللّٰهُ بِمَا قَالَ وَكَانَ
أَبَا الْعِبَّالِ
خدا کی قسم عمر نے جو فرمایا پورا کر دکھایا، وہ رعیت کے لئے مہربان باپ تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
ہذا مختصر وقد دخل حدیث بعضهم
فی بعض۔ یہ مختصر ہے، اور بعض کی حدیث بعض میں داخل ہو گئی ہے۔ (د)

دیکھو امیر المؤمنین علیؑ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ پر ملا بر سرِ منبر اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ بتا رہا ہے اور مجمعِ عام صحابہ کرام سنا اور برقرار رکھتا ہے واللہ الحمد ولہ الحجة السامیة (تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اسی کی محبت بلند ہے۔ ت)
امیر المؤمنین عسمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بکرمِ ترویجِ تراویح جسے اس جنابِ فاروقیت مآب نے بدعت مان کر اچھا بتایا اور فرمایا،

فَعَسَمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ یہ بدعت بہت خوب و حسن ہے۔

وہابی بیڑے کے بعض احموط بہادر مثل نواب بھوپالی قنوجی وغیرہ صراحتہ معاذ اللہ گمراہ بدعتی کلمہ ہی چکے اب اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ماننے پر شرک کا اطلاق کرتے انھیں کیا

۱۔ تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۵۳۰۲ عمر بن الخطاب دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۲۱۰ و ۲۱۱
کنز العمال بحوالہ ابن بشران و ابی احمد دہقان واللائکائی حدیث ۱۸۱۸۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۵/ ۶۸۱ تا ۶۸۴

۲۔ صحیح البخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۶۹/۱

لکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 اِذَا لَمْ تَسْتَحْيَ فَاُضْمَرْ مَا شِئْتَ ۖ
 جب تو بیجا ہو جائے تو پھر جو چاہے کر۔ (ت)

بیجا باش ہر چہ خواہی کن

(بیجا ہو جا پھر جو چاہے کر۔ ت)

مگر صاحبو! ذرا سوچ سمجھ کر کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا دامن زیر سنگ خارا دبا ہے نہ

یوں نظر دوڑے نہ ترچھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اے عبید اللہ! اے عبید الدہرم و عبید الدنیا! اب بھی عبد النبی، عبد الرسول، عبد المصطفیٰ کو

شرک کہنا، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث ۱۰۰: محمد اللہ تعالیٰ ایک سے ایک زائد سنئے جائیے،

ایک دن امیر المؤمنین عسکرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت شہزادہ گلگون قبا امام حسین

شہید کر بلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برسر منبر گرد میں لے کر فرمایا،

www.alahazrat.net/work.org

هَلْ اَبَدْتَ الشَّخْرَ عَلٰی سُرُوْدٍ نَّيْسْنَا اِلَا
 ہمارے سروں پر بال کس نے اگائے ہیں،

تھمارے ہی باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

اگائے ہوئے ہیں۔

یعنی جو کچھ عزت، نعمت و دولت ہے سب حضور ہی کی عطا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن سعد فی الطبقات عن السید المحسین ابن سعد نے طبقات میں سید امام حسین اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جدہ و اسیہ و

امہ و اخیه و علیہ و بنیہ و بارک

و سلم۔

روایت کیا (ت)

حدیث ۱۰۱: کہ ایک بار امیر المؤمنین حسن مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کاشانہ

خلافت فاروقی پر اذن طلب کیا ابھی اجازت نہ آئی تھی کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازے پر حاضر ہو کر اذن مانگا، امیر المؤمنین نے اجازت نہ دی، یہ حال دیکھ کر سیدنا امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی واپس آگئے، امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں بل بھیجا، انھوں نے آکر کہا: یا امیر المؤمنین! میں نے خیال کیا کہ اپنے صاحبزادے کو تو اذن دیا نہیں مجھے کیوں دیں گے۔ فرمایا:

أَنْتَ أَحَقُّ بِالْإِذْنِ مِنْهُ وَهَلْ أَنْتَ الشَّعْرُ
فِي الرَّأْسِ بَعْدَ اللَّهِ إِلَّا أَنْتُمْ - مَا وَادَا
الْمَدَارِقُطِيُّ بِهِ

آپ ان سے زیادہ مستحق اذن ہیں اور یہ بال
سر پر اللہ عز وجل کے بعد کس نے اگائے ہیں
سوا تمہارے۔ (اس کو دارقطنی نے روایت

کیا۔ ت)

حدیث ۱۰۲: سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا:

أَيُّ بَنِي لَوْ جَعَلْتَ ثَلَاثِينَ نَفْسًا -
اے میرے بیٹے! میری تمنا ہے کہ آپ ہمارے
پاس آیا کریں۔

ایک دن میں گیا تو معلوم ہوا کہ تنہائی میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کر رہے ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دروازے پر رُکے ہیں عبداللہ پلٹے اُن کے ساتھ میں بھی واپس آیا، اس کے بعد امیر المؤمنین مجھے ملے، فرمایا: لَسْتُ أَمَّا لَكَ جَبَّ سَبْعِينَ فِي بَيْتِي كُنْتُ أَعْلَمُ بِكَ مِنْكَ - میں نے کہا: یا امیر المؤمنین! میں آیا تھا آپ معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے آپ کے صاحبزادے کے ساتھ واپس چلا گیا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا:

أَنْتَ أَحَقُّ مِنْ ابْنِ عَمْرِو فَانْهَ ابْنَ مَاتَرِي
فِي مَادُونِ سَنَا اللَّهُ شَمَّ أَنْتُمْ بِهِ

آپ ابن عمر سے مستحق تر ہیں یہ جو آپ ہمارے
سروں پر دیکھتے ہیں یہ اللہ ہی نے تراگائے ہیں۔

لہ الدارقطنی

میر آپ سے ایک اور روایت میں ہے :

هل اثبت الشعر غيركم -

الخطيب من طريق يحيى بن سعيد
الانصاري عن عبيد بن حنين ثقف
الحسين بن علي رضي الله تعالى
عنهما وكذا ابن سعد وراويه والآخرى
مرواها الحفاظ بحسب السدين
الخطيب في الرياض النضرة من طريق
عبيد بن حنيفة لاحد الرياضانتين
رضي الله تعالى عنهما.

کیا سر پر بال کسی اور نے اگائے ہیں سوا تمہارے؟
(خطیب نے یحییٰ بن سعید انصاری کے طریق سے عبی
د بن حنین سے روایت کی کہ مجھے حسین بن علی نے حدیث
بیان کی۔ یونہی سعد اور راویہ کے بیٹوں نے
روایت کی۔ اور ایک اور حدیث جس کو محب الدین
طبری نے ریاض النضرة میں بطریق عبید بن
حنین دونوں شہزادوں یعنی حسین کریمین میں سے
ایک کے بارے میں روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ
عنہم۔ (ت)

حافظ الشان امام عسقلانی الاصابہ فی تمییز الصحابہ میں اسے بروایت خطیب ذکر کر کے فرماتے ہیں،
سنداً صحیحاً اس حدیث کی سند صحیح ہے
میں ڈرتا ہوں کہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان حدیثوں کا سنانا کہیں وہابی
صحابوں کو رافضی بھی نہ کر دے۔

قل مؤتوا بغیظکم ان الله عليم بذات
الصدور
تم فرمادو کہ مر جاؤ اپنی گھٹن میں، اللہ خوب
جانتا ہے دلوں کی بات۔ (ت)

شہزادوں سے امیر المؤمنین کے اس فرمانے کا مطلب بھی وہی ہے جو لفظ اول میں تھا کہ یہ
بال تمہارے مہربان باپ ہی نے اگائے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح اراکین سلطنت اپنے
آقا زادوں سے کہتے ہیں کہ جو نعمت ہے تمہاری ہی دی ہوئی ہے یعنی تمہارے ہی گھر سے ملی ہے۔
حدیث ۱۰۳۱ کہ حضرت بتولی زہرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیٰ ایہا وعلیہا وعلیٰ بعلہا وایہا دبارک
وسلم اپنے دونوں شاہزادوں کو لے کر خدمت انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں
اور عرض کی، یا رسول اللہ انہما یا رسول اللہ! ان دونوں کو کچھ عطا فرمائیے۔ قال نعم

قامہ غزائے النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں منظور۔ اما الحسن فقد نحلته حلمی و
 هیبتی و اما الحسین فقد نحلته نجدتی و جودی حسن کو ترپیں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی اور
 حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا۔

ابن عساکر عن محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع
 ابن عساکر عن محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع
 سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے
 داوارضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۱۰۴: کہ جب حضرت خاتون فردوس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی:
 یا نبی اللہ! انحلہما یا نبی اللہ! ان دونوں کو کچھ عطا ہو۔

فرمایا:

نحلث هذا الکبیر المہابة والحلم
 ونحلث هذا الصغیر المحبة والرضا۔
 العسکری فی الامثال عن جابر بن سمرة
 عن ام ایمن بركة رضى الله عنهم۔
 میں نے اس بڑے کو ہیبت و ہر باری عطا کی اور اس
 چھوٹے کو محبت و رضا کی نعمت دی۔
 (عسکری نے امثال میں جابر بن سمرة سے انھوں
 نے ام ایمن بركة رضی اللہ عنہما سے
 روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۰۵: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جس مرض میں وصال مبارک ہوا ہے
 اس میں دو جہان کی شاہزادی اپنے دونوں شہزادوں کو لئے اپنے پدر کریم علیہم الصلوٰۃ والسلام
 کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی:

یا رسول اللہ! ہذا ابناؤ فورشہما
 یا رسول اللہ! ہذا ابناؤ فورشہما
 یا رسول اللہ! میرے دونوں بیٹے ہیں انھیں اپنی
 میراث کریم سے کچھ عطا فرمائیے۔

ارشاد ہوا:

اما حسن فله ہیبتی وسودی و اما حسین
 حسن کے لئے تو میری ہیبت اور سرداری ہے

۱۔ تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۵۹ حسین بن علی رضی اللہ عنہ دار اچار التراث العربی بیروت ۱۴/۱۳

۲۔ کنز العمال بحوالہ العسکری فی الامثال حدیث ۱۰۴۱۰ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۳/۶۶

فلک جبرأتی و جودی - الطبرانی فی الکبیر
 اور حسین کے لئے میری جرات اور میرا کرم۔ (طبرانی
 نے کبیر میں اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے قول الزہری
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

اقول وبالله التوفیق علم و محبت وجود و شجاعت و رضا و محبت کچھ اشیائے محسوسہ و اجسام
 ظاہرہ تو نہیں کہ ہاتھ میں اٹھا کر دے دے جائیں اور بتول زہرا کا سوال بصیغہ عرض و درخواست تھا کہ
 حضور انہیں کچھ عطا فرمائیں جسے عرفِ نجات میں صیغہ امر کہتے ہیں اور وہ زبانِ استقبال کے لئے خاص کہ
 جب تک یہ صیغہ زبان سے ادا ہوگا زمانہ حال منقضي ہو جائے گا اس کے بعد قبول و وقوع جو کچھ ہوگا زمانہ
 تکلم سے زمانہ مستقبل میں آئے گا اگرچہ بحالت فر و اتصال اُسے عرفاً زمانہ حال کہیں بہر حال
 درخواست و قبول کو زمانہ ماضی سے اصلاً تعلق نہیں، اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 کیا فرمایا نَعَمْ ہاں دوں گا۔ لاجرم یہ قبولِ زمانہ استقبال کا وعدہ ہوا فَاتَّكَ السُّؤَالُ مَعَادُ
 فی الجواب اِیْ نَعَمْ اِنْ عَلِمَ مَا اس کے متصل ہی حضور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کہ میں نے اپنے اس شاہزادے کو یہ نعمتیں دیں اور اس شاہزادے کو یہ دولتیں بخشیں۔ یہ
 صیغے بظاہر ماضی کے ہیں اور اس کے زمان و وعدہ تھا اور زمان و وعدہ عطا نہیں کہ وعدہ عطا پر
 مقدم ہوتا ہے۔ لاجرم یہ صیغے اخبار کے نہیں بلکہ انشاء ہیں جس طرح بائع و مشتری کہتے ہیں بَعِثْ
 اِشْتَرِیْتُ میں نے بیچی میں نے خریدی۔ یہ صیغے کسی گزشتہ غریہ و فردخت کی خبر دینے کے نہیں ہوتے
 بلکہ انہیں سے بیع و شرا پیدا ہوتی ہے انشاء کی جاتی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے اُس فرمانے ہی میں کہ میں نے اُسے یہ دیا اُسے یہ دیا علم و محبت وجود و شجاعت و رضا و
 محبت کی دولتیں شاہزادوں کو بخش دیں یہ نعمتیں خاص غزائنِ ملک السموات والارض جل جلالہ
 کی ہیں۔

۱۵ تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۱۵۵۹ حسین بن علی رضی اللہ عنہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴/۱۲

المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۱ المكتبة الفیصلیة بیروت ۴۲۳/۲۲

کنز العمال بحوالہ ابن مندہ، کہ حدیث ۱۸۸۴۹ مؤسسۃ الرسالہ ۲۶۸/۴

طوب و ابن مندہ، کہ حدیث ۳۲۲۴۲ " " " ۱۱۷/۱۲

ابن مندہ، طب، ابی نعیم، کہ حدیث ۳۷۷۰۹ " " " ۶۷۰/۱۳

سہ ایسے سعادت بزدور باز و نصیبست تا نہ بخشند خدا سے بخشندہ

(یہ سعادت اپنی طاقت سے حاصل نہیں ہوتی جب تک عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ عطا نہ فرماتے)

قرۃ جو زبان سے فرمادے کہ میں نے دیں اور اس فرماتے ہی سے وہ نعمتیں حاصل ہو جائیں قطعاً یقیناً وہی کر سکتا ہے جس کا ہاتھ اللہ و باب رب الارباب جل جلالہ کے خزانوں پر پہنچا ہے جسے اس کے رب جل و علانے عطا و منح کا اختیار دیا ہے، ہاں وہ کون، ہاں واللہ وہ محمد رسول اللہ ماذون و مختار حضرت اللہ قاسم و متصرف عز ان اللہ جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، والحمد للرب العلیین لا حول امام اجل احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب جو ہر نظم میں فرماتے ہیں:

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الاعظم الذی جعل خزانۃ کرمہ و مواجد نعمہ طوع ید یہ و تحت امرادہ یعطی من یشاء

وہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عز و جل کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ حتی جل و علانے اپنے کرم کے خزانے، اپنی نعمتوں کے خزانے سب ان کے ہاتھوں کے مطیع ان کے ارادے کے زیر فرمان کر دے جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں صلی اللہ

hazratnetwork.org

ان مباحث قدسیہ کے جانفزایان فقیر کے رسالہ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری میں بکثرت ہیں واللہ الحمد۔

حدیث ۱۰۶: صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انت لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یحیوا اللہ فی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر علی قدمی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

بیشک میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی یعنی کفر و شرک کا مٹانے والا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر یعنی مخلوق کو حشر دینے والا ہوں کہ میرے قدموں پر تمام لوگوں کا حشر ہوگا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لہ

عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔ اور اس کی
مثل احمد، ابن مسعود، ابن ابی شیبہ اور بخاری
نے تاریخ میں اور ترمذی نے شمائل میں حضرت
حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اور ابن مردودہ نے
تفسیر میں، ابونعیم نے دلائل میں، ابن عدی نے
کامل میں، ابی عساکر نے تاریخ دمشق میں اور دیلمی
نے مسند الفردوس میں حضرت ابوالطفیل رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے۔ اور ابن عدی نے ابوبکر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے۔ اور ابن سعد نے مجاہد سے مرسل
روایت کیا۔ اس میں راوی بھی پیش کرتے ہیں
مگر حاشیہ پر سب متفق ہیں۔

(کے)

عن ابی موسیٰ الاشعری و نحوه احمد
وابن اسعد و ابی شیبہ و البخاری
فی التاریخ و الترمذی فی الشمائل
عن حذیفہ و ابن مردودہ فی التفسیر
و ابونعیم فی الدلائل و ابن عدی
فی الكامل و ابن عساکر فی تاریخ
دمشق و الدیلمی فی مسند الفردوس
عن ابی الطفیل و ابن عدی عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و
ابن سعد عن مجاہد مرسل و یزید و
وینقصون و کلہم علی الحاشیہ
متفقون۔

حدیث ۱۱۲: حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کنیسہ یہودی میں تشریف لے جا کر
دعوت اسلام فرمائی، کسی نے جواب نہ دیا، دوبارہ فرمائی، کوئی نہ بولا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا:
ابیتم فواللہ لانا الحاشیہ وانا
تم نے نہ مانا تو سن لو خدا کی قسم میں ہی حشر دیتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

شمائل الترمذی مع سنن الترمذی باب ما جاء فی اسماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار الفکر بیروت ۵/۵۷۲
الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر اسماہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/۱۰۲
المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث ۳۱۶۸۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۳۵۱
دلائل النبوة لابن نعیم الفصل الثالث ذکر فضیلتہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الکتب ۱/۱۲
کنز العمال بحوالہ عبد ابن عساکر عن ابی الطفیل حدیث ۳۳۱۶۹ موسسة الرسالة بیروت ۱۱/۳۶۳ و ۵۶۲
الفردوس بما ثور الخطاب حدیث ۹۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۳۲
الطبقات الکبریٰ ذکر اسماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ۱/۱۰۵

العاقب وانا النبی المصطفیٰ امنتم
او کذبتم۔ الحاکم وصححه عن عوف
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
والا ہوں، میں ہی خاتم الانبیاء ہوں، میں ہی
نبی مصطفیٰ ہوں، چاہے تم مانو یا نہ مانو (حاکم نے
عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا
اور اس کی تصحیح کی۔ ت)

حدیث ۱۱۳ او کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

انا احمد وانا محمد وانا الحاشر
الذی احشر الناس علی قدمی
وانا العاجی الذی یسحوا اللہ لہ
الکفریۃ
میں احمد ہوں، میں محمد ہوں، میں
حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا
میں مآسیٰ ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے
کفر کی بلا محو فرماتا ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ اسم مآسیٰ بھی ہمارے مقصود رسالہ سے ہے نیز بحکم اسناد اور نیز لوں کہ معنا اللہ کفر سے
بدتر اور کیا بلا ہے، تو جو پیارا مآسیٰ کفر ہے اس سے بڑھ کر کون دفع البلا ہے صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم۔ مگر اس نام پاک حاشر کی اسناد کو وہابی صاحب بتائیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم یہ کیا فرما رہے ہیں کہ میں حشر دینے والا ہوں میں اپنے قدموں پر خلافت کو حشر دوں گا تم نے
تو قرآن مجید سے یہ سنا ہو گا کہ لشر کرنا حشر دینا خدا کی شان ہے، یہاں بھی تمہارا امام الطائفہ یہی
کھے گا کہ نبی نے اپنے آپ کو خدا کی شان میں ملا دیا، خدا کی شان تم مدعیان علم و ایمان ابھی خدا کی شان
ہی کے معنے نہ سمجھے، نبی کی سب شانیں خدا کی شان ہیں، تو خدا کی بعض شانیں ضرور نبی کی شان ہیں کہ
موجبہ کلیہ کو اس کا عکس موجبہ جزئیہ لازم ہے، ہاں وہ شان جن سے خلافت لازم آئے نبی کے لئے نہیں
ہو سکتی، دفع بلا یا سماج نڈا یا فریاد کو پہنچنا یا مراد کا دینا وغیرہ وغیرہ امور نزعیہ کہ بے طائے رحمانی و
وساطت فیض ربانی سے مانے جاتے ہیں لزوم الوہیت سے کیا تعلق رکھتے ہیں ولکن من لہ یجعل
اللہ لہ نوراً اھمالہ من نور (لیکن جسے اللہ تعالیٰ نور عطا فرمائے اس کے لئے کوئی نور نہیں۔ ت)
حدیث ۱۱۴ او کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میرا نام قرآن میں مجتہد اور انجیل میں

لہ المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابة قصہ ذکر رویا عبد اللہ بن سلام دار الفکر بیروت ۳/ ۴۱۵
لہ المعجم الکبیر عن جابر رضی اللہ عنہ حدیث ۱۷۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۱۸۴
الکامل لابن عدی وہب بن وہب الز دار الفکر بیروت ۴/ ۲۵۲

احمد اور ثورات میں اُحید ہے و انما سمیت اُحید لاقی اُحید عن امتی نار جہنم اور میرا نام اُحید اس لئے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔

فلوجه بہک الحمد و علیک الصلوٰۃ و آپ کے رب کے لئے حمد اور آپ پر درود و سلام
السلام یا اُحید یا نعم الحمد۔ ابنا ہوا اے اُحید، اے نبی حمد۔ اس کو ابن عدی اور
عدی و عسا کر عن ابیہ عباس ابن عسا کر نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)

وہابی صاحبو! تمہارے نزدیک اُحید پیارا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دافع البلاء تو ہے ہی نہیں، کہہ دو
کہ وہ تم سے نار جہنم بھی دفع نہ فرمائیں اور بظاہر امید تو ایسی ہی ہے کہ جو جس نعمت الہی کا منکر ہوتا ہے
اُس نعمت سے محروم رہتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے،

انا عند ظن عبداً بی ثیہ میں اپنے بندے سے اس کے گمان کے موافق
معاملہ فرماتا ہوں۔

جب تمہارا گمان یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دافع البلاء نہیں تو تم اسی کے مستحق ہو کہ وہ
تمہارے لئے دافع البلاء نہ ہو بلکہ ایک باوقیعہ کی جہاں اس مسئلہ کا ذکر تھا کہ رافضی دیدار الہی کے
منکر ہیں اور وہابی شفاعت نبوی کے۔ فقیر نے کہا ایک یہی مسئلہ نزاعیہ ہے جس میں ہم اور وہ دونوں
راست گو ہیں ہم کہتے ہیں دیدار الہی ہوگا اور ہم حق کہتے ہیں ان شاء اللہ الغفار ہمیں ہوگا، رافضی
کہتے ہیں نہ ہوگا وہ سچ کہتے ہیں ان شاء اللہ القہار انھیں نہ ہوگا، ہم کہتے ہیں شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم حق ہے اور ہم قطعاً حق پر ہیں اُن کے کرم سے ہمارے لئے ہوگی، وہابی کہتے ہیں کہ شفاعت
محال مطلق ہے اور وہ ٹھیک کہتے ہیں امید ہے کہ ان کے لئے نہ ہوگی ضرر

مگر یہ تو حرام ست حرامت بادا

(اگر تجھ پر حرام ہے تو حرام ہے۔ ت)

۲۱/۴	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب معرفۃ اسمائہ الخ	لے تاریخ و مشق الکبیر
۳۳۱/۱	دار الفکر بیروت	ترجمہ اسحق بن بشر	الکامل لابن عدی
۳۱۵/۶	المکتب الاسلامی بیروت		۷ مسند احمد بن حنبل
۳۹۳/۶	مصطفیٰ البانی مصر	الترغیب فی الاکثار میں ذکر اللہ حدیث ۱	الترغیب والترہیب

حاضر ان گفتند کہ صدر الوری
گفت من آئینہ ام مصقول و دست
راست گو گفتی دو ضہ گوراپرا
ترک و ہندو درمن آن میند کہ دست

(حاضرین نے عرض کی کہ اسے سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ نے دو متضاد
بات کرنے والوں کو کیسے درست قرار دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں دوست کا قلعی کیا ہوا
آئینہ ہوں، ترک اور ہندو مجھ میں وہی دیکھتا ہے جیسا وہ خود ہے۔ تنہا
خود حضور پر نور شافعِ یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

شفا عتی یوم القیمة حق فمت لویؤمن
بہا لویکف من اہلبہا۔ ابن مہییم
فی معجمہ عن زید بن ارقم و بضعۃ عشرون الھیا
روزی قیامت میری شفاعت حق ہے تو جو اس پر
یقین نہ لائے وہ اس کے لائق نہیں (ابن مہیج
نے اپنی معجم میں زید بن ارقم اور دس چھترائے صحابہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت)

علامہ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں،

أُطْلِقَ عَلَیْہِ التَّوَاتُرُ اس حدیث کو متواتر کہا گیا۔
یا تجملہ وہ تمہارے لئے دفع الہم صحتی مگر لا واللہ امام شافعی کا تاوان کی بارگاہ بیس پناہ کے

سوا نہیں ہے

منکر اپنا اور حامی دھونڈ لیں

آپ ہی ہم پر تو رحمت کیجئے

بلکہ لا واللہ اگر بغرض غلط بغرض باطل عالم میں اُن سے جدا کوئی دوسرا حامی بن کر آئے بھی تو ہمیں اس کا
احسان لینا منظور نہیں وہ اپنی حمایت اٹھا رکھے ہیں ہمارے مولائے کریم جل جلالہ نے بے ہمارے استحقاق
بے ہماری یاقوت کے اپنے محبوب کا کر لیا اور اسی کی وجہ کریم کو حد قدیم ہے اب ہم دوسرے کا ہنسنا
نہیں چاہتے جس کا کھائے اسی کا گائیے۔

۱۷

۱۷ کنز العمال بحوالہ ابن مہییم حدیث ۲۹۰۵۹ مستدرک السالک بیروت ۳۹۹/۱۲
۱۷ التیسیر بشرح الجامع الصغیر تحت حدیث شفاعتی یوم القیمة فی مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۷۸/۲

سے چر دل با دلبر سے آرام گیرد ز وصل دیگرے کے کام گیرد
(جب ایک محبوب سے دل آرام پاتا ہے تو دوسرے کے وصل سے اسے کیا کام ست)

یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے پھڑائیں
بنتِ غیر کیوں اٹھائیں کوئی ترس جتنا ہے کیوں

سباغی، اے واہ وہ حبیب را کلید ہمدکار بارانِ دروہ بر رخ پاکش بار
دستے کہ بدامان کریمش زده ایم ز تبار بدست دیگرانش مسپار
اے اللہ! اُس حبیب کو ہر معاملے کی چابی عطا فرما اس کے رخِ زیبا پر درود کی بارش
برسا، جس ہاتھ سے ہم نے اس کا دامنِ کرم تھاما ہے ہرگز ہم کو دوسروں کا
دست نگر نہ بنا۔ (ت)

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پڑ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وعلىٰ آلک وصحبک وبارک وکرم، والحمد للہ
سب العالین۔ www.alahazratnetwork.org

خیر، ان اہلِ شرک کے منہ کیا لگتے، مسلمان نظر فرمائیں کہ عیاذ اللہ تبارِ جہنم سے سخت تر کون سی بلا ہوگی مگر
اُس کا واقعہ رافع البلاء نہیں ہے یہ کہ وہ باریہ کے پاس نہ عقل ہے نہ دین، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلیٰ العظیم۔

حدیث ۱۱۵: صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد میں سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے
انہوں نے حضور اقدس رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور نے اپنے چچا ابوطالب
کو کیا نفع دیا خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا حضور کے لئے لوگوں سے لانا جھگڑاتا تھا۔ فرمایا،
و جدتہ فی غزوات من النار فاخرجتہ
الہیٰ ضحیٰ عنہ
میں نے اُسے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو اُسے میں نے
کھینچ کر پاؤں تکہ کی آگ میں کر دیا۔ صلی اللہ تعالیٰ
علیک وسلم۔

صحیح بخاری باب بیان اکعبہ قصہ ابی طالب ۵۴۸ / ۱ و کتاب الادب المشرک ۹۱۴ / ۲
صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۵ / ۱
مسند احمد بن حنبل عن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۶ / ۱ ۲۰۷

حدیث ۱۱۹: کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: ہَلْ نَفَعْتَ ابَا طَالِبٍ
حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا؟ فرمایا:

اخرجته من غمرة جهنم الى ضحضاج
منہا۔ البزار و ابو یعلیٰ و ابن عدی
و تمام عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما۔
میں اسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ
میں نکال لایا۔ (اس کو بزار، ابو یعلیٰ، ابن عدی
اور تمام نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے روایت کیا۔)

و بانی صاحبہ! مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ایک کافر کے باب میں فرما رہے ہیں کہ اُسے میں
نے غرق آتش سے کھینچ لیا اسے میں نکال لایا۔ اور تم حضور کو مسلمانوں کے لئے بھی وافع البدار نہیں
مانتے، یہ تمہارا ایمان ہے۔ مسلمان اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصرف، قدرتیں،
اختیار دیکھیں دنیا کیا بلا ہے آخرت کے کارخانوں کی باگیں اُن کے ہاتھ میں سپرد ہوئی ہیں ورنہ بغیر
اللہ عزوجل کے ماذون و مختار کس کی مجال ہے کہ اللہ کے قیدی کی سزا بدل دے جس عذاب
میں اُسے رکھا ہو وہاں سے اُسے نکال لے یہ وہی پیارا ہے جس کی عزت و جاہت جس کی محبوبیت نے
دو جہاں کے اختیارات اُسے دلائے کہ فرشتے بھی اس کے پاس بیٹھیں۔
اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي۔
عزت دنیا اور تمام کاروبار کی کنجیاں اُس دن
میرے ہاتھ ہوں گی۔

تورات شریعت بکارشاد سن چکے،

يَدُ فَوْقَ الْجَمِيعِ وَيَدُ
الْجَمِيعِ مَبْسُوطَةٌ إِلَيْهِ
اس کا ہاتھ سب ہاتھوں پر بلند ہے سب کے
ہاتھ اس کی طرف پھیلتے ہیں عاجزی

۱۔ مسند ابی یعلیٰ عن جابر رضی اللہ عنہ حدیث ۲۰۴۳ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۳۹۹/۲

الکامل لابن عدی ترجمہ اسحاق بن حجاج دار الفکر بیروت ۳۱۳/۱

مجمع الزوائد کتاب صفۃ انباء تفاوت اہل فی العذاب دار الکتاب العربی بیروت ۳۹۵/۱۰

۲۔ سنن الدارمی باب ما اعلیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضل حدیث ۴۹ دار الحاسن للطباعة القاہرہ ۳۰/۱

مشکوۃ المصابیح باب فضائل سید المرسلین قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۵۱۲

الخصائص الکبریٰ باب اختصاص صلی اللہ علیہ وسلم بانزال من شئت عند لا عن مرکز المہنت کربلا الہند ۲۱۸/۲

بالخشوع علیہ

اور گڑا گڑانے میں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث ۱۱۷: صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان هذه القبور مملوءة علی اهلها

ظلمة وانی انورھا بصلاقی علیہم۔

یہ شک یہ قبریں ان کے ساکنوں پر اندھیرے

بھری ہیں اور بے شک میں اپنی نماز سے انہیں

روشن کر دیتا ہوں۔

صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم قدر نورہ

وجمالہ وجودہ ونوالہ علیہ وعلی

الہ آمین۔ ہو وابت حیات علیہ

ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث ۱۱۸: ام المؤمنین سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

نکاح میں تھیں جب ان کی وفات ہوئی اور ان کی عدت گزری سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

انہیں پیام نکاح دیا، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھ میں مین بائیں ہیں، انا امرأة کبیرۃ

میری عمر زائد ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، انا اکبر منك میں تم سے بڑا ہوں۔

عرض کی، وانا امرأة غتیور میں رشکنا کہ عورت ہوں (یعنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ شکر نہی

کا اندیشہ ہے) فرمایا، ادعوا للہ عزوجل فیذہب عنک غیوتک میں اللہ عزوجل سے دعا

کروں گا وہ تمہارا رشک دور فرمائے گا۔ عرض کی، یا رسول اللہ! وانا امرأة مصبیۃ یا رسول اللہ

اور میرے بچے ہیں (یعنی ان کی پرورش کا خیال ہے)۔ فرمایا، هم الی اللہ والی رسولہ

بچے اللہ اور رسول کے سپرد ہیں۔

احمد فی المسند حدیثا وکیع ثنائی السعیل احمد نے مسند میں کہا میں حدیث بیان کی وکیع نے

ابن تیمیہ نے تفسیر میں کہا میں حدیث بیان کی وکیع نے

ابن تیمیہ نے تفسیر میں کہا میں حدیث بیان کی وکیع نے

ابن تیمیہ نے تفسیر میں کہا میں حدیث بیان کی وکیع نے

ابن تیمیہ نے تفسیر میں کہا میں حدیث بیان کی وکیع نے

ص ۱۶۹

۳۱۰/۱

۴۴/۴

۳۲۱/۶

۲۶۳/۲۳

۲۶۳/۲۳

۲۶۳/۲۳

باب ششم در بحث ثبوت وایات سہیل اکیڈمی لاہور

فصل فی الصلوۃ علی القبر قدیمی کتب خانہ کراچی

باب الصلوۃ علی القبر الخ دار صادر بیروت

عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت

حدیث ۲۹۹ و ۵۸۵ و ۹۴۴ المکتبۃ الفیصلیۃ

۲۶۳/۲۳

۲۶۳/۲۳

بن عبد الملك بنت ابی الصغیر او ثقیف
عبد العزیز بنت بنت ام سلمة عن
ام سلمة مرضی اللہ تعالیٰ عنہما
والحدیث فی السنن النسائی
وغیرہ۔

ہمیں حدیث بیان کی انھیں بن عبد الملك بن
ابو الصغیر نے، مجھے حدیث بیان کی عبد العزیز بن
بنت ام سلمہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے۔ اور یہ حدیث سنن نسائی وغیرہ میں
مذکور ہے۔ (ت)

حدیث ۱۱۹: کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر سچ کذاب میں فرمایا،
البشر و امانت یخرج وانا بن اکلہم کم
فاللہ کافیکم ورسولہ۔
خوش ہو کہ اگر وہ نکلا اور میں تم میں تشریف فرما
ہوا تو اللہ تمہیں کافی ہے اور اللہ کا رسول،
جل جلالہ، وعلیہ السلام۔

الطبرانی فی الکبیر عن اسماء بنت یزید
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
(طبرانی نے کبیر میں اسماء بنت یزید رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

یہاں سخت ترین اعداء کے مقابلے میں اللہ و رسول کو کفایت فرماتے والا بتایا کہ خوش ہو
بے غم رہو اللہ و رسول کے ہوتے تمہیں کچھ اندیشہ نہیں۔ اللہ اللہ ایسی جلیل حاجت روائیوں
مشیکشائیوں میں اللہ عز و جل کے نام اقدس کے ساتھ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ملنا
و پائیدہ کے زخمی کلیجوں پر خدا جانے کہاں تک نمک پھڑکے گا واللہ الحمد۔

حدیث ۱۲۰: امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ہمیں عہدہ دینے کا حکم فرمایا، اتفاق سے اُن دنوں میں کافی مالدار تھامیں نے اپنے جی
میں کہا اگر کبھی میں ابو بکر سے سبقت لے جاؤں گا تو وہ دن آج ہی ہے میں اپنا آدھا مال حاضر لایا،
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ما ابقیت لاهلک تم نے اپنے گھر والوں کے لئے
کیا باقی رکھا؟ میں نے عرض کیا، ابقیت لہم ان کے لئے بھی باقی چھوڑ آیا ہوں۔ منسربایا،
ما ابقیت لہم آخر ان کے لئے کتنا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کی، جملہ اتنا ہی۔ اور صدیق اکبر
اپنا سارا مال تمام و کمال لے کر حاضر ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یا ابا بکر

ما ابقیت لاهلک اسے ابو بکر! گھروالوں کیلئے کیا باقی رکھا؟ عرض کی: ابقیت لہم اللہ ورسولہ میں نے گھروالوں کے لئے اللہ ورسول کو باقی رکھا ہے جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه وسلم نے کہا: میں ابو بکر سے کبھی سبقت نہ لے جاؤں گا۔

الدارمی و ابو داؤد و الترمذی و قال حسن صحیح و الشاشی و ابن ابی عاصم و ابن شاہین فی السنۃ و المحاکم فی المستدرک و ابو نعیم فی الحلیۃ و البیہقی فی السنن و الضیاء فی المختارۃ حکمہم عن امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
دارمی، ابو داؤد، ترمذی، شاشی، ابن ابی عامر اور ابن شاہین نے کئی میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے سنن میں اور ضیاء نے مختارہ میں سب نے امیر المؤمنین (عمر فاروق) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ دارمی، ابو داؤد اور ترمذی نے آحسن صحیح کہا۔ (ت)

حدیث ۱۲۱: ذکر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا و ابن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں فرمایا:

احب اہلی من بعد النعم اللہ علیہ و النعم علیہ۔ الترمذی عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
مجھے اپنے گھروالوں میں سب سے پیارا وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور میں نے نعمت دی۔ (ترمذی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

لم یکن احداً من الصحابة الا وقد النعم اللہ علیہ رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یعنی سب صحابہ ایسے ہی تھے جنہیں اللہ نے نعمت بخشی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

- ۱ سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما دار الفکر بیروت ۳۸۰/۵
۲ سنن ابی داؤد کتاب الزکوۃ باب الرخصۃ فی ذالک آفتاب عالم پریس لاہور ۲۳۶/۱
۳ سنن الدارمی باب الرجل یصدق بکلی ما عنده حدیث ۱۶۹۷ دار المحاسن للطباعة القاہرہ ۳۲۹/۱
۴ کنز العمال حدیث ۳۵۶۱۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴۹۱/۱۲
۵ سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب اسامہ بن زید حدیث ۳۸۴۵ دار الفکر بیروت ۴۴۴/۵

وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ الْمَرَادَ الْمَنْصُوصَ عَلَيْهِ
فِي الْكِتَابِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَ
اَذْهَبُوا لِقَوْلِ الْغَاثِ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ
وَالْعَبِيَّتِ عَلَيْهِ وَهُوَ نَمِيدٌ لِاخْلَافِ
فِي ذَلِكَ وَلَا شَكَّ اَلْغَاثِ.

نے نعمت بخشی، مگر یہاں مراد وہ ہے کہ جس کی تصریح
قرآن عظیم میں ارشاد ہوئی ہے کہ جب فرماتا تھا
تو اس سے جسے اللہ تعالیٰ نے نعمت دی اور
اسے نبی! تو نے اُسے نعمت دی اور وہ زید بن
حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اس میں کسی کا خلافت
نہ اصلاً شک، اور آیت اگرچہ زید رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے حق میں اُتری مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے اس کا مصداق اسامہ بن زید رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کو چھڑایا کہ پھر تابع پد رہے، افادہ
فِي الْمَرَاتِقِ.

اقول نہ صرف صحابہ بلکہ تمام اہل اسلام اولین و آخرین سب ایسے ہی ہیں جنہیں اللہ عزوجل
نے نعمت دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی۔ پاک کر دینے سے بڑھ کر اور کیا
نعمت ہوگی جس کا ذکر آیات کریمہ میں ہے کہ میں کیہ قسم یہ نبی انہیں پاک اور ستھرا کر دیتا ہے بلکہ
لا والله تمام جہان میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر اللہ کا احسان نہ ہو اللہ کے رسول کا احسان نہ ہو۔
فرماتا ہے:

وَمَا ارْسَلْتُكَ اِلَّا مَحَبَّةً لِّلْعَالَمِيْنَ
جب وہ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں تو قطعاً سارے جہان پر ان کی نعمت ہے صلوات اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔ اہل کفر و اہل کفران اگر نہ انہیں تو کیا نقصان سے
راست خواہی ہزار چشم چٹاں کور بہشہر کہ آفتاب سیاہ
(اگر سچ چاہے تو ایسی ہزار آنکھوں کا اندھا ہونا بہتر ہے نہ کہ آفتاب کا
سیاہ ہونا۔ ت)

۱۔ مرقاة المفاتیح کتاب المناقب الفضائل باب اہل بیت النبی تحت الحدیث ۶۱۷۷ المکتبۃ الحدیثیہ ص ۵۴۶

۲۔ القرآن الحکیم ۱۲۹/۲

۳۔ ۱۰۴/۲

حدیث ۱۲۲، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من استعملناہ علی عمل فخرنا قہ رزقا الحدیث - ابو داؤد و الحاکم بسند صحیح
جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پس ہم نے اسے
رزق دیا (ابو داؤد اور حاکم نے بسند صحیح بریدہ
عن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

پہلی حدیث میں حضور نے فرمایا تھا: ہم نے غنی کر دیا۔ احادیث عظیمہ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما
میں تھا کہ فرمایا: حسن کو مہابت ہم نے دی، علم ہم نے دیا۔ حسین کو شجاعت ہم نے دی، کرم ہم نے دیا
محبت کا مرتبہ، رضا کا مقام ہم نے عطا کیا۔ حدیث اُسامہ میں تھا: اُسے نعمت ہم نے بخشی، یہاں
ارشاد ہوتا ہے: رزق ہم نے دیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلف آلک قدر جودک و نوالک و
بارک وسلم۔

حدیث ۱۲۳، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لقد جاءکم رسول الیکم لیس بوهن ولا کسل لیجی قلوبا غلفا ونفتح اعینا عمیا ویسمع اذاننا صبا ویقیم السنة عوجا حتی یقال لا اله الا الله وحده۔ الدارمی فی سُننہ عن جُبَیْر بن نُفَیْر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
بیشک تشریف لایا تھا کہ پاس وہ رسول تھا نہ ہی
طاف بھجا ہو اوجھت و کاہلی سے پاک ہے
تاکہ وہ رسول زندہ فرما دے غلظت پرٹھے دل،
اور وہ رسول کھول دے اندھی آنکھیں، اور وہ
رسول سُننا کر دے بہرے کا نول کو، اور وہ
رسول سیدھی کر دے ٹیڑھی زبانوں کو، یہاں تک
کہ لوگ کہہ دیں کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی پرستش
نہیں (دارمی نے اپنی سُنن میں جُبَیْر بن نُفَیْر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

اقول صحیحہ اذ قال الخیرنا حیوۃ بن شریح ثقۃ شیخ البخاری

لہ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والفقہ باب فی ارزاق العال آفتاب عالم پریس لاہور ۵۲/۲
المستدرک للحاکم کتاب الزکوۃ دار الفکر بیروت ۴۱۶/۱
کنز العمال حدیث ۱۱۰۸۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۹۳/۴
سنن الدارمی باب ما کان علیہ الناس قبل مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۹ دار الحسن للطباعة القاہرہ ۱۵/۱

فی صحیحہ و ابوداؤد والترمذی بل واحمد وابن معین و ہبامان اقرانہ ثنا
بقیۃ بن الولید ثقۃ من الاعلام من رجال مسلم وقد نال ما یغشی من
لہبہ بقولہ ثنا بحیر بن سعید ثقۃ ثبت عن خالد بن معدان ثقۃ عابد
من رجال الستۃ عن جبیر بن نفیر الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثقۃ
جلیل مخضرم من الثانیۃ وقد روى ابن السکون والباوردی وابن شاہین مطولاً
عن عبد الرحمن عن جبیر بن نفیر عن ابيه قال اورکت الجاہلیۃ وانا
رسول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باليمن فاسلمنا فسرسلہ کمل اسیل
سعید بن المسیب اوفوق علا ات المرسل حجۃ عندنا وعند الجمهور والحدیث
مسلسل بالحمصیین حیوۃ الخ جبیر کلہم اہل حمص .

حدیث ۱۲۴ : کہ دو اونٹ مست ہو کر بگڑ گئے تھے ، کسی کو پاس نہ آنے دیتے ، مانگوں نے باغ
میں بندہ کر دئے تھے ، باغ اُجاڑتے تھے ، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور شکایت آئی ،
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے ، دروازہ کھولنے کا حکم دیا ، مامور نے اندیشہ کیا
مبادا حضور کو ایذا دیں ۔ فرمایا : خوف نہ کرو کھول دو کھول دو ایک دروازے ہی کے پاس
کھڑا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑا ۔ حضور نے مہار ڈال کر حوالے
کیا ۔ دوسرا غنہائے باغ پر تھا ، جب وہاں تشریف لے گئے اس نے بھی حضور کو دیکھتے ہی سجدہ کیا ،
حضور نے اُسے بھی باندھ کر سپرد فرمایا ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ حال دیکھ کر عرض کی :
یا نبی اللہ تسجد لک البہائم فنا للہ عندنا بک احسن من هذا
اجرتنا من الضلالتۃ واستنقذتنا من البہکۃ افلا
تأذنت لنا بالسجود ۔
یا رسول اللہ ! چوپائے تک حضور کو سجدہ کرتے
ہیں تو اللہ کے لئے حضور کے ذریعے سے ہمارے
پاس جو کچھ ہے وہ تو اس سے بہتر ہے ، حضور
نے ہمیں مگر اسی سے پناہ دی ، حضور نے ہمیں ہلاکت
سے نجات بخشی تو کیا حضور میں اجازت نہیں دیتے
کہ ہم حضور کو سجدہ کریں (ابن قایم والبقیم نے
عیلان بن سامة الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

تعالیٰ عنہ ولہ طرق وقد دخل بعضها
فی بعض۔
سے روایت کیا۔ اس کے متعدد طرق ہیں جو کہ
بعض بعض میں داخل ہیں۔ (ت)

وہا یہ کہ گراہی پسند و ہلاکت دوست ہیں ان سخت ترین بلیات کو بلا کیوں سمجھیں گے کہ ان سے
پناہ دینے والے نجات بخشے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء جانیں۔
حدیث ۱۲۵: جب وفد ہوازن خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر
ہوا اور اپنے اموال و اہل و عیال کو مسلمان غنیمت میں لائے تھے حضور سے مانگے اور طالب احسان والا
ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا صليتم الظهر فقولوا انا نستعين
برسول الله على المؤمنين او المسلمين
في نساؤنا وابنائنا۔ النسائي عن عمرو
بن شعيب عن ابيه عن جده
عبد الله بن عمرو رضى الله
تعالى عنهما۔
جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہونا اور یوں کہنا
ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
استعانت کرتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور
بچوں کے باب میں (نسائی نے عمرو بن شعیب
سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے
اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے روایت کیا۔ ت)

حدیث فرماتی ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد
چاہنا نماز کے بعد یوں کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں۔
وہابی صاحبو! ایاک نعبد و ایاک نستعین کے معنی کئے استعانت تو خدا ہی کے
ساتھ خاص تھی، یہ ارشاد کیسا ہے کہ ہم سے استعانت کرنا۔ اور زمان حیات دنیاوی اور
اس کے بعد کا تفرقہ و تباہی کی جہالت ہی نہیں بلکہ سراسر ضلالت ہے قطع نظر اس بات سے کہ
انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں، جو بات خدا کے لئے

۱۔ سنن النسائی کتاب الجہۃ صیۃ المشاع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۶/۲
۲۔ القرآن الکریم ۲/۱

خاص ہو چکی غیر خدا کے ساتھ شرک ٹھہر چکی، اس میں حیات و موت، قرب و بُعد، ملکیت و بشریت خواہ کسی وجہ کا تفرق کیسا کیا بعد موت ہی شرکت خدا کی صلاحیت نہیں رہتی بحال حیات شرک ہو سکتے ہیں یہ جنوں و ہابسیہ کو ہر جگہ جاگتا ہے جس نے انہیں حمایت توحید کے زعم میں الٹا شرک بنا دیا ہے ایک بات کو کہیں گے شرک ہے پھر کبھی موت و حیات کا فرق کرینگے کبھی قرب و بُعد کا کبھی کسی اور وجہ کا جس کا صاف حاصل یہ نکلے گا کہ یہ انوکھے موجد بعض قسم مخلوق خدا کا شرک بنا دیتے ہیں جب تو وہ بات کہ غیر کے لئے اُنس کا اثبات شرک تھا ان کے لئے ثابت مانتے ہیں۔ اب کھلا کہ ان کے امام نے تقویۃ الایمان میں ان وہابی صاحبوں ہی کی نسبت کہا تھا کہ:

”اکثر لوگ شرک میں گرفتار ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کئے جاتے ہیں، سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ، سچ فرمایا اللہ صاحب نے کہ نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ، مگر شرک کرتے ہیں۔“

یہ نکتہ یاد رکھئے گا ہے کہ ان کی بہت فاحشہ جہالتوں کی پردہ دری کرتا ہے وہ اللہ التوفیق۔
حدیث ۱۲۶: طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،
www.alahazratnetwork.org

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنے آفتاب
اموال الشمس فتاخرت ساعة من کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ۔ وہ فوراً
بہا سارہ ٹھہر گیا۔

اقول اس حدیث حسن کا واقعہ اُس حدیث صحیح کے واقعہ عظیم سے جدا ہے جس میں
دُعا ہو سورج حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لئے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر کی خدمت گزاری محبوب باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قضا
ہوتی تھی ادا فرمائی۔ امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی۔ الحمد للہ اسے
خلاف رب العزت کہتے ہیں کہ ملکوت السموات والارض میں اُن کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الہی

۱۔ تقویۃ الایمان پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴
۲۔ المعجم الاوسط حدیث ۴۰۵۱ مکتبۃ المعارف ریاض ۲۳/۵
مجمع الزوائد کتاب علامات نبوت باب حبس الشمس صلی اللہ علیہ وسلم دار الکتاب بیروت ۲۹۶/۸

اُن کے لئے حکم اطاعت و فرمانبرداری ہے وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے، وہ محبوب اجل و اکرم و خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دُودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان کی علامی بجالاتا، جدھر اشارہ فرماتے اُسی طرف جھک جاتا۔ حدیث میں ہے سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی، مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا،

مرایتک فی الہمد تناعی القصر والیہ
یا صبعک فحیث اشربت الیہ مال۔
میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرف انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اُسی طرف جھک جاتا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
اَنی کنت اُحَدِّثُہ و یُحَدِّثُنی ویلہ ینی
عن البکاء واسمع وجبتہ حین
یسجد تحت العرش۔
ہاں میں اُس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کا دھماکہ سُنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے

www.azratnetwork.org

بہتقی نے دلائل میں اور امام شیخ الاسلام ابو عثمان
ابو عثمان اسمعیل بن عبد الرحمن
الصوابونی فی الباشیین والخطیب وابن عساکر
فی تاریخ بغداد و دمشق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔
بہتقی نے دلائل میں اور امام شیخ الاسلام ابو عثمان
ابو عثمان اسمعیل بن عبد الرحمن صوابونی نے باتیں میں اور
خطیب وابن عساکر نے تاریخ بغداد و دمشق میں
بیان کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (ت)

امام شیخ الاسلام صوابونی فرماتے ہیں:

فی المعجزات حسن یہ حدیث معجزات میں حسن ہے۔

جب دُودھ پیتوں کی یہ حکومت قاہرہ ہے تو اب کہ خلافت اکبری کا ظہور عین شباب پر ہے
آفتاب کی کیا جان کہ اُن کے حکم سے سرتابی کرے آفتاب و ماہتاب و کنار و وللہ العظیم، ملکہ

للخصائص اکبری بحوالہ البہیقی والصوابونی وغیرہ باب ما خالفہ القمرا مرکز اہل سنت گجرات الہند ۵۲/۱
کنز العمال بحوالہ حق فی الدلائل وغیرہ حدیث ۳۱۸۲۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳۸۳/۱۱

مذہبات الامر کہ تمام نظم و نسق عالم جن کے ہاتھوں پر ہے محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائرہ حکم سے باہر نہیں نکل سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 امر سلت الخلق كافة . رواہ میں تمام مخلوق الہی کی طرف رسول بھیجا گیا۔
 مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ (اس کو تمہیں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

قرآن فرماتا ہے :

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَلَ الْفُرْقَانُ عَلٰی عَبْدِہٖ
 لَیْکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا
 برکت والا ہے وہ جس نے آمار قرآن اپنے بندے پر کہ تمام اہل عالم کو ڈرسانے والا ہو۔
 اہل عالم میں جمیع ملائکہ بھی داخل ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز عصر گھوڑوں کے علاوہ میں قضا ہوئی
 حتیٰ توارث بالحجاب یہاں تک کہ سورج پردے میں جا چھپا۔ فرمایا : رُدَّوْهَا عَلٰی
 یٰلَا اُوْمِیْرَیْ طُف۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مروی کہ
 سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول میں غمیر آفتاب کی طرف ہے اور خطاب اُن ملائکہ سے جو
 آفتاب پر متعین ہیں یعنی نبی اللہ سلیمان نے اُن فرشتوں کو حکم دیا کہ ڈوبے ہوئے آفتاب کو واپس
 لے آؤ۔ وہ حسب الحکم واپس لائے یہاں تک کہ مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا اور سیدنا سلیمان
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز ادا فرمائی۔ معالم التنزیل شریف میں ہے : مُجِئًا عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہ
 تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّهُ قَالَ مَعْنٰی قَوْلِہٖ رُدَّوْهَا عَلٰی یَقُوْلُ سَلِیْمُنْ عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
 بِاَمْرِ اللہ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمَلَائِکَةِ الْمُؤَكَّلِیْنَ بِالشَّمْسِ رُدَّوْهَا عَلٰی یَعْنِی الشَّمْسُ
 فَرُدَّوْهَا عَلِیْہِ حَتّٰی صَلَّی الْعَصْرِ فِیْ وَقْتِہَا۔

۱۔ صحیح مسلم کتاب المساجد و موضع الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۹

۲۔ القرآن الکریم ۱/۲۵

۳۔ ۳۲/۳۸

۴۔ ۳۳/۳۸

۵۔ معالم التنزیل (تفسیر البغوی) تحت الآیۃ ۳۸/۳۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۵۲

سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نوایں بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمید سے ایک جلیل القدر نائب ہیں پھر حضور کا حکم تو حضور کا حکم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں امام ربانی احمد بن محمد خلیف قسطلانی پر کمرہا جب لدنیہ و منج محمدیہ میں فرماتے ہیں:

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
خزانة السر وموضع نفوذ الامر
فلا ینفذ امر الا منه ولا ینقل خبر
الا عنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانہ راز الہی و جائے نفاذ امر ہیں، کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے، اور کوئی نعت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الاباخی من کانت ملکاً و سیتدا
و ادمین المام والظین واقفت
اذا امر امر لا ینقل خلافتہ
ولیس لک الامر فی الکوین صارف

یعنی خیر اور پیر کے مال باپ قربان اُن پر جو بادشاہ و سردار ہیں اس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی آب و گل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا۔ تمام جہان میں کوئی ان کا حکم پھیرنے والا نہیں۔

اقول اور ہاں کیونکہ کوئی اُن کا حکم پھیر سکے کہ حکم الہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا، لا مراد لغضائہ ولا معقب لحکمہ۔ اس کی قضاء کو روک دینے والا اور اس کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔ (ت)

یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ صحیحین بحفاری و مسلم و نسائی وغیرہ میں حدیث صحیح جلیل ہے کہ ام المؤمنین صدیقہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں:

ما امری ربک الا یسارع هو الیک
یا رسول اللہ! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی و شتابی کرتا ہوا۔

مسلمانو! ذرا دیکھنا کوئی وہابی ناپاک ادھر ادھر ہوتا ہے باہر کر دو اور کوئی چھوٹا متصوف

نصاری کی طرح غلو و افراط والا دبا چھپا ہو تو اسے بھی دُور کر دو اور تم عبد کا دوسرے سولہ کی سچی معیار پر کاٹنے کی قول مستقیم ہو کہ یہ حدیث سنو کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

مَرَضَ ابُو طَالِبٍ فَعَادَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي
ادْعُ رَبَّكَ وَالَّذِي بَعْثَكَ يَعْقِلُنِي
فَقَالَ اللَّهُمَّ اشْفِ عَنِّي
فَقَامَ كَأَنَّمَا لَشَطْرُ مَنْ عَقَلَ
فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَنْتَ
رَبُّكَ الَّذِي تَعْبُدُ لَا يُطِيعُكَ
فَقَالَ وَأَنْتَ يَا عَمَّاهُ لَوْ
اطَعْتَهُ لَيُطِيعَنَّكَ - ابْنُ عَدِي
صَحِيحُ طَرِيقِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْكَأَسِ عَنْ
ثَابِتِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ النَّبِيِّ
ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ -

یعنی ابوطالب بیمار پڑے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم عیادت کو تشریف لے گئے ابوطالب نے
عرض کی : اے بھتیجے میرے ! اپنے رب سے جس
نے حضور کو بھیجا ہے میری تندرستی کی دعا کیجئے ۔
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا
کی : اے الہی ! میرے چچا کو شفا دے ۔ یہ دعا
فرماتے ہی ابوطالب اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی
نے بندش کھول دی ، حضور سے عرض کی : اے
میرے بھتیجے ! بیشک حضور کا رب جس کی تم عبادت
کرتے ہو حضور کی اطاعت کرتا ہے ۔ سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (اس کلمہ پر انکار
نہ فرمایا بلکہ اور تاکیداً و تائیداً) ارشاد کیا کہ اے
چچا ! اگر تو اس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے
ساتھ بھی یونہی معاملہ فرمائے گا ۔ (ابن عدی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صحیح البخاری کتاب النکاح باب الشغار	قدیمی کتب خانہ کراچی	۶۶۶/۲
صحیح مسلم کتاب الرضاع باب جواز هبتها فوبها لغيرها	" " "	۴۶۳/۱
سنن النسائي ذكر امر رسول الله في النكاح	نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	۶۶/۲
مسند احمد بن حنبل عن عائشة رضي الله عنها	المکتب الاسلامی بیروت	۱۳۴/۶
الكامل لابن عدي ترجمه الهيثم بن جزار	دار الفکر بیروت	۲۵۶/۴

عہ یہاں اطاعت کے معنی ہیں ہر مراد محبوب حسب مراد محبوب فوراً موجود فرما دے ۱۲ منہ

نے بطریقِ عظیم البکار انھوں نے ثابت بنائی ہے انھوں نے
(انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اور حدیث سنئے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک بالیقین میں
روزِ قیامت تمام جہاں کا سید ہوں میرے ہاتھ میں لوہاں الہد ہوگا، کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو میرے
فشان کے نیچے نہ ہو کشتائش کا انتظار کرتا ہوا۔ میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے یہاں تک
کہ دروازہ جنت پر تشریف فرما ہو کر دروازہ کھلوں گا سوال ہوگا کون ہیں؟ میں فرماؤں گا محمد
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ کہا جائے گا مرحبا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔ پھر جب میں اپنے رب
عز وجل کو دیکھوں گا اس کے لئے سجدہ شکر میں گروں گا اس پر کہا جائے گا:
إسْفَعْ مِنْ اسَدِكَ وَقُلْ طُطَاعٌ وَاسْتَفْعِ اِنْسَانُ طُطَاعٌ
کی جائے گی اور شفاعت کر دے کہ تمہاری شفاعت
قبول ہوگی۔

پس جو لوگ چل چکے تھے وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔
الحاکم فی المستدرک وابن عساکر عن
عبد الوہاب بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو
روایت کیا۔ (ت)

اسی باب سے ہے حدیث کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ان ساری استشارات فی امتی ماذا افعَلْ بہم بیشک میرے رب نے میری امت کے
باب میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ فَقُلْتُ مَا شِئْتُ يَا رَبِّ
ہم خَلَقَكَ وِعَاذَكَ میں نے عرض کیا کہ اے رب میرے! جو تو چاہے کہ وہ تیری مخلوق اور
تیرے بندے ہیں۔ فاستشار فی الثانیة اس نے دوبارہ مجھ سے مشورہ پوچھا۔ فَقُلْتُ لَهٗ
کَذَا لَکَ میں نے اب بھی وہی عرض کی۔ فاستشار فی الثالثة اس نے سربارہ مجھ سے مشورہ
لیا۔ فَقُلْتُ لَهٗ کَذَا لَکَ میں نے پھر وہی عرض کی۔ فَقَالَ تَعَالَى اِنِّیْ لَنْ اُخْزِیْکَ فِیْ اَمْتِکَ

یا احمد! تو رب عزوجل نے فرمایا، اے احمد! بیشک میں ہرگز تجھے تیری امت کے معاملہ میں رُساوا
 نہ کروں گا۔ وبشرنی أن أول من يدخل الجنة معي من امتي سبعون الف عام كل
 الف سبعون الف ليس عليهم حساب اور مجھے بشارت دی کہ میرے تتر ہزار امتی سب سے
 پہلے میرے ساتھ داخلِ بہشت ہونگے ان میں ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہونگے جن سے حساب نہ کیا جائیگا۔
 اُس کے حدیث اور طویل و جلیل ہے جس میں اپنے اور اپنی امت مرحومہ کے فضائل جلیلہ ارشاد
 فرمائے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم آمین!

الامام احمد وابن عساکر عن حذیفۃ امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت حذیفہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

بھلا اللہ یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ رب العزۃ روز قیامت حضرت رسالت علیہ
 افضل الصلوٰۃ والتحمۃ سے صحیح اولین و آخرین میں فرمائے گا:

کلہم یطلبون رضا فانما انا
 اطلب رضاک یا محمد! یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میری تیری رضا
 چاہتا ہوں اے محمد!

میں نے اپنا ملک عرش سے فرس تک کچھ پر قربان کر دیا صلی اللہ علیک وعلىٰ الیک وبارک
 وسلم۔

اے مسلمان! اے سنی بھائی، اے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ ارفع کے
 خدائی! آفتاب و مہتاب پر ان کا حکم جاری ہونا کیا بات ہے آفتاب طلوع نہیں کرتا جب
 تک ان کے نائبان کے وارث ان کے فرزند ان کے دلہند، غوث الثقلین، غوث الکوین
 حضور پر نور سیدنا و مولانا امام ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام عرض
 نہ کر لے۔

امام اجل سیدی نور الدین ابوالحسن علی شطرنوی قدس سرہ الرونی (جنہیں امام جلیل

۱۔ مسند احمد بن حنبل عن حذیفہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۹۳/۵

کنز العمال بحوالہ حم وابن عساکر حدیث ۳۲۱۰۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴۴۸/۱۱

الخصائص الکبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بان امۃ وضع عنہم الامر مرکزہ السنۃ کتبخانہ ۲۱۰/۲

۲۔ مفتاح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۱۳۲/۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۸۷/۴

عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد مکی یافعی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرآۃ الجنان میں الشیخ
الامام الفقیہ العقوادیؒ سے وصفت کیا کتاب مستطاب بھجۃ الاسرار شریف میں خود
روایت فرماتے ہیں :

یعنی امام اجل حضرت ابوالقاسم عسمر بن
مسعود بزاز اور حضرت ابو حفص عمر کیمیا فی
رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہمارے شیخ
حضور سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی
مجلس میں یر ملازمین سے بلند کردہ ہوا پر مٹی فینکتے
اور ارشاد کرتے آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں
تک کہ مجھ پر سلام کر لے نیا سال جب آتا ہے مجھ
پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں
ہونے والا ہے نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام
کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے
والا ہے ، نیا دن جو آتا ہے مجھ پر سلام کرتا
اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا
ہے ، مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم کہ تمام
سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں میری
آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہے یعنی لوح محفوظ میرے
پیش نظر ہے ، میں اللہ عز و جل کے علم و
مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں ، میں
تم سب پر محبت الہی ہوں ، میں رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور
زمین میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اخبرنا ابو محمد عبد السلام بن الجب
عبد اللہ محمد بن عبد السلام
بن ابراہیم بن عبد السلام البصری
الاصل البغدادی المولود والدار بالقاهرة
سنة احدى وسبعين وستمائة قال
اخبرنا الشيخ ابو الحسن علي بن سليمان
البغدادی الخباز ببغداد سنة ثلث و
ثلثين وستمائة قال اخبرنا الشيخان
الشيخ ابو القاسم عمر بن مسعود البزاز
والشيخ ابو حفص عمر کیمیا فی بغداد
وسنة احدى وتسعين وخمسائة
قالا كانت شيخنا الشيخ عبد القادر
رضي الله تعالى عنه يمشي في الهواء
علي رؤوس الاشهاد في مجلسه و
يقول ما تطلع الشمس حتى تسلم
علي وتجيئ السنة الميت وتسلم علي
وتخبرني بما يجبري فيها ويحجب
الشهر ويسلم علي ويخبرني بما يجبري
فيه ويجيئ الاسبوع ويسلم علي ويخبرني
بما يجبري فيه ويجيئ اليوم ويسلم علي

و یخبرنی بما یرحی فیہ و عنزۃ مراقب
 ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی
 نعینی فی اللوح المحفوظ انا غائض فی بحار
 علم اللہ و مشاہداتہ انا حجتہ اللہ
 علیکم جمیعکم انا ناثب رسول اللہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و وراثتہ فی الامر
 صدقت یا سیدی واللہ فانما انت
 کلمت عن یقین لا شک فیہ و
 ولا وہم یعتریہ انا تنطق فتتطق
 وتعلی فتفترق وتؤمر فتفعل
 والحمد للہ رب العالمین۔

کا وارث ہوں۔ سچ فرمایا ہے آپ نے اسے
 میرے آقا، بخدا آپ یقین پر مبنی کلام فرماتے
 ہیں جس میں کوئی شک اور وہم راہ نہیں
 پاتا۔ بے شک آپ سے کوئی بات کہی جاتی
 ہے تو آپ کہتے ہیں اور آپ کو عطا ہوتا ہے
 تو آپ تقسیم فرماتے ہیں۔ آپ کو امر
 کیا جاتا ہے تو آپ عمل کرتے ہیں۔ اور
 سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے
 ہیں۔ (ت)

اس حدیث کے متعلق کلام نے قدرے طول پایا مگر الحمد للہ کہ مقصود رسالہ سے باہر
 نہ آیا۔ واللہ التوفیق۔

حدیث ۱۲۷: صحیح مسلم شریف و سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی میں سیدنا ربیعہ
 بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،
 قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتیته
 بوضوئہ و حاجتہ فقال لی
 سل (ولفظ الطبرانی فقال یومًا
 یا ربیعة سلنی فاعطیک رجعتنا
 الی لفظ مسلم) قال فقلت
 سألتک مرًا فقتلت فی الجنة
 میں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر ہوتا ایک
 شب حضور کے لئے آب وضو وغیرہ ضروریات
 لایا (رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھر
 رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا، مانگ کیا
 مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض
 کی، میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں

فَقَالَ أَوْغَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاعْنِي
عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ.
اسی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا: کچھ اور؟
میں نے عرض کی، میری مراد تو صرف یہی ہے۔ فرمایا،
تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجدہ سے۔

عَنْ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ حَيِّفَةٌ بَأْسُهُ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ تَمَنَّى أَنْ يَكُونَ فِيهَا نَفْسٌ مِثْلُ نَفْسِهِ يَكُونُ فِيهَا نَفْسٌ مِثْلُ نَفْسِهِ» (ت)
سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو
معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھ کو
ستید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجدہ سے۔“
الحمد للہ یہ جلیل و نفیس حدیث صحیح اپنے ہر پہلو سے دہا بیت کُش ہے۔ حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطلقاً بلا قید و بلا تخصیص ارشاد فرمانا سہل مانگ کیا مانگتا ہے، جان و ہا بیت
پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی
سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقييد ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی
میں آئے مانگو کہ ہماری سرکاری سب کچھ ہے۔
www.alabazifanetwork.org

گر خیریت دُنیا و عقبیٰ آرزو داری بدرگاہش بیا و ہر چہ میخوای
(اگر تو دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی بارگاہ میں آ اور جو چاہتا ہے
مانگ لے۔ ت)

شیخ شیوخ علماء الهند عارف باللہ عاشقِ رسول اللہ برکۃ المصطفیٰ فی حذہ الدیار سیدی
شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اسی حدیث کے
نیچے فرماتے ہیں:

از اطلاق سوال کہ فرمودش بخوہ تخصیص مطلق سوال سے کہ آپ نے فرمایا (لے ربحہ)

صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود والحث علیہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۳/۱
سنن ابی داؤد باب وقت قیام النفل صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸۴/۱
کنز العمال حدیث ۱۹۰۰۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳۰۶/۶
المعجم الکبیر عن ربیعہ ۲۵۴۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۵۸ و ۵۴/۵

نکر و بطلو بے خاص معلوم عیشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و کرا خواہد باذن پروردگار خود دہرے

مانگ۔ اور کسی خاص شے کو مانگنے کی تخصیص نہیں فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام معاملہ آپ کے دستِ اقدس میں ہے جو چاہیں جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرمادیں۔ (ت)

فان من جودك الدنيا وضرتها ما ومن علومك علم اللوح والقلم

یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا ہے جس میں سیدی اباہل محمد بصری قدس سرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں: "یا رسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوانِ جود و کرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم جن میں ماکان و مایکون جو کچھ ہو اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔" اور پہلا شعر کہ "اگر خیریت دنیا و عقبہ الہ" حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ قصیدہ نعتیہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا ہے۔

الحمد لله يعقده في امنه دين محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم في جناب عالم تاب میں بر خلاف اُس سرکش طاغی شیطان لعین کے بندہ داعی جو کہ ایمان کی آنکھ پر کفران کی ٹھیکری رکھ کر کہتا ہے: "جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ہے۔"

الاصلاح، رب محمد علی محمد و الہ وسلم و اخزی منتقصیہ واعاذنا من حالهم و شرهم و سئهم امین۔

درد و سلام نازل فرمائے رب محمد محمد مصطفیٰ پر اور آپ کی آل پر، اور دوسرا اگر وہ آپ کی شان میں تنقیص کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں انکے حال اور ان کے شر سے بچائے اور سلامت رکھے آمین

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الہاری مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

یؤخذ من اطلاقه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامر بالسؤال انت یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے

۱۔ اشعة اللمعات کتاب الصلوٰۃ باب السجود و فضله الفصل الاول مکتبہ نور بدین ص ۳۹۶
۲۔ الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (قصیدہ بردہ) الفصل العاشر مرکز المہنت گجرات الہند ص ۵۹
۳۔ تقویۃ الایمان الفصل الرابع فی ذکر رد الاشراک فی العبادة مطبع علمی اندرون لوباری دہلی لاہور ۱۳۹۲

اللہ تعالیٰ مکنتہ من اعطاء کل ما اسراد کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے
من خزائن الحق ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔

والحمد لله رب العالمین سے

مالک کو نہیں ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان و ہابیت پر کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور سے جنت مانگتے ہیں کہ
اسئلك مرا فقتك في الجنة يا رسول الله! میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا
عطا ہو۔

وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک و ہابیت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمیۃ
قبول فرما رہے ہیں واللہ الحجة السامیۃ۔

حدیث ۱۲۸: حدیث صحیح و جلیل و عظیم سخت و ہابیت کش جسے نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و
ابن خزمیہ و طبرانی و حاکم و بیہقی نے سیدنا عثمان بن عفیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور
امام ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بشرط بخاری و مسلم صحیح کہا
اور امام حافظ الحدیث زکی الدین عبد العظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلم و
برقرار رکھا جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا کو دُعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے،

اللھم ائت اسئلك و اتوجه الیک
بنبتک محمداً نبی الرحمة
یا محمد ائت اتوجه بک
الرب فی حاجتی
ھذا لیقتضی لک الشھدۃ
الہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں
تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے
سے جو مہربانی کے نبی ہیں، یا رسول اللہ! میں
حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس
حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روا کی

۱۔ مرقاة المفاتیح کتاب الصلوٰۃ باب السجود وفضلہ الفصل الاول تحت حدیث ۸۹۲، المکتبۃ البیروتیہ ۱/۴۱۵

فَشَقَّهٖ فِیْہٖ

ہو، الہی! انھیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت
میرے حق میں قبول فرما۔

یہ حدیث خود ہی بیمار دلوں پر زخم کاری تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاجت
کے وقت نہ ابھی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت والتجاہد بھی مگر حصین
شریف کی بعض روایات نے سر سے پائی تیر دیا۔ اس میں لَتَقْضٰی فِیْ بَصِیغَةٍ مَّعْرُوفٍ ہے یعنی
یا رسول اللہ! حضور میری حاجت روا فرمادیں۔

مولانا فاضل علی قاری علیہ رحمۃ الباری حررِ ثمین شرح حصین حصین میں فرماتے ہیں،

وَفِیْ نَسْخَةِ بَصِیغَةٍ الْفَاعِلُ اَیْ لَتَقْضٰی
وَأَوْرَیْکَ نَسْخَہٗ فِیْ بَصِیغَةٍ فَاعِلٌ (فعل معروف)
ہے، یعنی آپ میری حاجت روائی فرمائیں۔
مطلب یہ ہے کہ آپ میری حاجت روائی و مقصد برآوی
میں سبب و وسیلہ بن جائیں۔ چنانچہ اسناد
مجازی ہو گا۔ (ت)

اب دافع البلاء کو شرک سے متنبہ کرنا کہے مولیٰ توں کہے

www.alahazrat.org

۱۔ سنن الترمذی کتاب الدعوات حدیث ۳۵۸۹ دار الفکر بیروت ۳۲۶/۵
سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ما جاء فی صلوٰۃ الحاجۃ ایچ ایم سعید کچی کراچی ص ۱۰۰
صحیح ابن خزيمة باب صلوٰۃ الترغیب والترہیب حدیث ۱۲۱۹ المکتب الاسلامی بیروت ۲۶/۲
المجم الكبير عن عثمان بن حنيف حدیث ۸۳۱۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۸/۹
المستدرک للحاکم کتاب صلوٰۃ التطوع دعار رد البصر دار الفکر بیروت ۳۱۳/۱
دلائل النبوة للبيهقي باب فی تعلیم الضریح یا کان فیہ شفاہ الزا دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/۱۶۶ تا ۱۶۸
عمل الیوم واللیلۃ للنسائی حدیث ۶۵۷ دار ابن حرم بیروت ص ۱۵۹ و ۱۶۰
الترغیب والترہیب الترغیب فی صلوٰۃ الحاجۃ مصطفیٰ البانی مصر ۳۷۳ تا ۳۷۵
لہ الحصن الحصین منزل یوم الاثنين صلوٰۃ الحاجۃ افضل المطابع ص ۱۲۵

۳۔ جر زئین شرح الحصن الحصین مع الحصن الحصین منزل یوم الاثنين صلوٰۃ الحاجۃ افضل المطابع ص ۱۲۵

ثُمَّ أَقُولُ (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ اقدس میں نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں عرض کرو ہا ہا نام پاک لے کر ندا کرو ہم سے استمداد و التجا کرو، شرک و ہابیت کو تغیر جہنم میں پہنچانے کو بس یہی تھا کہ،
اولاً جو شرک ہے اس میں تفرقہ زمانہ حیات و بعد وفات یا تفرقہ قرب و بعد غیبت و حضور سب مردود و مقہور جس کا بیان اوپر مذکور۔

ثانیاً حاصل تعلیم یہ نہ تھا کہ دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کا بالائی لکڑا تو اللہ عز و جل سے عرض کرنا پھر ہمارے پاس حاضر ہو کر یا محمد سے اخیر تک عرض کرنا، اور دعا میں سنت اخفا ہے اور آہستہ کہنے میں وہابیت کی عقل ناقص پر غیبت و حضور یکساں ہے، عادی طور پر دونوں ندا بالغیب ہوں گی، مگر قیامت تو سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری کر دی کہ زمانہ خلافت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہی دعا ایک صاحب حاجت کو تعلیم فرمائی اور ندا بعد الوصال سے جان و ہابیت پر آفت عظمیٰ ڈھائی۔ معجم کبیر امام طبرانی میں یہ حدیث یوں ہے کہ ایک شخص امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اپنی کسی حاجت کے لئے حاضر ہوا کرتے امیر المؤمنین ان کی طرف التفات نہ فرماتے نہ ان کی حاجت پر غور کرتے، ایک دن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اُن سے شکایت کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،

اِنَّ الْمِيْضَاةَ فَتَوْضَاثُنَا اِنَّ الْمَسْجِدَ
فَصَلِّ فِيْهِ سَرَكَتَيْنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ
اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتُوْجِّهْ اِلَيْكَ بِسَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتُوْجِّهْ بِكَ
اِلٰی رَبِّیْ فِیْقَضِیْ حَاجَتِیْ وَ تَذْکُرْ حَاجَتَكَ
وَسَاحِ الْمَتِّ حَتّٰی اَرْوَحَ مَعَكَ۔

وضو کی جگہ جا کر وضو کر و پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو پھر یوں دعا کرو کہ الہی! میں تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی رحمت کے ذریعے سے متوجہ ہونا ہوں، یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا فرما دے۔ اور اپنی حاجت کا ذکر کرو، شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔

صاحب حاجت نے جا کر ایسا ہی کیا، پھر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوئے، دربان آیا ہاتھ پکڑا امیر المؤمنین کے حضور لے گیا، امیر المؤمنین (عثمان غنی) نے

اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور فرمایا کیسے آئے ہو؟ انھوں نے اپنی حاجت عرض کی، امیر المومنین نے فوراً روا فرمائی، پھر ارشاد کیا، اتنے دنوں میں تم نے اس وقت اپنی حاجت کہی۔ اور فرمایا، جب کبھی تمہیں کوئی حاجت پیش آئے ہمارے پاس آنا۔ اب یہ صاحب امیر المومنین کے پاس سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اُن سے کہا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے امیر المومنین نے میری حاجت میں غور فرماتے تھے نہ میری طرف التفات لاتے یہاں تک کہ آپ نے میری سفارش اُن سے کی۔ عثمان بن حنیف نے فرمایا،

واللہ ما کلنتہ ولكن شہدت رسول اللہ *
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واتاہ
راجل ضریب تشکی الیہ ذہاب
بصرہ فقال لہ النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ایت البیضاء
فتوضا ثم صلی رکعتین ثم ادع
بہذا الدعوات فقال
عثمان بن حنیف فواللہ
ما تفرقنا و طال بنا الحدیث حتی
دخل علینا الرجل کانتہ لہ یکن
بہ ضرر قط۔

خدا کی قسم میں نے تو تمہارے بارے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کی شکایت حضور سے عرض کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، موضع وضو پر جا کر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ پھر یہ دعائیں پڑھ۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم اُسٹھے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس انکھیا رہے ہو کر آئے گویا کبھی اُن کی آنکھوں میں کچھ نقصان نہ تھا۔

امام طبرانی اس حدیث کی متعدد اسنادیں ذکر کر کے فرماتے ہیں، والحدیث صحیح
یہ حدیث صحیح ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔
حدیث ۱۲۹ ذکر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل مدینہ طیبہ سے ارشاد فرمایا،
اصبروا وابشروا فانی قد باہرکت صبرکم واورشاد ہو کہ بیشک میں نے تمہارے

علی صاعکھ و مُنداکھ۔ البزار فی مسندہ عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 رزق کے پھانوں پر برکت کر دی ہے۔ (بزار
 نے اپنی مسند میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اس حدیث نے بتایا کہ اہل مدینہ کے رزق میں برکت رکھنے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے اپنی طرف نسبت فرمایا۔

○ (رسالہ ضمنی) **ہنیۃ اللیب ان التشريع بيد الحبيب**

(عقلانہ کا مقصد کہ بے شک احکام شرع حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہیں)

احادیث تحریم حرم مدینہ طیبہ حکم احکام حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث ۱۳۰ صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی،
 اللهم ان ابراهيم حرم مكة واني احرم صابین لا یتیمھا۔ ہما و احمد و
 الطحاوی فی شرح معانی الآثار (بجاری، مسلم اور احمد اور طحاوی نے شرح
 عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔) (بخاری، مسلم اور احمد اور طحاوی نے شرح
 معانی الآثار میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۱ نیز صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 ان ابراهيم حرم مكة ودعا لاهلها واني حرمت المدينة كما
 حرم ابراهيم مكة واني دعا فرمائی اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم
 بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مکہ معظمہ
 کو حرم بنا دیا اور اس کے ساکنوں کے لئے
 دعا فرمائی اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم

لہ کنز العمال بحوالہ البزار حدیث ۳۸۱۲۳ موسسة الرسالہ بیروت ۱۲/۱۲۵

صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۷۷

کتاب المغازی غزوة احد " " " ۴/۵۸۵

کتاب الاعتصام باب ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم " " " ۲/۱۰۹۰

صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدينة " " " ۱/۴۴۱

مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/۱۴۹

شرح معانی الآثار کتاب الصيد باب صید المدينة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۳۴۲

دَعَوْتُ فَمَاعَهَا وَمَدَّهَا
بِيشَلِّ مَا دَعَا اِبْرَاهِيْمَ لِذَهْل
مَنَكَّةَ . هَمَّ جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُ .

کر دیا جس طرح انھوں نے مجھے کو حرم کیا اور
میں نے اُس کے پیانوں میں اس سے دُونی
برکت کی دعا کی جو دعا انھوں نے اہل مکہ کے لئے
کی تھی (ان سب نے عبد اللہ ابن زید بن عاصم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا - ت)

حدیث ۱۳۲: نیز صحیحین میں ابوسہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے عرض کی، اَللّٰہی! بیشک ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے اُن کی زبان
پر مکہ معظمہ کو حرم کیا اللّٰہم وانا عبدک ونبیک وَاِنِّیْ اُحْسِنُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْہِمَا اَللّٰہی! اور
میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں میں دینہ طیبہ کی دونوں حدوں کے اندر ساری زمین کو حرم بناتا ہوں۔
امام طحاوی نے اس کے قریب روایت کی اور یہ زائد کیا،

وَنَهَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم
اَنْ یَّعْصِدَ شَجَرَهَا اَوْ یُخِیْطَ اَوْ یُؤْخِذَ
طَیْرَهَا۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا
کہ اس کا پیڑ کاٹیں یا پتے جھاڑیں یا اس کے
پرندوں کو پکڑیں۔

حدیث ۱۳۳: صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
بِیْشَکِّ مِیْنَ حَرَمٍ یَّبْنَاؤُنَّ ہُوْنَ دَوَسْتَکَلَاخَ مَدِیْنَةٍ
اِنِّیْ اُحْسِنُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْ الْمَدِیْنَةِ
اَنْ یَّقْطَعَ عِضَاهُمَا اَوْ یَقْتُلَ
بیشک میں حرم بناتا ہوں دوسنگلاخ مدینہ
کے درمیان کو کہ اس کی بولیں نہ کاٹی جائیں

- ۱۔ صحیح البخاری کتاب البیوع باب برکتہ صاع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۶/۱
صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ ودعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم " " " ۲۲۰/۱
مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۰/۴
شرح معانی الآثار کتاب الصيد باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۲/۲
۲۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ ودعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۲/۱
سنن ابن ماجہ ابواب الناسک باب فضل المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۲
کنز العمال حدیث ۳۴۸۸۲ مؤسستہ الرسالۃ بیروت ۲۴۵/۱۲
۳۔ شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۳/۲

صیدا ہا۔ ہو واحمد الطحاوی
عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

اور اُس کا شکار نہ مارا جائے۔ (مسلم اور احمد
اور طحاوی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۴: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
ان ابراہیم حرم مکة و اخی احرم
ما بین لابیتہا۔ ہو الطحاوی عن
ساحم بن زید رضی اللہ تعالیٰ
عنہ۔

بیشک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں
مدینہ کے دونوں سنگلاخ کے درمیان کو حرم
کرنا ہوں (مسلم اور طحاوی نے رافع بن خدیج
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۵: نیز صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں،

اللہم ان ابراہیم حرم مکة فجعلہا
حرمًا و اخی حرمات المدینة حرامًا
ما بین ما من مہبات لا یسرا فیہا
فیہا دم و لا یحمل سلاح لقتال
ولا یجبط فیہا شجرة الا بعلف یث

الہی! بیشک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرام کر کے
حرم بنا دیا اور بیشک میں نے مدینہ کے
دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اسے حرم بنا کر
حرام کر دیا کہ اس میں کوئی خون نہ گرایا جائے
نہ لڑائی کے لئے اسلحہ اٹھایا جائے نہ کسی پر پلکے
پتے بھاڑیں مگر جانور کو چارہ دینے کے لئے۔

حدیث ۱۳۶: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں،
اللہم انی قد نحرمت ما بین لابیتہا
الہی! بیشک میں نے تمام مدینہ کو حرم کر دیا

۴۴۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب فضائل المدینہ الخ	صحیح مسلم کتاب الحج
۱۸۱/۱	الکتب الاسلامیہ بیروت	عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	مسند احمد بن حنبل
۳۴۱/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فضل المدینہ الخ	شرح معانی الآثار کتاب الصیہ صید المدینہ
۴۴۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب فضائل المدینہ الخ	صحیح مسلم کتاب الحج
۳۴۲/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فضل المدینہ الخ	شرح معانی الآثار کتاب الصیہ صید المدینہ
۴۴۳/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب فضائل المدینہ الخ	صحیح مسلم کتاب الحج

کما حرمت علی لسان ابراہیم الحرمہ ۔
 ہو و احمد و الرویانی عن ابی قتادة
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
 جس طرح قرآن نے زبانِ ابراہیم پر حرم محترم کو حرم بنایا
 (مسلم، احمد اور روایاتی نے ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۷۷: نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 ان ابراہیم حرم بیت اللہ و آمنہ و
 وافی حرمت المدینۃ ما بین لابتئہما
 لا یقطع اعضاھما ولا یصاد صیدھما
 ہو و الطحاوی عن جابر بن عبد اللہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔
 بیشک ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنا دیا اور
 امن والا کر دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا
 کہ اس کے خاردار درخت بھی نہ کاٹے جائیں
 اور اس کے جانور شکار نہ کئے جائیں (مسلم)
 اور طحاوی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۳۸۸: صحیحین میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :
 حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم ما بیت۔ لابی المدینۃ و جعل
 اثنا عشر میلًا حول المدینۃ حرمی ۔ ہما
 واحد و عبد الرزاق فی مصنفہ
 تمام مدینہ طیبہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے حرم کر دیا اور اس کے آس پاس بارہ بارہ
 میل تک سبزہ و درخت کو لوگوں کے تصرف سے
 اپنی حمایت میں لے لیا۔ بخاری اور مسلم اور
 عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں روایت کیا۔ ت)

۱۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ
 مسند احمد بن حنبل عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ
 کنز العمال بحوالہ الرویانی ۳۴۸۵۵ حدیث ۳۴۸۵۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۴۴/۱۲
 ۲۔ شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدینہ
 کنز العمال بحوالہ مسلم حدیث ۳۴۸۱۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۴۲/۲
 ۳۔ صحیح البخاری فضائل المدینہ باب حرم المدینہ
 صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ
 مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
 المصنف لعبد الرزاق کتاب حرمة المدینہ حدیث ۱۴۱۴۵ المجلس العلی بیروت ۲۶۱ و ۲۶۰/۹
 قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۳ تا ۳۴۴
 المکتب الاسلامی بیروت ۳۰۹/۵
 قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۲/۲
 قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۵۱/۱
 قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۲/۱
 المکتب الاسلامی بیروت ۳۸۶/۲

ایسی جہری کی روایت یوں ہے ،

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شجرہا انت یعضد او یخبط ۔
 رواہ عن خبیث الہمدانی رضی اللہ عنہ ۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے پٹر کاٹنا یا ان کے پتے جھاڑنا حرام فرمایا ۔
 (اس کو خبیث بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ۔ ت)

حدیث ۱۳۹ ، صحیح مسلم شریف میں ہے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ،

اتقوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم ما بین لابی المدینۃ - ہوذا الطحاوی فی معانی الآثار ۔
 بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مدینہ طیبہ کو حرم بنا دیا (مسلم اور طحاوی نے معانی الآثار میں روایت کیا ۔ ت)

حدیث ۱۴۰ ، نیز صحیح مسلم و معانی الآثار میں عاصم بن حمزہ نے فرمایا ،

قلت لئن بن لہک احدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المدینۃ قال نعم الحدیث ۔ رواہ ابو جعفر فی شرح معانی الآثار ۔
 یعنی میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا ، کیا مدینہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم بنا دیا ؟ فرمایا ، ہاں ، اس کا پٹر نہ کاٹا جائے ۔
 اس کی گھاس نہ چھلی جائے ، جو ایسا کرے اس پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ۔ والیہذا باللہ تعالیٰ ۔
 الناس اجمعین ۛ

حدیث ۱۴۱ ، سنن ابی داؤد میں ہے سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ،

- ۱۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۰/۱
- ۲۔ شرح معانی الآثار کتاب الصيد باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۲/۲
- ۳۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۱/۱
- ۴۔ شرح معانی الآثار کتاب الصيد باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۳/۲
- ۵۔ صحیح مسلم کتاب الحج فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۴۱/۱

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
حرم هذا الحرم۔ اس حرم محترم کو حرم بنا دیا۔

حدیث ۱۴۲: شرح جلیل کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں کچھ جال لگا رہے تھے زید بن ثابت انصاری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے جال پھینک دئے اور فرمایا:

تعلوا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ تعلوا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم حرم صیدا۔ الامام ابو جعفر
(امام ابو جعفر نے شرح طحاوی میں اس کو
بیان کیا ہے۔ ت)

ابو بکر بن ابی شیبہ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ
حرم ما بین لابتہما۔ کے دونوں سنگلاخ کے باہین کو حرم کر دیا۔

حدیث ۱۴۳: ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وسلم حرم ما بین لابتی المدینۃ نے تمام مدینے کو حرم بنا دیا ہے کہ اس کے
ان یعضد شجرھا و یحبط۔ پیڑ نہ کاٹے جائیں نہ پتے جھاڑیں۔

حدیث ۱۴۴: ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف فرماتے ہیں میں نے ایک چڑیا پکڑی تھی اسے
لے ہوئے باہر گیا میرے والد ماجد حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شدت
سے میرا کان مل کر چڑیا کو چھوڑ دیا اور فرمایا:

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینے
وسلم صیدا ما بین لابتیہما۔ کا شکار حرام فرما دیا ہے۔

۱/۲۶۸ سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی تحريم المدینۃ آفتاب عالم پریس لاہور

۲/۳۴۲ شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۳/ شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۴/۳۴۲

حدیث ۱۴۵: مصعب بن جہام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

اننا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم البقیع و قال لا حلی الا للہ و رسولہ
 بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 بقیع کو حرم بنادیا اور فرمایا: چراگاہ کو کوئی اپنی
 حمایت میں نہیں لے سکتا سوا اللہ و رسول کے
 جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مروی الثلثة الامامہ الطحاوی (تینوں احادیث امام طحاوی نے روایت کیں۔)
 یہ سولہ حدیثیں ہیں، پہلی آٹھ میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ
 کو حرم کر دیا، اور پچھلی آٹھ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ حضور کے حرم کر دینے سے
 مدینہ طیبہ حرم ہو گیا حالانکہ یہ صفت خاص اللہ عز و جل کی ہے۔ پہلی آٹھ سے پانچ میں اپنے پدر کریم
 سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بھی یہی نسبت ارشاد ہوئی کہ مکہ معظمہ کی حرم محترم اشرف
 نے حرم کر دی انھوں نے امن والی بنادی حالانکہ خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 ان مکہ تحرمها اللہ تعالیٰ ولم یحرمها
 الناس۔ البخاری والنسائی
 کسی آدمی نے نہیں کیا۔ (بخاری اور ترمذی
 ابی شریح البخاری رضی اللہ تعالیٰ
 نے ابی شریح بن ہنادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا۔ ت)

یہ اسنادیں خاص ہمارے رسالے کی مقصود ہیں مگر یہاں جان دبا بیت پر ایک آفت
 اور سخت و شدید تر ہے، مدینہ طیبہ کے جنگل کا حرم ہونا نہ فقط انھیں سولہ بلکہ ان کے سوا اور
 بہت احادیث کثیرہ میں وارد ہے۔
 حدیث صحیحین: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں،

المدينة حرم من کذا الی کذا مدینہ یہاں سے یہاں تک حرم ہے اس کا

۱۷۵/۲ شرح معانی الآثار باب احوال الارض المیتة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
 ۲۳۷/۱ صحیح البخاری ابواب العمرة باب لا یعضد شجر الحرم قدیمی کتب خانہ کراچی
 ۲۱۶/۲ سنن الترمذی کتاب الحج حدیث ۸۰۹ دار الفکر بیروت

لا یقطع شجرها۔ ہما و احمد و الطحاوی واللفظ للجامع الصحیح۔
 پڑنے کا ناجائز ہے۔ امام بخاری اور مسلم اور احمد اور طحاوی نے روایت کیا اور لفظ جامع آج کے ہیں۔ ت)

حدیث صحیحین، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 المدینہ حرم الحدیث ہما و الطحاوی و ابن جریر واللفظ للمسلم۔
 مدینہ حرم ہے (بخاری و مسلم اور طحاوی اور ابن جریر نے روایت کیا اور لفظ مسلم کے ہیں۔ ت)

حدیث صحیحین، مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 المدینہ حرم ما بین غیر الیٰ کذا و لمسلم و الطحاوی ما بین غیر الیٰ ثور الحدیث نہاد احمد و ابوداؤد فی روایۃ لا یختل خلاھا ولا یتفرق صیدھا۔
 مدینہ کوہ غیر سے جبل ثور تک حرم ہے۔ احمد اور ابوداؤد نے ایک روایت میں یہ اضافہ کیا کہ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا شکار نہ بھڑکایا جائے۔

www.alahazratnetwork.org

۲۵۱/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	صحیح البخاری فضائل المدینہ باب حرمة المدینہ
۴۴۱/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ الخ
۲۳۱/۱۲	مؤسسۃ الرسالہ بیروت	کنز العمال بحوالہ حم وغیرہ حدیث ۳۴۸۰۴
۲۴۲/۳	المکتب الاسلامی	مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ
۴۴۲/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ الخ
۲۵۱/۱	"	صحیح البخاری فضائل مدینہ باب حرمة المدینہ
۴۴۲/۱	"	صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل مدینہ الخ
۲۴۸/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی تحریم المدینہ
۸۱/۱	المکتب الاسلامی بیروت	مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ
۳۴۱/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	شرح معانی الآثار کتاب الصيد باب صید المدینہ
۱۱۹/۱	المکتب الاسلامی بیروت	مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ عنہ
۲۴۸/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی تحریم المدینہ

حدیث صحیح مسلم: سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مبارک سے مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا،

انہا حرم امن، ہو واحد والظہاوی۔ بیشک یہ امن والی حرم ہے (مسلم، احمد، طحاوی اور ابو عوانہ نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱: امام احمد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لکل نجح حرم و حرمی المدینۃ ہے ہر نجی کے لئے ایک حرم ہوتی ہے اور میری حرم مدینہ ہے۔

حدیث ۲: عبدالرزاق حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے،

ان الشیعی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر گروہ حرم کی دافۃ اقبلت علی المدینۃ من العنۃ الحدیث سے ممنوع فرمادیا۔

حدیث ۳: امام طحاوی بطریق مالک عن یوسف بن عطاء بن یسار کہ لوگوں نے ایک روپاہ کو گھیر کر ایک گوشے میں کر دیا تھا، ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو دور کر دیا، امام مالک فرماتے ہیں اور مجھے اپنے یقین سے یہ یاد ہے کہ فرمایا،

انی حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصنع هذا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حرم میں ایسا کیا جاتا ہے؟

- ۱/ صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ القیدی کتب حنفیہ کراچی ۴۴۳/۱
- ۲/ مسند احمد بن حنبل عن سہل بن حنیف المكتبة الاسلامی بیروت ۴۸۶/۳
- ۳/ کنز العمال بحوالہ ابی عوانہ حدیث ۳۴۸۰۰ موسسة الرسالہ بیروت ۲۳۰/۱۲
- ۴/ شرح معانی الآثار کتاب الصيد باب صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۲/۲
- ۵/ مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المكتبة الاسلامی بیروت ۳۱۸/۱
- ۶/ المصنف لعبد الرزاق باب حرمة المدینۃ حدیث ۱۷۱۴۷ المجلس العلمی بیروت ۲۶۱/۹
- ۷/ شرح معانی الآثار کتاب الصيد صید المدینۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۴۲/۲

حدیث شریف مسند الفردوس میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

يُبْعَثُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هَذِهِ الْبَقِيعَةِ
وَمِنْ هَذَا الْحَرَمِ سَبْعِينَ أَلْفًا
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ يَشْفَعُ كُلُّ
وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا وَجْهًا
كَالْقَصْرِ لَيْلَةَ الْبَدَارِ

اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس یقیع اور اس حرم
سے ستر ہزار شخص ایسے اٹھائے گا کہ بحیاب
جنت میں جائیں گے اور ان میں ہر ایک ستر ہزار
کی شفاعت کرے گا ان کے چہرے چودھویں رات
کے چاند کی طرح ہوں گے۔

اور اگر وہ حدیثیں گنتی جائیں جن میں مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کو حرمین فرمایا تو عدد و کثیر ہیں، بالحدیث حدیثیں
اس باب میں حد تو اتنی ہیں، تو بالیقین ثابت کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے جنگل کا
بتا کبیر تمام و اہتمام تمام وہی ادب مقرر فرمادیا جو مکہ معظمہ کے جنگل کا ہے، بایں ہمہ طائفہ تائفہ و پایہ
کا امام بدر فرجام کمال دریدہ دہنی صاف صاف لکھ گیا،

”گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا یہ کام اللہ
نے اپنی عبادت کے لئے بتائے ہیں پھر کوئی کسی پر یہی غیر مجتہد و پری کے
مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے تو اس پر شرک ثابت ہے۔“

کیوں ہم نہ کہتے تھے کہ یہ ناپاک مذہب ملعون مشرب اسی لئے نکلا ہے کہ اللہ و رسول
سبک شرک کا حکم پہنچائے پھر اور کسی کی کیا گنتی۔ تفت ہزار تفت برزوں کے بدینی۔ اب دیکھنا ہے کہ اس
امام بے لگام کے مقلد کہ بڑے موحد بنے پھرتے ہیں اپنے امام کا ساتھ دیتے ہیں یا محمد رسول اللہ
پڑھنے کی کچھ لاج رکھتے ہیں۔ اللہ کی بے شمار درودیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور
ان کے ادب و اہل غلاموں پر۔

تنبیہ تبلیہ : مسلمانوں! صرف یہی نہ سمجھنا کہ اس گمراہ امام الطائفہ کے نزدیک حرم محترم حضور
پر نور مانک الائمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب ہی شرک ہے، نہیں نہیں بلکہ اس کے مذہب

العظیم - الحمد لله خامہ برق بار رضا بخمن سوزی تجریت میں سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے، والحمد لله رب العالمین۔

تذیل و تکمیل

اقول وبالله التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت)

احکام الہی دو قسم ہیں،

تکوینیہ مثل احوال و امات و قضائے حاجت و دفع مصیبت و عطائے دولت و رزق و نعمت و فتح و شکست و غیرہ عالم کے بند و بست۔

دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی استناد بھی شرک۔

قال الله تعالى اهدنا الصراط المستقيم صراطك الذي لا نولاه الا بك لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا اُن کے لئے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے اُن کے واسطے دین میں اور راہیں نکال دی ہیں جن کا خدا نے انہیں حکم نہ دیا۔

اور بروجہ عطا فی امور تکوین کی استناد بھی شرک نہیں۔ قال الله تعالیٰ:

قال صراطك المستقيم صراطك الذي لا نولاه الا بك لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين
قسم اُن مقبول بندوں کی جو کار و بار عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

مقدمہ رسالہ میں شاہ عبدالعزیز کی شہادت سن چکے کہ:

حضرت امیر و ذریۃ طاہرہ اور اتمام امت حضرت امیر (مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) اور ان کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد علیا سمجھتی ہے اور امور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے (ت)

مگر کچھ وہابی ان دو قسموں میں فرق کرتے ہیں اگر کہتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بات فرض کی یا فلاں کام حرام کر دیا تو شرک کا سودا نہیں اُچھلتا اور اگر کہتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی یا غنی کر دیا تو شرک سو جھتا ہے۔ یہ اُن کا نہ اتحکم ہی نہیں خود اپنے مذہب نامہ ذاب میں کچا پن ہے۔ جب ذاتی اور عطائی کا تفرقہ اٹھا دیا پھر احکام میں فرق کیسا، سب یکساں شرک ہونا لازم، آخر ان کا امام مطلق و عام کہہ گیا کہ،
 ”کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔“

نیز کہا،
 ”کسی کام کو روایا ناروا کر دینا اللہ ہی کی مشاں ہے۔“

صاف نرہ کہا،

”کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انھیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں تو جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہے۔“

www.alahazrat.net

اور آگے اس کا قول،

”سوال اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے۔“

اس میں وہ رسول کو حاکم نہیں مانتا صرف مخبر و پیغام رساں مانتا ہے اور اس سے پہلے حصہ کے ساتھ تصریح کر چکا ہے کہ،

”پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ بڑے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سناد دیوے۔“

نیز کہا کہ،

۲۰	مطبوع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص	الفصل الثالث	۱۵ تقویۃ الایمان
۲۸	” ” ” ” ” ”	الفصل الرابع	۱۶ ”
”	” ” ” ” ” ”	”	۱۷ ”
۱۷	” ” ” ” ” ”	الفصل الثانی	۱۸ ”

بیشک وہ لوگ جنہیں موت دی فرشتوں نے۔
 ایت ۲، جاؤ تمہم رسول اللہ ﷺ سے کہہ دو کہ ان کے پاس آئے انہیں
 موت دینے کو۔

عہ مثلاً یہی احکام تشریعیہ کی آیات بکثرت ہیں جن سے دوسری یہاں مذکور، یونہی اس مضمون میں کہ
 خلائی حکومت فرشتے دیتے ہیں، صرف وہ آیتیں اوپر گزریں، قرآن پاک میں پانچ آیتیں اس مضمون کی
 اور ہیں، ہم ان پانچ کو یہاں ذکر کر دیں کہ اول پانچ آیتیں کتب سابقہ سے مذکور ہوئی ہیں ان کے سبب
 پیمائش پوری صرف قرآن عظیم سے ہو جائیں گی۔

آیت ۳، ولوتوی اذیتوفی الذین
 کفر والملتکۃ
 آیت ۴، ان الذین یؤفون علی
 انفسہم
 آیت ۵، وکذلک یجزی اللہ المتقین
 الذین اتوفیہم الملئکۃ طیبین۔

جعلنا اللہ منہم بفضل رحمتہ امین (اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و رحمت سے انہیں سے کوڑا نہیں دے گا۔)

۹۴/۴	۱۰ القرآن الکریم	۲۲۷/۲۶	۱۰ القرآن الکریم
۵۰/۸	۱۱	۳۴/۷	۱۱
۳۲ و ۳۱/۱۶	۱۲	۲۸ و ۲۷/۱۶	۱۲

کریں کہ پھر احکام تشریعیہ کا بیان آیات و احادیث سے مسلسل رہے و باللہ التوفیق۔

آیت ۴۶: ان کل نفس لہما
علیہا حافظ لہ
یعنی ملائکہ ہر شخص کے حافظ و نگہبان رہتے ہیں۔

آیت ۴۷: الذین یظلمون
لنخرج الناس من الظلمات الی النور
یاذن سربہم الی صراط العزیز الحید۔
یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف تیار کی تاکہ تم اسے نہی!
لوگوں کو اندھیریوں سے نکال کر روشنی کی طرف
اُن کے رب کی پروانگی سے غالب سہرا ہے گئے
کی راہ کی طرف۔

آیت ۴۸: ولقد ارسلنا موسیٰ بالآیۃ
ان اخرج قومک من الظلمات الی
النور
اور بیشک بالیقین ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے
ساتھ بھیجا کہ اے موسیٰ! تو نکال لے اپنی قوم
کو اندھیریوں سے روشنی کی طرف۔

اقول اندھیریاں کفر و ضلالت ہیں اور روشنی ایمان و ہدایت جسے غالب سہرا ہے گئے کی
راہ فرمایا۔ اور ایمان و کفر میں واسطہ نہیں ایک سے نکالنا دوسرے میں داخل کرنا ہے۔ تو آیات کثیرہ
صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفر سے نکالا اور ایمان کی روشنی
دے دی اس امت کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر سے چھڑاتے ایمان عطا فرماتے ہیں، اگر
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ کام نہ ہوتا انھیں اس کی طاقت نہ ہوتی تو رب عزوجل کا انھیں یہ حکم
فرماتا کہ کفر سے نکال کر لہذا اللہ تکلیف مالا یطاق تھا۔

الحمد للہ! قرآن عظیم نے کیسی تکذیب فرمائی امام وہابیہ کے اس حصر کی کہ:

”پیغمبر خدا نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی، میری قدرت کا حصول
تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکو؟
غرض کہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں فقط پیغمبری کا مجھ کو دعویٰ ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے“

۱۰۰ العتہ آن الکریم ۴/۸۶

۱۰۱ ” ۱/۱۴

۱۰۲ ” ۵/۱۴

کہ بڑے کام پر ڈرا دیوے اور بچلے کام پر خوشخبری سُنا دیوے دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں اختیار میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو کہ مرادیں پوری کر دیوں یا فتح و شکست دے دیوں یا غنی کر دیوں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیوں ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار اہل طمعاً۔

مسلمانو! اس گمراہ کے ان الفاظ کو دیکھو اور ان آیتوں اور حدیثوں سے کہ اب تک گزریں ملاؤ دیکھو یہ کس قدر شدت سے خدا اور رسول کو جھٹلایا ہے، خیر اُسے اس کی عاقبت کے حوالے کیجئے، شکر اُس اکرم الاکر میں کا بجالائیے جس نے ہمیں ایسے کریم اکرم دائم اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلویا ان کے کرم سے امید قائم ہے کہ بعونہ تعالیٰ محفوظ بھی رہے۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

ہاں یہ ضرور ہے کہ عطائے ذاتی خاصہ خدا ہے اُنک لا تہدیٰ من اجبت (بیشک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو۔ ت) وغیرہا میں اسی کا تذکرہ ہے کچھ ایمان کے ساتھ خاص نہیں پیسہ کوڑی بھی بے عطائے خدا کوئی بھی اپنی ذات سے نہیں دے سکتا۔ صر

تا خدا نذہد سلیمان کے وہ

(جب تک خدا نہ دے سلیمان کیسے دے سکتا ہے۔ ت)

یہی فرق ہے جسے تم کر کے تم ہر جگہ بکے اور افسوس منوں بعض الکتاب و تکفرون بعض (اور خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ ت) میں داخل ہوتے۔
نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَاقِبَةَ وَتَمَامَ الْعَاقِبَةِ و ہم اللہ تعالیٰ سے کامل دائمی عاقبت کا سوال کرتے
دوام العاقبہ والحمد لله رب العالمین ہیں، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ (ت)

۱۔ تفسیر ایمان
۲۔ حدائق بخشش
۳۔ القرآن الکریم
۴۔ فصل الثانی فی رد الاشرک فی العلم مطبع علمی اندرون لاہوری دروازہ لاہور
وصل اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۲
۵۶/۲۸
۸۵/۲

آیت ۴۹ : قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَلَا يَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يَحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ

کڑوان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ اور نہ پچھلے
دن پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام
کر دیا ہے اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے۔

آیت ۵۰ : مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ
إِذَا قُتِلَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا أَنْ يَكُونَ
لَهُمْ الْخِيفَةُ مِنَ الْغَضَبِ مِنْ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ فَقَدْ ضَلَّ لَاقِبَيْنَا

نہیں پہنچا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت
کو کہ جب حکم کریں اللہ و رسول کسی بات کا کہ
انہیں کچھ اختیار ہے اپنی جانوں کا اور جو حکم
نہ مانے اللہ و رسول کا وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

یہاں سے اکثر مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبل طلوع
آفتاب اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور متبہتی بنایا تھا، حضرت
زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت
عبد المطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے نکاح کا پیغام دیا اولیٰ تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے
ہیں، جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ
یا رسول اللہ! میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی، اور ان
کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا، اسی پر یہ آیہ کریمہ اتری
اسے سن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عز و جل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نہی
راضی ہو جائے خصوصاً جبکہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصاً جبکہ عورت کی شرافت خاندان کو اکبر ثریا سے
بھی بلند و بالاتر ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر
رب العزۃ جل جلالہ نے بعینہ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض اللہ کے ترک پر فرمائے جاتے

سہ القرآن الکریم ۲۹/۹

سہ ۳۶/۳۳

سہ الجامع لاحکام القرآن (امام قرطبی) تحت الآیۃ ۳۶/۳۳ دار الکتاب العربی بیروت ۱۶۵/۱۶۵
الدر المنثور تحت الآیۃ ۳۶/۳۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۳۶/۵۳۶

اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فریضے سے فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا، ولہذا اللہ دین خدا و رسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے اقویٰ ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے۔ اور ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے مستثنیٰ فرمادیں، امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شمرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضو میں حضرت سیدتی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں :

یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عز و جل کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے، تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرض میں فرق و تمیز کر دیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا جبکہ اللہ عز و جل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کر دیں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔

كان الامام ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من اکثر الائمة ادباً مع اللہ تعالیٰ ولذلك لم يجعل النية فرضاً وسمى الوتر واجباً لكونه مما ثبت بالسنۃ لا بالكتاب فقط بذال تمیز ما فرضہ اللہ تعالیٰ و تمیز ما اوجبه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فان ما فرضہ اللہ تعالیٰ اشد ما فرضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ذات نفسه حیث خیرہ اللہ تعالیٰ ان یوجب ما شاء او لا یوجب لہ

اس میں بارگاہ وحی و تضرع احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا :

كان الحق تعالى جعل له صلى الله تعالى
عليه وسلم ان يشرع من قبل نفسه
ما شاء كما في حديث تحريم شجر مكة
فان عمه العباس رضي الله تعالى
عنه لما قال له يا رسول الله
الا اذخر فقال صلى الله تعالى
عليه وسلم الا اذخر ولو ان
الله تعالى لم يجعل له ان
يشرع من قبل نفسه لم يتجدا
صلى الله تعالى عليه و
سليم استثنى شيئا مما
حرمه الله تعالى

یعنی حضرت عروت جل جلالہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو
حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح
حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں
ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ
کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ
کیا وہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا،
اچھا نکال دی اس کا کاٹنا جائز کر دیا۔ اگر
اللہ سبحانہ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی
طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو
حضور ہرگز عورات نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے
حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔

اقول یہ مضمون متعدد احادیث صحیحہ میں ہے:

حدیث ۱: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیحین میں،

فقال العباس رضي الله تعالى عنه
الا اذخر لصاغتنا و قبورنا
فقال الا اذخر
یعنی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی،
یا رسول اللہ! مگر اذخر کہ وہ ہمارے سارے
اور قبروں کے کام آتی ہے۔ منسلک: مگر
اذخر۔

حدیث ۲: ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نیز صحیحین میں،

قال رجل من قريش الا اذخر
ایک مرد قریش نے عرض کی، مگر اذخر

۶۰/۱ لہ میزان الشریعہ الکبریٰ فصل فی بیان جملہ من الامثلة المحسنة الم دار الکتب العلمیہ بیروت
۲۴۴/۱ صحیح البخاری کتاب العمرة باب لا یفر صید الحرم قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۳۹ و ۲۴۲/۱ صحیح مسلم کتاب الحج باب تحريم مكة الم

یا رسول اللہ فاتا نجعلہ فی بیوتنا و
قبورنا۔ فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم الا الاذخر الا الاذخر

یا رسول اللہ کہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں
میں صرف کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا، مگر اذخر مگر اذخر۔

حدیث ۲۸: صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
فقال العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا
الاذخر فانتہ للبیوت والقبور فقال
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الا الاذخر

حدیث ۲۸: صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
فقال العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا
الاذخر فانتہ للبیوت والقبور فقال
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مگر اذخر۔

نیز میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں لکیں، ایک وہ جس پر وحی وارد ہوتی،
الثانی ما اباح الحق تعالیٰ لنبیہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انت
یسندہ علی ما یہ ہوکتہ حریم لبس
الحریر علی الرجال وقولہ فی
حدیث تحریم مکة الا لا ذخر ولسو
لا انت اللہ تعالیٰ کانت یحترم
جميع نيات الحرام لم یستثن
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الاذخر ونحو حدیث لو لا انت
اشق علی امتی لا خسر
العشاء فی غلث الیل ونحو حدیث
لو قلت نعم لو جبت ولسم
تستطیعوا فی جواب من

یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب
عز وجل نے ماذون فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے
جو راہ چاہیں قائم فرمادیں، مردوں پر ریشم کا
پہنا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی
حرمت مکہ سے گیاہ اذخر کو استثناء فرمادیا۔
اگر اللہ عز وجل نے مکہ معظمہ کی ہر جہاں بونی کو
حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنیٰ فرمانے
کی کیا حاجت ہوتی۔ اور اسی قبیل سے ہے حضور
کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ
نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا۔
اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور نے فرض
حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی، یا رسول اللہ!

قال له في فريضة الحج أكل عاصي
يا رسول الله قال لا ولو قلت نعم لوجبت
وقد كان صلى الله تعالى عليه وسلم
يغف على أمته وينهاهم عن كثرة
السؤال ويقول انكوف ما تركتم آه
باختصار۔

کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا، نہ، اور اگر میں
ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر
تم سے نہ ہو سکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضور اپنی
امت پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ
پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے مجھے چھوٹے رہو
جب تک میں تمہیں چھوڑوں۔

اقول یہ مضمون بھی کہ میں نمازِ عشا کو موخر فرمادیتا "متعدد احادیث صحیحہ میں ہے۔
حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما معجم کبیر طبرانی میں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا:

لولا ضعف الضعيف وسقم السقيم
لاخرت صلاة العتمة

اگر ضعیف کے ضعف اور مریض کے مرض کا پاس
نہ ہوتا تو میں نمازِ عشا کو پیچھے ہٹا دیتا۔

حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند احمد و سنن ابی داؤد و ابن ماجہ وغیرہ میں یوں ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لولا ضعف الضعيف وسقم السقيم
وحاجة ذي الحاجة لأخرت هذه
الصلاة الى شطر الليل

اگر کمزور کی ناتوانی اور بیمار کے مرض اور کامی
کے کام کا خیالی نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی
رات تک موخر فرمادیتا۔

وسواہ ابن ابی حاتم بلفظ لولا
ان يشغل عن اعتم لأخرت
صلاة العشاء الى ثلث الليل

ابن ابی حاتم نے ان الفاظ کے ساتھ روایت
کیا، اگر میں اپنی امت پر بوجھ محسوس نہ کرتا
تو میں عشا کو تہائی رات تک ہٹا دیتا (ت)

۱۔ میزان الشریعہ الکبریٰ فصل شریف فی بیان الذم من الامتة الخ دار الکتب العلمیہ بیروت ۶/۱
۲۔ المعجم الکبیر عن عباس حدیث ۱۲۱۶۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۳۰۹
۳۔ سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب وقت العشاء آفتاب عالم پریس لاہور ۶۱/۱

سنن ابن ماجہ " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۰
مسند احمد بن حنبل عن ابی سعید الخدری المکتب الاسلامی بیروت ۴/۵

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ،
 لو قلت نعم لوجبت ثم اذا لاتسمعون ولا تطيعون ۔ رواہ احمد والدارمی والنسائی ۔
 میں ہاں فرمادوں تو فرض ہو جائے پھر تم نہ سنو
 نہ بجا لاؤ۔ (اس کو احمد ، دارمی اور نسائی نے روایت کیا۔ ت)

حدیث انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ،
 لو قلت نعم لوجبت ولو وجبت لم تقوموا بہا ولولم تقوموا بہا عند ربکم ۔ رواہ ابن ماجہ ۔
 اگر میں ہاں فرمادوں تو واجب ہو جائے اور اگر
 واجب ہو جائے تو بجا نہ لاؤ اور اگر بجا نہ لاؤ تو
 عذاب کے جاؤ۔ (اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ت)

اور ضمون اخیر کہ ”مجھے چھوڑے رہو“ یہ بھی صحیح مسلم و سنن نسائی میں اُسی حدیث ابن ہریرہ کے
 ساتھ ہے کہ فرمایا ،

لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم ۔ اگر میں فرماتا ہاں تو ہر سال واجب ہو جاتا
 اور بیشک تم نہ کر سکتے ۔

پھر فرمایا ،
 ذرونی ما ترککم فانما هلك من کانت قبلکم بکثرة سؤلہم واختلافہم علی انبیائہم فاذا امرتکم بشئ فأتوا منه ما استطعتم واذا نہیتمکم
 مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں
 کہ اگلی امتیں اسی کثرت سوال اور اپنے انبیاء
 کے خلاف مراد چلنے سے ہلاک ہوئیں تو جب میں
 تمہیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنی ہو سکے

۱۔ سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۶۱/۱

سنن الدارمی ~ ~ ~ باب کیف وجوب الحج دارالحیاسن للطباعة القاہرۃ ۳۶۱

مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۲۵۵/۱

۲۔ سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب فرض الحج ایچ ایم سید کمپنی کراچی ص ۲۱۳

عن شیء فداؤہ۔ مردادہ اجتہاد مجاہدۃ بجالاؤ اور جب بات سے منع فرماؤں تو اسے مفرداً۔ (اس کو تنہا ابن ماجہ نے ہی روایت

کیا۔ ت)

یعنی جس بات میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں اُسے کھو دکھو نہ پوچھو کہ پھر واجب حرام کا حکم فرماؤں تو تم پر تنگی ہو جائے۔

یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح و بلا حرج ہے۔ وہابی اسی اصل اصل سے جاہل ہو کر ہر جگہ پوچھتے ہیں خدا و رسول نے اس کا کہاں حکم دیا ہے۔ ان احمقوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے کہ خدا و رسول نے کہاں منع کیا ہے۔ جب حکم نہ دیا نہ منع کیا تو جواز رہا، تم جو ایسے کاموں کو منع کرتے ہو اللہ و رسول پر افراتہ کرتے بلکہ خود شارع بنتے ہو کہ شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع کیا نہیں اور تم منع کر رہے ہو۔ مجلس میلاد مبارک و قیام و فاتحہ و سوم و غیر ہا مسائل بدعت و ہابیہ سب اسی اصل سے طے ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت حجۃ الخلف لبقیۃ السلف خاتمۃ المحققین سیدنا والوالد قدس سرہ والماجد نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مباحی الفساد میں اس کا بیان اسی درجہ کا روشن فرمایا ہے، فتور اللہ منزله و اکرم عندنا نزله آمین۔

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں،

من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص ہیں۔
انہ کان یخص من شاء بما شاء سے ہے کہ حضور شریعت کے عام احکام سے من الاحکام ہے جسے چاہتے مشتے فرما دیتے۔

علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا، من الاحکام وغیرہا کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرمادیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

- | | |
|-------|--|
| ۱/۴۳۲ | صحیح مسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرة فی العمر قیدی کتب خانہ کراچی |
| ۱/۲ | سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب وجوب الحج نور محمد کارخانہ کراچی |
| ۲ | سنن ابن ماجہ باب اتباع سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی |
| ۱/۶۸۹ | المواہب اللدنیۃ المقصد الرابع الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت |
| ۵/۳۲۲ | شرح الارقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الرابع دار المعرفۃ بیروت |

امام جلیل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے مختصائص کبریٰ شریف میں ایک باب وضع فرمایا ،

باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باب اس بیان کا کہ خاص نبی صلی اللہ تعالیٰ
باتہ یخص من شاء بہا شاء من علیہ وسلم ہی کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے
الاحکام یہ چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں ۔

امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ واقعے ذکر کئے اور امام سیوطی نے دس ، پانچ وہ
اور پانچ اور ۔ فقیر نے ان زیادات سے تین واقعے ترک کر دیئے اور پندرہ اور بڑھائے ، اور ان کی
احادیث بتوفیق اللہ تعالیٰ جمع کیں کہ جملہ باتیں واقعے ہوئے واللہ الحمد ان کی تفصیل اور
ہر واقعے پر حدیث سے دلیل سنئے ،

حدیث صحیحین میں برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان کے ماموں ابو بردہ بن نیار رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی تھی جب معلوم ہوا یہ کافی نہیں عرض کی ، یا رسول اللہ !
وہ تو میں کہ چکا اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے ۔
فرمایا ،

اجعلہا مکانہا ولن تجزئ عن احد اس کی جگہ اسے کہ دو اور ہرگز اتنی عمر کی
بعد لے لے بکری تمہارے بعد دوسروں کی فترہ بانی میں
کافی نہ ہوگی ۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے ،
خصوصیۃ لہ لا تكون لغيرہ اذکانت لہ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان خصوصیت ابو بردہ کو بخشی جس میں دوسرے
یخص من شاء بہا شاء من کا حصہ نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
الاحکام یہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں
خاص فرمادیں ۔

۱۔ المختصائص کبریٰ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم باتہ یخص من شاء ہو مرکز اہل سنت گجرات ۲/۲۶۲
۲۔ صحیح البخاری کتاب العیدین باب الخطبۃ بعد العید قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۳۲
۳۔ صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب وقتہا " " " ۲/۱۵۳
۴۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب العیدین حدیث ۹۶۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۶۵۴

نیز حدیث صحیحین میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قربانی کے لئے جانور عطا فرمائے ان کے حصے میں ششماہر بکری آئی حضور سے حال عرض کیا۔ فرمایا، ضعیف بھٹا تم اُسی کی قربانی کر دو۔
ششماہر بکری میں بسند صحیح اتنا اور زائد ہے :

ولا مخصصة فيها لاحد بعدكؐ تمہارے بعد اور کسی کے لئے اس میں رخصت نہیں۔

شیخ محقق اشعة اللغات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں :
احکام مغض بود بوسے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قول صحیح کے مطابق احکام حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر قول صحیح ہے
حدیث صحیح مسلم میں ام عتیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب بیعت زمان کی آیت اُتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لا یعصینک فی معرود ، اور مردے پر بین کر کے دوٹا پیٹنا بھی گناہ تھا میں نے عرض کی ،

یا رسول اللہ ! فلاں گھر والوں کو استثناء فرما دیجئے کہ انھوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر فوجہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر فوجہ میں اُن کا ساتھ دینا ضرور ہے۔
www.alahazratnetwork.org

فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِلَّا اَلْاَلْ فَلَانِ فَاَنْهَمَ
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منہ مایا اچھا وہ مستثنیٰ کر دئے۔

۱ صحیح البخاری کتاب الاضاحی باب قسمة الاضاحی بین الناس قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۳۲/۲
صحیح مسلم باب سن الاضحية

۲ السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الضحایا باب لا یجزي الجذع الو دار صادر بیروت ۲۴۰/۹
کنز العمال حدیث ۱۲۲۵۲ مرسلة الرسالة ۱۰۵/۵

۳ اشعة اللغات شرح مشکوٰۃ باب الاضحية الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۶۰۹/۱
۴ صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی نہی النساء عن النیاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۰۴/۱

اِذْهَبِي فَاَسْعِدِيْهِنَّ۔ جہان کا ساتھ دے۔ آ۔
یہ گئیں اور وہاں فوج کر کے پھر واپس آکر بیعت کی۔

ترمذی کی روایت میں ہے :

فَاَذِنَ لَهَا سَيِّدَةُ عَالَمٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انھیں فوج کی اجازت دے دی۔
مسند احمد میں ہے ، فرمایا ،

اِذْهَبِيْ فَكَافِيْهِنَّ جَاوَانُ کَا بَدَلِ اَمَارِ آؤ۔

امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں یہ حضور نے خاص رخصت ام عطیہ کو
دے دی تھی خاص آلِ فلان کے بارے میں وَلِلشَّامِخِ اِنْ يَخْصُ مِنَ الْعَصْمِ مَا شَاءَ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہے خاص فرمادیں۔

یہی مضمون حدیث ابن مردویہ میں عبد اللہ ابن عباس سے خولہ بنت عکیم رضی اللہ عنہما سے ہے۔
انہا قالت یا رسول اللہ کان الہی اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ
واخی ما تاف الجاہلیۃ وانت جاہلیت میں میرا باپ اور بھائی فوت ہوئے تو
فلانة استعانتی وقد مات اخوها فلان عورت سے میرا ساتھ دیا تھا اور اب اس کا
الحديث

حدیث ترمذی میں اسما بنت یزید الصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے انھوں نے بھی
ایک فوج کا بدلہ اتارنے کی اجازت مانگی حضور نے انکار فرمایا ،
قالت فراجعتہ ہوا اس فا ذن لہ میں نے کئی بار حضور سے عرض کی ، آہستہ
ثم لم اذہ بعد ذلک۔ حضور نے اجازت دے دی۔ پھر میں نے کہیں
نوحہ نہ کیا۔

- ۱۔ سنن النسائی کتاب البیعة باب بیعة النساء نور محمد کارخانہ کراچی ۱۸۳/۲
۲۔ سنن الترمذی کتاب التفسیر تحت الآیۃ ۱۲/۶۰ حدیث ۳۳۱۸ دار الفکر بیروت ۲۰۲/۵
۳۔ مسند احمد بن حنبل ۴/۳۰۷ و ۳۰۸ و الدر المنثور تحت الآیۃ ۱۲/۶۰ ۱۳۳/۸
۴۔ شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الجنائز فصل فی منی النساء عن النیاحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۰۵/۱
۵۔ سنن الترمذی کتاب التفسیر سورة الممتحنة حدیث ۳۳۱۸ دار الفکر بیروت ۲۰۲/۵

حدیث^{۱۲} احمد طبرانی میں مصعب بن نوح سے ہے ایک بڑی بی بی نے وقت بیعت نوحے کا بدلہ اتارنے کا اذن چاہا، فرمایا:

إِذْ هَبِي فَمَا فِيهِمْ جَاوِ عَوْضِ كَرَّؤُ-

أَقُولُ فظاهرات كل من خصه

تختص بصاحبتها لا شركة فيها لغيرها

فلا يتكربها ذكرنا على قول النووي

أن هذا محمول على الترخيص

لأم عطية في آل فلان خاصة

وبشله يندفع ما استشكلوا من

التعارض في حديثي التضيعة

لابن بريدة وعقبة لاسيما مع

زيادة البيهقي المذكورة فانه

حكم لا خبر ولا شك أن الشارع

إذا خص بابريدة كان كل من سواه

داخل في عموم عدم الاجزاء

وكذا حين خص عقبة فصدق

في كل مرة لت تجزى

أحدًا بعدك فافهم فقد خفي

على كثير من الاعلام-

میں کہتا ہوں ظاہر ہے کہ ہر رخصت صاحب

رخصت کے ساتھ مختص ہوتی ہے۔ اس میں کسی

غیر کی شرکت نہیں ہوتی۔ چنانچہ جو ہم نے ذکر کیا

اس کی وجہ سے امام نووی کے قول کا انکار نہیں

ہوتا کہ بیشک یہ بطور خاص آل فلان کے بارے

میں ام عطیہ کو رخصت دینے پر محمول ہے۔ اور اسکی

مثل سے قربائی کے بارے میں ابو بردہ اور عقبہ کی

حدیثوں میں واقع تعارض کا اشکال بھی مندرج ہو چکا

ہے خصوصاً اس زیادتی کے ساتھ جو بیہقی میں مذکور

ہے کہ بیشک یہ حکم ہے خبر نہیں ہے اور اس میں

شک نہیں کہ شمار مع علیہ السلام نے جب ابو بردہ

کو مختص فرمایا تو ان کے ماسوا ہر ایک عدم اجزاء

کے عموم میں داخل ہو گیا۔ اسی طرح جب

عقبہ کو خاص فرما دیا تو ہر مرتبہ یہ بات صادق

آئی کہ تیرے بعد ہرگز یہ کسی کے لئے کفایت نہیں

کرے گا، تو سمجھ لے، تحقیق بہت سے علماء

پر یہ بات مخفی رہی۔ (ت)

حدیث^{۱۳} طلقات ابن سعد میں اسما بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب ان کے

عہ محفل ہے کہ یہ بی بی ام عطیہ ہوں لہذا واقعہ جداگانہ شمار ہوا ۱۲ھ۔

شہرِ اول جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا :

تسليدي ثلثا ثم اصنع تین دن سنگار سے انگ رہو پھر چوچا ہو
ما شئت لہ

یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کو اس حکم عام سے استثناء فرما دیا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔

حدیث ابن انسؓ میں ابوالنعمان ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک شخص نے ایک عورت کو پیام نکاح دیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر دو - عرض کی، میرے پاس کچھ نہیں۔
نہ فرمایا :

اما تحسن سورة من القرآن کیا تجھے قرآن عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی، وہ
فاصدقها السورة ولا يكون لاحيد سورة سکھانا ہی اس کا ہر کر، اور تیرے بعد
بعداك مهرأله رواه سعيد بن یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔ (اس کو سعید بن
منصور مختصراً۔ www.abulhasanalinadwi.org منقول ہے مختصراً وایت کیا۔ ت)

حدیث ابی داؤد و نسائی و طحاوی و ابن ماجہ و خزیمہ میں علم عمارہ بن قزیمہ بن ثابت
النصارى اور حدیث مصنف ابن ابی شیبہ و تاریخ بخاری و مسند ابی یعلیٰ و صحیح ابن خضیرہ و
معجم کبیر طبرانی میں حضرت خزیمہ اور حدیث حارث بن اسامہ بن نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا وہ بیچ کر مکر گیا اور
گواہ مانگا، جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکا کہ خرابی چوتیرے لئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گو اہی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے
میں خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے گفتگو سن کر بولے، انا اشہد انک
قد بايعته میں گو اہی دیتا ہوں کہ تو نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا ہے۔

۱۰ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر جعفر بن ابی طالب دار صادر بیروت ۴/۴۱
کنز العمال حدیث ۲۰۸۲۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۹/۲۵۰
۱۱ الاصابۃ فی تمییز الصحابة ترجمہ ۱۰۶ ابوالنعمان الازدی دار الفکر ۶/۲۶۴

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تم موجود تو ہوتے ہی نہیں تم نے گواہی کیسے دی ؟
عرض کی ،

بِتصديقك يا رسول الله (وفى الشاف)
 صدقتك بما جئت به وعلمت انك
 لا تقول الا حقا (وفى الثالث) انا صدقتك
 على خير السماء والارض الا اصدقتك
 على الاعرابي ۔

اس کے انعام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کی گواہی دہر دہر کی
شہادت کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا :
من شهد له خزيمة او شهيدا عليه
 فحسبه ۔ گئے
خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں
ایک انہیں کی شہادت بس ہے ۔

ان احادیث سے ثابت کہ حضور نے قرآن عظیم کے حکم عام و اشہد وا ذوی عدل
منکم (اور اپنے میں دو شہد کو گواہ کر لیا) سے خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔
حدیث صحیح ستہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں

- ۱۔ سنن ابی داؤد کتاب القضاہ باب اذا علم الحاكم صدق الا آفتاب عالم پریس لاہور ۱۵۲/۲
شرح معانی الآثار کتاب القضاہ والشہادت حدیث کفایۃ شہادۃ خزیمہ ایچ ایم سعید پبلی کراچی ۳۱۰/۲
۲۔ کنز العمال بحوالہ حدیث ۳۷۰-۳۸۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۷۹/۱۳
المعجم الکبیر ۳۷۰-۳۸۰ المكتبة الفیصلیۃ بیروت ۸۷/۴
اسد الغابۃ ترجمہ ۱۴۴۹ خزیمہ ترین ثابت دار الفکر بیروت ۶۹۷/۱
۳۔ کنز العمال حدیث ۳۷۰-۳۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۸۰/۱۳
۴۔ المعجم الکبیر عن خزیمہ حدیث ۳۷۰-۳۸۰ المكتبة الفیصلیۃ بیروت ۸۷/۴
کنز العمال بحوالہ مسند ابی یعلیٰ وغیرہ حدیث ۳۷۰-۳۸۰ مؤسسۃ الرسالہ ۳۸۰/۱۳
التاریخ الکبیر حدیث ۲۳۸ دار الباز للنفوس والتوزیع مکہ المکرمۃ ۸۷/۱
۵۔ القرآن الکریم ۲/۶۵

حاضر ہو کر عرض کی : یا رسول اللہ ! میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا : کیا ہے ؟ عرض کی : میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی۔ فرمایا : غلام آزاد کر سکتا ہے ؟ عرض کی : نہ۔ فرمایا : لنگا تار دو بیٹے کے روتے رکھ سکتا ہے ؟ عرض کی : نہ۔ فرمایا : ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے ؟ عرض کی : نہ۔ اتنے میں خوش خدمت اقدس میں لائے گئے حضور نے فرمایا : انھیں خیرات کر دے۔ عرض کی : کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر ؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔

فَضَحَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ فَوَاجِذُهُ وَقَالَ
اَذْهَبْ فَأُطْعِمَهُ أَهْلَكَ بَلْه
رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے
یہاں تک کہ دندانِ مبارک ظاہر ہوئے اور
فرمایا : جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی سنا ہو گا سوادِ من و من و من و من سے عطا ہوتے
ہیں کہ آپ کھارو، کفارہ ہو گیا۔ واللہ ! یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ رحمت
سے کہ سزا کو انعام سے بدل دے، ہاں ہاں یہ بارگاہِ بکس پناہ فَاُولَئِكَ يَبْدِلُ
اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ (قرآنیوں کی برائیوں کو اللہ جہاد کیوں کے بدل دے گا۔ ت) کی

صحیح البخاری کتاب الصوم باب اذا جامع فی رمضان فی قدیمی کتب خاند کرچی ۲۵۹/۱
صحیح البخاری کتاب البیہ باب اذا وجب صیۃ النہی ۳۵۴/۱
صحیح مسلم کتاب الصیام باب تغلیظ تحريم الجماع فی نہار النہی ۳۵۴/۱
سنن الترمذی کتاب الصوم باب ما جاز فی کفارة الفطرۃ حدیث ۷۲۲ ۱۷۵/۲
سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب کفارة من اتی اھله فی رمضان آفتاب عالم پریس ۳۲۵/۱
سنن ابن ماجہ ابواب ما جاز فی الصیام باب ما جاز فی کفارة من افطر فی ایامہ سیدہ کنجی کرچی ص ۱۲۱
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۸۱ و ۲۸۱/۲
مسند الدارمی کتاب الصیام باب الذی یقع علی امرأۃ فی شہر رمضان دار الفکر سنن للطباعة قاہرہ ۳۳۴/۱
سنن الدارقطنی باب القبلة للصائم حدیث ۲۲۱/۲ دار المعرفۃ بیروت ۳۱۰ و ۳۰۹/۲
حدیث ۲۳۶/۲ تا ۲۳۶/۲ ۲۴/۲ ۳۶/۲ تا ۳۶/۲
السنن الکبری باب کفارة من اتی اھله فی نہار رمضان دار صادر بیروت ۲۲۲ و ۲۲۱/۲
لہ القرآن الکریم ۲۵/۲

خلافتِ کبریٰ ہے، اُن کی ایک نگاہِ کرم کیا ترکِ حُسنات کر دیتی ہے جب تو ارحم الراحمین جل جلالہ نے گناہگاروں، خطا داروں، تباہ کاروں کو اُن کا دروازہ بتایا کہ :
 وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ الْآيَةَ
 گناہگار تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی
 چاہیں اور تو شفاعت فرمائے تو خدا کو تو بہ قبول
 کرنے والا مہربان پائیں۔

والحمد لله رب العالمین
 یہی مضمون حدیثِ مسلم میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حدیثِ مسند بزار
 و معجم اوسط طبرانی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔
 حدیثِ دارقطنی میں مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے، ارشاد فرمایا :
 كُلُّهُ أَنْتَ وَعِيَالُكَ فَقَدْ كَفَرَ اللَّهُ
 تو اور تیرے اہل و عیال یہ خُرمے کھالیں کہ اللہ تعالیٰ
 عنک یگہ
 ہر ایر میں ہے، فرمایا :

كُلُّهُ أَنْتَ وَعِيَالُكَ تَجْزِيكَ وَلَا تَجْزِي
 اِحْدَا بَعْدَ الْآخِ
 کفایت کرے گا اور تیرے بعد اور کسی کو کافی
 نہ ہوگا۔

سنن ابی داؤد میں امام شہاب زہری تابعی سے ہے،
 اِنَّمَا كَانَ هَذَا مِنْ خُصَّةٍ لَهُ خَاصَّةً وَ
 لَوَ انَّ مِنْ جَلَا فَعَلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ لَمْ يَكُنْ
 لَهُ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيرِ
 یہ خاص اُسی شخص کے لئے رخصت تھی آج کوئی
 ایسا کرے تو کفارہ سے چارہ نہیں۔

سہ القرآن الکریم ۶۴/۴

سہ صحیح مسلم کتاب الصیام باب تغلیظ تحریم الجوع فی شہارِ رمضان قیدی کتب خانہ کراچی ۳۵۵/۱
 سہ مجمع الزوائد بحوالہ البیہقی کتاب الصیام باب فی من افطر فی دار الکتاب بیروت ۱۶۸ و ۱۶۹/۳
 سہ سنن الدارقطنی کتاب الصیام باب السواک للصائم حدیث ۲۳۶۱/۲ دار المعرفۃ بیروت ۳۳۸/۲
 سہ الہدایۃ کتاب الصوم باب ما یوجب القضاء و الکفارة المکتبۃ العربیۃ کراچی ۲۰۰/۱
 سہ سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب من اتی اہلہ فی رمضان آفتاب عالم پریس لاہور ۳۲۵/۱

حدیث صحیح سنیہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 من خص لعبد الرحمن بن عوف
 والنزیدی فی لبس الحدید بحکمة
 کانیت بہما

عزیز ترندی و ابی ایمن و سہیلی میں ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین عیسیٰ بن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا:

یا علی لا یحلّ لأحد ان یجنب
فی هذا المسجد غیری و غیرک بشہ

اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی حلال
نہیں کہ اس مسجد میں بحالی سنا مت داخل ہو۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، علی کو تین باتیں وہ دی گئیں کہ اُن میں سے میرے لئے ایک بڑی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پیادہ تھی (مترشح اہل بیت عربیہ ترین اموال عرب ہیں) کسی نے کہا: امیر المؤمنین! وہ کیا ہیں؟ فرمایا، دختر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

۱۰ صحیح البخاری کتاب اللباس باب ما یرخص للرجال الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۶۸/۲

صحیح مسلم

باب اباحۃ لبس الحریر للرجل الخ

۱۹۳/۲

سین ابی داؤد باب لبس الحریر لغزہ آفتاب عالم برس لاہور ۲۰۵/۲

سنن ابن ماجه باب من رخص له في ليس الحريم الحرام سبعه تخميني كراحي

سنن النسائي كتاب النية باب الرخصة في لبس الحرير نور محمد كادخانه تجارت كتب كراچی ۱۹۷۲

مسند احمد بن حنبل عن انس، مکتب الاسلامی بیروت / ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۹۲، ۲۱۵، ۲۵۲

کتاب سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب دار الفکر بیروت ۲۵۵/۵

مسند ابی یعلیٰ عن ابی سعید الخدری حدیث ۱۰۳۸ مؤسستہ علوم القرآن ۱۳/۲

سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب النکاح باب دخول المسجد جنباً ۱۱/۲
دار صادر ۶/۶۶

۴۹/۵ دار الفکر

شادی و سکنا کا المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحل لہ
ما یحل لہ اور ان کا مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا کہ انھیں
مسجد میں رواتھا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رواتھا (یعنی بجا ملت جنابت رہنا) اور
روزِ خیر کا نشانہ۔

حدیث نمبر ۱۱۱۱ مع کبیر طبرانی و سنن بیہقی و تاریخ ابن عساکر میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ
عنها سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اَلَا اِنَّ هَذَا الْمَسْجِدَ لَا یَحِلُّ لِجَنْبِ
وَلَا لِحَاثِنِ الْاَنْثَى صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم وازواجہ و فاطمۃ بنت
محمد و علی ابیہن لکم انت
تضلوا۔ ہذا ما وایۃ الطبرانی۔

سنن لویہ مسجد کسی جنب کو حلال نہیں ہے
نہ کسی حائض کو، مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اور حضور کی ازواج مطہرات و
حضرت بتول زہرا اور مولا علی کو، صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم و علیہ السلام۔ سنن لویہ نے تم سے
حادث بیان فرمادیا کہ کہیں بہک نہ جاؤ (یہ

طبرانی کی روایت ہے۔ ت)

حدیث صحیحین میں برابر ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،

فہا نا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
علیہ وسلم عن خاتم الذہب۔
سوتے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

بایں ہمہ خود برابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انگشتی طلائی پہنتے۔ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح
ابواسحق اسفرائینی سے روایت کی،

۱۔ المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابة سند واحدہ الابواب باب علی دار النکاح بیروت ۱۲۵/۳
۲۔ المعجم الکبیر عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا حدیث ۸۸۳۳ المکتبۃ النیضیۃ بیروت ۳۴۴/۲۳
۳۔ السنن الکبریٰ کتاب النکاح باب دخول المسجد جنباً دار صادر بیروت ۶۵/۷
تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۵۰۲۹ علی بن ابی طالب دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰۸/۴
۴۔ صحیح مسلم کتاب البیاس باب تحریم استعمال اناء الذہب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۸۸/۲
صحیح البخاری " " " " خواتیم الذہب الخ " " " " ۸۷۱/۲۵

فرمایا، میں نے براہِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔ (ایسے ہی بغوی نے بعدیات میں شعبہ سے انھوں نے اپنی اسٹی سے روایت کیا۔ ت)

قال سأيت على البراء خاتما من ذهب
وروي نحوه البغوي في الجعديات عن
شعبة عن ابى اسحق .

امام احمد مستند میں فرماتے ہیں،

یعنی محمد بن مالک نے کہا میں نے براہِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے مانعت فرمائی ہے۔ براہِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فسر دیا ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے حضور کے سامنے اموالِ غنیمت ملازم و ملاح حاضر تھے حضور تقسیم فرما رہے تھے سب اونٹ بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہی حضور نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براہ۔ میں حاضر ہو کر حضور کے سامنے بیٹھ گیا سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی، پھر فرمایا پہن لے جو کچھ تجھے اللہ و رسول پہناتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدثنا ابو عبد الرحمن ثنا ابو جعاء ثنا محمد بن مالك قال سأيت على البراء خاتما من ذهب وكان الناس يقولون له لم تختم بالذهب وقد نهى عنه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وبين يديه غنيمه يقسمها سبي وخير قال فقتسمها حتى بقى هذا الخاتم فرفع طرفه فنظر الى اصحابه ثم خفض ثم رفع طرفه فنظر اليهم ثم خفض ثم رفعه فنظر اليهم ثم قال اي براء فجئت حتى قعدت بين يديه فاخذ الخاتم فقبض على كرسوحي ثم قال خذ اليك ما كالك الله ورسوله .

براہِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے، تم لوگ کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز انارڈالوں جسے مصطلق سے اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے پیغمبر! جو کچھ اللہ و رسول نے پہنایا، جمل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

حدیث دلائل النبوة بیہقی میں بطریق الحسن مروی، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا :

کیف بک اذا لمست سواراً عف
کسری۔

وہ وقت تیرا کیا وقت ہوگا جب تجھے کسری
بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

جب ایران زمانہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن کمر بند، تاج خدمت فاروقی میں حاضر کئے گئے امیر المومنین نے انھیں پہنائے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا،

اللہ اکبر الحمد للہ الذی علیہما کسری
بن ہر مزو البسہما سراقۃ الاعرابی ہے
اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ
کنگن کسری بن ہر مز سے چھینے اور سراقہ و سقانی
کو ہناتے۔

قال العلامة الزرقانی لیس فی هذا استعمال الذهب وهو حرام لانه انما فعله تحقيقا لعجزة الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم غير ان يقرهما فانه سادع انما امره فنزعهما وجعلهما في الغنمية ومثل هذا لا يعد استعمالاً

اقول مرحمك الله وفت فاضل
كبیر الشان انما المعجزۃ

اجباسہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بانتہ سوارہ کسری فانما تحقیقا
بلبسه واتما حرام اللبس ومن شرط
الحرمة اللبس قالوا ضح ما جنت
الیہ من انت هذا ترخیص و
تخصیص من النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم لسراقة ولم یکن
فی الحدیث ما یدل علی التعلیل
ففعول امیر المؤمنین ما ارشد الیہ
الحدیث ثم سرقہما مردہما۔

تعالیٰ علیہ وسلم کا اس بات کی خبر دیتا ہے کہ
سراقة کسری کے کنگن پہنے گا۔ چنانچہ اسکی تحقیق
تو ان کے کنگن پہنے سے ہو گیا، اور بے شک
حرام پہننا ہے اور حرمت کی شرط لبس ہے۔
پس واضح ہے کہ یہ سراقة کے لئے نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رخصت و تخصیص ہے۔
اور حدیث میں تعلیل پر دلالت نہیں چنانچہ
امیر المؤمنین نے وہ کام کیا جس کی طرف حدیث
نے راہنمائی فرمائی، پھر ان کنگنوں کو ان کی جگہ
کی طرف لوٹا دیا۔ (ت)

حدیث طبقات ابن سعد میں مندرجہ ذیل ہے امیر المؤمنین علی و حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما میں کچھ گفتگو ہوئی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: آپ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ (ابو القاسم) کا
نام بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک رکھا اور کنیت بھی حضور کی، حالانکہ سید عالم صلی اللہ
عہ وسلم مثنیٰ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:
علماء را درین مسئلہ اقوال ست وقول صواب
ازین مقالات آنست کہ تسمیہ بنام شریف
وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جائز بلکہ مستحب است و کنی کنیت وے اگرچہ
بعد از زمانی قوی تر و سخت تر بود و یحییٰ جمع کردن
میان نام و کنیت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ممنوع بطریق اولیٰ و آنکہ
علی مرتضیٰ کہ مخصوص بود بوسے رضی اللہ تعالیٰ
عنہ و غیبہ اورا جائز نبود آہ لکن فی
سہ اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب الاسامی

اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، درست
قول اس سلسلہ میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ
مستحب ہے۔ اور آپ کی کنیت کے ساتھ کنیت
رکھنا اگرچہ آپ کے وصال کے بعد ہو سخت
منع ہے اور اسی طرح آپ کے نام اور کنیت
کو جمع کرنا بطریق اولیٰ ممنوع ہے۔ اور وہ جو حضرت
علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے وہ انکی خصوصیت
ہے، انکی عیوایا کرنا جائز نہیں اھ (باقی بر صفحہ آئندہ)

ولد بعدك اُسْمِيَه بِاسْمِكَ وَاكْتَبِيَه
يَكْنِيَتُكَ فَقَالَ نَعَمْ - فَكَانَتْ
مِنْ خَصْمَةِ مَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ لِي
أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّاحُ
وَأَبُو يَعْلَى وَالحَاكِمُ فِي الْمَكْنُفِ وَ
الطَّحَاوِيُّ وَالحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ
وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السَّنَنِ وَالضَّيَاءُ فِي
الْمُخْتَارِ عَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ -

بعد اگر میرے کرتی لڑکا پیدا ہوا تو میں حضور کا
نام پاک اس کا نام رکھوں اور حضور کی کنیت
اس کی کنیت - فرمایا: ہاں۔ یہ بول علی کے لئے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رخصت
تھی۔ (امام احمد و ابو داؤد و ترمذی نے اسے
روایت کیا اور اس کی تصحیح کی۔ اور ابو یعلیٰ
و حاکم نے کئی میں اور طحاوی اور حاکم نے
مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں اور
ضیاء نے مختارہ میں مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت کیا۔ ت)

حدیث صحیح بخاری و ترمذی و مسند احمد میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے غزوہ بدر
میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوجہ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہا
بیمار تھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں مدینہ طیبہ میں شہزادی کی تیمارداری کے لئے
ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

اِنَّ لَكَ اجوراً جل صحت شہدا بیشک تمہارے لئے حاضرانِ بدر کے برابر ثواب

۱۔ الطبقات البکری لابن سعد ومن هذه الطبقة ممن روى عن عثمان وعلي بن ابي طالب دار صادر بيروت ۵/۹۲۹
۲۔ مسند احمد بن حنبل عن علي رضي الله عنه المكتبة الاسلامي بيروت ۱/۹۵
سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرخصة فی الجمع بینہا آفتاب عالم پریس ۲/۳۲۳
سنن الترمذی باب ما جاء فی کراهیة الجمع بین الامم النبوی وکنیة حدیث ۲۸۵۲ دار الفکر بیروت ۴/۳۸۴
المستدرک للحاکم قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسوما باسمی ولا تکنوا بکنیتی دار الفکر بیروت ۴/۲۷۸
السنن البکری کتاب الضحایا باب ما جاء من الرخصة فی دار صادر بیروت ۹/۳۰۹
شرح معانی الآثار کتاب انکراہیة باب التکنی بانی القاسم فی ایچ ایم سعید کنیت کراچی ۲/۳۳۲
مسند ابو یعلیٰ عن علی رضي الله عنه حدیث ۲۹۸ مؤسسة علوم القرآن بیروت ۱/۱۸۴
الضیاء المختارة ۲/۳۴۳

بدنِ ادا و سہمہ الہیہ اور حاضری کے مثل غنیمت کا حصہ ہے۔
 یہ خصوصیت حضرت عثمانؓ کو عطا فرمادی حالانکہ جو حاضر جہاد نہ ہو غنیمت میں اس کا حصہ نہیں۔

سنن ابی داؤد میں انہیں سے ہے،

فَضْرِبْ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَهُمْ وَلَمْ يَضْرِبْ لِأَحَدٍ غَنَابٍ غَيْرَهُ يَكْفِي
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا کسی غیر حاضر کو حصہ نہ دیا۔

حدیث آئندہ کتاب الفتوح میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن پر صوبہ دار کر کے بھیجا ان سے ارشاد فرمایا، میں نے تمہارے لئے رعایا کے ہدایا طیب کر دئے اگر کوئی چیز تمہیں ہدیہ دی جائے قبول کر لو۔ عبید بن صخر کہتے ہیں جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تیس غلام لائے کہ انہیں ہدیہ دئے گئے، حالانکہ عاملوں کو رعایا سے ہدیہ لینا حرام ہے۔

مسند ابویعلیٰ میں حدیث ابن ایمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فرماتے ہیں،

هَذَا يَا الْعُمَّالُ حَرَامٌ كُلُّهَا۔ عاملوں کے سب ہدیے حرام ہیں۔
 مسند احمد و سنن بیہقی میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

۱۔ صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناقب عثمان قیدی کتب خانہ کراچی ۵۲۳/۱

سنن الترمذی کتاب المناقب باب عثمان بن عفان حدیث ۳۷۲۶ دار الفکر بیروت ۳۹۵/۵

مسند احمد بن حنبل عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۰۱/۲

۲۔ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی من جاور بعد الغنیمۃ الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸/۲

۳۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابہ بحوالہ سیف فی الفتوح، ترجمہ ۸۰۳، معاذ بن جبل دار الفکر بیروت ۱۵۴/۵

۴۔ کنز العمال بحوالہ راجع عن حذیفہ حدیث ۱۵۰۶۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱۲/۴

هَدَايَا الْعَمَالِ غَدُولٌ ۱۰

عالموں کے ہر پہلے خیانت ہیں۔

حدیث صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ ایک شخص (یعنی جہان بن مسعود بن عمرو انصاری یا ان کے والد مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں فریب کھا جاتا ہوں (یعنی لوگ مجھ سے زیادہ قیمت لے لیتے ہیں) فرمایا:

مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِيَالَةَ - ثم انت
جس سے خریداری کرو کہ وہ دیا کرو فریب کی نہیں سہی
تجیدی نے اپنی مسند میں اتنا اضافہ کیا : پھر
تھیں تین دن تک اختیار ہے (اگر ناموافق
پاویس زکریا)

یہی مضمون حدیث سنن اربعہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے و ذکر قصۃ و
لہم ینذکر النبیادۃ (حقہ کا ذکر کیا گیا اور زیادتی کا ذکر نہ کیا گیا۔ ت)

امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں : امام ابو حنیفہ و امام شافعی اور روایت اصح
میں امام مالک وغیرہم اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک غبن باعث خیار نہیں کتنا ہی غبن کھائے
بیع کو رد نہیں کر سکتا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حکم سے خاص انھیں کو
نوازا تھا اور ان کے لئے نہیں، یہی قول صحیح ہے۔

- ۱۔ مسند احمد بن حنبل۔ حدیث ابی حمید الساعدی المکتب الاسلامی بیروت ۴۲۴/۵
السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب آداب القاضی باب لا یقبل منہ ہدیۃ دار صادر بیروت ۱۳۸/۱۰
کنز العمال حدیث ۱۵۰۶۷ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۱/۶
۲۔ صحیح البخاری کتاب البیوع باب ما یکرہ الخراج فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۴/۱
کتاب فی الاستقراض باب ما ینہی عن اخضاع المال " " ۳۲۴/۱
کتاب فی الخصومات باب من رد امر السیف و الضعیف لعقل " " ۳۲۵/۱
صحیح مسلم کتاب البیوع باب من یخدر فی البیع " " ۷/۲
کنز العمال عن عبداللہ بن عمر حدیث ۹۹۱۲ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۵۵/۴
۳۔ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الرد علی ابی حنیفہ حدیث ۳۷۳۱۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۵/۷
مسند تجیدی ۴۴/۲
۴۔ شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب البیوع باب من یخدر فی البیع قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۲

حدیث مشہور میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے مخالفت نہ فرمائی۔

فیہ عن عمرو بن ابی ہریرۃ و عن ابی سعید الخدری کلہما فی الصحیحین و عن معاویۃ فی صحیح البخاری و عن عمرو بن عتبہ فی صحیح مسلم۔ مرضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس بارے میں حضرت عمرؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے صحیحین میں مروی ہے اور حضرت معاویہؓ سے صحیح بخاری میں اور حضرت عمرو بن عتبہؓ سے صحیح مسلم میں مروی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم (ت)

خود ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس مخالفت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں سادہ ابوداؤد فی سننہ (ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا۔ ت) یا اینہم ام المؤمنین عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتیں۔

رواہ الشیخان عن کویب عن ابن عباس و عبد الرحمن بن ابراہیم و المسور بن مخرمۃ مرضی اللہ تعالیٰ عنہم انہم امر سلوہ الی عائشۃ زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا اقراء علیہا السلام منا جسیعا و سلہا عن الم رکعتین بعد العصر و قل لہا بلعنا انک تصلیتہما و انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کو بخاری و مسلم نے بحوالہ کرب حضرت ابن عباسؓ، عبد الرحمن بن ابراہیمؓ، مسور بن مخرمہؓ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا، ان تینوں نے کرب کو ام المؤمنین زوجہ رسول سیدہ عائشہؓ صدیقہ کے پاس بھیجا کہ انھیں ہمارا سلام کہیں اور ان سے نماز عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھو اور ان سے عرض کرو کہ ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ وہ پڑھتی ہیں حالانکہ رسول اللہ

صحیح البخاری کتاب مواقیات الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد الفجر قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۲/۱

صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرين باب الاوقات التي نہی عن الصلوٰۃ ۲۴۵/۱

صحیح البخاری کتاب مواقیات الصلوٰۃ باب لا تحری الصلوٰۃ قبل غروب الشمس ۸۳/۱

صحیح مسلم کتاب المسافرين باب الاوقات التي نہی عن الصلوٰۃ ۲۴۶/۱

کے سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد العصر آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸۱/۱

تعالیٰ علیہ وسلم نہیں عنہما۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے۔ (مت)
 علماء فرماتے ہیں یہ ام المؤمنین کی خصوصیت تھی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو کئے
 جائز کر دیا تھا۔

قالہ الامام الجلیل خاتم الحفاظ امام جلیل خاتم الحفاظ سیوطی علیہ الرحمۃ نے
 السیوطی فی النموذج البلیب ثم الزرقانی النموذج البلیب میں پھر زرقانی نے شرح
 فی شرح المواہب۔ المواہب میں بیان کیا (ت)

حدیث صحیحین و مسند احمد و سنن نسائی و صحیح ابن حبان میں ام المؤمنین صدیقہ اور حدیث احمد و
 مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان میں حضرت عبد اللہ بن عباس اور حدیث

صحیح البخاری کتاب التہجد باب اذاکم و هوصلی الز قیدی کتب خانہ کراچی ۱۶۵/۱
 صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب الاوقات ان نہی عن الصلوۃ " " " ۲۶۶/۱
 مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ متفق علیہ کتاب الصلوۃ باب اوقات النہی " " " ص ۹۴

شرح الزرقانی علی المواہب اللدیۃ

صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین قیدی کتب خانہ کراچی ۴۶۲/۲
 صحیح مسلم کتاب الحج باب اشترط الحرم التحلل " " " ۳۸۵/۱
 مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۲/۶

سنن النسائی کتاب مناسک الحج الاشترط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۱۹/۴
 موارد الفہم کتاب الحج باب الاشترط فی الاحرام حدیث ۹۴۳ المطبعة السلفیہ ص ۲۴۲
 مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۴۴/۱

صحیح مسلم کتاب الحج باب اشترط الحرم التحلل قیدی کتب خانہ کراچی ۳۸۵/۱
 سنن الترمذی کتاب الحج حدیث ۹۴۹ دار الفکر بیروت ۲۶۸/۲

سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب الاشترط فی الحج آفتاب عالم پریس لاہور ۲۴۴/۱
 سنن النسائی کتاب مناسک الحج الاشترط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۱۹/۴

سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب الشرط " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۴

حد و ابن ماجہ و ابن خزيمة و ابوالعین و بیہقی میں ضباعت بنت الزبیر اور حدیث بیہقی و ابن منذہ میں بطریق
 بیضا و عن ابی النضر حضرت جابر بن عبد اللہ اور حدیث احمد و ابن ماجہ و طبرانی میں
 حد و ابی بکر بن عبد اللہ بن زبیر یعنی اسماء بنت صدیق یا سعدی بنت عوف اور حدیث طبرانی میں
 حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی چچا زاد
 بہن ضباعت بنت زبیر بن عبد المطلب کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: چچ کا ارادہ ہے کہ عرض
 کی، یا رسول اللہ! واللہ میں تو اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں (یعنی گمان ہے کہ مرض کے باعث
 ارکان ادا نہ کر سکوں پھر احرام سے کیونکر باہر آؤں گی)۔ فرمایا:
 اہل و اشترط انت مَجَلتی حیث
 احرام باندھ اور نیت میں یہ شرط لگالے کہ
 جہاں تو مجھ روکے گا میں احرام سے باہر ہوں۔
 حبستنی۔

نسائی نے زائد کیا: فان لك علي سراك ما استثنيت
 تمہارا یہ استثناء تمہارے رب کے یہاں مقبول
 رہے گا۔

www.alahazratnetwork.org

- ۱۔ مسند احمد بن حنبل حدیث ضباعت بنت الزبیر المکتب الاسلامی بیروت ۴/۲۶۰ و ۴۲۰
 سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۷
 صحیح ابن خزيمة کتاب المناسک باب اشتراط من بعلة الزم المکتب الاسلامی بیروت ۴/۱۶۳
 السنن الکبریٰ کتاب الحج باب استئذان فی الحج دار صادر بیروت ۵/۲۲۱ و ۲۲۲
 کنز العمال بحوالہ مسند ابی حنبلہ حدیث ۱۲۳۲۸ موسسة الرسالہ بیروت ۵/۱۶۲
 السنن الکبریٰ کتاب الحج باب الاستئذان فی الحج دار صادر بیروت ۵/۲۲۲
 مسند احمد بن حنبل عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۶/۳۴۹
 سنن ابن ماجہ ابواب المناسک باب الشرط فی الحج ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۱۷
 المعجم الکبیر عن اسماء بنت ابی بکر حدیث ۲۳۳ المکتبة الفیصلیة بیروت ۲۴/۸۷
 المعجم الکبیر عن ضباعت بنت الزبیر المکتبة الفیصلیة بیروت ۲۴/۳۳۲ تا ۳۳۷
 مجمع الزوائد بحوالہ ابن عمر کتاب الحج باب الاشتراط فی الحج دار الکتاب بیروت ۳/۲۱۵
 سنن النسائی کتاب مناسک الحج باب الاشتراط فی الحج نور محمد کارخانہ کراچی ۴/۱۹

ضہار نے زائد کیا کہ فرمایا :

فان حبست او موضعت فقد حلت
من ذلك بشروطك على ربك عذو
جیل ہے

ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں : یہ ایک اجازت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمادی ورنہ نیت میں ایسی شرط اصلاً مقبول و مقبر نہیں۔ بلکہ اس حکم کے اُس صحابہ کے ساتھ مختص ہونے پر بعض شواہد بھی ہمارے ساتھ متفق ہیں مثلاً خطابی پھر، بیانی جیسا کہ عمدۃ القاری نے باب الاحصار میں امام عینی نے ذکر فرمایا۔ (دست)

حتیٰ کہ حدیث مسند امام احمد میں بشہ ثقات رجال صحیح مسلم ہے :

حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن
قادة عن نضر بن عاصم عن رجل منهم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اثنی النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال سلم علی انہ لا یصلی
الاصلوین فقبل ذلك منه

ان کے سوا امام جمیل جلال سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مستطاب التودج اللیب فی خصائص الجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک محل فہرست میں فواقوں کے اور پتے دئے ہیں کہ فقیر نے ان تین کی طرح یہ بھی ترک کر دئے لہذا جوہ یطول ایرادھا واللہ الحمد علی تواؤم الائمہ (بعض ایسی وجوہ کی بنا پر کہ انکا ذکر طوالت کا باعث ہوگا لہذا یہی کیلئے تمام توفیق کی مترادف نعمتوں کی ۳۴ حدیثیں یا اور ۸ حدیثیں و بارۃ تحریم مدینہ طیبہ جلد اکاوش احادیث ہیں جن میں بہت از روئے

۱۔ مسند احمد بن حنبل حدیث ضہار بنت الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۲۲۰
۲۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب الاحصار فی الحج تحت الحدیث ۴۸۶/۱۸۱۰ دار المکتب العلمیہ بیروت ۱۰/۲۰۸
۳۔ مسند احمد بن حنبل حدیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۵/۲۵ و ۳۶۳

اسناد بھی خاص مقصود رسالہ کے مناسب تھیں اور بحیثیت تذیل و باہرہ و تفصیل و تجلیل امام الزہد علیہ السلام کو سب ہی مقصود عالم رسالہ کے ملائم ہیں انھیں بھی گئے تو شمار احادیث یہاں تک ایک سو چھیانوے ہو۔ مگر چارے نبی کریم ﷺ و رحیم علیہ و علی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے:

ان الله كتب الاحسان على كل شئ فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة و اذا ذبحتم فاحسنوا الذبحة - احمد و السنن الا البخاری عن شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا مقرر فرمادیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرو تو قتل میں بھی احسان برتو اور ذبح کرو تو ذبح میں بھی احسان برتو۔ (احمد اور صحاح ستہ نے علاوہ بخاری کے) شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ولہذا میرا خاتمہ تیغبار نجدی شکار اپنے مقتولین مخدولین مذلولین مقبوحین حضرات و باہرہ پر احسان کے لئے یہ پچاس شمار سے الگ رکھا اور توفیق اللہ تعالیٰ آگے صرف وہ بعض احادیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جلال احکام تشریع کی صریح اسنادوں پر مشتمل اور وہ کران لاکھ تفویض احکام بحضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی توفیق و مکمل ہوں لکھتا ہے ان میں حمیدات تفویض کی تقویم کیجئے کہ اس بحث کا سلسلہ مسلسل رہے و باللہ التوفیق۔

حدیث ۱۴۶: حدیث صحیح جلیل سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ و مسند امام طحاوی و حجم طبرانی و معرفت بریق کلہم بطریق منصور بن المعشر عن ابراہیم التیمی عن عمرو بن مہیون عن ابی عبد اللہ الحبلی عن خزیمہ بن ثابت الآب ما جئة فعن سفیان عن ابیہ عن ابراہیم التیمی عن عمرو بن مہیون عن خزیمہ بن ثابت کہ حضرت ذوالشہادین خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

- ۱۵۲/۲ صحیح مسلم کتاب الصيد باب الامر باحسان الذبح قدیمی کتب خانہ کراچی
- سنن النسائی کتاب الضحایا باب حسن الذبح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲۰۹/۲
- سنن الترمذی کتاب الدیات حدیث ۱۴۱۲ دار الفکر بیروت ۱۰۵/۲
- سنن ابن ماجہ ابواب الذبائح باب اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۶
- سنن ابی داؤد کتاب الضحایا باب فی الذبی بالذبیحہ آفتاب عالم پریس لاہور ۳۲/۲
- مسند احمد بن حنبل، حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ، المکتب الاسلامی بیروت م/۱۳۵۶

جعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للمسافر ثلاثاً ولو مضى السائل على صلاته لجعلها خمسة۔
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے مسج روزہ کی مدت تین رات مقرر فرمائی، اور اگر مانگے والا مانگ رہتا تو ضرور حضور پانچ راتیں کر دیتے۔
 یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔

اور روایت ابی داؤد اور ایک روایت معانی الآثار ابی جعفر اور ایک روایت بیہقی میں ہے۔ فرمایا،
 وَلَوْ اسْتَزَدَ نَاهُ لَزَادَنَا يَهْ
 اور اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھا دیتے۔

دوسری روایت طحاوی میں ہے،
 عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه جعل المسح على الخفين للمسافر ثلاثة ايام ولياليهن وللمقيم يوماً وليلة ولو اطنب له السائل فمسألته لمرادك يه
 بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسج روزہ کی مدت مسافر کے لئے تین رات دن اور مقيم کے لئے ایک رات دن کر دی، اور اگر مانگے والا مانگے جاتا تو حضور اور زیادہ مدت عطا فرماتے۔
 www.alahazratnetwork.org

بیہقی کی روایت آخری یوں ہے،
 وایم الله لو مضى السائل في مسألته لجعلها خمسة۔
 اگر سائل عرض کئے جاتا تو حضور مدت کے پانچ دن کر دیتے۔

یہ حدیث بلاشبہ صحیح المسند ہے اس کے سب رواۃ اجلہ ثقات ہیں۔ لاجرم امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا،

۱۷ سنن ابن ماجہ	ابواب الطهارة باب ما جاء في التوقيت في المسح لطريق المسافر	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۳۲
۱۷ سنن ابی داؤد	كتاب الطهارة باب التوقيت في المسح	آفتاب عالم پریس لاہور	ص ۲۱
شرح معانی الآثار	باب المسح على الخفين	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۶۱/۱
السنن الکبریٰ للبیہقی	باب ما ورد في ترك التوقيت	دار صادر بیروت	۲۴۴/۱
شرح معانی الآثار	باب المسح على الخفين	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۶۱/۱
السنن الکبریٰ للبیہقی	باب ما ورد في ترك التوقيت	دار صادر بیروت	۲۴۴/۱

هذا حديث حسن صحيح ^۱ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نیز امام اشان بخاری بن معین سے نقل کیا کہ حدیث صحیح ہے۔

وهو وان لم يذكر الزيادة فانما المخرج
المخرج والطريق الطريق حيث قال
حدثنا قتيبة نا ابو عوانة عن سعيد بن
عن ابراهيم التيمي عن عمرو بن ميمون
عن ابي عبد الله الجعدي عن خزيمة
بن ثابت رضي الله تعالى عنه عن
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
وقد اطلال الامام ابن دقيق العبد
الكلام في تقوية هذا الحديث و
الذات عنه في كتابه الامام

امام ترمذی نے اگرچہ زیادت کو ذکر نہیں کیا مگر مخرج بھی
وہی ہے اور طریق بھی وہی ہے، اس لئے کہ فرمایا
بہیں حدیث بیان کی قتیبہ نے انھوں نے ہمیں
حدیث بیان کی ابو عوانہ سے انھوں نے سعید
بن مسروق سے انھوں نے ابراہیم تیمی سے انھوں
نے عمرو بن میمون سے انھوں نے ابو عبد اللہ جدلی
سے انھوں نے خزيمة بن ثابت انصاری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے۔ امام ابن دقیق العبد نے اس
حدیث کی تقویت میں اپنی کتاب الامام میں خوب

www.alahazratnetwork.org

هذا اعظم ما يرتاب به فيه رواية
البيهقي عن الترمذي عن البخاري
لا يصح عندي لانه لا يعرف لابي عبد الله
الجعدي سماع من خزيمة
وذلك شكاة فلا هو عنك عارها
فان من ميثاء علم ما ذهب اليه
هو حجة الله من اشتراط ثبوت

اس میں سب سے بڑا شبہ اُس روایت
سے کیا جاتا ہے جو بیہقی نے امام ترمذی سے
اور انھوں نے امام بخاری سے کی ہے کہ میرے
نزدیک یہ حدیث نہیں کیونکہ ابو عبد اللہ جدلی کا
خرمیر سے سماع ثابت نہیں۔ یہ وہ شکوی ہے
جس کا عار بخاری سے دور ہے کیونکہ امام بخاری
علیہ الرحمہ کے موقف کے مطابق اس بات پر ہے کہ
(باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۔ سنن الترمذی الباب الطہارة باب ما جاء في مسح على الخفين حدیث ۹۵ دار الفکر بیروت ۱/۱۵۲

۲۔ الجوهر النقي حواشی علی السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الطہارة باب ما ورد في ترك التوقيت دار صادر بیروت ۱/۲۶۸

واثره الامام الزیلعی فی نصب الرایة

لمی گفتگو فرمائی ہے اور امام زلیعی نے نصب الرایہ میں

(بقیہ ماثیہ صفحہ گزشتہ)

السباع ولو مرة للاتصال والصحيح الاجتزاء
بالمعاصرة هو المنصور عليه الجمهور
كما افاده المحقق على الاطلاق
في فتح القدير وقد اطال مسلم في
مقدمة صحيحه في الرد على هذا
المذهب لاجرمات لم يكثر به تلميذ
الترمذي وحكم بانه حسن صحيح وكذا
حكم بصحته شيخ البخاري بامام الناقدين
يحيى بن معين.

راوی کا مروی عنہ سے سماع شرط ہے اگرچہ ایک
مرتبہ ہوا اتصال کے لئے صحیح یہ ہے کہ معاشرت
ہی کافی ہے۔ جمہور کا موقف یہی ہے جیسا کہ
محقق علی الاطلاق نے فتح القدير میں اس کا افادہ
فرمایا ہے۔ امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں
اس مذہب کے رد پر طویل بحث کی ہے۔ امام
بخاری کے شاگرد امام ترمذی نے بھی امام بخاری
کی تائید نہیں کی اور اس حدیث کے صحیح ہونے کا
حکم لگایا ہے۔ یونہی امام بخاری کے استاذ
امام ترمذی کی بن مین نے اسکی صحت کا حکم لگایا ہے۔

میں کہتا ہوں اگر امام بخاری کی بات تسلیم
بھی کر لی جائے تو اس سے زیادہ سے زیادہ انقطاع
لازم آتا ہے اور وہ ہمارے نزدیک اور مراسیل کو
قبول کرنے والے دیگر حضرات جو کہ جمہور ہیں کے نزدیک
قادر نہیں ہے پھر تم پر ابن حزم کی گفتگو بہت کا
سننا لازم ہے کہ جدلی کی روایت پر اعتماد نہیں
کیا جاتا کیونکہ آدمی جرح و تصادم میں دو اندھوں
کی مثل ہوتا ہے یعنی بڑھتا ہوا سیلاب اور حملہ کرنے والا
مست اونٹ۔ یہاں تک کہ ترمذی کے ہاں مراسیل
میں ہے اور جدلی کی توثیق ان دو اماموں نے کی ہے
(باقی بر صفحہ آئندہ)

اقول علانته لو سلم فقصوا
الانقطاع وليس بقادر عندنا
وعند سائر قبلي المراسيل وهم
الجمهور ثم عليك من دندنة ابن حزم
ان المجدي لا يعتمد على روايته
فان الرجل في الجرح والوقعية
كلا عييين السيل الهجوم والبعير
المستول حتى عند الترمذي من
المجاهيل والمجدي فقد وثقه
الامامان الصاجوخ اليهما احمد بن

لہ نصب الرایة کتاب الطہارة باب المسح علی الخفین

المکتبۃ النوریہ رضویہ میلنگ لاہور ۲۳۲ تا ۲۴۰

فراجعه ان شئت۔

ان کی پیروی کی ہے۔ (ت)

اقول یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تفویض و اختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا موقوفہ تقسیم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور پانچ دن کر دیتے اصلاً گناہ نفل نہ رکھتا تھا کہ لایکھنی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) اور یہاں جرم خصوص بے جرم عموم نہ ہوگا کہ اس خاص کی نسبت کوئی خبر خاص تخیر ارشاد نہ ہوئی تھی تو جرم کا منشا وہی کہ حضرت خضریمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ احکام سپرد اختیار حضور سید الانام ہیں علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔

حدیث ۴۷۱ : مالک و احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
لَوْلَا اَنْ اَشَقَّ عَلَيَّ امْتِي اِذَا مَشَقَّتْ اَمْتٌ كَاِخِيَالٍ نَدُّهُنَّ تَوْبَتِيْنَ اِنْ يَرْفُضْنَ فَمَدَّ يَدَيْتَا كَهَرْنَمَا زَكَاةٍ وَتَقَرَّبَتْ اِلَيْهِمْ بِالسَّوَالِ عِنْدَ كُلِّ

www.alahazratnetwork.org

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

حنبل و ابن معین فمأهوا بنت حزم والنس ابن هزم بعد هذین وهو متفق دقیہ لو یسبقه احد یهذ القول الاتوی انت البخاری انما اعده اذا عله بانته لم یعرف سماع المجدل لابانها سوا یة الحبلی وقد صححه له الترمذی وقال فی التقریب ثقة۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ۔

جن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اور وہ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین ہیں۔ ان دو اماموں کے مقابلہ میں ابن حزم و ابن معین کیا شے ہے درحقیقہ وہ اس میں تہنا ہے۔ اس سے پہلے کسی نے یہ قول نہیں کیا۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ امام بخاری نے اس کو اس وجہ سے معطل قرار دیا کہ جدلی کا سماع معروف نہیں نہ اس وجہ سے کہ یہ جدلی کی روایت ہے۔ امام ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا اور تقریب میں کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)

صلوٰۃ - ۱

مسواک کریں۔

علماء فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے قالہ فی التیسیر وغیرہ (تیسیر وغیرہ میں اسے بیان کیا گیا۔ ت)۔ احمد و نسائی نے انھیں سے بسند صحیح یوں روایت کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

لو ان اثنی عشر امة لا مرقہم عند کل صلوٰۃ بوضوء او مع کل وضوء بسواک لکونوا مسلمین
امت پر دشواری کا لحاظ نہ ہو تو میں ان پر فرض کر دوں کہ ہر نماز کے وقت وضو کریں اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔

اقول امر دوم و سوم ہے حتیٰ جس کا حاصل ایجاب اور اس کی مخالفت معصیت،
وذلك قوله تعالى فليحذر الذين يخالفون عن امره۔
اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اللہ تعالیٰ کے امر کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہئے۔ (ت)

دوسرا مذہبی جس کا حاصل ترغیب اور اس کے ترک میں وسعت،

وذلك قوله صلى الله تعالى عليه وسلم امرت بالسواک حتیٰ کینت ان یکتب علیک الحسن
اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ مجھے مسواک کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ مجھے ڈر ہو کہ کہیں مجھ پر فرض نہ ہو جائے۔ اس کو امام احمد

۱۔ صحیح البخاری کتاب الحجۃ باب المسواک يوم الحجۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۲ و ۲۵۹

صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب المسواک قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۸

سنن النسائی الرخصة فی السواک نور محمد کارخانہ تجارت کتب ۱/۶

سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب المسواک ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۵

مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۲۵، ۲۵۰، ۲۵۹، ۲۸۴، ۳۹۹، ۴۰۰

موطا امام مالک کتاب الطہارۃ ما جاز فی السواک میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۰

۲۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث لولان اثنی عشر علی امتی الا مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/۳۱۴

۳۔ سنن النسائی کتاب الطہارۃ الرخصة فی السواک نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۶

مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۵۹

۴۔ القرآن الکریم ۲۳/۶۳

۵۔ مسند احمد بن حنبل حدیث وائل بن الاسقع المکتب الاسلامی بیروت ۳/۴۹۰

الأسقم رضي الله تعالى عنه بسند حسن -
 نے دلائل بن استیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح
 سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت)

امریکی تو یہاں قطعاً حاصل ہے تو ضرور نفی جتنی کی ہے، امر جی بھی دو قسم ہے ظنی جس کا مفاد وجہ
 اور قطعی جس کا مقصد فرضیت ظنیت خواہ من جہۃ الرویۃ یا من جہۃ الدلالۃ ہمارے حق میں ہوتی ہے
 حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں جن کے سراپردہ عزت کے گرد
 ظنوں کو اصلاً پار نہیں تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں محقق نہیں وہاں یا فرض ہے یا
 مندوب نقص علیہ الامام المحقق حیث اطلق فی الفتح (اس پر محقق امام علیہ الرحمہ نے
 فتح میں نص فرمائی ہے۔ ت)

اب واضح ہو گیا کہ ان ارشاداتِ کریمہ کے قطعاً یہی معنی ہیں کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز
 کے لئے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرمادیتا مگر اُن کی مشقت کے لحاظ سے میں
 نے فرض نہ کئے۔ اور اختیارِ احکام کے کیا معنی ہیں۔ واللہ الحمد۔

حدیث ۱۴۸: مالک و شافعی و سنی اُن سے اور طبرانی اوسط میں امیر المؤمنین مولیٰ علی
 کرم اللہ وجہہ الکریم سے بسند حسن راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 لَوْلَا اَنْ اَشَقَّ عَلَيَّ اُمَّتِي لَأَمَرْتَهُمْ
 بالِسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ لِّهٖ
 کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ مسواک کر دو مسواک منہ کو پاکیزہ
 اور رب عز وجل کو راضی کرتی ہے، جبرلی جب میرے پاس حاضر ہوئے مجھے مسواک کی وصیت کی
 حتیٰ لقد خشيت ان يفرضه علي
 وعلى اُمتي ولو لا اَنِّي اخاف ان
 اُشَقَّ عَلَيَّ اُمَّتِي لَفَرَضْتُهُ عَلَيْهِمْ۔

یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ جبرلی مجھ پر اور
 میری امت پر فرض کر دیں گے اور اگر مشقت
 امت کا خوف نہ ہوتا تو اُن پر فرض کر دیں گے۔

۱۔ مؤطا امام مالک کتاب الطہارۃ ماجار فی السواک میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۰
 السنن الکبریٰ باب الدلیل علی ان السواک سنۃ دار صادر بیروت ۱/۳۵
 کنز العمال بحوالہ مالک و الشافعی حدیث ۲۶۱۹۱ مؤستہ الرسالہ بیروت ۹/۳۱۵
 المعجم الاوسط حدیث ۱۲۶۰ مکتبۃ المعارف ریاض ۲/۱۳۸

ابن ماجہ عن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ (ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

یہاں جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف بھی فرض کر دینے کی اسناد ہے۔
حدیث ۱۵۰: جبرائی و بزار و دارقطنی و حاکم حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو ان اشد الناس على امتي لفرضت عليهم السواك عند كل صلاة (تراد غیر الدار قطنی) کہا فرضت علیہم الوضوء مشقت امت کا لحاظ نہ ہو تو میں ہر نماز کے وقت مسواک اُن پر فرض کر دوں جس طرح میں نے وضو اُن پر فرض کر دیا ہے۔

۱۵۱: یہاں وضو کو بھی فرمایا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت پر فرض کر دیا۔
حدیث ۱۵۱ و ۱۵۲: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

لو ان اشد الناس على امتي لآمرتهم بالسواك والطيب عند كل صلاة۔ ابو نعیم فی کتاب السواك عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن وسعيد بن منصور فی سننہ عن مکحول مرسلًا۔
مشقت امت کا خیال نہ ہو تو اپنی امت پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا اور خوشبو لگانا فرض کر دوں۔ (ابو نعیم نے کتاب السواک میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند حسن اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں مکحول سے مرسلًا روایت کیا۔ ت)

یہاں خوشبو کی فرضیت بھی زائد فرمادی۔

- ۱۔ سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب السواک ایچ ایم سعید پبلی کراچی ص ۲۵
۲۔ کنز العمال بحوالہ قط عن ابن عباس حدیث ۲۶۱۹۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۱۲/۹
۳۔ المستدرک للحاکم کتاب الطہارۃ لو ان اشد الناس على امتي دار الفکر بیروت ۱۳۶/۱
۴۔ البحر الزخار عن ابن عباس حدیث ۱۳۰۲ مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۱۳۱/۴
۵۔ مجمع الزوائد بحوالہ العباس کتاب الطہارۃ باب فی السواک دار الکتاب بیروت ۲۲۱/۱
۶۔ کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی السواک " " ۹۴/۲
۷۔ کنز العمال بحوالہ ص عن مکحول مرسلًا حدیث ۲۶۱۹۵ مؤسسۃ الرسالہ ۳۱۴/۹

حدیث ۱۵۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لو ان اشق علی امتی لأمرتهم ان یستأکوا بالأسحار۔ ابو نعیم فی السواک
عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۵۳/۵۴

مشقت امت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان پر
فرض فرما دیتا کہ ہر سحر پہلے پھر اٹھ کر مسواک کریں۔
(ابو نعیم نے کتاب السواک میں عبد اللہ ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۵۴ و ۱۵۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

لو ان اشق علی امتی لأمرتهم
بالتسواک عند کل صلوة و
لأخبرت العشاء الخ ثلاث اللیل۔

مشقت امت کا خیال نہ ہو تو میں ہر نماز کے
وقت ان پر مسواک فرض کر دوں اور نماز عشاء
کو تہائی رات تک ہٹا دوں۔

احمد و الترمذی و الضیاء عن زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند
صحیح و البزار عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و روی عن زید احمد
و ابو داؤد و النسائی کحدیث ابی ہریرۃ الاول بالاقصار علی السطر الاول و الحاکم
و البیہقی بسند صحیح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کحدیث زید ہذا
وفیہ لقرضت علیہم السواک مع الوضوء و لأخبرت العشاء الأخرۃ الخ نصف
اللیل یعنی میں وضو میں مسواک کرنا فرض کر دیتا اور نماز عشاء آدھی رات تک ہٹا دیتا۔

کنز العمال بحوالہ ابی نعیم فی کتاب السواک حدیث ۲۶۱۹۲ موسسة الرسالة بیروت ۳۱۶/۹
الدر المنثور " تحت الآیۃ ۱۲۴/۲ دار احیاء التراث العربی " ۲۵۲/۱
مسند احمد بن حنبل عن زید بن خالد رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی " ۱۱۴/۴
سنن الترمذی ابواب الطہارة باب ما جاء فی السواک حدیث ۲۳ دار الفکر " ۱۰۰/۱
کنز العمال بحوالہ حم، ت و الضیاء حدیث ۲۶۱۹۰ موسسة الرسالة بیروت ۳۱۵/۹
البحر الرخاوعن علی رضی اللہ عنہ حدیث ۳۷۸ مکتبة العلوم والحکم مدینۃ المنورۃ ۱۲۱/۲
مسند احمد بن حنبل عن زید بن خالد المکتب الاسلامی بیروت ۱۱۶/۴
سنن ابی داؤد کتاب الطہارة باب السواک آفتاب عالم پریس لاہور ۷/۱
المستدرک للحاکم " فضیلۃ السواک دار المعشر بیروت ۱۲۶/۱
سنن الکبری " باب الدلیل علی ان السواک السنۃ الخ دار صادر " ۳۶/۱
کنز العمال بحوالہ ک و حق عن ابی ہریرۃ حدیث ۲۶۱۹۴ موسسة الرسالة بیروت ۳۱۶/۹

لَا مَرْتَبَهُمْ أَنْ يَتَوَخَّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى فَرْضِ كَرْدُوں کہ عشاء میں تہائی

عن سبب هذا الله صلى الله تعالى عليه وسلم اخر ذات ليلة صلوة العشاء حتى ابها من الليل او ذهب عامة الليل و نام النساء والصبيان فجاء فصلى وذكره كما ورد مبينا في احاديث ابن عباس و ابن سعيد و ابن عمر و انس وغيرهم مرضى الله تعالى عنهم، و سبب حديث السوالك ايتان ناس عنده صلى الله تعالى عليه وسلم قلحا فقال استاكوا استاكوا لا تا توفى قلحا لولا ان اشق على امتي لفرضت عليهم السوالك عند كل صلوة كما يقينه الدارقطني من حديث العباس مرضى الله تعالى عنه فهما حديثان وبما اخرزهما ابو هريرة و ما يجمع و كذلك غير مرضى الله تعالى عنهم و انت اتفقت ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم هو الذي قال مرة هكذا او اخرى هكذا و

اس کا سبب یہ ہے کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز مؤخر فرمادی یہاں کہ آدھی رات یا زیادہ گزر گئی۔ عورتیں اور بچے سو گئے تو آپ تشریف لائے اور نماز پڑھائی جیسا کہ ابن عباس، ابوسعید، ابن عمر اور انس وغیرہ کی احادیث میں واضح طور پر وارد ہوا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حدیث مسواک کا سبب یہ ہے کہ لوگ میلے کھیلے دانتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا مسواک کیا کرو اور میرے پاس میلے کھیلے دانتوں کے ساتھ مت آیا کرو، اگر نجاست کی مشقت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں ان پر ہر نماز کے وقت فرض کر دیتا۔ جیسا کہ اس کو دارقطنی نے بحوالہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا ہے ان دونوں حدیثوں کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی الگ الگ بیان فرمایا ہے اور کبھی دونوں کو جمع کیا یہی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غیر نے کیا ہے، اگرچہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اس طرح بیان فرمایا ہے اور کبھی اُس طرح اور کبھی (باقی بر صفحہ آئندہ)

ثلث الليل اول نصفه - احمد والترمذی
وصحیحة وابن ماجه عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصرت أخری
لابن ماجه کا احمد و ابی داؤد
ومحمد بن نصر خالیۃ عن
الاصم -

یا آدھی رات تک تاخیر کریں (اس کو امام احمد
وترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔ اور ابن ماجہ
نے اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا۔ اور دوسری روایت ابن ماجہ
کی احمد والوداؤد و محمد بن نصر کی طرح
گز رکھی ہے جو امر سے خالی ہے۔ (ت)

حدیث ۱۵۹: صحیح بخاری میں زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آیت
سورہ احزاب کی نسبت ہے:

وجدتها مع خزيمة الذي جعل رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم شهادته
بشهادتين -
وہمیں نے نکھی ہوئی خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
پاس پائی جن کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے دو گواہوں کے برابر فرمائی۔

حدیث ۱۶۰: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
یمن پر صوبیدار بنا کر بھیجے وقت ان سے ارشاد فرمایا،
www.alahazratnetwork.org

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تامة جمع فالتعدد اظهر و
اكثر والله تعالى اعلم ۱۲ منه
دامت فيوضه -
دونوں کو جمع فرمایا۔ چنانچہ تعدد اظہر و
اکثر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ الخوب جانت
ہے ۱۲ منہ (ت)

۱۔ مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۳۳۳ و ۵۰۹
سنن الترمذی ابواب الصلوۃ باب ما جاء فی تأخیر صلوۃ العشاء حدیث ۱۶۰ دار الفکر بیروت ۱/۲۱۲
سنن ابن ماجه کتاب الصلوۃ باب وقت صلوۃ العشاء ایچ ایم سجدہ کمپنی کراچی ص ۵
کنز العمال عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۶۴۶۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/۳۹۵
صحیح البخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ من المؤمنین رجال انما قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۹۳
کتاب التفسیر سورۃ احزاب " " " " ۲/۴۰۵

قد عرفت بلاءك في الدين والبدن
قد ركبك من الدين وقد طابت لك
الهدية فانت اهدى لك
شيئا فاقبل - سيف في كتاب الفتوح عن
عبيد بن صخر رضي الله تعالى عنه -

مجھے معلوم ہے جو تمہاری آزمائشیں دین میں
میں ہو چکیں اور جو کچھ دیوں تم پر ہو گئے ہیں عیت
کے تحفے میں نے تمہارے لئے حلال طیب کر لئے
جو تمہیں کچھ تحفہ دے لے لو (سيف نے کتاب
الفتوح نے عبيد بن صخر رضي الله تعالى عنه سے
روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۶۱: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قد عفوت عن النخيل والمرقيق فها تواتوا
صدقت الرقة من كل اربعين درهما
درهم - احمد و ابو داؤد و الترمذی
عن امير المؤمنين المصطفى رضي الله
تعالى عنه بسند صحيح -

گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تیریس نے معاف
کر دی روپوں کی زکوٰۃ دو ہر چالیس درہم میں سے
ایک درہم (احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے
امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضي الله تعالى عنه سے
بسند صحیح روایت کیا۔ ت)

سواری کے گھوڑوں خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ جو واجب نہ ہوئی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”یہ میں نے معاف فرمادی ہے۔“ ہاں کیوں نہ ہو کہ حکم ایک روقہ و درہم کے ہاتھ
میں ہے بحکم رب العالمین جل جلالہ و جنتہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۶۲: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا
ما تقولون في الزنا، قالوا حرام حرمه
الله ورسوله فهو حرام الى يوم القيامة -
زنا کو کیسا سمجھتے ہو؟ عرض کی: حرام ہے اسے
اللہ و رسول نے حرام کر دیا تو وہ قیامت تک

عہ یہاں تک اعتماد و حشیش تفویض امر کی مفیدات و مؤیدات مذکور بنیں آگے صرف اسادات جلیلہ ہیں ۱۲۔

لہ کنز العمال بحوالہ طب عن عبيد بن صخر المکتب الاسلامی بیروت ۱۱۵/۶
سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ السائتہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۲۱/۱
سنن الترمذی باب ما جاء في زکوٰۃ الذهب الحدیث ۶۲ دار الفکر بیروت ۱۳۳/۲
مسند احمد بن حنبل عن علی رضي الله عنه المکتب الاسلامی بیروت ۹۲/۱

احمد بسند صحیح والطبرانی فی الاوسط
والکبیر عن المقداد بن الاسود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔ (احمد نے بسند صحیح اور طبرانی نے اوسط
اور کبیر میں مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۶۴: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
إِنِّي أَخَذْتُ عَلَيْكُمْ حَقَّ الضَّعِيفِينَ الْيَتِيمِ
وَالْمَرْأَةِ - الْحَاكِمُ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَ
الْبَيْهَقِيِّ فِي الشَّجَبِ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
میں تم پر حرام کرنا ہوں دو کمزوروں کی حق تلفی،
یتیم اور عورت۔ (حاکم شرط مسلم پر اور بیہقی نے
بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ شجب الایمان میں
اسکو روایت کیا ہے، اور لفظ بیہقی کے میں ت)

حدیث ۱۶۴: صحیحین میں جابر بن عبد اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے انھوں نے متالی فتح میں رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا،
إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَنَازِيرِ وَ
الْمَيْتَةِ وَالْخَنَزِيرِ وَالْأَصْنَامِ
بیشک اللہ اور اس کے رسول نے حرام کرنا
شراب اور مردار اور سوتلے اور بتوں کا بیچنا۔

حدیث ۱۶۵: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لَا تَشْرَبْ مَسْكُوفًا فِي حُرْمَتِ
كُلِّ مُسْكِرٍ - النَّسَائِي بَسْنَدٍ حَسَنٍ
نشہ کی کوئی چیز نہ پی کہ بیشک نشہ کی ہر شے
میں سے حرام کہ دی ہے۔ نسائی نے بسند حسن

عہ قائد: ابراہیم ابن جہان نے کتاب الثواب میں روایت کی حدیثنا ابن ابی عاصم
ثنا عمر بن حفص الوصافی ثنا سعید بن موسیٰ ثنا باح بن زید عن معمر
(باقی بر صفحہ آئندہ)

- ۱۔ مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث مقداد بن اسود المکتب الاسلامی بیروت ۶/۸
المعجم الکبیر عن مقداد بن اسود حدیث ۶۰۵ المکتبۃ الفیصلیۃ ۲۵۶/۲۰
۲۔ المستدرک للحاکم کتاب الایمان فی اخرج علیکم حق الضعیفین دار الفکر بیروت ۶۳/۱
کنز العمال بحوالہ ک، حب عن ابی ہریرۃ حدیث ۶۰۰۱ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۷۱/۳
۳۔ صحیح البخاری کتاب البیوع باب بیع المیتۃ والأصنام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۹۸/۱
صحیح مسلم باب تحویم الخمر والمیتۃ الخ " " " ۲۳/۶
۴۔ سنن النسائی کتاب الاثریۃ تفسیر نور محمد کا خانہ کراچی ۳۲۵/۲

عن ابی موسیٰ الشعمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ - ابن موسیٰ الشعمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے
(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

(بقیہ صفحہ ۱۰۰ پر)

عن الزهري عن انس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اني فرضت على امتي قِرَاءَةَ لَيْلَةٍ كل ليلة فعن داود علي قراتها كل ليلة ثم مات مات شهيداً يعني اس سند سے آیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سند آیا میں نے اپنی امت پر ایس شریف کی ہر رات تلاوت فرض کی جو ہمیشہ ہر شب اسے پڑھے پھر کے شہید کرے

اقول وسعيد وان اتهم فالمحقق عند المحققين ان الموضوع لا يثبت به مجرد تفرد كذاب فضلاً عن متهم ماله ينضم اليه شيء من القرائن الحاكمة به كمخالفة نص او اجماع قطعيين او الحق او اقرار الموضع بوضعه الخ غير ذلك كما نص عليه السخاوي في فتح المغيث واشتتنا عليه عرش التحقيق في منير العيث في حكم تقبيل الابهامين واجمع العلماء ان الضعيف غير الموضوع يعمل به في الفضائل وقد يتنازه في الهاد الكاف في حكم الضعاف

میں کہتا ہوں سعید وان اتهم فالمحقق عند المحققين ان الموضوع لا يثبت به مجرد تفرد كذاب فضلاً عن متهم ماله ينضم اليه شيء من القرائن الحاكمة به كمخالفة نص او اجماع قطعيين او الحق او اقرار الموضع بوضعه الخ غير ذلك كما نص عليه السخاوي في فتح المغيث واشتتنا عليه عرش التحقيق في منير العيث في حكم تقبيل الابهامين واجمع العلماء ان الضعيف غير الموضوع يعمل به في الفضائل وقد يتنازه في الهاد الكاف في حكم الضعاف

ہم نے اس کو الہاد الکاف فی حکم الضعاف میں بیان کیا ہے۔ (ت) (باقی صفحہ آئندہ)

۱۔ رسالہ ”منیر العین فی حکم تقییل الایہا مین“ فتاویٰ رضویہ علیہم مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کے صفحہ ۴۲۹ پر مرقوم ہے۔

۲۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ”میر العین فی حکم قصیل الالبہامین“ میں افادہ شاذ و جم سے افادہ یسٹ و سووم تک آٹھ افادات کا نام ”الہاد الکاف فی حکم الضعاف“ رکھا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور جلد پنجم صفحہ ۷۷ تا ۷۳۔

۲۹۶ : له ترمذی الشریعۃ المرفوعة بحوالہ ابی الشیخ فی الثواب حدیث ۳۲ دار الکتب العلمیہ بیروت

حدیث ۱۱۶۶، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

سُن لو مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن ہے نہ کہ جو اس میں حلال ہے اُسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اُسے حرام مانو،

وان ما حرم من رسول اللہ مثل ما حرم اللہ۔ احمد والدارمی و ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جسے اللہ عز و جل نے حرام کیا، جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه وسلم (احمد اور دارمی اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کیا۔ ت)

یہاں صراحتاً حرام کی دو قسمیں فرمائیں، ایک وہ جسے اللہ عز و جل نے حرام فرمایا اور دوسرا وہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام کیا۔ اور فرمادیا کہ وہ دونوں برابر و یکساں ہیں۔

www.alahazratnetwork.org

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اس حدیث اور اس کی فرضیت کے متعلق فقیر کے پاس سوال آیا تھا جس کا جواب فتاویٰ فقیر العطا یا النبیویہ فی الفتاویٰ الرضویہ کے مجلہ پنجم کتاب مسائل ششٹی میں مذکور واللہ العبادی الی معالی الامور ۱۲ منہ۔

- ۱۔ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی لزوم السنۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۶۶/۲
- ۲۔ سنن الترمذی کتاب العلم حدیث ۲۶۷۴ دار الفکر بیروت ۳۰۲/۴
- ۳۔ سنن ابن ماجہ باب تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳
- ۴۔ سنن الدارمی باب السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ حدیث ۵۹۲ دار الحسن للطباعة قاہرہ ۱۱۴/۱
- ۵۔ مسند احمد بن حنبل عن مقدام بن معدیکرب المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۱/۴ و ۱۳۲

اقول مراد اللہ اعلم نفس حرمت میں برابری ہے تو اس ارشاد کے منافی نہیں کہ خدا کا فرض رسول کے فرض سے اشد و اقویٰ ہے۔

حدیث ۱۶۷ جمیش بن اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے باریاب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے قصیدہ عرض کیا ازاں جملہ یہ اشعار ہیں یہ
 الا یا رسول اللہ انت مصداق نبوت لنادین الحقیقة بعد ما
 عیدنا کا مثال الحمیر طواغیثا
 یا رسول اللہ! حضور تصدیق لئے گئے ہیں حضور اللہ عز و جل سے ہدایت پانے میں
 بھی مبارک اور خلق کو ہدایت عطا کرنے میں بھی مبارک حضور ہمارے لئے دین اسلام
 کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گمراہوں کی طرح بتوں کو پوچھ رہے تھے۔

مسندۃ من طریق عماس بن عبد الجبار
 عن عبد اللہ بن المبارک عن
 الاوزاعی عن یحییٰ بن ابی سلمة
 عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 حدیث طویل۔
 مشدہ نے عمار بن عبد الجبار کے طریق سے
 عبد اللہ بن مبارک سے انھوں نے اوزاعی سے
 انھوں نے یحییٰ بن ابی سلمہ سے انھوں نے
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
 کیا حدیث لمبی ہے (فت)

یہاں صراحتاً تشریع کی نسبت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہے کہ
 شریعت اسلامی حضور کی مقرر کی ہوئی ہے و لہذا قدیم سے عرف علمائے کرام میں حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں،
 قد اشتهر اطلاقہ علیہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم لانتہ شریع
 الدین والاحکام۔
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع
 کہنا مشہور و معروف ہے اس لئے کہ حضور
 نے دین متین و احکام دین کی شریعت نکالی۔

اسی قدر پر بس کیجئے کہ اس میں سب کچھ آگیا ایک لفظ مشایخ تمام احکام تشریعیہ کو
 جامع ہوا، میں نے یہاں وہ احادیث نقل نہ کیں جن میں حضور کی طرف امر و نہی و تقصید و

امثالہا کی اسناد ہے کہ :

امیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قضی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امر فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فیصلہ فرمایا۔ (ت)

اتنی حدیثوں میں وارد جن کے جمع کو ایک مجملہ کبیر بھی کافی نہ ہو، اور خود قرآن عظیم ہی نے جو ارشاد
نہ فرمایا،

وما ائتکم الرسول فخذوه وما نهکم

عنه فائتہوا۔

جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع

فرمائے اس سے باز رہو،

کہ امر و نہی و قضا اوروں کی طرف بھی اسناد کرتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ :

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولیہ

الامر منکم۔

حکم مانو اللہ کے اور حکم مانو رسول کا اور ان کا

جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (ت)

مجھے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضور اقدس کو احکام سرمدیہ سے فقط آگاہی و واقفیت کی نسبت نہیں

جس طرح وہ سرمدی طاغی آخر تقویۃ الایمان میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح اقرا

کر کے کہتا،

”انھوں نے فرمایا کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں

واقف ہوں اور لوگ غافل“۔

مسلمانو! اللہ انصاف ہے اس کس تا کس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل جلیلہ

وخصائص جلیلہ وکمالات رفیعہ ودرجات منبع جن میں زید و عمر کی کیا گنتی انبیاء و مرسلین و

ملائکہ مقررین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا بھی حصہ نہیں سب یک نخت ارادے سے سب لوگوں سے

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتیاز صرف دربارہ احکام رکھا اور وہ بھی اتنا کہ حضور

۱۔ القرآن الکریم ۵۹/۷

۵۹/۴

الفصل الخامس

۳۳ تقویۃ الایمان

۲۲ مطبع علمی اھمدیوں لوہاری دروازہ لہجہ ص ۲۲

واقف ہیں اور لوگ غافل، تو انبیاء سے تو کچھ امتیاز رہا ہی نہیں کہ وہ بھی واقف ہیں غافل نہیں اور اقیوں سے بھی امتیاز اتنی ہی دیر تک ہے کہ وہ غافل رہیں واقف ہو جائیں تو کچھ امتیاز نہیں کہ اب وقوف و غفلت کا تفاوت نہ رہا اور امتیاز اس میں منحصر تھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانو! دیکھا یہ حاصل ہے اس شخص کے دین کا، یہ کھپلا کلمہ ہے محمد رسول اللہ پر اُس کے ایمان کا جس پر اس نے خاتمہ کیا، حالانکہ واللہ دربارہ احکام بھی صرف اتنا ہی امتیاز نہیں بلکہ حضور حاکم ہیں، صاحب فرمان ہیں، مالک اقرض ہیں، والی تحریم ہیں۔ سن او سرکش! احکام سے اپنے نزدیک واقف تو تو بھی ہے پھر تجھے کوئی مسلمان کے گناہ شریعت کے فرائض تیرے فرض کئے ہوئے ہیں شرع کے محرمات تو نے حرام کر دئے ہیں جن پر زکوٰۃ نہیں انھیں تو نے معاف کر دیا ہے شریعت کا راستہ تیرا مقرر کیا ہے شرائع میں تیرے احکام بھی ہیں اور وہ احکام احکام خدا کے مثل مساوی ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بار میں یہ باتیں کی جاتی ہیں خود محمد رسول اللہ نے ارشاد فرمائی ہیں لہذا فقیر نے صرف اسی قسم احادیث پر اقتدار کیا اور بفضلہ تعالیٰ اپنا نیزہ خار گزار و آہن گزار ان گستاخانِ چشم بندہ و دہن باز کے دل و جگر کے پار کر دیا واللہ الحمد۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں علامہ شہاب خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفا کے امام قاضی عیاض میں تھیں یہ بڑا شرف ہے اس شعر سے
 نَبِیُّنَا الْأَمْرَ الْمَنَاهِیْ فَلَا احْصَا
 اَبْرَیْ قَوْلٍ لَا مَنَنْهُ وَلَا نَعَمَ
 ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب امر و نہی، تو ان سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں۔

کی شرح میں فرماتے ہیں،

معنی نَبِیُّنَا الْأَمْرَ الْمَنَاهِیْ لَاحَاکُم سِوَاہُ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فہو حاکم
 غیر محکوم اللہ۔
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ذکرہ فی فصل جودہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اسکو صاحبِ سیم نے فصل فی وجودہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ذکر فرمایا ہے۔ ت)

۱۔ انکوائب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ الفصل الثالث مرکز اہل سنت برکات رضا گجراتی المند ص ۲۱
 ۲۔ نسیم الریاض شرح شفا القاضی عیاض فصل واما الجود والکرم مرکز اہلسنت برکات رضا گجراتی المند ۲/۳۵

الحمد لله یہ تذیل جلیل اپنے باب میں فرد کامل ہوئی احادیث تحریم مدینہ طیبہ بھی اسی باب سے تھیں کہ امام الوہابیہ کے اس خاص حکم شرک کے سبب جد اشعار میں رہیں اگر کوئی چاہے انہیں اور اس بیان تذیل کو ملا کر احکام تشریعیہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقتدار اختیار کا ظاہر کرنے والا ایک مستقل رسالہ بنائے اور بنام "ھذیۃ اللیب ان التشریع بید الحبیب" موسوم ٹھہرائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین، آمین!

مسک الختام : اب فقیر غفرلہ المولیٰ القدر رسالت حدیثیں اس وصل مبارک میں اور ذکر کرے جن سے امام الوہابیہ کا سخت کور و کر ہونا شمس و امن کی طرح ظاہر ہو کہ جن احادیث سے جن باتوں کو شرک بتانا چاہا تھا خود وہی اور ان کے نظائر صاف گواہ ہیں کہ وہ ہرگز شرک نہیں مگر بچا رہے معذوری کی داغ بیل نہ فریاد، ومن یضلل الله فماله من هادئ (اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ ت)

حدیث ۱۶۸ : صحیح بخاری و مسند احمد و سنن ابی داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و ربیع بنت معوذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری شادی میں تشریف لائے پھر کرباں دفت بچا کر میرے باپ چچا جو بدر میں شہید ہوئے تھے ان کے اوصاف گاتی تھیں اس میں کوئی بولی نہ

وفینا نبیٌ یعلم ما فی غیبہم
ہم میں وہ نبی ہیں جنہیں آئندہ کا حال معلوم ہے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

دعٰی ھذا وقولہ بالذبح کنت
اسے رہنے دے اور جو کچھ پہلے کہہ رہی تھی وہی
تقولین۔ کہے جا۔

سہ القرآن الکریم ۳۳/۴

سہ صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الذن فی النکاح والویرتہ قیدی کتب خانہ کراچی ۷۷۳/۲
سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الغنار آفتاب عالم پریس لاہور ۳۱۸/۲
(باقی بر صفحہ آئندہ)

اقول وبالله التوفیق امام ابو ہاشم اس حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا جسے کہا:
”اس فصل میں اُن آیتوں حدیثوں کا ذکر ہے جس سے اشراک فی العلم کی بُرائی ثابت
ہوتی ہے۔“

تو وہ اس حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف آئندہ بات جاننے
کی اسناد مطلقاً شرک ہے اگرچہ بعطائے الہی جانے کہ اس نے صاف کہہ دیا:
”پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے
ہر طرح شرک ہے۔“

اور خود مصرع مذکور کا مطلب ہی یوں بتایا کہ:
”چھو کر باں گانے لگیں اور اس میں پیغمبر خدا کی تعریف یہ کہی ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ
دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں۔“

بائیں ہمہ حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا مگر جب حدیث میں حکم شرک کی بُرائی نہ پائی تو خود ہی
اپنے دعوے سے تنزل پر آیا اور صرف اتنا لکھنے پر بس کی:

”اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی
باتیں جانتے ہیں، پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھو کر یوں کو
گانے بھی نہ دیا چہ جائیکہ عاقل مرد اس کو کہے یا سن کر پسند کرے۔“

اللہ اللہ، اللہ کے دئے سے بھی ایسا مرتبہ ماننا اس کے نزدیک شرک ہو تو شکایت نہیں کہ اُس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سنن الترمذی کتاب النکاح	حدیث ۱۰۹۲	دار الفکر بیروت	۲۴۷/۴
سنن ابن ماجہ ابواب النکاح	باب الغنا والدف	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۳۸
مسند احمد بن حنبل	حدیث الربیع بنت معوذ	المکتب الاسلامی بیروت	۳۵۹/۶
۱۰ تقویۃ الایمان	الفصل الثانی	مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور	۱۸
۱۱	پہلا باب	” ” ” ” ”	”
۱۲	الفصل الثانی	” ” ” ” ”	”
۱۳	”	” ” ” ” ”	”
۱۴	”	” ” ” ” ”	”

وہرم میں اُس کا محبوب و خود ہی کسی کو آئندہ باتیں جاننے کا مرتبہ دینے پر قادر نہیں کیا اپنا شریک کسی کو بنا سکے گا تو نہی یہ امر بھی اُسے مضر نہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اللہ بھی اطلاع علی الغیب کا مرتبہ نہ ملتا صریح مخالف قرآن ہے، قال اللہ تعالیٰ،

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ لَشَاءِ يَشَاءُ يَتْلُو مَا تَحْتَ خِطَابِ
اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر اطلاع کا منصب دے گا اپنے رسولوں سے چُن لیتا ہے جسے چاہے۔

وقال تعالیٰ،

عَلِمَ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ يَتْلُو
غیب کا جاننے والا تو کسی کو اپنے غیب پر غالب مستط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

یہاں لَا يُظْهِرُ غَيْبَهُ عَلَى أَحَدٍ نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کہ اظہار غیب تو اولیائے کرام قدست اسرار ہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی، بلکہ فرمایا، لَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مستط نہیں فرمایا مگر رسولوں کو، ان دونوں فرقوں میں کیا فرق عظیم ہے اور یہ اعلیٰ مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوتا قرآن عظیم سے کیسا ظاہر ہے مگر اُسے کیا مضر کہ جب اس کے نزدیک اللہ عز وجل کا کذب ممکن جیسا کہ اس کے رسالہ ”یک روزی“ سے ظاہر اور فقیر کے رسالہ ”سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح“ میں اس کا رد ظاہر و باہر، تو قرآن کی مخالفت اس پر کیا موثر، واللہ المستعان علی کل غیو فاجبر (ہرگز راہ فاجر کے خلاف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے) اس سب سے گزر کر ہوشیار عباد سے اتنا پوچھئے کہ بالفرض اگر حدیث سے ثابت ہے بھی تو صرف ممانعت کہ انبیاء کی جناب میں ایسا عقیدہ نہ رکھے وہ شرک کا جبروتی حکم جس کے لئے اس فصل اور ساری

فت : رسالہ ”سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح“ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن
جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور کے صفحہ ۲۱ پر مرقوم ہے۔

کتاب کی وضع ہے کہاں سے نکلا کیا اسی کو تمام تقریب کہتے ہیں اور یہ اُس کا قدیم داب ہے کہ دعویٰ کہتے وقت آسمان سے بھی اُونچا اڑے گا اور دلیل لاتے وقت تحت الثریٰ میں جا چُپے گا اور پُچھا کیجے تو وہاں سے بھی بھاگ جائے گا، ایسے ہی نام تمام مشکل ہازیوں سے عوام کو چھلا اور کاغذ کا چہرہ اپنے دل کی طرح سیاہ کیا۔

ثُمَّ اَقُولُ اور انصاف کی نگاہ سے دیکھئے تو بھلا اللہ تعالیٰ حدیث نے شرک کا تسم بھی لگانہ رکھا، اور شرک پسند اور شرک کی حقیقت و شناخت سے غافل کیا شرک کوئی ایسی ہلکی چیز ہے کہ اللہ کا رسول اور رسولوں کا سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی مجلس میں اپنے حضور اپنی امت کو شرک بکتے کُفر بولتے تھے اور یونہی سہل دُوحرفوں میں گزار دے کہ اسے رہنے دو وہی پہلی بات کہے جاؤ۔ اب یاد کرو حدیث ابی داؤد و یحکم انه لا یستشفع باللہ علی احدٍ (تجربہ افسوس ہے مخلوق میں سے کسی کچھ پاس اللہ قتل سے سفارش نہیں کرائی جاتی) کے متعلق اپنی بد لگامی کی تقریر کہ:

”عرب میں قحط پڑا تھا ایک گنوار اگر پیغمبر کے روبرو اس کی سختی بیان کی اور دعا

طلب کی اور کہا تمہاری سفارش ہم اللہ کے پاس چاہتے ہیں اور اللہ کی تمہارے

پاس، یہ بات سن کر پیغمبر جہت جہت خوف اور دہشت میں آگئے اور اللہ کی بڑائی

ان کے مُنہ سے نکلنے لگی اور ساری مجلس کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہو گئے

پھر اس کو سمجھایا کہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے سب انبیاء و اولیاء اس

کے روبرو ذرّہ ناچیز سے کمتر ہیں وہ کس کے روبرو سفارش کر سکتے؟“

سبحان اللہ! اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُس کے دربار

میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے مُنہ سے اتنی بات سننے ہی مارے دہشت کے بے حواس

ہو گئے اور عرش سے فرشتے تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے۔

اَقُولُ انبیاء و اولیاء کو ذرّہ ناچیز سے کمتر کہنے کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا

کہ حضور نے اسے یوں سمجھایا یا تیرا فترا ہے حدیث میں اس کا وجود نہیں، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو بے حواس کہنا یہ تیری بے دینی کا ادنیٰ کرشمہ اور افترا پر افترا ہے حدیث میں اس کا

بھی نشان نہیں اور اللہ عزوجل کی عظمت اس کی صفت پاک اس کی ذات اقدس سے قائم ہے مکان و محل سے منزہ ہے، کیا جانتے تو کس چیز کو خدا سمجھا ہے جس کی عظمت مکانوں میں بھری ہوئی ہے، بخیر یہ تو تیرے باتیں ہاتھ کے کھیل ہیں۔

تیرا جاہ انبیا اندازہ طعن در حضرت الہی کن
بے ادب باش و انچه دانی گو بیجا باش و ہرچہ خواہی کن

(انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبہ پر تیرا اندازی کر اور بارگاہ الہی میں طعن کر،
بے ادب بن جا اور جو کچھ چاہتا ہے کہتا جا، بے حیا بن جا اور جو چاہتا ہے کرتا جا۔ ت)
مگر آنکھوں کی پٹی اتر کر ذرا یہ سوچ کہ جو بات عظمت شان الہی کے خلاف ہو اُسے سن کر رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ برتاؤ ہوتا ہے حالانکہ سفارشی ٹھہرانے کو یہ بات کہ اس کا مرتبہ
اُس سے کم ہے جس کے پاس اس کی سفارش لائی گئی ایسی صریح لازم نہیں جسے عام لوگ سمجھ لیں
والہذا وہ صحابی اعرابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ با آنکہ اہل زبان تھے اس نکتے سے غافل رہے تو کیا ممکن
ہے کہ صریح شرک و کفر کے کلمے حضور سنیں اور اصلاً کوئی اثر غضب و جلال چہرہ اقدس پر نمایاں
نہ ہو، نہ حضور دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ کہیں، نہ اہل مجلس کی حالت بدلے، نہ ان
کے کہنے والیوں پر کوئی مواخذہ ہو، ایک آسان سی بات پر قناعت فرمایا کہ اسے رہنے دو
کیوں نہیں فرماتے کہ اری اتم کفر بک رہی ہو، اری اتقویٰ الایمان کے حکم سے تم مشرک ہو گئیں
تمہارا دین جاتا رہا تم مرتد ہوئیں از سر نو ایمان لاؤ کل پڑھو نکاح ہو گیا ہے تو تجدید نکاح کرو۔
غرض ایک حرف بھی ایسا نہ فرمایا جس سے شرک ہوتا ثابت ہو، کہنے والیوں کو اپنا حال اور
اہل مجلس کو اس لفظ کا حکم معلوم ہو حالانکہ وقت حاجت بیان حکم فرض ہے اور تاخیر اصلاً روا
نہیں، تو خود اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اطلاع
علی الغیب کی نسبت ہرگز شرک نہیں رہا ممانعت فرمانا وہ بھی یہ بتائے کہ انبیائے کرام و خود
سید الانام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں اس کا اعتقاد فی نفسہ باطل ہے،
یہ منہ دھور کھینے منع لفظ بطلان معنی ہی میں منحصر نہیں بلکہ اس کے لئے وجہ ہیں اور عقل و نقل کا
قاعدہ مسلمہ ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال (جب احتمال اچھے تو استدلال باطل

ہو جاتا ہے۔ ت) اقول ممکن ہے کہ اہل ولعب کے وقت اپنی نعت اور وہ بھی زمانے گانے اور وہ بھی دف بجانے میں پسند نہ فرمائی، لہذا ارشاد ہوا، اسے رہنے دو اور وہی پہلے گیت گاؤ۔ ارشاد الساری لمعات و مرقات وغیرہ میں اس احتمال کی تصریح ہے۔

ثانیاً اقول ممکن کہ مجلس عورتوں، کینیزوں، کم فہم لوگوں کی حتیٰ اُن میں منع فرمایا کہ تو تم ذاتیت کا سبب یاب ہو، شرع حکیم ہے اور امام الہدایہ کی مت اوندھی جو متحمل ذوق و خرد بات جس میں بُرے پہلو کی طرف لے جانے کا احتمال ہو چھو کریوں کو منع کی جائے دانشمند مردوں کے لئے اس کی مانعت بدرجہ اولیٰ جانتا ہے حالانکہ معاملہ صاف الّا ہے ایسی بات سے کم علموں کم فہموں کو روکتے ہیں کہ غلط نہ سمجھ بیٹھیں، عاقلوں دانشمندوں کو منع کیا ضرور کہ ان سے اندیشہ نہیں صحیح مسلم و مسند احمد و سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ پڑھا اور اس میں یہ لفظ کہے :

ومن يطع الله ورسوله فقد سرشد
ومن يعصمها فقد غوى۔
جس نے اللہ و رسول کی اطاعت کی اس نے
راہ پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ

www.al-azhar-network.org

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

بئس الخطيب انت ، قل ومن يعص الله و
رسوله فقد غوى۔
کیا بُرا خطیب ہے تو، یوں کہہ کہ جس نے اللہ
و رسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا۔

ابو داؤد کی روایت میں ہے :

قال قم او قال اذهب فبئس الخطيب
انت یہ
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اٹھ،
یا فرمایا، چلا جا کہ تو بُرا خطیب ہے۔

امام قاضی عیاض وغیرہ ایک جماعت علماء کا ارشاد ہے :

۱۔ صحیح مسلم کتاب الحجۃ فصل فی ایجاز الخطبۃ و اطلاع الصلوۃ قیدی کتب خانہ کراچی ۲۹۶/۱

سنن ابی نعیم اللیبیقی کتاب الطہارۃ ۸۶/۱ و کتاب الحجۃ ۲۱۶/۳ دار صادر بیروت

مسند احمد بن حنبل حدیث عدی بن حاتم المکتب الاسلامی بیروت ۲۵۶/۴

۲۔ سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب الرجل یخطب علی قوس آفتاب عالم پریس لاہور ۱۵۶/۱

یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس خطیب کا اللہ و رسول کو ایک ضمیر تشبیہ میں جمع کرنا

انما انکر علیہ تشبیہ فی الضمیر والمقتضی للتسویہ وامرہ بالعطف تعظیما للہ

اقول (میں کہتا ہوں) یہی علت درست ہے اور اس کی منافات حدیث ابو داؤد کے ساتھ جو کہ عنقریب آرہی ہے، عید ضعیف (اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے) کے بیان مذکور کے ساتھ مندرج ہے۔ امام اجل نووی علیہ الرحمہ نے منہاج میں جو خیال ظاہر فرمایا ہے کہ نبی کا سبب یہ ہے کہ خطبات کی شان یہ ہے کہ ان میں تفصیل و توضیح سے کام لیا جائے اور اشارات و رموز سے اجتناب کیا جائے حالانکہ اس قسم کی ضمیر کا استعمال کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں متعدد احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اللہ و رسول کی محبت اُس کے دل میں ان دونوں کے ماسوا سے زیادہ ہو۔" یہاں ضمیر تشبیہ اس لئے آپ نے استعمال فرمائی کہ یہ خطبہ دو عطف نہیں بلکہ حکم شرعی کی تعلیم ہے چنانچہ لفظوں کی قلت انھیں حفظ کرنے کے زیادہ قریب ہے بخلاف خطبہ کے کہ اس میں حفظ الفاظ مقصود نہیں ہوتا بلکہ ان سے نصیحت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

فاقول (تو میں کہتا ہوں) امام نووی علیہ الرحمہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

عہ اقول هذا هو الصحيح عملة و منافاتہ حدیث ابی داؤد الا فی سند فوعة بما ذکر العبد الضعیف غفر اللہ تعالیٰ لہ اما ما استصوب الامام الاجل النووی رحمہ اللہ تعالیٰ فی المنہاج ان سبب النہی ان الخطب شأنہا البسط والایضاح و اجتناب الاشارات والرموز و مثل هذا الضمیر قد تکرر فی الاحادیث الصحیحۃ من کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کقوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یکون اللہ و رسولہ احب الیہ منہا سواہما و انما تم الضمیر ہنہا لانہ لیس خطبۃ وعظ و انما هو تعلیم حکم فکلما قل لفظ کانت اقرب الی حفظہ بخلاف خطبۃ الوعظ فانہ لیس المراد حفظہما و انما یراد الاتعاظ بہما

فاقول انما حسداہ رحمہ اللہ

لے شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الحجۃ فصل فی ایجاز الخطبۃ الا قیدی کتب خانہ کراچی ۱/۲۸۶

تعالیٰ بتقدیمہ اسمہ ^۱۔
 کہ جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی کو پسند نہ فرمایا کہ
 اس میں برابری کا وہم نہ ہو جائے اور حکم دیا کہ یوں کہے کہ جس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی جس میں
 اللہ عزوجل کا نام اقدس نام پاک رسول سے تعظیماً مقدم رہے۔

(بقیہ ماضیہ صفحہ گزشتہ)

تَعَالَى عَلَى هَذَا التَّكْلِيفِ السَّعِيدِ مَا
 سَأَمَى مِنَ التَّنَافُفِ بِمَنْزِلَةِ نَهْيِهِ
 الْخُطِيبَ وَثَبُوتِهِ عَنْ نَفْسِهِ صَلَّى اللَّهُ
 تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ
 لَا تَنَافُفَ وَلَيْسَ مِنْ وَاجِبَاتِ
 الْخُطْبَةِ تَرْكُ الْأَضْمَارِ لَا مِنْ شَرِيطَةِ
 الْإِبْضَاحِ وَضَعُ الْمَظْهَرِ مَوْضِعَ الْمَضْمَرِ
 وَانْسَاكَاتِ الْأَضْمَارِ يَخْلُ بِالْأَظْهَارِ
 حَيْثُ يَخْشَى الِالْتِبَاسَ وَهَذَا لَا لَيْسَ
 فَكَيْفَ يَكُونُ هَذَا الْمُقْتَضِي لَا أَنْ
 يُوَاجِهُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بِالذَّمِّ وَيَقُولَ لَهُ أَذْهَبْ
 أَوْ قُمْ وَقَدْ كَانَتْ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ يَحِبُّ الْإِيحَانُ فِي الْكَلَامِ بِحَيْثُ
 لَا يَخْلُ بِالْأَفْهَامِ وَكَانَ يَقُولُ صَلَّى
 اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ طَوْلَ
 اس تَكْلِيفِ السَّعِيدِ پُر اس بات نے برا لکھتہ کیا ہے کہ
 آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
 خطیب کو ضمیر تشبیہ کے استعمال سے منع کرنے اور
 خود اس کو استعمال فرمانے میں منافات سمجھی حالانکہ
 توجان چکا ہے کہ کوئی منافات نہیں۔ اور ضمائر
 کو ترک کرنا خطبہ کے واجبات میں سے نہیں اور
 نہ ہی ضمیر کی جگہ اسم ظاہر کو رکھنا شرط تو ضعیف ہے۔
 ضمیر کو استعمال کرنا ہاں ضلّی اظہار ہوتا ہے جہاں
 التباس کا ڈر ہو جبکہ یہاں ایسا نہیں ہے۔
 پھر یہ بات اس امر کی مقتضی کیسے ہوتی کہ نبی کریم
 صلی اللہ تعالیٰ اُس خطیب کی مذمت فرمائیں اور
 حکم دیں کہ یہاں سے چلا جایا اٹھ جا، حالانکہ آپ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کلام میں
 ایسے اختصار کو پسند فرماتے تھے ج
 محض فہم نہ ہو۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ مرد کا نماز کو لمبا کرنا
 (باقی بر صفحہ آئندہ)

حالانکہ حدیث شریف میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبے میں یوں فرمایا کرتے:
 من یطعم اللہ ورسولہ فقد مرشد و
 جس نے اللہ و رسول کی اطاعت کی وہ راہ یاب
 ہو اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ پنا
 ہی نقصان کرے گا۔ (ابوداؤد نے عبد اللہ بن
 مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے
 ساتھ روایت کیا۔ ت)

نیز ابن شہاب زہری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خطبہ مجملہ روایت کیا اس میں
 بعینہ وہی الفاظ ہیں کہ،

ومن یعصمہا فقد غوی۔
 (نیز اس کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 مسلاً روایت کیا گیا۔ ت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) www.alahazratnetwork.org

صلوۃ الرجل وقصر خطبته مئنة
 من فقهه فاطيلوا الصلوة واقصرو
 الخطبة وانت من البيان لسحرا
 ثم ثبوت مثله عنه صلى الله
 تعالى عليه وسلم في الخطبة
 كما ستسمع من حديثي ابى داؤد
 لا يذ ر لهذا الوجه وجه قبول اصلاً فانما
 المحيى الى ما ذكر العبد الضعيف والحمد
 لله على التوقيت ۱۲ منہ۔
 اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کی قناعت کی دلیل ہے
 لہذا نماز لمبی اور خطبہ مختصر کیا کرو۔ اور بعض بیان
 جادو ہوتے ہیں۔ پھر خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم سے اس جیسے کلام کا خطبہ میں ثبوت
 جیسا کہ ابوداؤد کی دو حدیثوں سے تو سنئے گا،
 اس وجہ کو قابل قبول نہیں رہنے دیتا۔
 لہذا مخلص اُسی وجہ میں ہے جس کو عبد ضعیف
 (مصنف علیہ الرحمہ) نے ذکر کیا ہے۔ اس
 سوجھ بوجھ کی عطا پر تمام تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ (ت)

۱۵ سنن ابی داؤد کتاب الصلوة (البواب المجمع) باب الرجل یخطب علی قوس آفتاب عالم پر پس للہو ۱۵

۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

حدیث آئندہ سے توفیق اللہ تعالیٰ اس فقیر کی عمدہ تائید و تقریر ہوتی ہے فانتظر۔
 ثالثاً وجہ ممانعت علم غیب کی اسناد مطلق ہے ذکر تعلیم الہی عز وجل ہے۔ شیخ محقق رحمہ اللہ
 تعالیٰ نے لمعات میں اس طرف ایسا فرمایا۔

اقول اور وہ بے شک وجہ ہے جس طرح بغیر اللہ عز وجل کی مشیت کو ملائے یوں کہنا کہ
 میں یوں کروں گا، مکروہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :
 وَلَا تَقُولُوا لِمَا يُغْنِي عَنْكَ فاعِلُ ذَلِكَ غَدًا
 ہرگز نہ کہنا کسی چیز کو کہ میں کل ایسا کرنے والا ہوں
 الا ان يشاء الله يله
 مگر یہ کہ خدا چاہے۔

علم غیب بالذات اللہ عز وجل کے لئے خاص ہے کفار اپنے معبودان باطل و غیر ہم کے لئے
 مانتے تھے لہذا مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ، اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے
 امور غیب پر انھیں اطلاع ہے یہ دوسرا احتمال ہے کہ علمائے اس حدیث میں ذکر فرمایا اس تقدیر پر
 بھی ممانعت ادب کلام کی طرف ناظر ہے نہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تعلیم الہی غیب پر
 اطلاع کا عقیدہ ممنوع ہی ہو شرک تو درکنار جو اس طاعی کا مقصود ہے ہکذا ینبغی التحقیق
 واللہ تعالیٰ ولی التوفیق (تحقیق یہ کہی جا سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔ ت)

حدیث ۱۶۹، محمد بن اسحق تابعی ثقہ امام السیر والمغازی نے ابو جرحہ زید بن عبیدہ سعدی سے
 روایت کی، جب (غزوہ خنین میں) مشرکین بھاگ گئے مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار
 کفار ہوا زین تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہوئے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 فرمایا، اگر وہ ایمان لاکر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل و مال اُسے واپس دیں۔ یہ خبر مالک بن عوف کو
 پہنچی، خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب کہ حضور مقام جعرانہ سے نہضت فرما چکے تھے، سید اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے اہل و مال واپس دئے اور ثلواونٹ اپنے خزانہ کرم سے
 عطا کئے، فقال مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا خا ط ب رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم من قصیدۃ (تو مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم سے اپنے قصیدہ سے مخاطب ہوئے۔ ت) : ہ

حضور بتا دیں گے، یہ اُسی کی شان ہو سکتی ہے جو بالفعل تمام آئندہ باتوں کو جانتا ہو یا اطلاع غیب اس کے ارادہ و خواہش پر کر دی گئی ہو کہ جب چاہے معلوم کر لے ورنہ یہ اطلاق ہرگز صادق نہیں آسکتا اسے ایک نظیر محسوس میں دیکھئے۔ زید فقیر ہے نہ پاس کچھ رکھتا ہے نہ بادشاہ ہی خزانوں پر اس کا ہاتھ پہنچتا ہے مگر بادشاہ کبھی کبھی اُسے دو چار توڑے بخش دیتا ہے وہ شخص پلو رکھ کر یہ کہے تو کہہ لے کہ میں جب چاہوں ایک توڑا خیرات کر دوں کہ وہ آپ ہی اُسی وقت چاہے گا جب پائے گا مگر عام فقیروں کو اشتہار دے کہ تم جس وقت چاہو میں توڑا عطا کر دوں تو ضرور غلط کہاں اور دم بھر میں اس کا دروغ کھل سکتا ہے فقیر مانگیں اور نہ مال ہے نہ خرانے پر اختیار تو کہاں سے دے گا، یا اگر بادشاہ نے بالفعل ایسے خرانے دے دئے کہ جب کوئی کچھ مانگے یہ دے اور کی نہ ہو، یا بالفعل نہ سہی تو خزانوں پر اختیار ہی دیا ہو کہ جس وقت جو چاہے لے لے تو وہ بیشک ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ اب یہ حدیثیں فرما رہی ہیں کہ صحابی یہ صفت کریم حضور کی نسبت اقدس میں عرض کرتے ہیں اور حضور انکار نہیں فرماتے بلکہ خلعت و انعام بخشے ہیں، تو صراحت یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اطلاع غیب حضور کے ارادہ و اختیار پر رکھ دی ہے، اور واقعی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ایسی ہی ہے، امام حجر الاسلام محمد محمد مکرانی قدس سرہ اعلیٰ فرماتے ہیں،

النبوۃ عبارة عما يختص به
النبي ويفارق به غيره وهو يختص
بأنواع من الخواص، أحدها أنه
يعرف حقائق الأمور المتعلقة
بالله تعالى وصفاته وملئكته
والدار الآخرة علماً مخالفاً لعلوم غيره
بكثرة المعلومات وزيادة الكشف و
التحقيق، ثانيها أن له في نفسه
صفة بها تتم الأفعال الخارقة
للعادة كما أن لنا
صفة تتم بها
الحركات العارضة بإرادتنا

یعنی نبوت وہ چیز ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے
اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے
اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں جن سے نبی شخص قرار
ایک یہ کہ جو امور اللہ عز و جل کی ذات و صفات
اور ملائکہ و آخرت سے متعلق ہیں نبی ان کے
حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے کہ اوروں کے علم
زیادت معلومات و فزونی تحقیق و انکشاف میں ان
سے نسبت نہیں رکھتے۔ دوئم یہ کہ نبی کے لئے اس
کی ذات میں ایک وصف ہوتا ہے جس سے
افعال خلاف عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں)
انصرام پاتے ہیں جس طرح ہمارے لئے ایک
صفت ہے کہ اُس سے ہماری حرکات ارادیہ

وہی القدسۃ، ثالثھا انت لہ
صفة بہا یبصر المثلکۃ ویشاہدہم
کما انت للیصیر صفة بہا یفارق
الاعین، مرآبہا انت لہ صفة
بہا یبدلک ما سیکون فی
الغیب۔ نقلہ عنہ العلامة الزرقانی
فی صدم شرح المواہب۔

پوری ہوتی ہیں جسے قدرت کہتے ہیں۔ سوچو یہ کہ نبی
کے لئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ ملائکہ کو
دیکھتا ہے جس طرح انکھیاں کے پاس ایک
صفت ہوتی ہے جس کے باعث وہ اندھے سے
ممتاز ہے۔ چہاں کہ یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت تھی
جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے۔
(علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے شرح المواہب کے
آغاز میں اسے امام غزالی علیہ الرحمۃ سے نقل کیا۔)

اقول مسئلہ: اس حدیث شریفہ اور ان امام باغلت ان حکیم ائمت قدس سرہ المنیف کے
ارشاد لطیف کو امام الوابیہ کے قول کثیف سے ملا کر دیکھو کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
کے بارے میں اہل حق و اہل باطل کے عقائد کا فرق ظاہر ہو رہا ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی ذات میں رب عزوجل نے ایک صفت ایسی رکھی ہے جس سے وہ خرق عادت کرتے ہیں جس طرح ہم
اپنے ارادے سے چلتے پھرتے ہیں، حرکت کرتے ہیں، ایک صفت رکھی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتے
ہیں، ایک صفت دی ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتیں جانتے ہیں۔ یہ کہتا ہے، "ان کو کسی
نوع کی قدرت نہیں، کسی کام میں نہ بالفضل اُن کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ ایضاً کچھ
اس بات میں بھی اُن کو بڑائی نہیں کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دی ہو کہ جس آئندہ
بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کر لیں کہ فلاں کے اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگر کی میں اس کو
فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا، یا اس لڑائی میں فتح پائے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے
ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ ایضاً جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا دنیا و آخرت
میں اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو، نہ اپنا حال نہ دوسرے کا، اور اگر
کچھ بات اللہ نے کسی مقبول بندے کو وحی یا الہام سے بتائی کہ فلاں نے کام کا انجام بخیر ہے یا بُرا، سو
وہ محض ہے اور اس سے زیادہ معلوم کر لینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی اُن کے اختیار سے باہر ہے۔"

اقول اتنا لفظ سچ ہے کہ اللہ عزوجل کے بتانے سے زیادہ کوئی معلوم نہیں کر سکتا۔ ہمارے اختیاری افعال کب عطائے الہی و ارادۃ الہیہ سے بڑھ کر ہو سکتے ہیں مگر کلمۃ حق اُنبیاء باطل (کلمۃ حق ہے جس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ ت) خوارج کی طرح یہ سچا لفظ اس نے باطل ارادے سے کہا ہے وہ اس سے اُن کے اختیار عطائی کا بھی سلب چاہتا ہے یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا دیا ہوا اختیار بھی نہیں بلکہ عاجز و مجبور محض ہیں۔ اُس نے صاف تصریح کی ہے کہ :

”ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں اس واسطے کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے دریافت کر لیجے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے، کسی نبی و ولی کو نبوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی، اللہ صاحب اپنے ارادے سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو یہ اپنے ارادے کے موافق نہ اُن کی خواہش پر“

اسی کے اس اعتقاد باطل کا حدیث مذکور و قول مسطور امام مشہور میں رد صریح ہے۔

بالجملہ فرق یہ ہے کہ حدیث کے ارشاد اور اُن کے مطابق اہل حق کے اعتقاد میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام انظارِ خوارج و ادراکِ غیب میں انسان مختار بعطائے قادر جلیل الاقدار ہیں کہ جس طرح عام آدمیوں کو ظاہری حرکات و ظاہری ادراکات کے اختیارات حضرت و اہلب الطہات نے بخشے ہیں کہ جب چاہیں دست و پا کو جنبش دیں چاہیں نہ دیں، جب چاہیں آنکھ کھول کر چیز دیکھ لیں چاہیں نہ دیکھیں، اگر چہ بے خدا کے چاہے وہ کچھ نہیں چاہ سکتے، اور وہ چاہیں خدا نہ چاہے تو ان کا چاہا کچھ نہیں ہو سکتا اور وہ عطائی اختیارات اس کے حقیقی ذاتی اختیار کے حضور کچھ نہیں چل سکتے بعینہ یہی حالت حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دربارہ معجزات و ادراکِ معنیات ہے کہ رب عزوجل نے انھیں ظاہری خوارج و سمیع و بصیر کی طرح باطنی صفات وہ عطا فرمائی ہیں کہ جب چاہیں خرق عادات فرمادیں معنیات کو معلوم فرمائیں چاہیں نہ فرمائیں اگرچہ بے خدا کے چاہے نہ وہ چاہ سکتے ہیں نہ بے ارادۃ الہیہ ان کا ارادہ کام دے سکتا ہے اور امام الاولیاء کے نزدیک ایسا نہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پتھر کی طرح عاجز و مجبور مطلق ہیں کہ بلاسنہ والا محض اپنے قسری ارادے سے بے اُن کے توسط اختیار عطائی کے اپنے ارادے کے موافق نہ اُن کی خواہش پر بلکہ اسے تو اہل

جائیں ورنہ مجبور پڑے رہیں یہ کس ناکس اپنے اس خیال پر یہ دلیل لایا کہ :

”چنانچہ پیغمبر کو بار بار ایسا اتفاق ہوا کہ بعض بات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات نہ معلوم ہوتی پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتا دی چنانچہ منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت کی اور حضرت کو بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی، جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہ پاک“

اقول اگر اختیار ذاتی و عطائی میں فرق کی تمیز ہوتی تو جان لیتا کہ ایسے اتفاقات اختیار عطائی کے اصلاً منافی نہیں، مراد کا اختیار سے مختلف نہ ہو سکتا قدرت ذاتیہ الہیہ کا خاصہ ہے، قدرت عطائیہ انسانہ میں لاکھ بار ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک کام کیا چاہتا ہے اور اللہ نہیں چاہتا نہیں بن پڑتا اس سے نہ انسان پتھر ہو گیا نہ اس کا اختیار عطائی مصلوب، عطائی کی شان ہی یہ ہے کہ جب تک ارادہ ذاتیہ حقیقیہ الہیہ مساعدت نہ فرمائے کام نہیں دیتا۔ طرفہ قہر بر قہر یہ ہے کہ ادھر تو تو نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عیاذاً باللہ پتھر بنایا تھا اُدھر اپنے معبود کو ایک آدمی کے برابر کر چھوڑا کہ :

”غیب کی بات دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجے یہ اللہ صاحب کی شان ہے“

او اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانے والے بے ادب گستاخ! یہ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کی شان نہیں، وہ اس یہودہ مہمل شان سے پاک و منزہ ہے اس کا علم اس کی صفت ذاتیہ ہے اس کے اختیار سے نہیں اس کا علم مخلوق نہیں ازلی ابدی ہے حادث نہیں۔ او بد عقل بد زبان! غیب کا دریافت کرنا اختیار میں ہونے کے یہی معنی یا کچھ اور کہ بالفضل تو معلوم نہیں مگر چاہے تو معلوم کر سکتا ہے ثقت بر ذلک بے دینی، یہ تیرا مہوم خدا جاہل بالفعل محل حوادث ہو گا سچا خدا تیری یہ صریح گالی ہے بے نہایت متعالی ہے تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً (اللہ تعالیٰ بہت بلند و برتر ہے ان باتوں سے جو ظالم کہتے ہیں۔ ت)

مسلمانو! دیکھا تم نے، یہ ایمان ہے اس گمراہ کا انبیاء اور خود حضرت عیسیٰ کی جناب میں،

اِنَّ اللّٰهَ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ ، وَاَحْوَلُ وَاَقْوَى الْاَبَالُ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۔ خیر اس کی ضلالتیں کہاں تک
 لکھے ماعلیٰ مشلہ یُعَدُّ الْخَطَا (اس جیسے کی خطاؤں کا شمار نہیں کیا جاتا ۔ ست) حدیث دکھا کر
 اتنا پوچھے کہ کیوں صاحب! وہاں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غضب فرمایا نہ حکم شرک لگایا
 مگر انصار کی چھوڑوں کو اتنا اثر دیا ہوا کہ اسے رہنے دو ۔ یہاں جو یہ مرد عاقل یہ صحابی فاضل کعت حضور
 میں اس سے بھی زیادہ عظیم بات کر رہے ہیں اور حدیث فرماتی ہے کہ حضور منع نہیں کرتے بلکہ اور انعام
 اکرام بخشتے ہیں ۔ یہ شرک و بائیت پر کسی آفت ہے ، اب یاد کرو وہ اپنی اونڈھی مت اُلٹی کھوڑی پچ
 جائیکہ عاقل مرد کہے یا سن کر پسند کر لے ۔ کچھ یہ بھی سوچا کر کہنے والے کو قہر اور سن کر پسند کر نیوالے کو
 بے ل نقد بالحق علی الباطل بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس
 قید مغہ فاذا هو نرا حق و لکم الویل کا بھیج نکال دیتا ہے تو جیسی وہ مسٹ کر
 رہ جاتا ہے ، اور تمھاری خرابی ہے ان باتوں
 میں تصفون یہ
 سے جو بناتے ہو ۔ (ت)

حدیث ۱۷۱ : اور بڑھ کر سنئے ، شرک فی العادة کے بیان میں لکھا ،

اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو سکھایا ہے کہ دنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور
 اس کی کچھ تعظیم کرتے رہیں جیسے اولاد کا نام عبد اللہ ، خدا بخش رکھنا جس چیز کو فرمایا
 اس کو برتنا جو منع کیا اس سے دور رہنا اور یوں کہنا کہ اللہ چاہے تو ہم فلاں کام کریں گے
 اور اس کے نام کی قسم کھا فی اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں
 پھر کوئی کسی انبیاء اولیاء محبوبت پر ہی کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اولاد کا
 نام عبد اللہ یا امام بخش رکھنے کھانے پینے پہننے میں رسموں کی سنہ پکڑے یا ٹوٹی
 کسے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیغمبر کی قسم کھاوے سوان سب باتوں
 سے شرک ثابت ہوتا ہے اس کو اشراک فی العادة کہتے ہیں یہ

پھر اس شرک کی فصل میں اس مدعا کے ثبوت کو مشکوٰۃ کے باب الاسامی سے شرح السنہ کی

۱۔ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۸

۲۔ القرآن الکریم ۱۶/۲۱

۳۔ تقویۃ الایمان مقدمۃ الکتاب مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۸ و ۹

نقل کر لیا۔ کیا یہ سمجھتا تھا کہ مشکوٰۃ اہل علم کی نظر سے نہاں ہے، نہیں نہیں، خوب جانتا تھا کہ مبتدی طالب علم حدیث میں پہلے اسی کو پڑھتا ہے مگر اُسے تو اُن پیارے حوام کو چھلنا مقصود تھا جنہیں علم کی ہوانہ لگی سمجھ لیا کہ ان پر اندھیری ڈال ہی لوں گا، اہل علم نے اور کون سی مافی ہے کہ اسی پر مقرر ض ہو گئے۔
 صرح اُس آئندہ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ

ثالثاً امام الوہاب یہ کہ تو مبلغ علم یہی مشکوٰۃ ہے، ہم اس مطلب کی احادیث اول ذکر کریں پھر توفیقہ تعالیٰ ثابت کر دکھائیں کہ یہی حدیثیں اُس کے شرک کا کیسا سر توڑتی ہیں۔ اول تو یہی حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی (حدیث ۱۷۱) احمد و ابی داؤد نے یوں مختصراً اور ابن ماجہ نے بے سند حسن اس طرح مطلقاً روایت کی،

حد ثنا هشام بن عمار ثنا سفین بن عیینہ عن عبد الملک بن عبید عن ربیع بن جراح عن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما انت رجل من المسلمین ساری فی النوم انطلق من اجل من اهل الكتاب فقال نعم القوم انتم لولا انکم تشرکون تقولون ما شاء الله و شاء محمد صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم و ذکر ذلک للنبی صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم فقال امّا والله ان کنت لا تعرفها لکم قولوا ما شاء الله ثم ما شاء محمد صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم

یعنی اہل اسلام سے کسی صاحب کو خواب میں ایک کتابی ملا وہ بولا، تم بہت خوب لوگ ہو اگر شرک نہ کرتے تم کہتے ہو جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اُن مسلم نے یہ خواب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، فرمایا: سُنتے ہو خدا کی قسم تمہاری اس بات پر مجھے بھی خیال گزرتا تھا یوں کہا کرو جو چاہے اللہ پھر جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفہ بن الیمان۔ المکتب الاسلامی بیروت ۵/۲۹۳
 سنن ابی داؤد کتاب الادب باب منہ آفتاب عالم پریس لاہور ۴/۳۲۴
 سنن ابن ماجہ ابواب الکفارات باب النہی ان یقال ما شاء الله انہ یحکم سعید بن کراچی ص ۱۵۴

یہ حدیث ابن ابی شیبہ و طبرانی و بیہقی و غیرہم نے بھی روایت کی۔

حدیث ۱۷۱۶: ابن ماجہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

اذا حلفت احداً فلا یقل ما شاء اللہ
وشئت ولكن لیقل ما شاء اللہ ثم
شئت یٰ

جب تم میں سے کوئی شخص قسم کھائے تو یوں
نہ کہے کہ جو چاہے اللہ اور میں چاہوں، یاں
یوں کہے کہ جو چاہے اللہ پھر میں چاہوں۔

حدیث ۱۷۱۷: نیز ابن ماجہ و احسبہ و بغوی و ابن قانع و غیرہم نے یہی مضمون طفیل بن سنجہ
برادر مادری ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا،

بیدانہ اعنی ابن ماجہ احالہ علی حدیث
حدیثہ فقال نحوہ ولم یسق لفظہ۔

سوائے اس کے کہ ابن ماجہ نے اسکو حدیث حدیثہ
کی طرف پھرتے ہوئے نحوۃ کہا ہے اس
کے الفاظ ذکر نہیں کئے۔ (ت)

اور مستند امام احمد بن حنبلہ صحیح کہ حدیث ابی ہریرہ و عفان ثنا حماد بن سلمۃ عن عبد الملک
بن عمیر عن ربیع بن خراس عن طفیل بن سنجہ اخی عائشۃ لأمہا رضی اللہ
تعالیٰ عنہما یوں ہے کہ انھیں خواب میں کچھ یہودی ملے انھوں نے انہیں عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام
ماننے کا اُن پر اعتراض کیا انھوں نے کہا تم خاص کامل لوگ ہو اگر یوں نہ کہو کہ جو چاہے اللہ اور چاہیں
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پھر کچھ نصاریٰ ملے اُن سے بھی انہیں مسیح کے جواب میں یہی سُنا
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خواب عرض کیا، حضور نے خطبے میں بعد حمد و ثناء الہی
فرمایا،

انکم کنتم تقولون کلمۃ کان یمنعنی تم لوگ ایک بات کہا کرتے تھے مجھے تھماتا

لہ اتحاف السادة بحوالہ ابن ابی شیبہ الاثر التاسع عشر دار الفکر بیروت ۵۷۴ھ

الاسماء والصفات باب قول اللہ عز وجل وما تشاؤون ان المکتبۃ الاثریہ سانکھ بل ۲۳۸ھ
سنن ابن ماجہ ابواب الکفارات باب النہی ان یقال ما شاء اللہ الخ ایچ ایم سعید کتب خانہ کراچی ۱۵۵ھ

الحياء منكم ان اتهمكم عنہا لا تقولوا
ما شاء الله وما شاء محمد

لی غور وگتا تھا کہ تمہیں اُس سے منع کروں یوں کہو
جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم۔

حدیث ۴۷۱ سنن نسائی میں بسند صحیح بطریق مسعر عن معبد بن خالد عن عبد اللہ
بن یسار قلیل بنت صفی بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ان یہودیا اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فقال انکم تُشَدُّ دُوتَ وَاَنْکُمْ
تُشْرَکُونَ تقولون ما شاء الله
وَمُشَدَّتْ تقولون والكعبة فامرهم
النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
وسلم اذا امرادوا ان یحلفوا
ان یقولوا رب الکعبة ویقول
احد ما شاء الله ثم شئت
یعنی ایک یہودی نے خدمت اقدس حضور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر ہو کر عرض کی:
بیشک تم لوگ اللہ کا برابر والا ٹھہراتے ہو بیشک
تم لوگ شرک کرتے ہو یوں کہتے ہو جو چاہے اللہ
چاہو تم، اور کعبہ کی قسم کھاتے ہو۔ اس پر
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا کہ قسم کھانا چاہیں تو
یوں نہیں رب کعبہ کی قسم اور کہنے والا یوں کہے
”جو چاہے اللہ اور پھر جو چاہو تم۔“

یہ حدیث سنن بیہقی میں بھی ہے، نیز ابن سعد نے طبقات اور طبرانی المعجم کبیر میں بطریق مذکور مسعر اور
ابن منذ نے بطریق المسعودی عن معبد الجندی عن ابن یسار الجہنی عن قلیل
الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی اور امام احمد نے مسند میں اس طریق مسعودی سے
بہتر صحیح یوں روایت فرمائی،

حد ثنا یحییٰ بن سعید ثنا یحییٰ المسعودی عن معبد بن خالد عن عبد اللہ بن یسار

- ۱۔ مسند احمد بن حنبل حدیث طویل بن سحیرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۴/۵
۲۔ سنن النسائی کتاب الایمان والذکر الحلف بالکعبة نور محمد کارخانہ کراچی ۱۳۳/۲
۳۔ السنن الکبریٰ کتاب الحجۃ باب ما یکرہ من الکلام فی الخطبة دار صادر بیروت ۲۱۲/۳
۴۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد تسمیۃ غرائب نساء العرب دار صادر بیروت ۲۰۹/۸
۵۔ المعجم الکبیر عن قلیل بنت صفی الجہنی حدیث ۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۵ و ۱۳/۲۵

عن قتيلة بنت صفیة الجهنیة ،

قالت اُتی خبر من الاخیار رسول الله صلی
الله تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا محمد
نعم القوم انتم لولا انکم تشرکون
قال سبحان الله وما ذالک قال تقولون
اذا اخلصتموا الکعبة قالت فاصهل
مرسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم
شیئا ثم قال انه قد قال فسن حلف
فلیحلف برب الکعبة قال یا محمد
نعم القوم انتم لولا انکم تجعلون
الله ندا قال سبحان الله وما ذالک
قال تقولون ما شاء الله وشئت
قالت فاصهل مرسول الله صلی الله
تعالیٰ علیہ وسلم شیئا قال انه
قد قال ما شاء الله فلیفصل
بینهما ثم شئت یه

یعنی یہود کے ایک عالم نے خدمتِ اقدس حضور
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض
کی: اے محمد! آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر شرک
نہ کیجیے۔ فرمایا: سبحان اللہ! یہ کیا۔ کہا: آپ کعبہ
کی قسم کھاتے ہیں۔ اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے کچھ مہلت دی یعنی ایک مدت تک
کچھ ممانعت نہ فرمائی، پھر فرمایا: یہودی نے ایسا
کہا ہے تو اب جو قسم کھائے وہ ریت کعبہ کی قسم
کھائے۔ یہودی نے عرض کی: اے محمد! آپ
بہت عمدہ لوگ ہیں اگر اللہ کا برابر نہ ٹھہر آئیے۔
فرمایا: سبحان اللہ! یہ کیا۔ کہا: آپ کہتے ہیں
جو چاہے اللہ اور چاہو تم۔ اس پر بھی سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہلت تک
کچھ نہ فرمایا، بعد فرمادیا، اس یہودی نے ایسا
کہا ہے تو اب جو کہے کہ جو چاہے اللہ تعالیٰ تو
دوسرے کے چاہنے کو چُدا کر کے کہے کہ پھر چاہو تم۔

بحمدِ اللہ یہ احادیث کثیرہ صحیحہ علیہ متصلہ کتب صحاح سے ہیں امام الوہاب نے ان
سب کو بالائے طاق رکھ کر شرح السنہ کی ایک روایت منقطع دکھائی اور بکھرا اللہ اس میں
بھی کہیں اپنے حکم شرک کی بُن بانی۔

اقول وبالله التوفیق اب بفضلہ تعالیٰ ملاحظہ کیجئے کہ یہی حدیثیں اسکے دعویٰ شرک کو
کس کس طرح جہنم رسید فرماتی ہیں،

اولاً ان احادیث سے ثابت کہ صحابہ کرام میں یہ قول کہ اللہ و رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائیگا

یا اللہ اور تم چاہو تو یوں ہو گا شائع و ذائع تھا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر مطلع تھے اور انکار نہ فرماتے تھے بلکہ اس عالم یہودی کے ظاہر الفاظ تو یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بھی ایسا فرمایا کرتے تھے، امام الوہابیہ اسے شرک کہتا ہے، تو ثابت ہوا کہ اس کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شرک کرتے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع نہ فرماتے تھے۔

ثانیاً حدیث طویل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ دیکھو کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اُس لفظ کا خیال مجھے بھی گزرتا تھا مگر تمہارے لحاظ سے منع نہ کرتا تھا۔ جب یہ لفظ امام الوہابیہ کے نزدیک شرک ٹھہرا تو معاذ اللہ نبی نے دانستہ شرک کو گوارا کیا اور اس سے ممانعت پر اپنے پیروں کے لحاظ پاس کو غلبہ دیا امام الوہابیہ کے یہاں یہ نبوت کی شان ہے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثالثاً ایک یہودی نے اگر اعتراض کیا اس کے بعد حکم ممانعت ہوا، تو امام الوہابیہ کے نزدیک صحابہ کرام بلکہ سید امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچی توحید اور اس پر استقامت کی تائید ایک یہودی نے سکھائی و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سابعاً قتیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث صحیح دیکھو، اس یہودی کی عرض پر بھی فوراً حضور نے ممانعت نہ فرمائی بلکہ ایک زمانہ کے بعد خیال آیا اور فرمایا، وہ یہودی اعتراض کر گیا ہے اچھا یوں نہ کہا کرو۔ تو امام الوہابیہ کے نزدیک اللہ کے رسول نے آپ تو شرک سے نہ روکایا شرک کو شرک نہ جانا جب ایک کافر نے بنایا اس پر بھی ایک مدت تک شرک کو روکا پھر ممانعت بھی کی تو یوں نہیں کہ شرک کی بُرائی سے، بلکہ یوں کہ ایک مخالف اعتراض کرتا ہے لہذا چھوڑ دو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خاصتاً ان سب دقتوں کے بعد جو تعلیم فرمائی وہ بھی یہاں آس در کاسہ لائی ارشاد ہوا کہ یوں کہا کرو جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو یہ کام ہو گا، امام الوہابیہ کے لفظ یاد کیجئے :

یہ خاص اللہ کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

مسلمانوں! اللہ انصاف، جو بات خاص شاہی الٰہی عز وجل ہے جس میں کسی مخلوق کو کچھ دخل نہیں اُس میں دوسرے کو خدا کے ساتھ "اور" کہہ کر طایا تو کیا اور "پھر" کہہ کر طایا تو کیا، شرک سے کیونکر نجات ہو جائے گی۔ مثلاً آسمان وزمین کا خالق ہونا اپنی ذاتی قدرت سے، تمام اولین و آخرین کا رازق ہونا خاص خدا کی شانیں ہیں۔ کیا اگر کوئی یوں کہے کہ اللہ و رسول خالق السموات والارض ہیں اللہ و رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق عالم ہیں جیہی شرک ہو گا۔ اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السموات والارض ہیں، اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں تو شرک نہ ہو گا۔

مسلمانو! مگر اہوں کے امتحان کے لئے ان کے سامنے یونہی کہہ دیجو کہ اللہ پھر رسول عالم الغیب ہیں، اللہ پھر رسول ہماری مشکلیں کھول دیں، دیکھو تو یہ حکم شرک جڑتے ہیں یا نہیں۔ اسی لئے توبہ عیار مشکوٰۃ کی اُس حدیث متصل صحیح ابو داؤد کی میر بجری بچا گیا تھا جس میں لفظ "پھر" کے ساتھ اجازت ارشاد ہوئی تو ثابت ہوا کہ اس مردک کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودی کا اعتراض پا کر بھی جو تبدیلی کی وہ خود شرک کی شرک ہی رہی۔

مسلمانو! یہ حاصل ہے رسولوں کی جناب میں اس گستاخ کے اعتقاد کا۔ وسیع علم الذین ظلموا اَنَّهُمْ مُنْقَلِبٌ مُنْقَلِبُونَ (بجانب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کر دٹ پلٹا کھائیں گے۔ بت) + یہ تو ان کے طور پر نتیجہ احادیث تھا ہم اہل حق کے طور پر پوچھو تو اقول وبالله التوفیق (قریں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) بجز اللہ تعالیٰ نے صحابہ نے شرک کیا نہ معاذ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرک سن کر گوارا فرمایا، کسی کے لحاظ و پاس کو کام میں لانا ممکن نہ تھا، نہ یہودی مردک تعلیم توحید کر سکتا تھا، بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ مشیت حقیقیہ ذاتیہ مستقلہ اللہ عز وجل کے لئے خاص ہے اور مشیت عطائیہ تابعہ لمشیۃ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے اپنے عباد کو عطا کی ہے، مشیت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کائنات میں جیسا کچھ دخل عظیم بے طائے رب کریم جل جلالہ ہے وہ اُن تقریراتِ عظیمہ سے کہ ہم نے یہ حدیث ذکر کیں واضح و آشکار ہے، محمد رسول اللہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک نائب و خادم سیدنا علی مرتضیٰ مشکاکشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی کی نسبت اُمتِ مروجہ کا جو اعتقاد ہے وہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی عبارت مذکورہ مقدمہ سے اظہار ہے کہ:

حضرت امیر و ذریۃ طاہرہ اور اتمام امت بر شال
پیران می پرستند و امور مملکتونہ را بایشان
و ابستہ میدانند۔
حضرت امیر یعنی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور
ان کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد جلیسا سمجھتی
ہے اور مملکتوں امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ
جانتی ہے۔ (ت)

اور خود امام ابوہریرہ اس تقویۃ الایمان کے کفری ایمان سے پہلے جو ایمان صراط المستقیم میں
رکھتا تھا وہ بھی یہی تھا جہاں کہتا تھا،
مقامات ولایت بل سائر خدمات مثل قطبیت
غوثیت وابدالیت وغیرہ ہمہ از حد کرامت
مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ
ایشان است و در سلطنت سلطانین و امارت
امرا ہمت ایشان را دخلیست کہ بر سبب احیان
عالم مملکت متغی نیست۔
مقامات ولایت بلکہ تمام خدمات مثل قطبیت
غوثیت وابدالیت وغیرہ سب رہتی دنیا تک
حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے واسطے سے
لگتے ہیں اور بادشاہوں کی سلطنت اور امیروں
کی امارت میں بھی آنجناب کی ہمت کا دخل ہے
یہ سیاحان عالم ملکوت پر پوشیدہ نہیں۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اب کہ تقویۃ الایمان نے حکم،

قل ہنسایا مکرکہ بہ ایمانکون کنتم
مؤمنین۔
تم فرما دو کیا بُرا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان
اگر ایمان رکھتے ہو۔

اسے تمام امت مرحومہ کے خلاف ایک نیا ایمان سخت بُرا ایمان نام کا ایمان اور حقیقت میں پرلے
سہرے کا کفران سکھایا یہ اسفل السافلین پہنچا، اب وہ بات کہ سیاحان عالم پر ظاہر تھی اسے
کیونکر سمجھائی دے،

ومن لم يجعل الله نوراً فما له من
نور۔
اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں
نور نہیں۔ (ت)

۱۔ تحفہ اشاعرہ باب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴
۲۔ صراط المستقیم باب دوم فصل اول المکتبۃ السلفیۃ لاہور ص ۵۸
۳۔ القرآن الکریم ۹۳/۴ ترجمہ القرآن الکریم ۲۶/۲۴

اس مشیت مبارکہ عطایہ کے باعث صحابہ کرام نام الہی عز جلالہ کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ملا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ و رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا مگر از انجب کہ طریق ادب سے اقرب و انسب یہ ہے کہ مشیت ذاتیہ و مشیت عطائیہ میں فرق مراتب نفس کلام سے واضح ہو کہ کسی احمق کو توہم مساوات نہ گزرے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کلمے پر خیال گزرتا تھا پھر ملاحظہ فرماتے کہ یہ اہل توحید میں معنی حق و صدق انھیں ملوث ہیں محبت خدا اور رسول اور نام پاک خلیفہ الاعظم جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک و توسل انھیں اس قول پر باعث ہے اور بات فی نفسہ شرعاً ممنوع نہیں کہ واو مطلق جمع کے لئے ہے نہ مساوات نہ معیت کے واسطے، لہذا

اقول (میں کہتا ہوں) اس نکتہ کی طرف بعض بزرگوں کی توجہ نہ ہوئی، چنانچہ انھوں نے یوں کہنے کو توجہ نہ قرار دیا کہ "جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" مگر گن کیا کہ اگر شکر کی جگہ واو ہو تو شرک جلی ہوگا۔ لیکن یہ استدلال ترتیب تمام ہوتا اگر واو مقتضی مساوات ہوتی حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسول نے غنی کر دیا۔ اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر ایسا ہی ہے مگر باوجود اس عدم توجہ کے ان بزرگوں کا طبع نظر بجد اللہ وہ نہیں جو ان کہیں وہابیوں کا ہے جو نبی کریم صلی اللہ (باقی اگلے صفحہ پر)

عہ اقول وهذا نکتہ غفل عنها بعض الجلة فجوزوا ما شاء الله ثم شاء محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ونزعهم ان لم اتي بالنوا و كانت شركا جليا فانما يتسم ان كانت النوا والمستوية وهو باطل قطعاً قال تعالى ان الله و ملائكته يصلون على النبي، قال تعالى اغنهم الله ورسوله الخ غير ذلك صالا يخصى ومع ذلك بحمد الله ليس ملحظه ملحظ هؤلاء الابحاس المجاعلة اثبات المشيئة للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم

منع نہ فرماتے تھے۔

حکمت: جب اُس یہودی خبیث نے جس کے خیالات امام ابوہامیہ کے مثل تھے اعتراض کیا اور معاذ اللہ شرک کا الزام دیا، حضور ﷺ نے علیہ وسلم کی رائے کو کم کا زیادہ رحمان اسی طرف ہوا کہ ایسے لفظ کو جس میں احمق بد عقل مخالفت جاتے طعن جانے دوسرے سہل لفظ سے بدل دیا جائے کہ صحابہ کرام کا مطلب تبرک و توسل برقرار رہے اور مخالفت کی فہم کو گنجائش نہ ملے مگر یہ بات طرز عبارت کے ایک گونہ آداب سے بھی معاف تو قطعاً صحیح تھی لہذا اُس کافر کے بکنے کے بعد بھی چنداں لحاظ نہ فرمایا گیا یہاں تک کہ طفیل بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خواب دیکھا اور کہہ دیا صادق القاعے ملک ہوتا ہے اب اس خیال کی زیادہ تقویت ہوئی اور ظاہر ہوا کہ بارگاہ عزت میں یہی ٹھہرا ہے کہ یہ لفظ مخالفوں کا جلتے پناہ ٹھہرا ہے بدل دیا جائے جس طرح رب العزت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مشیت کے محض اثبات کو ہی شرک قرار دیتے ہیں جیسا تو ان کے ذلیل امام کی بات سن چکا ہے کہ یہ خاص اللہ تعالیٰ کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کا کوئی دخل نہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر ان بزرگوں کا نظریہ وہی ہوتا جو ان وہابیوں کا ہے تو الیاذ باللہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشیت کے ذکر کو مطلقاً شرک قرار دیتے چاہے اس میں واؤ مذکور ہو یا قسم جیسا کہ توجان چکا ہے حالانکہ انہوں نے تصریح فرمائی ہے کہ یوں کہنا جائز ہے ”جو چاہے اللہ پھر چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ شہادت قدیمہ مت دیکھا ۱۲ منہ (ت)

شروکا بنفسہ کہا سمعت من امامہم السحیق ان ذالک یحکم باللہ عزوجل وان لا مدخل فیہ لمخلوق ومشیئہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایأت بشئ فلو کان یدہب مذہب ہو کایہ والعیاذ باللہ لیجعل ذکر مشیتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرکاً مطلقاً سواء فیہ الواو ثم کما علمت و هو قد صرح بجواز ما شاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتثبت ولا تنزل ۱۲ منہ۔

جل جلالہ نے سراجاً کھنے سے منع فرمایا تھا کہ یہود و عنود اسے اپنے مقصد مردود کا ذریعہ کرتے ہیں اور اس کی جگہ اُنظُرْنَا کہنے کا ارشاد ہوا تھا ولہذا خواب میں کسی ہندہ صالح کو اعتراض کرتے نہ دیکھا کہ یوں تو بات فی نفسہ محل اعتراض نہ ٹھہرتی بلکہ خواب بھی دیکھا تو انھیں یہود و نصاریٰ اس امام الوہابیہ کے خیالوں کو معرض دیکھا تا کہ ظاہر ہو کہ صرف دہن و ذہن مخالفان کی مصلحت داعی تبدیل لفظ ہے۔ اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یوں نہ کہو کہ اللہ و رسول چاہیں تو کام ہوگا بلکہ یوں کہو کہ اللہ پھر اللہ کا رسول چاہے تو کام ہوگا۔ ”پھر“ کا لفظ کہنے سے وہ توہم مساوات کہ ان و بانی خیال کے یہود و نصاریٰ یا یوں کہتے کہ ان یہودی خیال کے وہابیوں کو گزرتا ہے باقی نہ رہے گا الحمد للہ علی تواثر الائمہ والصلوٰۃ والسلام علی انبیائہ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اسکی مسلسل نعمتوں پر اور درود و سلام ہولکے نبیوں پر) اہل انصاف و دین ملاحظہ فرمائیں کہ یہ تقریر منبر کہ فیض قدیر سے قلب فقیر پر القار ہوئی کیسی واضح و مستنیر ہے اُن احادیث کو ایک مسلسل سلسلہ گوہری میں منظوم کیا اور تمام مدارج مراتب مرتبہ بحمد اللہ تعالیٰ نورانی نقشہ کھینچ دیا۔ الحمد للہ کہ یہ حدیث بھی ہم اہلسنت ہی کا حصہ ہے وہابیہ و غیر ہم ہر مذہبوں کو اس سے کیا علاقہ ہے، ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم، والحمد للہ رب العالمین (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے، اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ ت) غرض احادیث صحیحہ ثابتہ تو اس دروغ گو کو تاجخانہ پہنچا رہی ہیں۔ رہی وہ روایت منقطعہ کہ اس نے ذکر کی اور یونہی روایت اعتبار ام المومنین صدیقہ سے کہ یہود کے اعتراض پر فرمایا یوں نہ کہو بلکہ کہو ماشاء اللہ وحدہ أقول اگر صحیح بھی ہو تو نہ ہمیں مضرت اُسے مفید کہ واقع سے احتراز کی دو صورتیں ہیں: تبدیل حرف جس کی طرف وہ احادیث صحیحہ ارشاد فرما رہی ہیں، اور راساً ترک عطف جس کا اس روایت میں ذکر آیا۔ ایک صورت دوسری کی نافی و منافی نہیں، نہ ذاتی میں حصر عطائی کی نفی کرے، قال اللہ تعالیٰ،

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا
مَرِيتُ أَذْسَ مِيتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ مَرِيتُ
تو تم نے انھیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انھیں قتل کیا
اور اے محبوب! وہ خاک تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ
نے پھینکی۔ (ت)

اور جب بچہ تعالیٰ ہم خود حدیث سے عا شاء اللہ ثم شاء فلان کی طرح عا شاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی اجازت دکھانچے تو اب اصلاً ہمیں ان نکات و توجیہات کی حاجت نہ رہی جو شراح نے اس روایت منقطعہ اور اس حدیث مستقل میں بظاہر ایک نوع تغایر کے لحاظ سے ذکر کئے ہیں۔ شیخ محقق قدس سرہ نے یہاں یہ نکتہ ذکر فرمایا:

در اینجا غایت بندگی و تواضع و توحید ست زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در غیر خود اسناد مشیت اگرچہ بطریق تہا و تبعیت باشد تجویز کرد اما در حق خود پاں نیز راضی شد بلکہ امر کرد با اسناد مشیت بر پروردگار تعالیٰ تہا بے تو ہم شرکت لے

یہاں انتہائی بندگی، انکساری اور توحید ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غیر کی طرف اسناد مشیت کو جائز قرار دیا اگرچہ بطور تہا و تبعیت، لیکن اپنے لئے اس کی بھی اجازت دینے پر راضی نہ ہوئے بلکہ فقط پروردگار عالم کی طرف بے تو ہم شرکت مشیت کا اسناد کرنے کا حکم دیا۔ (ت)

اقول یہ توجیہ بھی شرک امام الوابیہ کی کیفر چٹائی کو بس ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تواضعاً اپنی مشیت کا ذکر کرنے کو نہ فرمایا اور ان کے ذکر مشیت کی اجازت دی، اگر شرک ہو تو معاذ اللہ یہ ٹھہرے گی کہ حضور نے اپنی ذات کو ہم کو شریک خدا کرنے سے منع فرمایا اور زید و عمر کو شریک کر دینا جائز رکھا۔ علامہ طیبی نے ایک اور توجیہ لطیف و دقیق کی طرف اشارہ کیا کہ:

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس الموحّدین و مشیتہ معصومۃ فی مشیتہ اللہ تعالیٰ و مضحکہ فیہا لے

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار موحّدین ہیں اور حضور کی مشیت اللہ عز و جل کی مشیت میں مستغرق گم ہے۔

اقول تقریر اس اشارہ لطیف کی یہ ہے کہ عطف واو سے ہو خواہ ثم خواہ کسی حرف سے، معطوف و معطوف علیہ میں منافیّت چاہتا ہے بلکہ ثم بوجہ افادہ فصل و تراخی زیادہ مفید منافیّت ہے اور سید الموحّدین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے کوئی مشیت جدا گانہ اپنے رب عز و جل کی مشیت سے رکھی ہی نہیں ان کی مشیت بعینہ خدا کی مشیت ہے اور مشیت خدا بعینہ ان کی مشیت،

بین مشیتہ و مشیتہ غیرہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم حدیث ذکر الاولیٰ
بثمة وطوع ذکر ہذا و اسأ و ہذا
مستفاد من کلامہ ما بین وجہ کما
سمعت مثلاً تقریر فلا ادعاء
مالس ادعاء الایراد ثم افادۃ وجہ
آخر للفرق فقال ما سبق من قوله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولكن
قولوا ما شاء اللہ ثم شاء فلان لمجرد
الترخصة ولو قال هنا قولوا ما شاء
اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم لكان امر واجب
او ثمة بل وليس الامر
کذلک آخر۔

اقول کاتہ یستنبط من ترك
لفظة لكن ههنا فانه يكون حينئذ
امراً مقصوداً وأقله التدب بخلاف
الاول فانه استدراك على النهي
فيفيد مجرد الرخصة هذا ما
ظهر لي في تقرير مرآة وانت
تعلم انه يرجع الفرق على هذا
الحال جهة العبارة فلو ذكر ههنا
لكن لساغ ان يذكر العطف بثم

مقصود یہ تھا کہ وہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اور دوسروں کی مشیت میں فرق ظاہر کریں، کیونکہ
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فلاں کی مشیت
کا ذکر لفظ "ثم" کے ساتھ کر دیا لیکن اپنی مشیت
کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ فرق ان کے ایک وجہ کے بیان
سے مستفاد ہے جیسا کہ آپ ہم سے اس کی تقریر سنیں
چکے ہیں، مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ اس اعتراض
سے ان کا مقصد کیا ہے۔ پھر فرق کی ایک اور
وجہ بیان کرتے ہوئے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس
پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو فرمان گزر چکا ہے
"لیکن کہو جو چاہے اللہ تعالیٰ پھر چاہے فلاں" یہ محض رخصت
کیلئے ہے اور اگر اس جگہ یہ فرماتے "کہو جو چاہے اللہ پھر
چاہے فلاں" تو یہ امر واجب یا استحباب
کیلئے ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے اور۔

اقول دوسرے ارشاد میں لفظ "لكن"
مذکور نہیں ہے۔ گویا کہ ملا علی قاری اس سے اس
بات کا استنباط کرتے ہیں کہ اس صورت میں امر
مقصودی ہو گا جو کم از کم استحباب کیلئے ہونا ہے
بخلاف پہلے ارشاد کے کہ وہاں نہی کے بعد لفظ
"لكن" استدراک کیلئے ہے اس لئے محض رخصت
کا قاعدہ دے گا۔ یہ وہ بات ہے جو ان کے مقصد کی
وضاحت کیلئے مجھے ظاہر ہوئی ہے۔ قارئین کرام!
آپ جانتے ہیں کہ اس تقریر کے مطابق فرق عبارت

ولو تزكها شبه لقال قولوا ما شاء الله وحده
ثم قال مع المشيئة المسندة
الى فلان انما هي مشيئة جزئية
لا يجوز حملها على المشيئة الكلية
كما سـمـزنا اليه فيما سبق من
الكلام آخر

اقول هذا شيء متحاشى عن

البحث ومشيئة النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم ايضا لا تحيط بجميع
مرادات الله تعالى سبحانه هذا
قد كانت افادة العلامة الطيبي وجها
مرا بعا وهو انه صلى الله تعالى
عليه وسلم قال هذا الحق قولوا
ما شاء الله وحده ونعالمظنة التهمة
قولهم ما شاء الله و شاء
محمد صلى الله تعالى عليه وسلم
تعظيما له ومرا بعا لسميعة آخر

اقول اى والمظنة بحالها

فى ذكر اسمه صلى الله تعالى عليه
وسلم ولو بشم فعـدل الـمـ ذكـر
الله تعالى وحده وليس
سيريد ان المظنة نشأت

ذكر كى جانا تو "ثم" کے ساتھ عطف جائز ہوتا اور
اگر اس جگہ لفظ "لكن" ترک کر دیا جاتا تو فرماتے
کہ کہو ما شاء الله وحده "پھر علامہ قاری نے فرمایا
کہ فلاں کی طرف جس مشیت کی نسبت کی گئی ہے وہ
مشیت جزئیہ ہے اسے مشیت کلیہ پر محمول کرنا جائز نہیں
ہے، جیسا کہ ہم کلام سابق اسکی طرف اشارہ کر چکے ہیں

اقول (میں کہتا ہوں) یہ بحث سے علیحدہ

چیز ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشیت بھی
اللہ تعالیٰ کی تمام مرادوں کا احاطہ نہیں کرتی۔ اسکو
یاد کر لو۔ علامہ طیبی نے ایک چوتھی وجہ بھی بیان کی تھی
اور وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
"کہو ما شاء الله وحده" اس لئے کہ اگر صحابہ کرام
یوں کہتے "ما شاء الله و شاء محمد" تو اس میں
آپ کی عظمت کے بطور یار و نعمہ اظہار کے وہم کا
گمان ہوتا، اس وہم کو دور کرنے کے لئے
فرمایا کہ کہو "ما شاء الله وحده"۔

اقول نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کا نام پاک لفظ "شہ" کے ساتھ بھی ذکر
کیا جاتا تب بھی وہ وہم برقرار رہتا، اس لئے
وہاں بھی صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہونا چاہئے تھا
ان کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہم لفظ "واو" کی وجہ

من الواو اذ لو اراد له يصلح ما ذكره
وجها للفرق بذكر مشيئة غيره
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشم
لامشيئة هو فان المحذور على هذا
ان كان فق الواو لاف ثم و
فيها الكلام فارادة هذا خروج عن
اصل المرام هذا تقرير كلامه
على ما ظهر لي.

اقول وهو اراد الوجه عندی
وكيف يظن ان يظن النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم بصحايقه
في ذكر نفسه السبعة والرياء وحاشاه
وحاشاهم عن ذلك واحسن
الوجوه ما ذكرنا سابقا عن الطيبي
وما قد منعت الشيخ المحقق مع
ان كل ذلك مستغنى عنه كما
علمت وقد اشار اليه القاري ايضا
اذ قال اصل السؤال مدفوع لانه
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عنه كما توهم الفاضل الراونقي بما
قد علمت بطلانه بدلائل قاهرة لا قبل
لاحد برها شرعا منه ان الواو نص
في التسوية لا مجرد مظنة تهمة وبالله
العصمة ۱۲

سے پیدا ہوا ہے، اگر یہ ان کا مقصد ہوتا تو جو کچھ
انہوں نے بیان کیا ہے وہ جو فرق نہیں بن سکتا،
یعنی ”ثم“ کے بعد غیر کی مشیت کا ذکر کیا جا سکتا
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشیت کا ذکر
نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس تقریر کے مطابق اگر
خبرانی لازم آتی ہے تو ”واو“ میں ہے نہ کہ ”ثم“
میں، حالانکہ گفتگو ”ثم“ ہی میں ہے۔ لہذا یہ مطلب
مراد لینے سے اصل مقصد سے خارج ہونا لازم آئے گا
یہ ان کے کلام کی تقریر ہے جو میری سمجھ میں آئی ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں کہ) میرے نزدیک
یہ سب سے کمزور وجہ ہے۔ اس گمان کا کیا جواز
ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا ذکر
فرمادیں تو آپ کو اپنے صحابہ کے بارے میں یہ
گمان ہو کہ انھیں ریا اور شرم کا دم ہو گا۔ یہ گمان تو
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائق ہے اور نہ ہی
صحابہ کرام کے۔ سب سے بہتر وجہ وہ ہے جو ہم علامہ طیبی اور
شیخ محقق کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں، اگرچہ ان
توجہات کی ضرورت نہیں ہے، جیسا کہ آپ جان چکے ہیں
اور ملا علی قاری نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے
انہوں نے فرمایا کہ اصل سوال (باقی بر صفحہ آئندہ)

جیسا کہ ذکر نیوالے فاضل (ملا علی قاری) نے
وہم کیا ہے کہ واو میں محض تہمت کا گمان نہیں ہے
بلکہ وہ برابری میں نص ہے۔ اور آپ ان کے وہم
کا ناقابل تردید وجہ سے باطل ہونا جان چکے
ہیں اور عصمت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے (دست)

داخل فی عموم فلان فیجوز ان
یقال ما شاء الله ثم ما شاء محمد صلی الله
تعالی علیہ وسلم ولا یجوز ان یقال
ما شاء الله و شاء محمد صلی الله
تعالی علیہ وسلم اھ۔

مندفع ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فلان کے عوم میں داخل ہیں، اس لئے ما
شاء اللہ ثم ما شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کہنا جائز ہے اور ما شاء اللہ و
شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کہنا جائز نہیں ہے۔

اقول ولو استحضرت حدیث

ابن ماجہ لم یحتج الی عموم فلان
کما ان السائل لو استظهر لما سائل کما
ان المجیبین لو تذکرہ لما ذهبوا الی
هنا وهنا فسیحان من لا یعزب
عنه شیء۔

اقول (میں کہتا ہوں) اگر ملا علی قاری
کو ابن ماجہ کی حدیث مستحضر ہوتی تو انھیں فلان
کے عوم کی حاجت نہ ہوتی اور یہ حدیث ساکن کے
پیش نظر ہوتی تو وہ سوال ہی نہ کرتا اور جواب
دینے والے حضرات کو یاد ہوتی تو انھیں
طرح طرح کی توجیہوں کی ضرورت نہ پڑتی۔ پاک ہے
وہ ذات جس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہتی (ت)

www.alahazrat.net

الحمد للہ! یہ وصل مبارک کہ اعظم مقصد کتاب تعابروہ احسن واجمل اختتام کو پہنچا اور ہنوز
اس کی ابجاث میں رد و پایت کا بہت کلام باقی جس کا بعض ان شاء اللہ العزیز خاتمہ کتاب میں
مذکور ہوگا، یہاں تک اس باب میں وجہ دوم پر بعد داسم پاک جامع ایک سو چودہ حدیثیں متعلق
بذات اقدس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مذکور ہوئیں اور بعض آئندہ آتی ہیں اور پچاس حدیثیں
کہ ہم نے شمار کر کے شمار دیکیں علاوہ ہم ابنائے زماں میں کسل و قاعدہ ہے، لہذا بخوف طالت زیادہ
اطالت نہ کیجئے اور توفیقہ تعالیٰ بقیہ وصلوں کے وصل سے راحت و برکت لیجئے وبامہ التوفیق۔

وصل دوم

احادیث متعلقہ بکفرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

حدیث ۱۷۵: طبرانی معجم اوسط اور خزائن مکارم الاخلاق میں امیر المؤمنین مولا علی کریم اللہ تعالیٰ
وجہ اکرم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص سوال کرتا اگر حضور کو
منظور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا، اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے، کسی چیز کو لا یعنی نہ فرماتے۔

لہ مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی الفصل الثانی تحت الحدیث ۷۷۹، المکتبۃ المصنوعہ کراچی ۵۳۳

ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے، پھر سوال کیا سکوت فرمایا، پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا، سل ماسئت یا اعرابی! اے اعرابی! جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں! فغیظناہ فقلنا الآن یسأل الجنة یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے جو دل میں آتے مانگ لے) ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں۔ فرمایا: عطا ہوا۔ عرض کی، حضور سے زادِ راہ مانگتا ہوں۔ فرمایا: عطا ہوا۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں۔ پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریا میں اترنے کا حکم ہوا کنارہ دریا تک پہنچے سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دئے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ائی! یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا: تم قبرِ یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس ہو ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر کا پتہ معلوم نہ تھا فرمایا: اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو، اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر معلوم ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: تو مجھے بتا دے۔ عرض کی: لا واللہ حتی تعطينی ما اسئلك خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرما دیں۔ فرمایا: ذلک لک تیری عرض قبول ہے۔ قالت فانی اسئلك انت اکون معک فی الدارۃ الّتی تنکوت فیہا فی الجنة پیرزن نے عرض کی، تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ ہوں اس درجے میں جس درجے میں آپ ہوں گے۔ قال سلی الجنة موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جنت مانگ لے، یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر۔ قالت لا واللہ الا انت اکون معک پیرزن نے کہا: خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں۔ فجعل اکون معک یردہا فادھی اللہ ان اعطیہا ذلک فادھ لہ لن ینقصک شیئاً فاعطاھا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے یہی رد و بدل کرتے رہے اللہ عزوجل نے وحی بھیجی موسیٰ! وہو مانگ رہی ہے تم اُسے وہی عطا کر دو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں اُسے اپنی رفاقت عطا فرمادی، اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر بیت دی

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نعل مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرما گئے۔
اقول وبالله التوفیق، مجدد تعالیٰ اس حدیث نفیس کا ایک ایک حرف جان و ہایت پر کوب شہابی ہے۔

اولاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ ”جو جی میں آئے مانگے“ حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علمائے کرام نے عموم مستفاد کیا یہاں صراحت خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک علیہ وعلىٰ آلہ قد وجودہ و نوالہ و نعلہ و افضالہ (اللہ تعالیٰ درود و سلام اور برکت نازل فرمائے آپ پر اور آپ کی آل پر آپ کے جوہ و سخاوت اور انعام و اکرام کے مطابق۔ ت)

ثانیاً یہ ارشاد سن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد اکرام ہمیں نصیب ہوتا حضور تو اُسے اختیار عطا فرما ہی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگنے کا۔ معلوم ہوا کہ بھلا اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عز و جل کے تمام عز و جل و دنیا و آخرت کی برکت پر چھایا یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ثالثاً خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُس وقت اُس اعرابی کے تصور بہت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے عظام دنیا مانگنے بیٹھا پر زنی اسرائیلیہ کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اُسے عطا فرما دیتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسألاً ان بڑی بی بی پر اللہ عز و جل کی بے شمار رحمتیں بھلا انھوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسے اعلیٰ درجے عطا کر دیئے پر قادر مان کر شرک کیا تو موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا ہوا کہ یہ بااثر شان غضب و جلال اُس شرک پر انکار نہیں فرماتے اُس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا تھا تو ان چیزوں کا جو

اپنے اختیار کی ہوں بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ خدا کے گھر کے معاملے ہیں ان میں میرا کیا اختیار تو نے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام شہید اپنے قرآن مجید نام کے تقویۃ الایمان اور حقیقت کے کلمات کفر و کفران میں فرمائیں گے کہ:

”انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے انھیں عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو۔“

میں تو میں محمد سے اور تمام جہان سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ان کی وحی باطنی میں اترے گا کہ:

”جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔“

خود انھیں کے نام سے بیان کیا جائے گا کہ:

”میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کر سکیں۔“

نیز کہا جائے گا:

”پیغمبر نے سب کو اپنی جی تک کو کھولی کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے یہاں معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کر لے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔“

بڑی ہی اکیاتم سٹھ گئی ہو، دیکھو تقویۃ الایمان کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی کون، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور معاملہ بھی کس کا، خود ان کے جگر پارے کا۔ اور وہ بھی کتن کر دوزخ سے بچالینا کس کا تو انھیں خود اپنی صاحبزادی کے لئے کچھ اختیار نہیں وہ اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آ سکتے تو کہاں وہ

۱۷	مطبع علمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص	افضل الشافی	۱۷
۲۸	” ” ” ” ”	افضل الرابع	۲۸
۱۷	” ” ” ” ”	افضل الشافی	۱۷
۲۵	” ” ” ” ”	افضل الثالث	۲۵

اور کہاں میں کہاں اُن کی صاحبزادی اور کہاں تم، کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہاں جنت، اور جنت کا بھی ایسا اعلیٰ درجہ بخش دینا۔ بھلا بڑی بی اتم مجھے خدا بنا رہی ہو، پہلے تمہارے لئے کچھ اُمید ہو بھی سکتی تو اب تو شرک کر کے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کر لی۔ افسوس کہ موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کچھ نہ فرمایا، اس بھاری شرک پر اصلاً انکار نہ کیا۔

خاصاً انکار در کنار اور رجسٹری کہ سبلی الجنۃ اپنی یاقوت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرما چکے ہیں عطا کر دیں گے تمہیں یہی بہت ہے۔ افسوس موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا شکایت کہ امام الوہابیہ اگرچہ یہودی خیالات کا آدمی ہے جیسا کہ ابھی آخر وصل اول میں ثابت ہو چکا ہے مگر اپنے آپ کو مکتا تو ٹھہری ہے، خود محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے جدید قرآن تقویۃ الایمان کو جہنم پہنچایا۔ ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ مانگا، اس عظیم سوال کے صریح شرک پر انکار نہ فرمایا بلکہ صراحت عطا فرمادینے کو متوقع کر دیا اب اگر وہ جل جل کر اُن کی توہین نہ کرے اُن کا نام سوسو گستاخیوں سے نہ لے تو اور کیا کرے جیسا کہ کلیم کا مردود حبیب کا مارا اپنے جلے دل کے پھپھو لے بھی نہ پھوڑے، مثل مشہور ہے کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان۔

www.alahazratinetwork.org

وَلِلّٰهِ الْحُكْمُ وَلِرَّسُوْلِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝
اور عزت اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے
اور مؤمنین کے لئے، لیکن منافقین نہیں جانتے

سادس سب فیصلوں کی انتہا خدا پر ہوتی ہے، کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے امام الوہابیہ سے یہ رکھائی برتی تو اسے جائے غدر تھی کہ موسیٰ بدین خود مادر بن خود حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تقویۃ الایمان کی یہ صریح تزیل و تفیل فرمائی تو اسے آنسو پونچھنے کو جگہ تھی کہ وہ نبی اُمی ہیں پڑھے لکھے نہیں کہ تقویۃ الایمان پڑھ لیتے ان احکام جدیدہ سے آگاہ ہوتے مگر پورا فقر تو خدا نے توڑا کہ بڑی بی کے شرک اور موسیٰ کے اقرار کو خوب مستعمل و مکمل فرما دیا۔ وحی آئی تو کیا آئی کہ اعطیٰ ذلک موسیٰ! یہ جو مانگ رہی ہے تم اسے عطا کر بھی دو اس بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے۔ واہ ری قسمت یہ اوپر کا حکم تو سب سے تیز رہا، یہ نہیں فرمایا جاتا کہ موسیٰ اتم ہو کوئی بڑھ بڑھ کر باتیں مارنے والے ہمارے یہاں کے معاملے کا ہمارے حبیب کو تو ذرہ بھر اختیار ہے ہی نہیں یہاں تک کہ خود اپنی صاحبزادی کو دوزخ

میں اُسٹر اٹنے نمودار ہوئے اور ناک جڑ سے اُڑا لی کہ مردک تو خدا کے محبوبوں اور ہمارے دین کے پیشوا کو بُرا کہے گا اور ہم سے مدد چاہے گا آپ مؤذن صاحب درد کے مار سے شرم و ذلت سے گور کٹائے کسی کو نے میں سرک رہے۔ مومنین آئے نمازیں پڑھتے اور کہتے جاتے ہیں آج قبلہ و کعبہ قشر لیت نزلے۔ جناب قبلہ بولیں تو کیا بولیں، جب اچالا ہوا ارے حضرت قبلہ تو یہ پڑے ہیں، قبلہ! خیر ہے؟ (روک) خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن آپڑے مارے مارے کچھ مر نکال گئے کھارادیکھنا مقدر میں تھا کہ سانس باقی ہے۔ قبلہ! پھر آپ نے حضرت حولی کو کیوں نہ یاد فرمایا؟۔ جب کئی بار یہی کہے گئے تو اُحسہ جھنجھلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ یہ کوئی کب تو اُنھیں کے ہیں دشمنی تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے انھوں نے تو جڑ سے پونچھ لی ہے

ما نزیاراں چشم یاری داشتیم خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم

(ہم نے دوستوں سے مدد کی امید رکھی، جو ہم نے گمان کیا وہ خود غلط تھا۔ ت)

و استغفروا اللہ العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔

سابعاً پچھلا فقرہ ترقامت کا پہلا صورت ہے فاعطابھا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

www.alahabratnetwork.org

نے پرین کو وہ جنت عالمیہ عطا فرمادی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

مسلمانو! دیکھا تم نے کہ اللہ اور اس کے مرسلین کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام دیابت کے شرک کا کیا کیا بزدن لگاتے ہیں کہ بچا پر سے کو اسفل السافلین میں بھی پناہ نہیں ملے کذلک العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمون (مارا ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ ت)

حدیث ۱۷۶۱ کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوا زن کی غنیمتیں جن میں تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا ارشاد ہوا: صدقت فاحتکم ما شئت تو نے سچ کہا اچھا جوجی میں آئے علم لگا دے۔ عرض کی: اشی دُتے اور اُن کا چرانے والا غلام عطا ہو۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تجھے عطا ہوا اور تو نے بہت تھوڑی چیز مانگی ولصاحبة موسیٰ القہار علیہ

عظام یوسف کانت افهم منك حین حکما مولیٰ فقلت حکمی ان تؤد فی شابۃ
 وادخل معک الجنة اور بیشک موسیٰ جس نے انھیں یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابوت
 بتایا تھا تجھ سے زیادہ دشمن تھی جبکہ اسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار دیا تھا کہ جو چاہے
 مانگ لے، اس نے کہا: میں قلعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس کر دیں اور میں آپ
 کے ساتھ جنت میں جاؤں۔ کوئی ہوا کہ وہ ضعیفہ ذرا نوجوان ہو گئی اس کا حسن و جمال واپس آ یا اور
 جنت میں بھی معیت کا وعدہ کلیم کریم نے عطا فرمایا۔ ابن حبان والحاکم فی المستدرک معہ
 اختلاف عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے
 یہاں جوفی بھی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھیر دی۔

حدیث ۱۷۷۱: ذکر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب عزوجل نے وحی بھیجی:

یا موسیٰ کُن للفقراء کفراً وللضعیف
 حصناً وللمستجیر غیثاً۔ ابن النجا
 عن انس مرضی اللہ تعالیٰ
 عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم قال اوحی اللہ تعالیٰ
 الی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 فذکر فی حدیث طویل۔

اے موسیٰ! فقیروں کے لئے غمخوار اور
 کمزوروں کے لئے قلعہ اور پناہ مانگنے والے
 کے لئے فریاد رس۔ (ابن النجار نے حضرت
 انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے نبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے، منقول کیا
 اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
 وحی فرمائی پھر طویل حدیث میں اس کا ذکر
 کیا۔ ت)

وایہ کے طور پر اس حدیث کا حاصل یہ ہو گا کہ اے موسیٰ! تو خدا ہو جا کہ جب یہ خاص
 شان الوہیت ہیں اور ان باتوں میں بڑے چھوٹے سب برابر ہیں اور یکساں عاجز تو موسیٰ
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان باتوں کا حکم ضرور خدا میں جانے کا حکم ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
 العلیٰ العظیم۔

۱۔ المستدرک للحاکم کتاب التفسیر سورة الشعراء دار الفکر بیروت ۲/۴۰۴
 ۲۔ تحف السادة المتقين بحوالہ ابن حبان والحاکم کتاب آفات اللسان دار الفکر بیروت ۵/۵۰۹
 ۳۔ کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن انس حدیث ۱۶۶۶۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۶/۲۸۷

حدیث ۱۷۸ و ۱۷۹: ترمذی و حاکم حضرت ابو ہریرہ اور امام احمد و ابوداؤد طحاہسی و ابن سعد و طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جب حضرت عزت جل و علانے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا ان کی پیٹھ کو مسح فرمایا جس قدر لوگ اُن کی نسل سے قیامت تک پیدا ہونے والے تھے سب ظاہر ہو گئے۔ رب عز وجل نے ہر ایک کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک نور چمکایا پھر انھیں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش فرمایا۔ عرض کی، الہی! یہ کون ہیں؟ فرمایا، تیری اولاد ہیں۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن میں ایک مرو کو دیکھا اُن کی پیشانی کا نور انھیں بہت بھایا، عرض کی، الہی! یہ کون ہے؟ فرمایا، یہ تیری اولاد ہے کچھ اُمّتوں میں ایک شخص داؤد نام ہے۔ عرض کی، الہی! اس کی عمر کتنی ہے؟ فرمایا، ساٹھ برس۔ عرض کی، الہی! اس کی عمر زیادہ فرما۔ رب جل و علانے فرمایا، لا اِلٰہَ اِلَّا انت تنزیداً انت صفت عمرک میں زیادہ نہ فرماؤں گا مگر یہ کہ تُو اپنی عمر سے اس کی عمر عمر میں زیادت کر دے (آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کے ہزار برس تھے) عرض کی، تو میری عمر سے چالیس سال اس کی عمر میں بڑھا دے۔ فرمایا، الہی! یہ کتنا ہے؟ تو لکھ لیا جائے گا اور ہر کریمیاں گے اور پھر بدلے گا نہیں (نوشتہ لکھ کر ملا کہ کی گواہیاں کرائی گئیں) فلما انقضی عمر آدم الا رب بعین جارداً ملک السموت فقال آدم اولم یبق من عمری اربعون سنة قال اولم تعطها ابنک داؤد جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر سے صرف چالیس برس باقی رہے یعنی نو سو ساٹھ برس گزر گئے ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے پاس آئے۔ فرمایا، کیا میری عمر سے ابھی چالیس سال باقی نہیں؟ کہا، کیا آپ اپنے بیٹے داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ دے چکے (پھر اللہ عز وجل نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہزار اور داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سو برس پورے کر دیے) هذا حدیث ابی ہریرۃ الا ما بین المخطیین

۱۔ سنن الترمذی کتاب التفسیر سورة الاعراف حدیث ۳۰۸۷ دار الفکر بیروت ۵/۵۳
المستدرک للحاکم کتاب الایمان قصہ خلق آدم علیہ السلام ۱/۶۲
السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الشہادۃ باب الاختیار فی الشہادۃ دار صادر بیروت ۱۰/۱۳۶
مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۲۵۱ و ۲۵۲
(باقی بر صفحہ آئندہ)

نص حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم (یہ حدیث ابو ہریرہؓ ہے مگر قوسین کے درمیان حدیث ابن عباسؓ ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ت)

ان حدیثوں کا ارشاد ہے کہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عسر عطا فرمائی۔

حدیث ۱۸۰ء کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اذا ضل احدكم شيئاً وامر اذ عوناً و
هو بارض ليس بهما انيس فليقل يا
عباد الله اعينوني يا عباد الله
اعينوني يا عباد الله اعينوني،
فان الله عباداً لا يراهم۔

جب تم میں کسی کی کوئی چیز گم جائے اور مدد مانگنی
چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اُسے
چاہئے یوں پکارے : اے اللہ کے بندو! میری
مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے
اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ
بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔ وہ اس کی مدد کرینگے

الطبرانی عن عتبة بن عروان
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

طبرانی نے عتبہ بن عروان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۸۱ء کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جب جنگل میں جانور پھوٹ جائے
فلینادیا عباد اللہ اجبسوا تو یوں نہ اکرے، اے اللہ کے بندو! روک دو۔ عباد اللہ اسے
روک دیں گے۔ ابن السنی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابن السنی نے
بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

المعجم الكبير عن ابن عباس حدیث ۱۲۹۲۸ المكتبة الفیصلیة بیروت ۲۱۴/۱۲
مسند ابی داؤد الطیالسی ~ ۲۶۹۲ دار المعرفۃ بیروت الجزء الحادی عشر صفحہ ۲۵
کنز العمال عن ابن عباس ~ ۱۵۱۵۱ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۳۵ و ۱۳۴/۶
الدر المنثور بحوالہ الطیالسی تحت الآیة ۲۸۲/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۱۶/۲
الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر من ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار صادر ~ ۲۹ و ۲۸/۱
المعجم الكبير عن عتبة بن عروان حدیث ۲۹۰ المكتبة الفیصلیة بیروت ۱۱۸ و ۱۱۷/۱۴
عمل الیوم واللیلة حدیث ۲۰۸ دائرة المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ص ۱۳۶

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۱۸۲: ذکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یوں ندا کرے،
اعینونی یا عباد اللہ۔ ابن ابی شیبہ و میری مدد کرو اسے اللہ کے بندہ۔ (ابن ابی شیبہ
البزار عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بزار نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے روایت کیا۔ (ت)

یہ تین حدیثیں وہاں بیستہ گزشتہ کہ تین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت سے آئیں، قدیم سے
اکابر علماء دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مقبول و مجرب رہیں، اس مطلب جلیل کی قدر کے تفصیل فقیر کا
رسالہ انہما الانوار من یہ صلوة الاسرار کہ نماز غوثیہ شریف کے فضل رفیع اور بندگان شریف
کی طرف گیارہ قدم چلنے وغیرہ ایک ایک فعل کے بہتر بدیع میں تصنیف کیا ملاحظہ ہو۔ ان حدیثوں اور
حدیث اجل واعظم یا محمد اتی تو جہت بک الی ساری کی شوکت قاہرہ کے حضور و بابت کی
حرکت مذہبی کا حال خاتمہ رسالہ میں عنقریب آتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حدیث ۱۸۳: ذکر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
من کنت ولیاً فلیک ولیہ
احمد و النسائی و العاکم عن
بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بسنن صحیحہ۔
حسن کا میں مددگار و کار ساز ہوں علی اس کا
مددگار و کار ساز ہے کہم اللہ تعالیٰ وجہ
الکرم (احمد و نسائی و عاکم نے بریدہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے بسنن صحیح روایت کیا۔ (ت)

- ۱۔ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الدعاء حدیث ۲۹۷۱۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۹۲/۶
البحر الزخار (مسند البزار) حدیث ۴۹۲۲ ۱۸۱/۱۱ و المعجم الکبیر حدیث ۲۹۰ ۱۱۶/۱۷
کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الاذکار حدیث ۳۱۲۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۴/۴
۲۔ مسند احمد بن حنبل عن بریدۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۵۸/۵ و ۳۶۱
المستدرک للحاکم کتاب قسم الغی من کنت ولیہ فان علیاً ولیہ دار الفکر بیروت ۱۳۰/۲
الجامع الصغیر عن بریدۃ حدیث ۹۰۰۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵۴۲/۲

ف۔ رسالہ انہما الانوار من یہ صلوة الاسرار فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن
جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لاہوری دروازہ، لاہور کے صفحہ ۵۶۹ پر مرقوم ہے۔

علامہ مناوی نے شرح میں فرمایا، یدفع عنه ما یکرہ علی اس کے مددگار ہیں اس سے

مکروہات و بلیات دفع فرماتے ہیں۔

اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی و والی ہیں، اللہ عزوجل

فرماتا ہے،

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

أَنَا أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ - أَحْمَد
میں مسلمانوں کا اُن کی جانوں سے زیادہ والی

ہوں۔ (احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ)
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(روایت کیا ت)

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں،

يَا أَيُّهَا الْخَلِيفَةُ الْأَكْبَرُ الْمَسِيدُ لِكُلِّ
اس لئے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب اعظم اور
موجود ہے
تمام مخلوق اللہ کا پسران ہوں صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

۱۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث من کنت ولیہ الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/۲۴۲

۲۔ القرآن الکریم ۶/۳۳

۳۔ صحیح البخاری کتاب الکفالت باب جوار ابی بکر الصدیق فی عهد بانی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۰۶

۴۔ کتاب النفقات ۲/۸۰۹ و کتاب الفرائض ۲/۹۹۷ و باب ابی عم احمد ص ۲/۹۹۸

صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴/۳۵

سنن النسائی کتاب الجنائز الصلوٰۃ علی من علیہ دین نور محمد کارخانہ کراچی ۱/۲۶۹

سنن ابن ماجہ ابواب الصدقات التشدید فی الدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۲

مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۹۰ و ۲۵۳

۵۔ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت الحدیث أنا ولی بالمؤمنین الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/۳۷۷

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دُنیا اور آخرت میں
سب سے زیادہ اُس کا والی نہ ہوں، تمہارے
جی میں کہنے کو یہ آیت کریمہ پر صو کہ ”نبی زیادہ والی
ہے مسلمانوں کا اُن کی جانوں سے“ تو جو
مسلمان مرے اور ترک چھوڑے اس کے وارث
اس کے عصبہ ہوں اور جو اپنے اوپر کوئی دین
بیکس بے ڈربچے چھوڑے وہ میری پشاہ میں
آئے کہ اس کا مولے میں ہوں صلی اللہ تعالیٰ
علیک و علیٰ آلک و بارک وسلم۔ (بخاری و
مسلم و ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
اور ابو داؤد و ترمذی نے جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت)

ما من مؤمن الا وانا اولیٰ به فی الدنیا
والآخرۃ اقرءوا انت شئتہم النبی
اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم
فایتما مؤمن مات وترك مالا فلیرثہ
عصبته من کانوا ومن ترک
دینا او ضیاعا فلیاتخ فانما مولاء
البخاری و المسلم و الترمذی
عن ابی ہریرۃ و ابو داؤد
و الترمذی عن جابر
عن عبد اللہ مرضی اللہ تعالیٰ
عنہم۔

امام عینی عمدۃ القاری میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں، الولی الناصب یہاں مولیٰ
بمعنی مددگار ہے۔

تو لاجرم بحکم حدیث مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بھی ہر مسلمان کے ولی و مددگار و دافع بلا
و مکر و ہات ہیں، و الحمد للہ رب العالمین، اسی لئے شاہ صاحب نے فرمایا، حضرت
ابن صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض اداء الدین باب العتلة علی من ترکینا قیدی کتب خانہ کراچی ۳۳/۳
صحیح مسلم کتاب التفسیر سورة الاحزاب ۵۵/۲
صحیح مسلم کتاب الفرائض فصل فی اداء الدین قبل الوصیۃ الخ ۳۶/۲
سنن الترمذی

سنن ابی داؤد کتاب الامارۃ باب فی ارزاق الذریۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۵۴/۲
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۳۳۴/۲ و ۳۳۵
شرح السنۃ کتاب الفرائض حدیث ۲۲۴۱
سنن الکبیری للبیہقی باب العتبۃ ۲۳۸/۶ و کتاب النکاح ۵۸/۴ دار صادر بیروت
کے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب التفسیر سورة الاحزاب تحت حدیث ۳۰۲/۴۸۱ بیروت ۱۶۲/۱۹

امیر ذریعہ طاہرہ اور الخ۔

اقول عموم حدیث میں حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی داخل اور تخصیص کی اصلاح حاجت نہیں کہ ناصر کا منصور سے افضل ہونا کچھ ضرور نہیں، قال اللہ تعالیٰ :
يَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ

وقال تعالى :

فَأَمَّا اللَّهُ فَوَسَّوْهُ وَجَبْرِيلُ ۚ
(الآية)
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مددگار اللہ ہے
اور جبریل و ابوبکر و عمر و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ
والسلام۔

حدیث ۱۸۴۷ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ابنتی فاطمة حوراء ادمية لم تحضب
ولم تطيب وانما سقاها فاطمة
لاست الله تعالیٰ فطمها ومحبها
من الناس۔ الخطیب عن ابن عباس
مرقوم الله تعالیٰ عنہما۔

میری صاحبزادی فاطمہ آدمیوں میں خور ہے کہ
نچاستوں کے عارضے جو عورت کو ہوتے ہیں
اُن سے پاک و منزہ ہے۔ اللہ عز وجل نے اس
کا فاطمہ اس کے نام رکھا کہ اُسے اور اس
سے محبت رکھنے والوں کو آتش و وزخ سے
آزاد فرمادیا۔ (خطیب نے ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

غلامانِ زہرا کو نار سے بچھڑایا تو اللہ عز وجل نے مگر نام حضرت زہرا کا ہے فاطمہ چھڑانے
والی آتشِ جہنم سے، نجات دینے والی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ آئینہا و علیہا و بعلہا و ابائہما
وبارک وسلم۔

۲۱۴ ص	سہیل اکیڈمی لاہور	باب ہفتم در امامت	۱۰ تحفہ اشار عشریہ
			۸/۵۹
			۳/۶۶
۳۳۱/۱۲	دار الکتاب العربی بیروت	ترجمہ غانم بن حمید ۶۷۷	۱۰ تاریخ بغداد
۱۰۹/۱۲	موسسة الرسالة	حدیث ۳۴۲۲۶	عن ابن عباس

حدیث ۱۸۵:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ دَعَا أُمَّ حَكْلَةَ وَبَنَاتِهَا إِلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَكَانَتْ تَحْتَ فَوْجِدٍ هَاتِبِكِي فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا الْيَهُودِي يُعْنِي كَعْبُ الْأَحْبَارِ يَقُولُ إِنَّكَ عَلَى بَابِ مِنْ أَبْوَابِ جَهَنَّمَ فَقَالَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللَّهُ وَاللَّهِ إِنْ لَا رَجُوعَ أَمَّا يَكُونُ مِنْ قَبْلِ خَلْقِي سَعِيدًا ثُمَّ أُرْسِلَ إِلَيَّ كَعْبُ فَدَعَاهُ فَلَمَّا جَاءَهُ كَعْبُ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَنْشُلُنِي ذُو الْحِجَّةِ حَتَّى تَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ عُمَرُ أَمَّا شَيْءٌ هَذَا مَرَّةً فِي الْجَنَّةِ مَرَّةً فِي النَّارِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّا لَنَجِدُكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى بَابِ مِنْ أَبْوَابِ جَهَنَّمَ تَمْنَعُ النَّاسَ أَمَّا يَقْعُوا فِيهَا فَإِذَا مِتَّ

یعنی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ حضرت اُم کلثوم و دختر امیر المؤمنین مولیٰ علی و بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا انھیں روکتے پایا سبب پوچھا، کہایا امیر المؤمنین! یہ یہودی کعب احبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہ اجلۃ ائمۃ تابعین و علمائے کتابین و اعلم علمائے توراۃ سے ہیں پہلے یہودی تھے خلافت فاروقی میں مشرف باسلام ہوئے، شاہزادی کا اُس وقت حالت غضب میں انھیں اس لفظ سے تعبیر فرمانا برہنہ تھے نازک مزاجی تھا کہ لازمہ شاہزادگی ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) یہ کہنا ہے کہ آپ جنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر ہیں، امیر المؤمنین نے فرمایا جو خدا چاہے خدا کی قسم بیشک مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے مسجد پیدا کیا ہو، پھر حضرت کعب کو بلایا بھجوا انھوں نے حاضر ہو کر عرض کی، امیر المؤمنین! مجھ پر جلدی نہ فرمائیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ذی الحجہ کا مہینہ ختم نہ ہونے پائے گا کہ آپ جنت میں فشرعین لے جائیں گے۔ فرمایا، یہ کیا بات ہے کبھی جنت میں کبھی نار میں؟ عرض کی، یا امیر المؤمنین! قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ کو کتاب اللہ میں جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر پاتے ہیں

لَمْ يَزَالُوا يَفْتَحُمُونَ فِيهَا إِلَى
يَوْمِ الْقِيَامَةِ - ابْنِ سَعْدٍ فِي طَبَقَاتِهِ
وَأَبُو الْقَاسِمِ بْنُ بَشْرَانَ فِي
أَمَالِيهِ عَنِ الْجَارِعي مَوْلَى
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ -

کہ آپ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے
ہیں جب آپ انتقال فرمائیں گے قیامت تک
لوگ نار میں گرا کر بس گئے (وَحَبَّانَا اللَّهُ وَنَعْمَ الْوَكِيلُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ رَبِّ عَمْرٍ الْجَبِيلِ) -
(ابن سعد نے اپنی طبقات میں اور ابوالقاسم
بن بشران نے اپنی امالی میں حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے آزار کردہ غلام سے روایت کیا ہے۔)

بھلا دوزخ میں گرنے سے بچانا دفع بلا کا ہے کو ہوا۔

حدیث ۱۸۶، معانی الآثار امام طحاوی میں ہے،

حَدَّثَنَا ابْنُ صَرْوَقٍ ثَنَا ابْنُ هَرَسَاسٍ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ
قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ : لَنَا سِقَابُ الْأَرْضِ لِعِزِّ امِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ فَرَمَا : زَمِينِ كَيْ مَالِكِهِمْ هِيَ -

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۸۷،

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عُثْمَانَ لِيَسْتَعِينَهُ فِي جَيْشِ
الْعُسْرَةِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ عُثْمَانُ بَعْشَرَ أَلْفٍ دِينَارٍ لِيَعْنِي حِينَ حَضَرَ أَقْدَسَ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزْوَةَ تَبُوكَ كَيْ لَمْ يَشْكُرْ إِسْلَامَ كُوْتِيَارِي كَا حَكْمَ دِيَا مُسْلِمَانِ فِي رِبْهَتِ
حَالَتِ تَنْكَلٍ وَغُسْرَتِ تَحَى اس باب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت فرمائی ان سے مدد چاہی، ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے دس ہزار اشرفیاں حاضر کیں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان
اللہ تیری چھٹی اور ظاہر خطائیں اور آج سے قیامت تک جو کچھ تجھ سے واقع ہو سب کی مغفرت
فرمائے، اس کے بعد عثمان کو کچھ پرواہ نہیں کوئی عمل کرے۔ ابن عدی والدارقطنی و

لِطَبَقَاتِ الْكِبَرِيِّ لَابْنِ سَعْدٍ ذَكَرَ اسْتَخْلَافَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَارُ صَادِرِ بِيْرُوت ۳۳۲/۳

كُنْزُ الْعَمَالِ بِحَوْلِ ابْنِ سَعْدٍ وَابْنِ الْقَاسِمِ بْنِ بَشْرَانَ حَدِيثٌ ۳۵۷، ۸، مَوْسُتَةُ الرِّسَالَةِ ۱۲/۵۷۱

۱۷ شرح معانی الآثار كتاب السير باب احياء الارض الميتة ايجام سعيد كيني كراچی ۱۷۶/۲

۱۸ كُنْزُ الْعَمَالِ بِحَوْلِ عَبْدِ قُطْ حَدِيثٌ ۳۶۱، ۸، مَوْسُتَةُ الرِّسَالَةِ بِيْرُوت ۳۸/۱۳

ابولنیم فی فضائل الصحابة رضى الله تعالى عنهم عن حذيفة بن اليمان رضى الله تعالى عنهم (ابن عدی و دارقطنی و ابولنیم نے فضائل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

کیوں وہابی صاحبو! غیر خدا سے استعانت شرک تو نہیں، ایا کہ نستعین کے کیا معنی کہتے ہو۔

حدیث ۱۸۸: ایک مصری نے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

یا امیر المؤمنین عائذ بک من
من الظلم۔

امیر المؤمنین نے فرمایا:

عذت معاذاً تو نے سچی جائے پناہ کی پناہ لی۔

ہمارا مطلب تو حدیث کے اتنے ہی لفظوں سے ہو گیا، پناہ لینے والوں نے امیر المؤمنین کی دہائی دی اور امیر المؤمنین نے اپنی بارگاہ کو پکڑ لیا۔ فرمایا: مگر تمہارے حدیث بھی ذکر کریں کہ اس میں امیر المؤمنین کے کمال عدل کا ذکر ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر پر امیر المؤمنین کے صوبیدار تھے، یہ فریادی مصری عرض کرتے کہ میں نے ان کے صاحبزادے کے ساتھ دوڑ لگائی میں آگے نکل گیا صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارے اور کہا، میں دو معزز و کرم والہ ہیں کا بیٹا ہوں۔ اس کی فریاد پر امیر المؤمنین نے فرمان نافذ فرمایا کہ عمرو بن عاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں، حاضر ہوئے۔ امیر المؤمنین نے مصری کو حکم دیا: کوڑا لے اور مار۔ اس نے بدلہ لینا شروع کیا۔ اور امیر المؤمنین فرماتے جلتے ہیں، مار دو کو لٹیوں کے بیٹے کو۔ اُس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، خدا کی قسم جب اس فریادی نے مارنا شروع کیا ہمارا جی یہ چاہتا تھا کہ یہ مارے اور اپنا عوض لے۔ اس نے یہاں تک مارا کہ ہم متنا کرنے لگے کاش! اپنا ہاتھ اٹھالے جب مصری فارغ ہوا امیر المؤمنین نے فرمایا: اب یہ کوڑا عمرو بن عاص کی چنیا پر رکھ (یعنی وہاں کے حاکم تھے انہوں نے کیوں نہ داد دی کی، بیٹے کا کیوں لٹا نہ پاس کیا) مصری نے عرض کی: یا امیر المؤمنین! ان کے بیٹے ہی نے مجھے مارا تھا اُس سے میں عوض لے چکا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

مَذْكُم تَعْبُدُوا النَّاسَ وَلِلدِّينِ مَا هَاتَمُ
 احواس۔ تم لوگوں نے بندگانِ خدا کو کب سے اپنا عبادت

بنالیا حالانکہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا امیر المؤمنین! مجھے کوئی خبر ہوئی نہ یہ شخص میرے پاس فریادی آیا۔ ابن عبد الحکم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ابن عبد الحکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۸۹: خلافت فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک سال مدینہ میں قحط عظیم پڑا اس سال کا عام الرمادہ "تام رکھا گیا یعنی ہلاک و تباہی جان و مال کا سال۔ امیر المؤمنین نے عمرو بن العاص کو مصر میں فرمان بھیجا،

یہ شق ہے بندہ خدا عمر امیر المؤمنین کی طرف سے ابن عاص کے نام

سَلَامٌ اَمَّا بَعْدُ فَاَعْمُرْ يَ اَعْمُرْ وَمَا تَبَالَى
 اِذَا شَبِعْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ اَنْ اَهْلَكَ
 اَنَا وَمَنْ مَعِيَ فَيَا غَوْثَا شَمِّ يَا غَوْثَا
 يَرِدُ دُقُولُهُ۔
 سلام کے بعد واضح ہو مجھے اپنی جان کی قسم اے
 عمرو! جب تم اور تمہارے ملک والے سیر
 انا و من معی فیا غوثا شم یا غوثا
 میرے فریاد کو پہنچ۔ اور اس کلمے کو بار بار تکریر فرمایا۔

عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب حاضر کیا:

یہ عرضی بندہ خدا امیر المؤمنین عمر کو عمرو بن عاص کی طرف سے

اَمَّا بَعْدُ فَيَا لَيْتِكَ شَمِّ يَا لَيْتِكَ وَقَدْ
 بَعَثْتُ إِلَيْكَ بَعِيرًا أَوْلَهَا عِنْدَكَ
 وَأَخْرَجْتُهَا عَنْكَ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ
 وَمَرْحَمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔
 بعد سلام معروض حضور میں بار بار خدمت کو حاضر
 ہوں پھر بار بار خدمت کو حاضر ہوں میں نے حضور
 میں وہ کارواں روانہ کیا ہے جس کا اول حضور
 کے پاس ہو گا اور آخر میرے پاس اور حضور پر
 سلام اور اللہ عز و جل کی رحمت اور برکتیں۔

عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کارواں حاضر کیا کہ مدینہ طیبہ سے مصر تک یہ

تمام منزل لہاتے دو دروازے اونٹوں سے بھری ہوئی تھیں یہاں سے وہاں تک ایک قطار تھی جس کا پہلا اونٹ مدینہ طیبہ میں تھا اور پچھلا مصر میں، سب پر اناج تھا، امیر المومنین نے وہ تمام اونٹ تقسیم فرمادیے ہر گھر کو ایک ایک اونٹ مع اپنے ہار کے عطا ہوا کہ اناج کھاؤ اور اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت کھاؤ، چربی کھاؤ، کھال کے بچے بناؤ، جس کپڑے میں اناج بھرا تھا اس کا لحاف وغیرہ بناؤ۔ یوں اللہ عز و جل نے لوگوں کی مشکل دفع کی، امیر المومنین محمد مجلائے۔

ابن خزيمة في صحيحه والمحاكم في
المستدرک والبيهقي في السنن عن
اسلم مولی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وابن عبد الحکم واللفظ له
عن الليث بن سعد۔
ابن خزيمة نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک
میں اور بیہقی نے سنن میں عسمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام سلم سے اور
ابن عبد الحکم نے لیث بن سعد سے روایت کیلئے
لفظ ابن عبد الحکم کے ہیں۔ (ت)

حدیث ۱۹۰ حضور سید عالم تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کے نائب کریم علی مرتضیٰ
امیر المومنین کریم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم فرماتے ہیں،

انی لاستحي من الله ان يكون ذنب
اعظم من غفري او جهل اعظم
من حلمي او عورة لا يواسر بها
سترع او خلة لا يستأها
جودي۔ ابن عساکر عن
جبیر عن الشعبي عن
علي كرم الله تعالى
بے شک اللہ عز و جل سے شرم آتی ہے کہ کسی کا
گناہ میری صفت مغفرت سے بڑھ جائے
وہ گناہ کرے اور میری مغفرت اس کی بخشش
میں تنگی کرے کہ میں بخش سکوں یا کسی کی جہالت
میرے علم سے زائد ہو جائے کہ وہ جہل سے پیش
آئے اور میں علم سے کام نہ لے سکوں یا کسی
عیب کسی شرم کی بات کو میرا پردہ نہ چھپائے یا

المستدرک للحاکم کتاب الزکوة دار الفکر بیروت ۳۵۵/۱
السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب القیم باب یكون اللوالی اعظم الخ دار صادر بیروت ۳۵۵/۶
صحیح ابن خزيمة باب ذکر الدلیل علی ان العاقل الخ حدیث ۲۳۹۶ المکتب الاسلامی بیروت ۶۸/۳
کنز العمال بحوالہ ابن خزيمة حدیث ۳۵۸۸۹ مؤسسة الرسالة بیروت ۶۱۰ و ۶۰۹/۱۲
ابن عبد الحکم عن لیث ۳۵۹-۶ " " " " ۶۱۴ و ۶۱۳/۱۲

وجہ ہے۔
 کسی حاجتمندی کو میرا کرم بند نہ فرمائے۔ (ابن عساکر)
 نے تحریر سے انھوں نے شعبی سے انھوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا۔ (ت)
 واپس دیکھا تم نے محبوبانِ خدا کا احسان، اُن کی غفران، اُن کی حاجت برآری، اُن کی
 شان ستاری۔

اللہم انفعنا بفضلہم وعفوہم و
 حلمہم وجودہم وکرمہم فی
 الدنیا والآخرۃ آمین!
 یا اللہ! ہمیں ان کے فضل، ان کے عفو،
 ان کے علم، ان کے جود اور ان کے کرم سے
 دنیا و آخرت میں نفع عطا فرما آمین! (ت)

حدیث ۱۹۱، فرماتے ہیں کرم اللہ تعالیٰ وجہہ،

لا ادری ای النعمتین اعظم علیَّ
 مِنِّہُ مَن رَّجُلٌ بِذَلِّ مَصَاصِ
 وَجِہِہُ اِلٰی قُرَافِی مَوْضِعًا لِّحَاجَّتِہِ
 وَاجْرِی اللہ قَضَاءَہَا اَوْ کِسْرَہُ
 عِلْفِ یَدِیْ وَلَاسَ اَقْصٰی
 لِامْرِئٍ مَّسَلَمَہَا حِبَہُ احَبَّ
 اِلَیَّ مِنْ مَّلا الْاَرْضَ ذَہَبًا
 وَفِضَّةً۔ ابو الغنائم النرسي فی
 کتاب قضاء الحوائج عنہ مرضی
 اللہ تعالیٰ عنہ۔
 بے شک میں نہیں جانتا کہ ان دو نعمتوں میں
 کون سی مجھ پر زیادہ احسان ہے کہ ایک
 شخص میری سرکار کو اپنی حاجت روائی کا
 محل جان کر اپنا معزز منہ میرے سامنے لائے
 اور اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کا روائی اس کی
 آسانی میرے ہاتھ پر رواں فرمائے، یہ تمام
 روتے زمین بھر کر سونا چاندی ملنے سے مجھے
 زیادہ محبوب ہے کہ میں کسی مسلمان کی حاجت
 رواں فرما دوں۔ (ابو الغنائم النرسي نے کتاب
 قضاء الحوائج میں مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۱۹۲، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ہجاءہم حَسَاتٌ فَشَقِیْ وَاشْتَغِیْ حَسَانٌ
 نے کافروں کی جھوٹی تو

۱۵ تاریخ دمشق ابکیہ ترجمہ علی بن ابی طالب ۵۰۲۹ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۹۹/۴۵

کنز العمال بحوالہ کرم علی رضی اللہ عنہ حدیث ۳۶۳۶۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۱۳

شفادی شفا علی۔ مسئلہ عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا (مسلم نے ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ ت)

حدیث ۱۹۳: جب کفار قریش نے شانِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اشعارِ گستاخی کے لیے عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم جواب ہوا، انھوں نے جواب دیا، حضور نے ناکافی پایا، پھر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد ہوا، ان کا جواب بھی پسندِ خاطر اقدس نہ آیا۔ پھر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد ہوا۔ انھوں نے کفار کی بھوکھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لقد شفیت یا حسان واشتفیت۔
حسان! تم نے شفا دی اور شفا لی (ابن عساکر)
ابن عساکر عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
نے ابی سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۹۴: حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے ام المؤمنین نے ان کے لئے مسند بکھرائی، عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گزارش کی: آپ انھیں مسند پر بٹھائی ہیں۔ وقد قال ما قال ام المؤمنین نے فرمایا،

انہ کان یجیب عت رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویشفی صدرہ
من اعدائہ۔ ابن عساکر عن عطاء
ابن ابی رباح۔
یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف
سے جواب دیا کرتے اور رنجِ اعداء سے
سینہ اقدس کو شفا دیتے (ابن عساکر)
عطاء ابن ابی رباح سے روایت کیا۔ ت)

صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل حسان بن ثابت قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۱/۲
تاریخ دمشق البکیر ترجمہ ۱۵۴۶ حسان بن ثابت دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۵/۱۳
کنز العمال بحوالہ کرم حدیث ۳۶۹۵۸ توسعۃ الرسائل بیروت ۳۴۲ و ۳۴۱/۱۳
تاریخ دمشق البکیر ترجمہ ۱۵۴۶ حسان بن ثابت دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۵/۱۳

حدیث ۱۹۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

اَكْرَمُوا الْاَنْصَارَ فَاَنْهَمُ سِرْبُوا الْاِسْلَامَ
 کما یرغب الفرح فی وکره - الدار قطنی
 فی الاقصاد وللمتایلین عن النسب
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

انصار کی عزت کرو کہ انھوں نے اسلام کو پالا
 ہے جس طرح پرند کا بچھا آشیلے میں پالا جاتا
 ہے۔ (دارقطنی نے افراد میں اور دلیلی نے
 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
 کیا۔ ت)

وصل سوم

احادیث متعلقہ بملانکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

حدیث ۱۹۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان العبد المؤمن لیدعوا للہ تعالیٰ
 فیقول اللہ تعالیٰ لجبریل لا تجبه
 فانی اُحِبُّ اَنْ اسمع صوته وادعاه
 الفاجر قال یا جبریل
 اقض حاجته فانی لا احب ان اسمع
 صوته۔ ابن النجار عن انس بن
 ملک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عیشک بندہ مومن اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہے
 تو رب جل و علا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
 فرماتا ہے اس کی دعا قبول نہ کر کہ میں اس کی
 آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جب فاجر
 دعا کرتا ہے رب جل جلالہ فرماتا ہے اے
 جبریل! اس کی حاجت رد کر دے کہ میں اس
 کی آواز سننا نہیں چاہتا (ابن النجار نے انس
 بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)

اس حدیث سے واضح کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائیں قبول کرتے حاجتیں روا فرماتے
 ہیں۔ دین و ہدایت میں اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔
 حدیث ۱۹۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

۱۔ کثر العمال بحوالہ قط فی الافراد والیطی حدیث ۲۳۷، ۲۳۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۹
 الفردوس بماثر الخطاب حدیث ۲۲۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۵/۱
 ۲۔ کثر العمال بحوالہ ابن النجار ۳۲۶ و ۳۹۰ مؤسسۃ الرسالہ ۲/۵۸۵-۶۲

ان الله ملئكته مؤتکین باسم راق بنی آدم
قال لهم ایما عبداً وجدتموه جعل
اللهتم همّاً واحداً فممنوارزقه السموات
والارض من وبنی آدم وایما عبداً
وجدتموه طلب فانت تحسری
الصدق فطیبوا له ویسروا ومن
تعدای ذلک فخلوا بینه و
بین ما یورید ثم لاینال فوق
الدرجة التي کتبت له
الترقی الاکبر الامام فی
النواصر۔

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے بنی آدم کے رزقوں پر مکمل
ہیں انھیں اللہ عزوجل کا حکم ہے کہ جس بندے
کو ایسا پاؤ کہ سب فکریں چھوڑ کر آخرت کا
ہو رہا ہے آسمان وزمین والناس سب کو اس
کے رزق کا ضامن کرو یعنی یہ طلب ہر طرف
سے اُسے رزق پہنچاؤ اور جسے روزی کی تلاش
میں دیکھو وہ اگر راستی کا قصد کرے تو اس
کے لئے اس کا رزق پاک و آسان کر دو اور
جو حد سے بڑھے اُسے اس کی خواہش پر چھوڑ دو
پھر ملے گا تو اتنا ہی جو میں نے اس کے لئے
لکھ دیا ہے (اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں
روایت کیا۔ ت)

حدیث ۱۹۸: کہ فرماتے ہیں میں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ملك قابض علی ناصیتك فاذا تواضعت
لله رفعك واذا الجبرت
علی الله قصصك وملك قائم
علی فیک لا یبدع الحیة انت
تدخل فی فیک۔ ابن جریر
عن کثارة العدوی رضی اللہ تعالیٰ
عنه۔ هذا مختصر۔

ایک فرشتہ تیری پیشانی کے بال تھامے ہوئے
ہے جب تو اللہ عزوجل جل شانہ کے لئے تواضع
کرے تجھے بلند کرے بخشتا ہے اور جب تو اس پر
معاذ اللہ تکبر کرے تجھے توڑ ڈالتا ہلاک کر دیتا
ہے، اور ایک فرشتہ تیرے منہ پر کھڑا ہے
کہ سانپ کو تیرے منہ میں نہیں جانے دیتا۔
(ابن جریر نے کثارة عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا۔ یہ مختصر ہے۔ ت)

دیکھو متواضعیوں کو فرشتہ بلند قدری دیتا ہے، متکبروں کو فرشتہ ہلاک کرتا ہے، اور

انہیں کی تیسری روایت میں ہے ،

ان صدکا مؤکلا بالرحم اذا اراد الله ان
يخلق شيئا ياذن الله الحديث

بیشک عورتوں کے رحم پر ایک فرشتہ متعین ہے
جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ فرشتہ یا ذی خلق
کچھ خلق کرے ۔

طبرانی کی روایت میں ہے ،

ان النطفة اذا استقرت فب الرحم
فمضى عنها ما يعون يوما جاء ملك
الرحم فصور عظمه ولحمه ودمه
وبشره

نطفہ کو جب رحم میں ٹھہرے چلہ گور جاتا ہے
فرشتہ کہ رحم پر فوکل ہے اگر اس کی پڑھیں
گوشت ، خون اور بال کھال کی تصویر کرتا
ہے ۔

حدیث ۲۰۱ : صحیح بخاری و مسلم و غیر ہما میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ،

بچے کا مادہ آفریش چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں جمع ہوتا ہے پھر اتنے ہی دن جما ہوا
خون رہتا ہے ، پھر اتنے ہی دن خون کی بوٹی ، ثم يرسل الله اليه الملك فينفخ فيه الروح
جب تین چلے گزر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ اس میں جان ڈالتا
ہے ہذا لفظ مشکوٰۃ (یہ مسلم کے الفاظ ہیں ۔ ت) ۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے ،

هو الذي يصوركم في الارحام كيف
يشاء

اللہ ہے کہ تمہاری تصویر فرماتا ہے ماؤں کے
پیٹوں میں جیسے چاہے ۔

- ۱۔ صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الادمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۳۳/۲
- ۲۔ المعجم الکبیر عن حذیفۃ بن اسید رضی اللہ عنہ حدیث ۲۰۲۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۷۷/۳
- ۳۔ کنز العمال حدیث ۵۷۵ مؤسسۃ الرسالہ ۱۲۱/۱
- ۴۔ صحیح البخاری کتاب بدء الخلق ۲۵۶/۱ و کتاب الانبیاء ۴۶۹/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
- ۵۔ صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الادمی فی بطن امہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۳۲/۲
- ۶۔ القرآن اکبریم ۶/۳

اور فرماتا ہے جل وعلا :

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَهْدِي لَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا
یہاں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کا نام پاک مہاشی ہے یعنی کفر و شرک کے مٹانے والے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، وہ خود صحیح حدیثوں میں فرما رہے ہیں کہ فرشتہ تصویر کرتا ہے ، فرشتہ
صورت بناتا ہے ۔ فرشتہ آنکھ کان ، گوشت ، استخوان ، بال ، کھال ، خون خلق کرتا ہے ۔ اور صرف
یہی نہیں بلکہ یہ سب کچھ فرشتے کے ہاتھ سے ہو کر جان بھی فرشتہ ڈالتا ہے ۔ شرک پسند گمراہوں کے نزدیک
اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہو گا والعیاذ باللہ رب العالمین ۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام
تو اتنا ہی فرما کر چپ ہو رہے تھے :

لَا هَبْ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا
میں تجھے ستھرے بچوں

یہاں تو ان سے کم درجہ شخص کے ہاتھوں پر دنیا بھر کے میٹھی بیٹیوں کی خلق و تصویر ہو رہی ہے ۔ احمق
جاہلو! اپنے بسکے ایمان کی جان پر رحم کرو ، یہ فرق نسبت اٹھانا اقسام اسناد مثانا خدا جائے
نصیب کن بڑے حالوں پر پہنچائے گا ۔ مسلمانوں کو مشرک بنانا ہنسی کھیل سمجھا ہے ۔

حدیث ۲۰۲ : کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لَوْلَمْ أُبْعَثْ فِيكُمْ عَمْرًا يُتَدَبَّرُ
عمر بنکین یوفقانه و لیستدانه
فاذا اخطأ صرفاه حقه یکون
صواباً ۔ الدلیلی عن ابی بکر الصدیق
وابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔
اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو بیشک عمر
نبی کر کے بھیجا جاتا ۔ اللہ عز و جل نے دو فرشتوں
سے عمر کی تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو
توفیق دیتے اور ہر امر میں اُسے ٹھیک راہ پر رکھتے
ہیں اگر عمر کی رائے لغزش کرتی ہے تو فرشتے عمر کو
ادھر سے پھیر دیتے ہیں تاکہ عمر سے حق ہی صادر ہو (دلیلی نے ابوبکر صدیق اور ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ۔ ت)

سۃ القرآن الکریم ۳/۳۵

سۃ ۱۹/۱۹

سۃ الفردوس بما ثور الخطاب

کنز العمال

دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/۳۵

حدیث ۵۱۲۷

۵۸۱/۱۱

موسسة الرسالہ بیروت

۳۲۷۶۱

حدیث ۲۰۳: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بیشک عمر (رضی اللہ عنہ) کا اسلام عورت تھا اور ان کی ہجرت فتح و نصرت اور ان کی خلافت میں رحمت۔ خدا کی قسم اگر دیکھنے والا نہ پڑھنے پائے جب تک عمر اسلام نہ لائے۔ جب وہ مسلمان ہوئے کافروں سے قتال کیا یہاں تک کہ ہم نے علانیہ گمراہی نماز ادا کی زواتی لاؤ حسب بیعت عینی عمر صدکا یسدا دہ اور بیشک میں سمجھتا ہوں کہ عمر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے کہ انھیں راستی و درستی دیتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عمر سے شیطان ڈرتا ہے اور جب نیک بندوں کا ذکر ہو تو عمر کا ذکر لاؤ۔

ابن عباس کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ و (اس کو ابن عباس کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا اور اس کا بعض حصہ دوسری تخریج کے ساتھ باب اول کے آخر میں گزر گیا ہے۔ ت)

حدیث ۲۰۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اذا جلس القاضی فی مجلس حلیط علیہ ملکات یسددانہ ویوقانہ ویوشدانہ عالم یجز فاذا جاس عرجا و ترکا۔ البیہقی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے اس پر دو فرشتے اترتے ہیں کہ وہ اسے راستی دیتے تو فیق بخشنے سیدھی راہ چلاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کر لے جہاں اس نے میل کیا فرشتوں نے اُسے چھوڑا اور اڑ گئے۔ (بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

جو مسلمان کسی مسلمان کا دل خوش کرتا ہے اللہ عز و جل اُس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا

۱۔ تاریخ دمشق اکبریہ ترجمہ ۵۳۲ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دارالاحیاء التراث العربی بیروت ۶۷/۶۷

کنز العمال حدیث ۳۵۸۶۹ موسۃ الرسالہ بیروت ۵۹۹/۱۲

۲۔ عن ابن عباس ۱۵۰۱۵ " " " " ۹۹/۶

السنن الکبریٰ للبیہقی آداب القاضی باب فضل من ابتلی الشی الخ دار صادر بیروت ۸۸/۱۰

پیدا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تجلید و توحید کرتا ہے جب وہ مسلمان اپنی قبر میں جاتا ہے اس کے پاس آکر کہتا ہے کیا مجھے نہیں پہچانتا؟ وہ مسلمان پوچھتا ہے تو کون ہے؟ کہتا ہے میں وہ خوشی ہوں جو تونے فلاں مسلمان کے دل میں داخل کی تھی انا الیوم اونس وحشتک والقنک حجتک وابثتک یا لقول الثابت واشہدک مشاہدک یوم القیمة واسیرک منزلک من الجنة آج میں تیرا ہی بہنہ کر تیری وحشت دُور کروں گا میں تجھے تیری محبت سکھاؤں گا، میں تجھے نکیرین کے جواب میں حق بات پر ثبات دوں گا، میں تجھے محشر کی بارگاہ میں لے جاؤں گا، میں تیرے رب کے حضور تیری شفاعت کروں گا، میں تجھے جنت میں تیرا مکان دکھاؤں گا۔

ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج والوالشیخ اس کو ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں اور فی الثواب عن الامام جعفر الصادق ابو الشیخ نے ثواب میں امام جعفر صادق سے، عن ابیہ عن جده رضی اللہ تعالیٰ عنہم وکرم وجوہہم۔ انہوں نے اپنے باپ سے، اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور ان کے جہوں کو کرم بنایا۔ (ت)

www.alanazratnetwork.org

حدیث ۲۰۶، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بیشک میں کتاب اللہ میں ایک سورت تینس آیتوں کی پاتا ہوں جو اسے سوتے وقت پڑھے، اللہ عز وجل اس کے لئے تیس نیکیاں لکھے اور اس کے تیس گناہ محو فرمائے اور اس کے تیس درجے بلند کرے،

وبعث اللہ الیہ من الملائکة لیسط علیہ جناحه و یحفظہ من کل سوء حتی یشیقظ و ہی السجادة تجادل عن صاحبہا فی القبر وہی تبارک الذی سورۃ الملک اللہ عز وجل اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے کہ ایسا بازو اس پر کشادہ رکھے جب تک سو کر اٹھے وہ فرشتہ اسے ہر پائی سے محفوظ رکھے وہ سورت مجادلہ ہے اپنے قاری کی طرف سے اس کی قبر میں جھگڑے گی وہ تبارک الذی سورۃ ملک ہے

۱۔ مرسوۃ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۱۱۵ مؤسسۃ الکتب الشافعیۃ بیروت ۸۶/۲

کنز العمال بحوالہ ابن ابی الدنیا حدیث ۱۶۴۰۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴۳۱/۶

اللہ تعالیٰ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (دیکھی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 من حملی مؤمنًا منافق یغتابہ بعث
 اللہ لہ ملکًا یحییٰ لحمہ من نار
 جہنم۔ احمد و ابوداؤد عن معاذ
 بن انس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ۔
 جب کوئی منافق کسی مسلمان کو پیچھے پیچھے برا کہہ
 رہا ہو تو جو شخص اس منافق سے اس مسلمان
 کی حمایت کرے اللہ عز و جل اس کے لئے
 ایک فرشتہ بھیجے کہ آتش دوزخ سے اس کے
 گوشت کو بچائے (احمد و ابوداؤد نے معاذ بن
 انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۸: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 رأیت جعفرًا یطیر ملکًا فی الجنة
 تدعى تادمتاء و رأیت
 ناریدا دون ذلك فقلت
 ما کنت اظننت ان ناریدا
 دون جعفر فقبال
 جبریل (علیہ الصلوٰۃ
 والتسلیم) انت ناریدا
 بدون جعفر و لکننا فضلنا
 جعفر بقربا بته منک
 میں نے جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملاحظہ
 فرمایا کہ فرشتہ بن کر جنت میں اڑ رہے ہیں اور
 ان کے بازوؤں کے اگلے دونوں سپروں خون روان ہے
 اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے اُن
 سے کم مرتبہ پایا۔ میں نے فرمایا مجھے گمان نہ تھا
 کہ زید کا مرتبہ جعفر سے کم ہوگا۔ جبریل امین علیہ
 الصلوٰۃ والتسلیم نے عرض کی، زید جعفر سے کم
 نہیں مگر ہم نے جعفر کا مرتبہ زید سے بڑھا دیا ہے
 اس لئے کہ وہ حضور سے قرابت رکھتے ہیں۔

۱۔ الفردوس یا ثور الخطاب حدیث ۱۷۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۹۲ و ۹۳

کنز العمال ۲۷۰۸ ۲ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱/ ۵۹۳

۲۔ مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن انس الجنبی المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۴۱

سنن ابی داؤد کتاب الادب باب الرجل ینیب عن عرض اخیه آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۱۳

ابن سعد عن محمد بن عمرو بن (ابن سعد نے محمد بن عمرو بن علی سے مرسلہ علی مرسلہ۔
روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۰۹: طلحہ بن عبید اللہ احد العشرة المبشرة رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں،
روئے اُحد میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کنہ صباں نے کرایک چٹان پر بٹھا دیا
کہ مشرکین سے آڑ ہو گئی، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پس پشت دست مبارک
سے ارشاد فرمایا،

هذا جبریل يخبرني انه لا يزال يوم
القيامة في هولاء الا ان ذلك
منه - ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ۔
یہ جبریل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اسے طلحہ!
وہ روز قیامت تمہیں جس کسی دہشت میں دکھائیں گے
اس سے تمہیں چھڑا دیں گے۔ (ابن عساکر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱۰: جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بولولو مجوسی خبیث نے خیمہ مارا
اور امیر المومنین نے مشورے کا حکم دیا (کہ میرے بعد عثمان غنی و علی مرتضیٰ و طلحہ و زبیر و عبد الرحمن
بن عوف و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم چھ صاحبوں سے مسلمان جسے مناسب تر جائیں
خلیفہ بنائیں) حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمت امیر المومنین میں آئیں اور
کہا، اے باپ میرے! بعض لوگ کہتے ہیں یہ چھ شخص پسندیدہ نہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا،
مجھے تکیہ لگا کر بٹھا دو۔ بٹھائے گئے، ارشاد فرمایا، علی کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں میں نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اے علی! اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں لاؤ روز قیامت
میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔ بھلا عثمان کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں، میں نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس دن عثمان اٹھال کرے گا آسمان کے فرشتے اس پر
نماز پڑھیں گے میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! یہ فضیلت خاص عثمان کے لئے سہیا ہر مسلمان

۱۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر جعفر بن ابی طالب دار صادر بیروت ۳۸/۴
کنز العمال حدیث ۳۳۲۱۳ موسسة الرسالہ بیروت ۶۶۵/۱۱
۲۔ تاریخ دمشق اکبیر ترجمہ ۳۰۶۴ طلحہ بن عبید اللہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۱/۲۷

کے لئے فرمایا: خاص عثمان کے لئے طلحہ بن عبید اللہ کو کیا کہیں گے، ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کجاوا پشت مرکب سے گر گیا تھا میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کون ہے کہ میرا کجاوا ٹھیک کر دے اور جنت لے لے رہے ہوں یہ طلحہ دوڑے اور کجاوا درست کر دیا، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوئے اور ان سے ارشاد فرمایا: یا طلحة هذا جبریل یقرئک السلام ویقول انا معک فی احوال یوم القیمة حتی انجیک منها اے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ ان سے تمہیں نجات دوں گا۔ زبیر بن عوام کو کیا کہیں گے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور آرام فرماتے تھے زبیر بیٹھے پٹکھا بچھلے رہے یہاں تک کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے، فرمایا: اے ابو عبد اللہ! (زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے) کیا جب سے تو بچھل رہا ہے؟ عرض کی: میرے ماں باپ حضور پر نثار جب سے برابر بچھل رہا ہوں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: هذا جبریل یقرئک السلام ویقول انا معک یوم القیمة حتی اذبت عن وجهک شرر جہنم یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تمہارے چہرے سے جہنم کی اڑتی ہوئی چنگاریاں دور کروں گا۔ سعد بن ابی وقاص کو کیا کہیں گے، میں نے روز بدر دیکھا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چوہہ بار ان کی کمان چلے باندھ کر انھیں عطا کی اور فرمایا تیرا تیرے قربان میرے ماں باپ۔ عبد الرحمن بن عوف کو کیا کہیں گے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف فرما تھے دو فوں صاحبزادے رضی اللہ تعالیٰ عنہما بٹوکے روتے بلکتے تھے، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کون ہے کہ کچھ ہماری خدمت میں حاضر کرے، اس پر عبد الرحمن بن عوف عیس (کہ خروائے خستہ بر آوردہ، اور پتھر کو باریک کوٹ کر گھی میں گوندھتے ہیں) اور دو روٹیاں کہ ان کے بیچ میں روغن رکھا تھا لے کر حاضر ہوئے، رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کفایک اللہ امر دنیاک واما امر آخرتک فانما لہما ضامن اللہ تعالیٰ تیرے دنیا کے کام درست کر دے اور تیری آخرت کے معاملہ کا تو میں ذمہ دار ہوں۔ صحاح ابن المثنیٰ فی تراویحات مسند احمد والطبرانی فی معجم کبیر العیال بحوالہ معاصرین المثنیٰ حدیث ۳۶۷۳۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۴۶-۲۶۶

الابوسط وابونعیم فی فضائل الصحابة وابوبکر الشافعی فی القیادیات والیوالحسن
بن بشران فی فوائدہ والخطیب فی التلخیص المتشابه وابن عساکر فی تاریخ دمشق
والدیلمی فی مسند الفردوس عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

امام جلیل عزالذین علیہ السلام جمع الجوامع میں فرماتے ہیں، سند صحیح اس حدیث کی

سند صحیح ہے۔

تمکیمہ کاملہ: وصل اول کی طرف پھر عود کرنا والعود احمد سے

اعد ذکر والینا لثافت ذکرہ هو المسک ما کثر نثره يتضوق

(ہمارے والی کا ذکر ہمارے لئے پھر لوٹاؤ کریشک ان کا ذکر ایسی کستوری ہے جسے جتنا رگڑو وہ خوشبودی ہے۔)

سے باز ہوئے چمن آرزو سست جلوة سرود سخم آرزو سست

(پھر مجھے چمن کی ہوا کی خواہش ہے چنبیلی کے نغے کے جلوے کی خواہش ہے۔)

سے پھر اٹھا ولولہ یاد بیابان حرم پھر کھنچا دامن دل سے یغیلان حرم

اللہ اللہ اس حدیث صحیح کے کھیلے چلے نے پھر وصل اول احادیث متعلقہ محبوب اجل صل اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی آتش شوق سے میں بھڑکا دی، کتا اپنے پیارے آقا مہربان مولیٰ کا دروازہ چھوڑ کر کہاں

جائے، ہر پھر کرو میں کا وہیں رہا چاہے بلکہ واللہ یہ کتا اپنے پیارے کریم مالک کے در اطر سے

ہٹا ہی نہیں انبیاء کے دروازے پر جائے تو انھیں کا گھر ہے اولیاء کے یہاں آئے تو انھیں کا در ہے

ملا کہ کی منزلوں پر گزرے تو انھیں کا گھر ہے صر

کوئی اور ان کے سوا کہاں وہ اگر نہیں تو جہاں نہیں

سے ایک چراغ سست دریں خانہ کہ از پر توان ہر کجا در نگری انجمن ساخته اند

(اس گھر میں ایک چراغ ہے جس کی روشنی سے جہاں دیکھو ایک انجمن بنائے ہوئے ہیں۔)

سے آسمان خوان زمین خوان زمانہ همان صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

سے بندہ ات غیرت برد کے برد غیرت رود درود چوں شکر دم شاہ آں ایوان توئی

(تیرا غیرت غلام در غیرت کیسے جاسکتا ہے اور اگر جائے تو دیکھو گا کہ اُس ایوان کا بادشاہ بھی تو ہی ہے۔)

حدیث ۲۱۱: نزال بن سبرہ فرماتے ہیں ایک دن ہم نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

کو عرض دل پایا، عرض کی: یا امیر المؤمنین! اپنے یاروں کا حال ہم سے بیان کیجئے۔ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب صحابہ میرے یار ہیں۔ ہم نے عرض کی، اپنے خاص یاروں کا تذکرہ کیجئے۔ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی صحابی نہیں کہ میرا یار نہ ہو۔ ہم نے عرض کی، ابو بکر صدیق کا حال بیان کیجئے۔ فرمایا، یہ وہ صاحب ہیں کہ اللہ عزوجل نے جبریل امین و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ہمارے دین کی امامت کو پسند فرمایا تو ہم نے اپنی دنیا میں بھی انھیں کو پسند کیا۔ ہم نے عرض کی، عمر بن خطاب کا حال بیان فرمائیے۔ فرمایا، یہ وہ صاحب ہیں جن کا نام اللہ عزوجل نے فاسدق رکھا، انھوں نے حق کو باطل سے جدا کر دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرض کرتے سنا کہ الہی! عمر بن خطاب کے سبب اسلام کو عزت دے۔ ہم نے عرض کی، عثمان کا حال کہئے۔ فرمایا، ذلک امرٌ تُدعی فی الملأ الاعلیٰ ذالمنورین کان ختم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابنتیہ ضمن له فی الجنة یہ وہ صاحب ہیں کہ ملائکہ اعلیٰ و بزم بالا میں ذی النورین بکارے جاتے ہیں، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو شاہزادیوں کے شوہر ہوئے، سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے لئے جنت میں ایک مکان کی ضمانت فرمائی ہے۔

خیمۃ والد الکافی والعشائر فی فضائل الصدیق و ابن عباس و عنہ عن علیؑ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و ما رواہ عنہ ابو نعیم قال سألت علیاً عن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال ذالک امرٌ قد کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

خیمہ، لاکافی اور عشاری نے فضائل صدیق میں اور ابن عباس کے لئے انہی سے بحوالہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اسکو روایت کیا کہ ہم نے حضرت علی سے حضرت عثمان کے بارگاہ میں پوچھا رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ ایسے عظیم شخص ہیں، پھر پوری حدیث ذکر کی۔ (ت)

حدیث ۲۱۲: کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں کسی سے فرمایا کہ اپنا گھر مجھے ہاتھ بیچ ڈال کہ مسجد حرام میں زیادت فرماؤں اور تیرے لئے جنت میں مکان کا ضامن ہوں۔ اس نے

عذر کیا۔ پھر فرمایا۔ انکار کیا۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی، یہ شخص زمانہ جاہلیت میں ان کا دوست تھا اس سے باہر اتر تمام دس ہزار اشرفی دے کر خرید لیا، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور! اب وہ گھر میرا ہے فہل انت اخذھا ببیت تضمن لب فی الجنة کی حضور مجھ سے ایک مکان بہشت کے عوض لیتے ہیں جس کے حضور میرے لئے ضامن ہو جائیں۔ قال نعم فرمایا: ہاں۔ فاخذھا منه وضمن له بیتاً فی الجنة واشہد له علی ذلك المؤمنین حضور نے اُن سے وہ مکان لے کر جنت میں ان کے لئے ایک مکان کی ضمانت فرمائی اور مسلمانوں کو اس معاملہ پر گواہ کر لیا۔

احمد الحاکمی فی فضائل عثمان عن سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
احمد الحاکمی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

حدیث ۲۱۳: کہ جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں گئے یہاں کا پانی پسند نہ آیا شور مچا، بنی غفار سے ایک شخص کی خاک میں ایک شہر چشمہ منیٰ پر رومہ تھا وہ اس کی ایک مشک نیم صاع کو بیچے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: بعینہا بعین فی الجنة یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک چشمہ بہشت کے عوض بیچ ڈال۔ عرض کی: یا رسول اللہ! میری اور میرے بچوں کی معاش اسی میں ہے مجھ میں طاقت نہیں۔ یہ خبر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی وہ چشمہ ایک سے پینتیس ہزار روپے کو خرید لیا، پھر خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! ان جعل لب مثل الذی جعلت له عینا فی الجنة اشتویتھا یا رسول اللہ! کیا جس طرح حضور اُس شخص کو چشمہ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو حضور مجھے عطا فرمائیں گے؟ قال نعم فرمایا: ہاں۔ عرض کی: میں نے بزرگوار حضرت پر لیا اور مسلمانوں پر وقعت کر دیا۔ الطبرانی فی الکبیر وابن عساکر عن بشیر رضی اللہ تعالیٰ

لہ الریاض النضرۃ بحوالہ الحاکمی الباب الثالث دار المعرفۃ بیروت ۲۰/۲۱
۲۱۳ الحدیث عن بشیر اسلمی حدیث ۱۲۲۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/۲۱
تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۴۷۵ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۱/۴۹
کنز العمال بحوالہ الطب کر حدیث ۳۹۱۸۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳/۳۵ و ۳۶

عنه (طبرانی نے کبیر میں اور ابن عساکر نے بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱۴: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

اشترى عثمان بن عفان من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الجنة مرتين يوم مؤمنة ويوم جيش العسرة الحاكه وابنا عدى وعساكره رضي الله تعالى عنه -
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنت غریبیٰ بزرگوار کے دن اور لشکر کی تلکدستی کے روز (حاکم اور ابن عدی اور ابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱۵: کہ حضور مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا،

لك الجنة على يا طلحة غدا - أبو نعيم في فضائل الصحابة عن امير المؤمنين رضي الله تعالى عنه -
کل تمھارے لئے جنت میرے ذمہ ہے (ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۲۱۶: صحیح بخاری شریف میں ہے کہ بن سعد سا عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من يضمن لي مابين لجديه وما بين رجليه اضمن له الجنة -
جو میرے لئے اپنی زبان اور شرمگاہ کا ضامن ہوگا (کہ ان سے میری تافرمانی نہ کرے) میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

۱۰۷/۳ المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ اشترى عثمان الجنة مرتين دار الفکر بیروت

تاریخ دمشق الكبير ترجمہ ۴۷۱۵ عثمان بن عفان دار احیاء التراث العربی بیروت

الکامل لابن عدی ترجمہ بکر بن بکار دار الفکر بیروت

۶۹۵/۱۱ کذا کنز العمال بحوالہ ابی نعیم حدیث ۳۳۳۶۵ مؤسسة الرسالة بیروت

صحیح البخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان قیومی کتب خانہ کراچی ۹۵۸/۲ و ۹۵۹

السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب قتال اہل البغی باب علی الرعل من حفظ اللسان دار صادر بیروت ۱۶۶

امام ابو بکر علیہ السلام اپنے مقرر کو پہنچا، اب یہ حدیثیں کسے دکھائیں کہ او بے بصیر بد زبان !
 تیرے نزدیک تو وہ کسی چیز کے مختار نہیں اُن کو کسی نوع کی قدرت نہیں کسی کام میں نہ بالفعل ان کو
 دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں اپنی جان تک کے نفع و نقصان کے مالک نہیں دوسرے کا تو
 کیا کر سکیں اللہ کے یہاں کا معاملہ اُن کے اختیار باہر ہے ہاں کسی کی حاجت نہیں کئے گئے کسی کو کیل نہیں بن سکے
 اُن حدیثوں کو سوچو کہ وہ تمہیں الہی عز و جل جنت کے مالک، کارخانہ الہی کے مختار ہیں، ضحائیں
 فرماتے ہیں، اپنے ذمے لیتے ہیں، عطا فرماتے ہیں، بیع کر دیتے ہیں، ہر عاقل جانتا ہے کہ بیع وہی
 کرے گا جو خود مالک ہو یا مالک کی طرف سے ماؤن و مختار، ورنہ فضولی ہے جس کا قصہ فضول اور
 عقد بیکار۔

الحمد لله اہل حق کے نزدیک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفاذ تصرف کی دونوں وجہیں
 حاصل، حقیقت عطائیہ لیجئے تو وہ ضرور مالکِ جنان، بلکہ مالکِ جہان ہیں۔ اور ذاتیہ لیجئے تو مالکِ حقیقی
 کے ماؤن و نائبِ کامل۔ ہاں گمراہ بد دین وہ جو دونوں شقیں باطل جانے اور اللہ کے حبیب صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ فضولی محض مانے، و سيعلم الذين ظلموا اني منتقلب ينقلبون (اب جا)
 چاہتے ہیں ظالم کو کس کرٹ پہنچا کھائیں گے (ت)
 حدیث ۱۲۷۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

من يكر يوم السبت في طلب حاجة
 فانما من بقضا ثلثا - ابو نعیم عث
 جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما۔
 جو شنبہ کے دن تڑکے کسی حاجت کی تلاش کو
 جاتے ہیں اس کی حاجت روائی کا ذمہ دار
 ہوں۔ (ابو نعیم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

حضرت سیدی نظام الحق والدین محبوب الہی سلطان الاولیاء قدست اسرارہم کی نسبت
 لوگ کہتے ہیں،
 بعد جمعہ جو کچھ کام اس کے ضامن شیخ نظام۔

وہابی اسے شرک کہتے ہیں، وہی حکم اس حدیث پر لازم۔

حدیث ۲۱۸، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل بعثت حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کین کو تاجرانہ جانتے تھے ایک پیر مرد عسکلان بن عواکر کے یہاں قیام فرماتے، وہ ان سے مکہ معظمہ کا حال پوچھتے تم میں کوئی مشہور بلند چرچے والا پیدا ہوا؟ کسی نے تم پر بھارے دین میں خلافت کیا؟ یہ انکار کرتے، جب بعد بعثت اقدس گئے پیر مرد نے کہا، میں تمہیں وہ بشارت دیتا ہوں کہ تمہارے لئے تجارت سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم سے نبی برگزیدہ مبعوث فرمایا، اُن پر اپنی کتاب اتاری، وہ احسانم سے روکتے اور اسلام کی طرف بلا تے ہیں، حق کا حکم دیتے اور اس کے فاعل ہیں، باطل سے منع کرتے اور اس کے مبطل ہیں، وہ ہاشمی ہیں۔ اور تم اسے عبدالرحمن ان کے ماموں! جلد پڑ اور اُن کی خدمت و تصدیق کرو، اور یہ اشعار میری طرف سے انکی بارگاہ والا میں پہنچاؤ، چننا اشعار دربارہ تصدیق رسالت و اظہار شوق و عذر پیرانہ سالی و استعانت سرکار عالی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے ازاں جلد یہ دو شعر

اذا ناع بالذی یار یقین فانت حسنی و مستراحی

فکن شفیع الی ملیک یدعو الی الی الفلاحی

جب کہ شہروں کو دوری فاصلہ نے بعید کر دیا، تو حضور میری پناہ اور میری راحت بننے کی جگہ ہیں۔ تو حضور میرے شفیع ہوں اُس بادشاہ کے یہاں جو مخلوق کو نجات کی طرف بلاتا ہے۔

عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آکر یہ حال صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کیا، انھوں نے فرمایا: یہ محمد بن عبد اللہ ہیں جنہیں اللہ عز و جل نے اپنی تمام مخلوق کی طرف رسول کیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تم اُن کے حضور حاضر ہو، یہ حاضر ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا میں ایک سزاوار چہرہ دیکھتا ہوں جس کے لئے خیر کی امید ہے کہو کیا خبر ہے؟ انھوں نے عرض کی، کیسی؟ فرمایا، پیام بھیجنے والے نے جو پیام بجا ہے حضور بھیجا ہے وہ امانت ادا کر دے ستنے ہو اولاد حمیر خواص مومنین سے ہیں۔ عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنیئے ہی مسلمان ہوئے، پھر وہ اشعار حضور میں عرض کئے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

سُبُّ مومن بی ولد یرف۔ و مصدق یعنی مجھ پر بعض ایمان لانے والے (ایسے ہیں)

بِوَمَا شَهِدْنَا فِي أَوَّلِكَ اخْلُوتِي ۝ جنہوں نے مجھ کو دیکھا نہیں اور بعض لوگ میری تصدیق کرنے والے (ایسے ہیں) جن کو میرے پاس حضوری حاصل نہ ہو سکی، یہ لوگ میرے بھائی ہیں (کلہ انخوت کو ان کے اعزاز کے لئے تواضعاً فرمایا)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین ء امین !

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا السبریلوی

عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رسالہ

الامن والعلی لنا عفی المصطفیٰ بدافع البلاء

ختم ہوا

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

منہ المنيہ بوصول الحبيب الى العرش والسرورية

(محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عرش تک رسائی اور دیدار الہی کے بارے میں مطلوب کے خبردار کرنیوالا)

www.alahazratnetwork.org

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شبِ معراج نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے رب کو دیکھنا کس حدیث سے ثابت ہے؟ بتینواتوجروا (بیان فرمائیے اجر دیے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

الاحادیث المرفوعة (مرفوع حدیثیں)

امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :
قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يعني رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فرماتے ہیں
مرأيت سراجي عز وجل لي میں نے اپنے رب عز وجل کو دیکھا۔

امام جلال الدین سیوطی مفاتیح کبریٰ اور علامہ عبدالرؤف مناوی تفسیر مشرح جامع صفیر میں فرماتے ہیں،
یہ حدیث بسند صحیح ہے۔

ابن عساکر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لأن الله أعطى موسى الكلام وأعطاني الرؤية
لوجهه وفضلني بالمقام المحمود والمحمود
المورود عليه
جیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو دولت کلام بخشی اور
مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا مجھ کو شفا عمت کبریٰ و
حوض کوثر سے فضیلت بخشی

وہی محدث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،
قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم قال لي رباني تخلت ابراهيم خاتمي
وكليت موسى تكليما واعطيتك يا محمد
كفاحا.
یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
مجھے میرے رب عز و جل نے فرمایا میں نے ابراہیم کو
اپنی دوستی دی اور موسیٰ سے کلام فرمایا اور تمہیں
اے محمد! مواجہہ بخشا کہ بے پردہ و حجاب تم نے میرا
جمال پاکہ دیکھا۔

فی مجمع البحار کفاحا اے
مواجہۃ یسینہما حجاب و
لا رسولی
مجمع البحار میں ہے کہ کفاح کا معنی بالمشافہ
دیدار ہے جبکہ درمیان میں کوئی پردہ اور قصہ
نہ ہو۔ (ت)

ابن مردودہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،
سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم وهو يصف سدره المنتهى (وذكر
الحديث اني ان قالت) قلت يا رسول الله
یعنی میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سدر المنتہی کا وصف بیان فرماتے تھے
میں نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور نے اس کے

لہ التفسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث رأیت ربی
الخصائص الکبریٰ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما
لہ کثر العمال بحوالہ ابن عساکر جابر جلد ۲۰۹ ۳۹۲۰۹
لہ تاریخ دمشق الجکیر باب ذکر عروج الی السمار واجتماعہم بجماعة من الانبياء واراد ايجاز التران العربی بیروت ۲۹۶/۳
لہ مجمع بحار الانوار باب کشف تحت اللفظ کشف
مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۱۵/۶
مرکز اہلسنت بروکات رضا گجرات ہند ۱۶۱/۱
مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۳۴۶/۳
مکتبۃ دار الایمان مدینہ منورہ ۳۴/۴

ما سرائیت عندہا؟ قال سرائیتہ عندہا
یعنی سرائیتہ

پاس کیا دیکھا؟ فرمایا: مجھے اس کے پاس دیدار ہوا
یعنی رب کا۔

أشار الصحابة

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی:

امانحن بنوہاشم فنقول انت محمد
سرای سرائتہ مرتین
ہم بنی ہاشم اطہر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا۔

ابن اسحق عبداللہ بن ابی سلمہ سے راوی:

ان ابن عمر اوسل الی ابن عباس یسأله هل
سراعت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سرائتہ، فقال نعم
یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت
کرا بھیجا، کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے
رب کو دیکھا؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔

جامع ترمذی و معجم طبرانی میں مکرر سے مروی:

واللفظ للطبرانی عن ابن عباس قال نظر
محمد الی سرائتہ قال مکرمۃ
فقلت لابن عباس نظر محمد الی ربہ
قال نعم جعل السلام
لموسى والخضر لایبرہیم
والنظر لمحمد صلی اللہ

یعنی طبرانی کے الفاظ ہیں کہ حضرت عبداللہ بن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ مکرر
ان کے شاگرد کہتے ہیں، میں نے عرض کی، کیا
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو
دیکھا؟ فرمایا: ہاں، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے لئے

لہ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور بحوالہ ابن مردویہ تحت آیت ۱۷/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۴
لہ جامع الترمذی ابواب التفسیر سورہ نجم
الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ فصل واما روتہ لریہ المطبعة الشریکة الصحافیة فی البلاد النعمانیة ۱۹۹
لہ الدر المنثور بحوالہ ابن اسحق تحت آیت ۵۳/۱۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۷۰

تعالیٰ علیہ وسلم (مراد الترمذی) فقد
سرای سربہ مرتین

کلام رکھا اور ابراہیم کے لئے دوستی اور محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دیدار۔ (اور امام ترمذی
نے یہ زیادہ کیا کہ) بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دو بار دیکھا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن ہے۔

امام نسائی اور امام خویم و حاکم و بیہقی کی روایت میں ہے،

واللفظ للبيهقي أعجبون است تكوت
الحنلة لأبراهيم والكلام لموسى والرؤية
لمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم۔
حاکم نے کہا، یہ حدیث صحیح ہے۔ امام قسطلانی و ذرقانی نے فرمایا، اس کی سند حجتہ ہے۔
طبرانی معجم اوسط میں راوی،

عن عبد الله بن عباس الله كانت
يقول ان محمدا صلى الله تعالى عليه
وسلم سראى سربہ مرتين مرة
بصرة ومرة بفوادة۔
یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دو بار اپنے
رب کو دیکھا ایک اس آنکھ سے اور ایک ہار دل کی
آنکھ سے۔

۱۸۱/۱۰	مکتبۃ المعارف ریاض	حدیث ۹۳۹۲	المعجم الاوسط
۱۶۰/۲	امین کمپنی اردو بازار دہلی	سورۃ نجم	جامع الترمذی
۱۰۴/۳	المکتب الاسلامی بیروت	المقصد الخامس	المواہب اللدنیۃ بحوالہ النسائی والحاکم
۵۲۹/۴	دار احیاء التراث العربی بیروت	تحت الآیۃ ۵۳/۱۸	الدر المنثور
۶۵/۱	دار الفکر بیروت	راوی محمد بن علی اللہ علیہ وسلم	المستدرک علی الصحیحین
۴۴۲/۴	دار المکتب العلمیۃ بیروت	حدیث ۱۱۵۲۹	السنن الکبریٰ للنسائی
۱۱۴/۴	دار المعرفۃ بیروت	المقصد الخامس	شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ
۱۰۵/۴	المکتب الاسلامی بیروت	المقصد الخامس	المواہب اللدنیۃ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط
۳۵۹/۶	مکتبۃ المعارف ریاض	حدیث ۵۷۵۷	المعجم الاوسط

امام امامت ابن خزيمة و امام بزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان محمد اہل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 بشیخ محمد مصطفیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب

سرای سربہ عنز و جل یہ عزت و عجل کو دیکھا۔

امام احمد قسطلانی و عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں : اس کی سند قوی ہے۔

محمد بن اسحاق کی حدیث میں ہے :

ان مروان سالی اباہریرۃ رضی اللہ
یعنی مردان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعالیٰ عنہ ہل کر آیا محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سہ پہلے فقال نعم یہ اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا ہاں۔

مصطفیٰ عبدالرزاق میں ہے :

عن معمر بن الحسن البصري أنه قال: يعني الإمام حسن بن علي رضي الله تعالى عنهما قسم كذا

بِحَلْفِ يَاقُوتَ لَقَدْ رَأَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسی طرح امام ابن خولہ حضرت عروہ بن زبیر سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھوٹی زاد

١٥٠/٣ المكتبة الاسلامي بيروت المقصد الخامس في الواجب الدينية

شرح الزركاني في على المواهب اللدنية دار المعرفة بيروت ١٤٠٦

المواهب اللدنیة بحوالین فرید " المکتب الاسلامی بیروت ۱۰۵/۲

2000 2001 2002 2003 2004 2005 2006 2007 2008 2009 2010 2011 2012 2013 2014 2015 2016 2017 2018 2019 2020 2021 2022 2023 2024 2025 2026 2027 2028 2029 2030 2031 2032 2033 2034 2035 2036 2037 2038 2039 2040 2041 2042 2043 2044 2045 2046 2047 2048 2049 2050 2051 2052 2053 2054 2055 2056 2057 2058 2059 2060 2061 2062 2063 2064 2065 2066 2067 2068 2069 2070 2071 2072 2073 2074 2075 2076 2077 2078 2079 2080 2081 2082 2083 2084 2085 2086 2087 2088 2089 2090 2091 2092 2093 2094 2095 2096 2097 2098 2099 2100 2101 2102 2103 2104 2105 2106 2107 2108 2109 2110 2111 2112 2113 2114 2115 2116 2117 2118 2119 2120 2121 2122 2123 2124 2125 2126 2127 2128 2129 2130 2131 2132 2133 2134 2135 2136 2137 2138 2139 2140 2141 2142 2143 2144 2145 2146 2147 2148 2149 2150 2151 2152 2153 2154 2155 2156 2157 2158 2159 2160 2161 2162 2163 2164 2165 2166 2167 2168 2169 2170 2171 2172 2173 2174 2175 2176 2177 2178 2179 2180 2181 2182 2183 2184 2185 2186 2187 2188 2189 2190 2191 2192 2193 2194 2195 2196 2197 2198 2199 2200 2201 2202 2203 2204 2205 2206 2207 2208 2209 2210 2211 2212 2213 2214 2215 2216 2217 2218 2219 2220 2221 2222 2223 2224 2225 2226 2227 2228 2229 2230 2231 2232 2233 2234 2235 2236 2237 2238 2239 2240 2241 2242 2243 2244 2245 2246 2247 2248 2249 2250 2251 2252 2253 2254 2255 2256 2257 2258 2259 2260 2261 2262 2263 2264 2265 2266 2267 2268 2269 2270 2271 2272 2273 2274 2275 2276 2277 2278 2279 2280 2281 2282 2283 2284 2285 2286 2287 2288 2289 2290 2291 2292 2293 2294 2295 2296 2297 2298 2299 2300 2301 2302 2303 2304 2305 2306 2307 2308 2309 2310 2311 2312 2313 2314 2315 2316 2317 2318 2319 2320 2321 2322 2323 2324 2325 2326 2327 2328 2329 2330 2331 2332 2333 2334 2335 2336 2337 2338 2339 2340 2341 2342 2343 2344 2345 2346 2347 2348 2349 2350 2351 2352 2353 2354 2355 2356 2357 2358 2359 2360 2361 2362 2363 2364 2365 2366 2367 2368 2369 2370 2371 2372 2373 2374 2375 2376 2377 2378 2379 2380 2381 2382 2383 2384 2385 2386 2387 2388 2389 2390 2391 2392 2393 2394 2395 2396 2397 2398 2399 2400 2401 2402 2403 2404 2405 2406 2407 2408 2409 2410 2411 2412 2413 2414 2415 2416 2417 2418 2419 2420 2421 2422 2423 2424 2425 2426 2427 2428 2429 2430 2431 2432 2433 2434 2435 2436 2437 2438 2439 2440 2441 2442 2443 2444 2445 2446 2447 2448 2449 2450 2451 2452 2453 2454 2455 2456 2457 2458 2459 2460 2461 2462 2463 2464 2465 2466 2467 2468 2469 2470 2471 2472 2473 2474 2475 2476 2477 2478 2479 2480 2481 2482 2483 2484 2485 2486 2487 2488 2489 2490 2491 2492 2493 2494 2495 2496 2497 2498 2499 2500 2501 2502 2503 2504 2505 2506 2507 2508 2509 2510 2511 2512 2513 2514 2515 2516 2517 2518 2519 2520 2521 2522 2523 2524 2525 2526 2527 2528 2529 2530 2531 2532 2533 2534 2535 2536 2537 2538 2539 2540 2541 2542 2543 2544 2545 2546 2547 2548 2549 2550 2551 2552 2553 2554 2555 2556 2557 2558 2559 2560 2561 2562 2563 2564 2565 2566 2567 2568 2569 2570 2571 2572 2573 2574 2575 2576 2577 2578 2579 2580 2581 2582 2583 2584 2585 2586 2587 2588 2589 2590 2591 2592 2593 2594 2595 2596 2597 2598 2599 2600 2601 2602 2603 2604 2605 2606 2607 2608 2609 2610 2611 2612 2613 2614 2615 2616 2617 2618 2619 2620 2621 2622 2623 2624 2625 2626 2627 2628 2629 2630 2631 2632 2633 2634 2635 2636 2637 2638 2639 2640 2641 2642 2643 2644 2645 2646 2647 2648 2649 2650 2651 2652 2653 2654 2655 2656 2657 2658 2659 2660 2661 2662 2663 2664 2665 2666 2667 2668 2669 2670 2671 2672 2673 2674 2675 2676 2677 2678 2679 2680 2681 2682 2683 2684 2685 2686 2687 2688 2689 2690 2691 2692 2693 2694 2695 2696 2697 2698 2699 2700 2701 2702 2703 2704 2705 2706 2707 2708 2709 2710 2711 2712 2713 2714 2715 2716 2717 2718 2719 2720 2721 2722 2723 2724 2725 2726 2727 2728 2729 2730 2731 2732 2733 2734 2735 2736 2737 2738 2739 2740 2741 2742 2743 2744 2745 2746 2747 2748 2749 2750 2751 2752 2753 2754 2755 2756 2757 2758 2759 2760 2761 2762 2763 2764 2765 2766 2767 2768 2769 2770 2771 2772 2773 2774 2775 2776 2777 2778 2779 2780 2781 2782 2783 2784 2785 2786 2787 2788 2789 2790 2791 2792 2793 2794 2795 2796 2797 2798 2799 2800 2801 2802 2803 2804 2805 2806 2807 2808 2809 2810 2811 2812 2813 2814 2815 2816 2817 2818

شرح الزرقانی علی الواهب اللذنیہ - دار المعرفۃ بیروت ۱۱۸/۶

٥٣ " " " " بحواله ابن اسحق

الشفاء بتعريف حقوق المصطفى بحوال ابن استحقاق فصل والمارونية له المطبعة الشركة الصحافية في البلدان الثمانية ١٥٩

بحوالہ عبدالرزاق عن معمر بن الحسن البغوی

بھائی کے بیٹے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے ہیں راوی کی روایت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شب سحران دیدار الہی ہونا مانتے و اندیشہ علیہ انکسار ہوا اور اُن پر اس کا انکار سخت گراں گزرتا ہے (مستفاد)۔

یوں ہی کعب اجمار عالم کتب سابقہ و امام ابن شہاب زہری قرشی و امام مجاہد مخزومی مکی و امام عکرمہ بن عبد اللہ مدنی ہاشمی و امام عطاء بن رباح قرشی مکی - استاد امام ابو حنیفہ و امام مسلم بن صبیح ابو انصاری کوئی وغیرہم جمیع تلامذہ عالم قرآن جبر الاثر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں،

اخرج ابن خزيمة عن عروة بن الزبير اثباتها وبه قال سائر اصحاب ابن عباس وجزم به كعب الاحبار و الزهري الخ۔
ابن خزيمة نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کا اثبات روایت کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تمام شاگردوں کا یہی قول ہے۔ کعب اجمار اور زہری نے اس پر جزم فرمایا ہے۔ (د)

اقوال من بعدھم من ائمة الدين

امام خلّال کتاب السنن میں اس کی مروی ہے راوی حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کو ثابت مانتے اور اس کی دلیل فرماتے،
قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سرايت سرائی آہ مختصرًا۔
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

فقائے اہل تفسیر میں اس امام سند الانام رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی،

انہ قال اقول بحديث ابن عباس
يعينه سماع سماع سماع سماع
حتى انقطع نفسه يه
یعنی انھوں نے فرمایا میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معتقد ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا دیکھا دیکھا دیکھا، یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس نہ لگتی۔

۱۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة بحوالہ ابن خزيمة المقصد الخامس دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۶
۲۔ المواہب اللدنیة المقصد الخامس المكتبة الاسلامیہ بیروت ۲/ ۱۰۳
۳۔ بحوالہ الخلال فی کتاب السنن ۲/ ۱۰۶
۴۔ الشفاہ بتعریف حق المصطفیٰ بحوالہ النقاش عن احمد والارویۃ لرب المكتبة الشریکة للتحفۃ ۱/ ۱۵۹

امام ابن الخطیب مصری مواہب شریف میں فرماتے ہیں :

جزم بہ معصروا آخردین و
هو قول الاشعرى وغالب
اتباعہ
یعنی امام معمر بن راشد بصری اور ان کے سوا
اور علمائے اس پر جزم کیا، اور یہی مذہب ہے
امام ابلسنت امام ابو الحسن اشعری اور ان کے
غالب پیروں کا۔

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفاۃ
الادھم الراجم انہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم راہی بہ بعین من اسہ
بعین ادری بہ کما ذہب الیہ اکثر الصحابة
امام نووی شرح صحیح مسلم میں پھر علامہ محمد بن عبد الباقی شرح مواہب میں فرماتے ہیں :

الراجح عند اکثر العلماء انہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم راہی بہ بعین من اسہ
لیلۃ المعراج
مذہب اصح و راجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے شبِ اسرا اپنے رب کو چشمِ سر دیکھا
جیسا کہ جمہور صحابہ کرام کا یہی مذہب ہے۔

اممہ متاخرین کے جدا جدا اقوال کی حاجت نہیں کہ وہ حدیث سے خارج ہیں اور لفظ اکثر العلماء کہ
منہاج میں فرمایا کافی و معنی - واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۰ از کانپور علامہ شمس الدین علی خان و کاظم حسین الحرام ۱۳۲۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شبِ معراج مبارک
عرشِ عظیم تک تشریف لے جانا علمائے کرام و ائمہ اعلام نے تحریر فرمایا ہے یا نہیں ؟ نزدیکت سے یہ
محض جھوٹ ہے ، اس کا یہ کہنا کیسا ہے ؟ یقیناً تو جبر واد (بیان فرماؤ اگر دے جاؤ گے ۔ ت)

الجواب

بیشک علمائے کرام ائمہ دین عدول ثقات معتبرین نے اپنی تصانیف جلیلہ میں اس کی اور اس سے

زائد کی تصریحات جلیلہ فرمائی ہیں اور یہ سب احادیث ہیں اگرچہ احادیث مرسل یا ایک اصطلاح پر معطل ہیں اور حدیث مرسل و معطل باب فضائل میں بالاجماع مقبول ہے خصوصاً جبکہ ناقلین ثقات عدول ہیں اور یہ امر ایسا نہیں جس میں رائے کو دخل ہو تو ضرور ثبوت سند پر محمول اور مثبت ثبوتی پر مقدم اور عدم اصطلاح اطلاع عدم نہیں تو جھوٹ کہنے والا محض جھوٹا مجازف فی الدین ہے۔

امام اعلیٰ سینی محمد زبیری قدس سرہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں :

سريت من حرم ليلا الم حرم كما سري البدر في داج من الظلم
وبت ترقى الم ان نلت منزلة من قاب قوسين له تدرك وله ترم
خفضت كل مقام بالاضافة اذ نوذيت بالرافع مثل العضد العلم
فخرت كل فخر غير مشترك وجزت كل مقام غير مزدحم

یعنی یا رسول اللہ! حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم محکمہ معظم سے بیت الاخصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے، اور حضور اُس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو بہت فرمایا، جب حضور فرماتے ہیں کہ علم کی طرح نہ افرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمایا جو قابلِ شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں ادروں کا جرم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمائے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے۔

یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔ علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں :

اعانت دخلت الباب وقطعت الحجاب یعنی حضور روزہ میں داخل ہوئے اور آپ نے
الم انت له تترك غاية الساع یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ حضرت عورت کی
الم النبت من كمال القريب جناب میں قرب مطلق کمال کے سبب کسی ایسے
الم المطلق جناب الحق ولا تركت کے لئے جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت
موضع ساقی و صعود و قیام و قعود نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بلندی
لطالب رفعة ف عالم السجود کے لئے کوئی جگہ عروج و ترقی یا اٹھنے بیٹھنے

بل تجاوزت ذلك الى مقام قاسم
قوسین او ادنی فاوحى اليك سر بلك
ما اوحى لیه
کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر
مقام قاسم قوسین او ادنی تک پہنچے تو حضور کے
رب نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

نیز امام ہمام ابو عبد اللہ شرف الدین محمد قدس سرہ ام القری میں فرماتے ہیں،
وترقی به الى قاسم قوسین
مرتب تسقط الامان خسری
و تلك السيادة القعساء
دونها ما وراها
حضور کو قاسم قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں
کہ اگر آدمی ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اُس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔
امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القری میں فرماتے ہیں،

قال بعض الاثمة والماریج ليلة الاسراء
عشرة، سبعة في السموات والثامن الى
سماوة الفتى والتاسع الى المستوعب و
العاشر الى العرش الخ۔
بعض ائمہ نے فرمایا شب اسراء میں معراجیں تھیں،
سات ساتوں آسمانوں میں، اور آٹھویں سمرۃ الفتی،
نویں مستوعب، دسویں عرش تک۔

www.alahazratnetwork.org

سیدی علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیثہ ندرہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے
نقل فرما کر مقرر رکھا،

قلت شيخنا الملکی فی شرح همنية الامام
ابوصیری عن بعض الاثمة ان المعاريج عشرة
الى قوله والعاشر الى العرش والرؤية بک
نیز شرح ہمزہ امام مکی میں ہے،

لما اعطى سليمان عليه الصلوة والسلام
جب سليمان عليه الصلوة والسلام کو ہوا دی گئی

له الزبدة العدة فی شرح القصيدة البردة الفصل السابع جمعیت علماء اسکندریہ خیر پور سندھ ص ۹۶
کے ام القری فی مدح خیر الوری الفصل الرابع حوب القادریہ لاہور ص ۱۳
کے افضل القری لقرام ام القری تحت شعر ۳۳ الجمع الشافعی البونطی ص ۳۳
کے الحدیث الندیہ شرح الطریقہ الحمدیہ بحوالہ شرح قصیدہ ہمزہ المكتبة النورية الرضوية لاكپور ص ۲۰۲

الرابع اتق خدوها شهر و مراوحها
شهر اعطى نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم
البراق فحمله من الفرش الى العرش
فى لحظة واحدة و اقل مسافة فى ذلك
سبعة الالف سنة - و ما فوق العرش الى المستوى
و الرفرف لا يعلمه الا الله تعالى به

اسی میں ہے :

لما اعطى موسى عليه الصلوة والسلام
الكلام اعطى نبينا صلى الله تعالى عليه
وسلم مثله ليلة الاسراء و زيادة الدنو
و الروية بعين البصر و شان ما بين جبل
الطور الذى نوحى به موسى عليه الصلوة
و السلام و ما فوق العرش الذى نوحى به
نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم

اسی میں ہے :

سابقہ صلى الله تعالى عليه وسلم ببداية
يقظة بمكة ليلة و الاسراء الى السماء ثم الى
سدة المنتهى ثم الى المستوى ثم الى العرش
و الرفرف و الروية

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلقی رحمۃ اللہ تعالیٰ تعلیقات افضل القری میں فرماتے ہیں ،

الاسراء به صلى الله تعالى عليه وسلم

کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی۔
ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براق عطا ہوا
کہ حضور کو فرش عرش تک ایک لمحے میں لے گیا اور اس میں
ادنی مسافت (یعنی آسمان ہفتہم سے زمین تک)
سات ہزار برس کی راہ ہے۔ اور وہ جو فوق العرش
سے مستوی اور رفرف تک رہی اُسے تو خدا ہی جانے۔

جبکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دولت کلام عطا ہوئی
ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ویسی ہی
شب اسرا ملی اور زیادت قرب اور چشم سر سے
دیدار الہی اس کے علاوہ۔ اور بھلا کہاں کوہ طور
جس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات
ہوئی اور کہاں ما فوق العرش جہاں ہمارے نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام ہوا۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جسم پاک کے
ساتھ بیداری میں شب اسرا آسمانوں تک ترقی
فرمائی ، پھر سدة المنتهى ، پھر مقام مستوی ،
پھر عرش و رفرف و دیدار تک۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج بیداری

لہ افضل القری لقرار ام القری

لہ

لہ

لہ

تحت شعرا

المجمع الشافعی البریلی

حکل حجاب خمسمائة عام ثم دُلت له
سرفرفت اخضر فارقتی به حتی وصل الی
العرش ولعربجا ونزه فکان من ربہ
قاب قوسین او ادنیٰ ۱؎
طے فرماتے ہر پردے کی مسافت پانسو برس کی
راہ۔ پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لئے لٹکایا گیا
حضور اقدس اس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے، اور
عرش سے اُدھر گزرنے فرمایا وہاں اپنے رب سے
قاب قوسین او ادنیٰ پایا۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) شیخ سلیمان نے عرش سے اُدھر تہاؤز فرماتے کہ ترجیح دی، اور
امام ابن جریر کی وغیرہ کی عبارات ماضیہ و آتیہ وغیرہ میں فوق العرش و لامکان کی تصریح ہے، لامکان یقیناً
فوق العرش ہے اور حقیقتاً دونوں قولوں میں کچھ اختلاف نہیں، عرش تک نہتا ہے مکان ہے، اُس سے
آگے لامکان ہے، اور جسم نہ ہو گا مگر مکان میں، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم مبارک سے
نہتا ہے عرش تک تشریف لے گئے اور رُوح اقدس نے دربار الہیہ تک ترقی فرمائی جسے اُن کا رب
ہانے جو لے گیا، پھر وہ جانیں جو تشریف لے گئے۔ اسی طرف کلام امام شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں
اشارہ عنقریب آتا ہے کہ اُن پاؤں سے سیر کا فتنی عرش ہے، تو سیر قدم عرش پر ختم ہوئی، نہ اس لئے
کہ سیر اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی بلکہ اس لئے کہ تمام مکان کا احاطہ فرمایا اور کوئی مکان ہی نہیں
جسے کہتے کہ قدیم پاک وہاں نہ پہنچا اور سیر قلب النور کی انتہا قاب قوسین، اگر وہ سوسہ گزرے کہ عرش سے
وراء کیا ہو گا کہ حضور نے اس سے تہاؤز فرمایا۔ تو امام اجل سیدی علی و فارضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد
سُنیے جسے امام عبد الوہاب شُرانی نے کتاب الیواقیت و الجواهر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا کہ فرماتے ہیں،
لیس الرجل من یقیدہ العرش وما حواء
من الافلاك والجنة والناس و انما
الرجل من نقذ بصره الى خارج هذا
الوجود کله و هذالك یعرف قدس عظمة
موجده سبحانه و تعالیٰ ۱؎
مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ
میں ہے افلاک و جنت و ناری پیرنی محدود و
مقید کر لیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام
عالم کے پار گزر جائے وہاں اُسے موجد عالم
جل جلالہ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

امام علامہ احمد قسطلانی مواہب لدنیہ و فتح محمدیہ اور علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں

فرماتے ہیں،

(ومنها انه رأى الله تعالى بعينه) يقظة على
الراجح (وكلمه الله تعالى في الرفيع الاعلى)
على ما في الامكنة وقد روى ابن عساكر
عن انس رضي الله تعالى عنه مرفوعا
لما اسرى لي قريظ بن سفيان حتى كان بيني
وبينه قاب قوسين او ادنى

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خفا تعس سے ہے
کہ حضور نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری
میں دیکھا، یہی مذہب راجح ہے، اور اللہ عزوجل
نے حضور سے اُس بلند و بالا مرتقام میں کلام فرمایا
جو تمام امکنہ سے اعلیٰ تھا اور بیشک ابن عساکر نے
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، شب اسراء مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس
میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔

اُسی میں ہے،

قد اختلف العلماء في الاسراء هل
هو اسراء واحد او اثنين مرة
بروحه وبدنه يقظة و مرة مناما او
يقظة بوجه وجسده من المسجد
الحرام الى المسجد الاقصي ثم مناما
من المسجد الاقصي الى العرش، قال الحق
انه اسراء واحد بروحه وجسده يقظة
في القصة كلها والى هذا ذهب الجمهور
من علماء المحدثين والفقهاء و
المتكلمين

علماء کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے یا دو،
ایک بار روح و بدن اقدس کے ساتھ بیداری
میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح و
بدن مبارک کے ساتھ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ
تک، پھر خواب میں وہاں سے عرش تک۔ اور
حق یہ ہے کہ وہ ایک اسراء ہے اور سارے
تقسے میں یعنی مسجد الحرام سے عرش اعلیٰ تک بیداری
میں روح و بدن اطہر ہی کے ساتھ ہے۔ مہمور
علماء و محدثین و فقہاء و متکلمین سب کا یہی
مذہب ہے۔

۱۳۳/۲	المکتب الاسلامی بیروت	الفصل الثانی	المقصد الرابع	المواہب اللدنیۃ
۲۵۱/۵ و ۲۵۲	دار المعرفۃ بیروت			شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ
۶/۳	المکتب الاسلامی بیروت		المقصد الخامس	المواہب اللدنیۃ
۱۲/۳				

العالم کما سیاقی حکل ذلک بجسدہ یقطرۃ^۱ اُس کی رستہ تک کر آگے لا مکان ہے اور یہ سب بیداری میں مع جسم مبارک تھا۔

حضرت سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکہ شریف باب ۳۱۶ میں فرماتے ہیں :

اعلم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما کان خلقہ القرآن وخلق بالاسماء وکانت اللہ سبحانه وتعالى ذکر فی کتاب العزیز انه تعالى استوی علی العرش علی طریق التمدح والثناء علی نفسه اذ کان العرش اعظم الاجسام فجعل لنبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من هذا الاستواء نسبة علی طریق التمدح والثناء علیہ به حیث کانت اعلیٰ مقام یتتمی الیہ من اسری به من الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام وذلک یدل علی انه اسری به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجسمہ ولو کان الاسراء به سارویا لما کان الاسراء ولا الوصول الی هذا المقام تندا حوا ولا وقع من الاعراب فی حقہ انکسار علی ذلک ین

ترجمان نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق عظیم قرآن تھا اور حضور اسرار الہیہ کی نحو و خصلت رکھتے تھے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن کریم میں اپنی صفات مدح سے عرش پر استواء بیان فرمایا تو اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس صفت استواء علی العرش کے پر تو سے مدح و منقبت بخشی کہ عرش وہ اعلیٰ مقام ہے جس تک رسولوں کا اسرار منتہی ہوا اور اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسرار مع جسم مبارک تھا کہ اگر خواب ہوتا تو اسرار اور اس مقام استواء علی العرش تک پہنچا مدح نہ پوتا نہ گنوار اس پر انکار کرتے۔

امام غلام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرائی قدس سرہ الرانی کتاب الیہ اقیات الجواهر میں حضرت موصوف سے نقل ،

۱۔ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی میاض فصل ثم اختلفت السلف والعلماء مرکز البسنت مجرہ ہند ۱۴۶۹ھ
۲۔ الفتوحات المکیۃ الباب السادس واراجار التراث العربی بیروت ۲/ ۶۱

تاسعدہ وجوب کہ انھیں عالم ست کا بخانہ جاست مرنے جست و نے نشان نہ نام
صحرائے وجوب تک جو عالم کا آخری کنارہ ہے کہ
وہاں نہ مکان ہے نہ جست ، نہ نشان اور
نہ نام - (ت)

نیز اسی کے باب روئے اللہ تعالیٰ فصل سوم زیر حدیث قدمای مرتبہ صورتین (تحقیق آپ نے
اپنے رب کو دوبار دیکھا - ت) ارشاد فرمایا ،
تحقیق وید آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پروردگار خود را جل وعلا دوبار ، یکے چوں
آپ سدرہ کے قریب تھے ، اور دوسری بار
جب آپ عرش پر جلوہ گر ہوئے - (ت)

مکتوبات حضرت شیخ محمد دافع ثانی جلد اول ، مکتوب ۲۸۳ میں ہے ،

آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام در اں شب
چوں از دائرۃ مکان و زمان بیرون جست و
از تنگی امکان برآمد ازل و ابد را آں واحد
یافت و ہدایت و نہایت را در یک نقطہ
متحد دیدیکہ

اس رات سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مکان و زمان کے دائرہ سے باہر ہو گئے ، اور
تنہا کی امکان سے نکل کر آپ نے ازل و ابد کو
ایک پایا اور ابتداء کو انتہا کو ایک نقطہ میں متحد
دیکھا - (ت)

نیز مکتوب ۲۷۲ میں ہے ،

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ محبوب
رب العالمین ست و بہترین موجودات اولین
آخرین باوجود آنکہ بدولت معراج ہدفی
مشرف شد و از عرش و کرسی درگزشت و از امکان
زمان بالا رفت - گئے

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ
رب العالمین کے محبوب ہیں اور تمام موجودات
اولین و آخرین سے افضل ہیں ، جہانی معراج
سے مشرف ہوئے اور عرش و کرسی سے آگے
گزر گئے اور مکان و زمان سے اوپر چلے گئے (ت)

۱۵ اشعۃ اللمعات باب المعراج مکتبہ نوریہ رضویہ سکھ ۵۳۸/۴
۱۶ کتاب الفتن باب روئے اللہ تعالیٰ الفصل الثالث ۴۲۹/۴ تا ۴۲۹
۱۷ مکتوبات امام ربانی مکتوب ۲۸۳ نوکلشور لکھنؤ ۳۶۶/۱
۱۸ " " " ۲۷۲ " " ۳۳۸/۱

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے :

لا یضر ذلك في الاستدلال به ههنا لان
المنقطع يعمل به في الفضائل اجماعاً

شفاعے امام قاضی عیاض میں ہے :

اخبروصلى الله تعالى عليه وسلم لقتل على
وانه قسيم الناس

اس سے استدلال کرنا یہاں مضر نہیں کیونکہ فضائل
میں منقطع بالاجماع قابل عمل ہے (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے بارے میں خبر
دیتے ہوئے فرمایا کہ بیشک وہ قسیم النار ہیں (ت)

نسیم الریاض میں فرمایا :

ظاهر هذان هذا مما اخبر به النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم الا انهم
قالوا لم يروا احدا من المحدثين
الا ان ابن الاثير قال في النهاية
الا ان عليا رضى الله تعالى عنه
قال انا قسيم الناس قلت ابن الاثير
ثقة وما ذكره على لا يقال من قبل
الراى فهو في حكم المرفوع اه ملخصا

ظاہر اس کا یہ ہے کہ بیشک یہ ان امور میں سے
ہے جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے خبر دی مگر انہوں نے کہا کہ اس کو
محدثین میں سے کسی نے روایت نہیں کیا مگر
ابن اثیر نے نہایت میں کہا، بیشک حضرت علی مرتضیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں قسیم نار ہوں۔
میں کہتا ہوں کہ ابن اثیر ثقہ ہے اور جو کچھ سیدنا
علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر فرمایا وہ
قیاس سے نہیں کہا جاسکتا لہذا وہ مرفوع کے
حکم میں ہے اھ تلخیص (ت)

امام ابن الہمام فتح القدر میں فرماتے ہیں :

له مرقاۃ المفاتیح باب الركوع الفصل الثاني تحت الحديث ۸۸۰ المكتبة الجبيلية كوتہ ۶۰۲/۲
سہ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى فصل ومن ذلك ما اطلع عليه من الضرب المطبعة المشرقية الصحافية ۲۸۴
سہ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرکز المہنت گرات ۱۹۲/۲

عدم النقل لا يشق الوجود^{عليه} عدم نقل وجودكى نفى نهى كتمان (ت)
والله تعالى اعلم

رساله

منيه المنية بوصول الجيب الى العرش والرؤسية
ختم بها

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

صلاتُ الصَّفاءِ فی نورِ المصطفیٰ

(نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بَیَّان میں صفائی باطن کے انعامات)

www.alahazratnetwork.org

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ از شکر گواریار محکمہ ڈاک دربارِ مدرسہ مولوی نور الدین احمد صاحب ۲۸ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ مضمون کہ حضور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے
نور سے پیدا ہوئے اور ان کے نور سے باقی مخلوقات، کس حدیث سے ثابت ہے اور وہ حدیث کس قسم کی
ہے؟ بیٹنوا توجسروا (بیان کرو اجر پاؤ گے۔ ت)

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ يَا نُورُ يَا نُورَ النُّوْرِ اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ اے نور
یا نور! قبلِ کُلِّ نور و نوراً اے نور کے نور، اے نور ہر نور سے پہلے اور
بعدِ کُلِّ نور یا مٹ۔ لہ النور اے نور ہر نور کے بعد۔ اے وہ ذات جس کے لئے
وہ النور و منه النور نور ہے، جس کے سبب سے نور ہے، جس سے نور

والیہ النور وهو النور صمد
وسلم وبارک علی نورک المنیر
الذی خلقتہ من نورک و
خلقت من نورہ الخلق جمیعاً
وعلی اشعة النوارہ والہ واصحابہ
نجومہ و اقسامہ اجمعین
امین !

جس کی طرف نور ہے اور وہی نور ہے۔ درود و
سلام اور برکت نازل فرما اپنے نور پر جو رکش
کرنے والا ہے۔ جس کو تو نے اپنے نور سے پیدا
فرمایا۔ اور تمام مخلوق کو اس کے نور سے پیدا
فرمایا۔ اور اس کے انوار کی شعاعوں پر اور اس کے
آل و اصحاب پر جو اس کے ستارے اور چاند
ہیں۔ سب پر۔ اے اللہ! ہماری دعا کو قبول فرما۔

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام ابیہل سیدنا امام احمد بن حنبل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد اور امام بخاری و امام مسلم کے استاد و حافظ الحدیث احمد الاعلام
عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا و ابن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کی :

قال قلت یا رسول اللہ باجب انت داعی
اخیرنی عن اول شعب خلق اللہ تعالیٰ
قبل الاشیاء قال یا جابر انت اللہ
تعالیٰ قہدا خلقت قبل الاشیاء
نور نبیک من نورہ فیہ عمل ذلک
النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ
تعالیٰ و لہ یمکن فی ذلک الوقت لوح
ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملک ولا سماء
ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جہنمی
ولا النبی فلما اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق الخلق
قسم ذلک النور اربعۃ اجزاء فخلق من
الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث
العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعۃ اجزاء فخلق
من الجزء الاول حلة العرش ومن الثانی الکرسی

یعنی وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ!
میرے لئے پہلے سے پہلے حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ
سب سے پہلے اللہ عز و جل نے کیا چیز بنائی،
فرمایا، اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ
نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے
نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الہی سے جہاں
خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم،
جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج،
چاند، جن، آدمی، کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ
نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے
فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے
سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے،
پہلے سے فرشتگانِ عاملِ عرش، دوسرے سے
کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر

ومن الثالث باقی الملائكة، ثم قسم الرابع اربعة اجزاء، فخلق من الاول السموات، ومن الثاني الارضين، ومن الثالث الجنة و النار، ثم قسم الرابع اربعة اجزاء، الحديث بطوله .

چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان ، دوسرے سے زمینیں ، تیسرے سے جہشت و دوزخ بنائے ، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الی آخر الحدیث۔

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوة میں بخجہ روایت کی ، اجلہ محدثین مثل امام قسطلانی مواہب لدنیہ اور امام ابن حجر مکی افضل القری اور علامہ فاسی مطالع المسرات اور علامہ زر قافی شہرح مواہب اور علامہ دیار بکری نخیس اور شیخ محقق و بڑی مدارج وغیرہ میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعمیل و اعتماد فرماتے ہیں ، بالحدودہ تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتد ہے۔ تلقی علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی ، کما بقیتناہ فی "منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین" (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الایہامین" میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

لاجرم علامہ محقق عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی صدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں :

قد خلق کل شیء من نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاورد بہ الحدیث الصحیحہ۔ بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنی ، جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔

۴۲ و ۴۱ / ۱	المکتب الاسلامی بیروت	المقصد الاول	لہ المواہب اللدیہ
۴۴ و ۴۶ / ۱	دار المعرفۃ	شرح الزرقانی علی المواہب اللدیہ	شرح الزرقانی علی المواہب اللدیہ
۲۰ و ۱۹ / ۱	موسسة شعبان	مطلب اللوح والقلم	تاریخ النخیس
ص ۲۲۱	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد	الحزب الثانی	مطالع المسرات
۲ / ۲	" "	قسم دوم باب اول	مدارج النبوة
۳۴۵ / ۲	" "	المبحث الثانی	لہ الحلیقۃ الندیہ

ذکرہ فی المبحث الثانی بعد النوع السبیین
من أوقات اللسان فی مسئلة ذم الطعام -
اس کو علامہ تاجلسی نے نوع نمبر ساٹھ جو کہ زبان
کی آفتوں کے بیان میں ہے کے بعد کھانے
کی بُرائی بیان کرنے کے مسئلہ کے ضمن میں ذکر فرمایا
ہے۔ (ت)

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے :

قد قال الاشعری انه تعالى نور ليس
كالانوار والروح النبویة القدسیة لمعة
من نوره والعلامة شرر تلك الانوار
وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اول ما خلق الله نورک ومن
نورک خلق کل شیء وغیره
مما فی معناه

یعنی امام اہل امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری
قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کر کے اہل سنت کو
اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل
نور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی رُوح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان
نوروں کے ایک پھولی ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ
نے نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔
اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد
ہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹ ازمانہ ضلع مراد آباد مسئلہ مولوی الطاف الرحمن صاحب پیدائشی ۳ اشہان ۱۲۱۳
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض مولود شریف میں جو نور محمدی کو نور خدا سے پیدا ہوا
کہا ہے اس میں تردید کہتا ہے بشرط صحت یہ متشابہ کے حکم میں ہے اور عمر و کہتا ہے یہ الفاظ کا ذات سے
ہوا ہے۔

جواب کہتا ہے کہ یہ مثل شمع سے شمع روشن کر لینے کے ہوا ہے۔

اور خالد کہتا ہے متشابہات میں مذہب اسلام رکھتا ہوں اور سالم کو بُرا نہیں جانتا، اس میں چون چڑھا
بیجا ہے۔ یقیناً التوجروا (بیان کو دایر پاؤ گے۔ ت)

الجواب

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا :

یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نورا
تبیح من نورہ - ذکرہ الامام
القسطلا فی المواہب وغیرہ من العلماء
الکرام - اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام عالم سے پہلے
تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ (امام
قسطلا نے اس کو مواہب لدرید میں اور دیگر
علماء کرام نے ذکر کیا ہے۔ ت)

عمر کا قول سنت باطل و شنیع و گمراہی قطع بلکہ سخت تر امر کی طرف منجر ہے اللہ عز و جل اس سے پاک ہے
کہ کوئی چیز اس کی ذات سے جدا ہو کہ مخلوق بنے، اور قول زید میں لفظ بشر صحت ہوئے انکار دیتا ہے
یہ جہالت ہے، باجماع علماء و بارہ فضائل صحت مصطلح محدثین کی حاجت نہیں، مع ہذا علامہ عارف باللہ
سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی، علاوہ بریں یہ معنی قدیم و
حدیث تصانیف و کلمات ائمہ و علماء و اولیاء و عرفاء میں مذکور و مشہور و طے بالقبول رہنے پر خود صحت حدیث
کی دلیل کافی ہے،
www.alabazratnetwork.org

فان الحدیث يتقوى بتلقى الأشعة
بالقبول كما اشار اليه الامام الترمذی
فی جامعہ و صرح به علماء و نافع
الاصول - اس لئے کہ حدیث علماء کی طرف سے تلقی بالقبول
پاکر قوی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی
جامع میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور ہمارے
علمائے اصول میں اس کی تصریح فرمائی ہے (ت)

ہاں اُسے باعتبار کُنْ کیفیتِ تشابہات سے کہنا و بر صحت رکھتا ہے، واقعی ذریت العزت جل علا
نے اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نورِ مظلّم
سیدنا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیونکر بنایا، نہ بے بتائے احسن کی پوری حقیقت ہمیں خود معلوم
ہو سکتی ہے اور یہی معنی تشابہات ہیں۔

بجھنے جو کہا وہ دفع خیالِ ضلالِ غم کے لئے کافی ہے، شمع سے شمع روشن ہو جاتی ہے بے اس کے
کہ اُس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے اس سے بہتر آفتاب اور دُھوپ کی مثال ہے کہ نورِ شمس نے

جس پر تجلّی کی وہ روشن ہو گیا اور ذاتِ شمس سے کچھ جدا نہ ہوا مگر ٹھیک مثال کی وہاں مجال نہیں، جو کہا جاسکے گا ہزاراں ہزار وجوہ پر ناقص نہ تمام ہوگا، بلاشبہ طریقِ اسلم قولِ خالد ہے اور وہی مذہبِ ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔
واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

مشکلہ پیش نظر ہے یہ بات کہ میں کوئی عالم و فاضل نہیں ہوں کہ بحث و مباحثہ کا خیال درمیان میں آئے، فقط دریافت کرنے کی غرض سے فدیہ بانہ لکھتا ہوں تاکہ میرے عقیدے میں جو کچھ غلطی ہو وہ صحیح ہو جائے مجھ کو ایسا معلوم ہے کہ تمام مخلوقات انسان کا یہ حال ہے کہ غلاظت آلودہ پیدا ہوتے ہیں مگر خدا نے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سب باتوں سے محفوظ رکھا ہے اور تمام مخلوقات پر ان کو بزرگی عنایت فرمائی ہے۔ اگر یہ بات سچی ہے تو حدیث شریف کے معنی مجھ کو یوں معلوم ہیں، ملاحظہ فرمائیے گا،

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا جابر انت الله خلق نور نبیک
فرمایا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے جابر! تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ذات من نورہ علیہ

مثال چراغ کی جو جناب نے فرمائی ہے اس میں مجھ کو شک ہے، چاہتا ہوں کہ شک دور ہو جائے، مثلاً ایک چراغ سے دوسرے چراغ روشن کیا اور دوسرے چراغ سے اور بہت سے چراغ روشن کئے گئے، پہلے اور دوسرے میں کچھ کمی نہیں آئی، یہ آپ کا فرمانا صحیح اور بجا ہے لیکن یہ سب چراغ نام اور ذات اور روشنی میں ہم جنس ہیں یا نہیں اور یہ سب برتر برابر ہونے کا رکھتے ہیں یا نہیں؟ بیستوا توجروا (بیان کرو اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

نجاست سے آلودہ پیدا ہونے میں سب مخلوق شریک نہیں، تمام انبیاء علیہم السلام پاک و منزہ پیدا ہوئے بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضراتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی صاف ستھرے پیدا ہوئے نور کے معنی فضل کے نہیں۔ مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابر ہی بتانے کو۔ قرآن عظیم میں نور الہی کی مثال دی کشکوۃ فیہا مصیباۃ (جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ ت) کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نور ربّ جلیل، یہ مثال دلیلیہ کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ نور الہی سے نور نبوی پیدا ہوا تو نور الہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا، اسے بتایا گیا کہ چراغ سے چراغ روشن ہونے

میں اس کا ٹکڑا اکٹھا کر اس میں نہیں آجاتا۔ جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کر دیتا ہے تو اس نور الہی کا کیا کٹنا، نور سے نور پیدا ہونے کو نام و روشنی میں مساوات بھی ضرور نہیں، چاند کا نور آفتاب کی ضیاء سے ہے، پھر کہاں وہ اور کہاں یہ، علم ہیأت میں بتایا گیا ہے کہ اگر چودھویں رات کا کل چاند کے برابر نوے ہزار چاند ہوں تو روشنی آفتاب تک پہنچیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹ گوند چند و حرن لین مسئلہ حکیم محمد ابراہیم صاحب بنارس ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا ہیں یا نہیں؟ اگر اللہ کے نور سے پیدا ہیں تو نور ذاتی سے یا نور صفاتی سے یا دونوں سے؟ اور نور کیا چیز ہے؟ بَلِّغُوا تَوْجُوهَا (بیان کرد ابراہیم پادو گے۔ ت)

الجواب

جواب مسئلہ سے پہلے ایک اور مسئلہ گزارش کروں،

لَقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مَنكراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ الْحَدِيثُ۔
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق، تم میں سے کوئی آدمی بُرائی دیکھے تو اسے چاہے کہ اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنی زبان سے بدل دے۔ الحدیث۔ (ت)

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکرِ کریم کے ساتھ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ابدًا (اے اللہ! آپ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام اور برکت نازل فرما۔ ت)۔ درود شریف کی جگہ فقط صا و یا تم یا صلعم یا صلعم کہنا ہرگز کافی نہیں بلکہ وہ الفاظ بے معنی ہیں اور فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لہم میں داخل، کہ ظالموں نے وہ بات جس کا انہیں حکم تھا ایک اور لفظ سے بدل ڈالی فانتولنا علی الذین ظلموا من جزا من السماء بما كانوا یفسقون تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی جگہ بھی کا۔ یونہی تحریر میں القلم احد اللسانین (قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔ ت)

۱۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱

۲۔ القرآن الکریم ۵۹/۲

۳۔

بلکہ فتاویٰ تانا رخانیہ سے منقول کر اس میں اس پر نہایت سخت حکم فرمایا اور اسے معاذ اللہ تخفیفِ شانِ نبوت بتایا۔ طحاوی علی الدر المختار میں ہے،

يعاظ على كتب الصلوة والسلام على رسول الله ولا يسأم من تكرارها و ان لم يكن في الاصل ويصل بلسانه ايضا ويكره الرمز بالصلوة والتوضي بالكتابة بل يكتب ذلك كله بكماله ، وفي بعض المواضع عن التماسر خانية من كتب عليه السلام بالهمزة والهمزة يكفر لانه تخفيف وتخفيف الانبياء عليهم الصلوة والسلام كفى بلا شك ولعله ان صحر النقل فهو مقيد بقصداء والا فالظاهر انه ليس بكفر ، نعم الاحتياط في الاحتراز عن الابهام والشيعة اذ مختصرا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام نکلنے کی محافطت کی جائے اور اس کی تکرار سے تنگ دل نہ ہو اگرچہ اصل میں نہ ہو اور اپنی زبان سے بھی درود پڑھے۔ درود یا رضی اللہ عنہ کی طرف نکلنے میں اشدہ کرنا مکروہ ہے بلکہ پورا لکھنا چاہئے۔ تانا رخانیہ کے بعض مقامات پر ہے کہ جس نے علیہ السلام ہمزہ اور یم سے لکھا کافر ہو گیا کیونکہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کی تخفیف بغیر کسی شک کے کفر ہے، اور یہ نقل صحیح ہے تو اس میں قصد کی قید ضرور ہوگی ورنہ بظاہر یہ کفر نہیں ہے، یا احتیاط ایہام اور

اس کے بعد اصل مسئلہ کا جواب بعون الملک الوہاب لیجئے۔ نور عرف عامر میں ایک کیفیت ہے کہ نگاہ پہلے اسے اور اک کرتی ہے اور اس کے واسطے سے دوسری اشیائے دیدنی کو۔

قال السيد في تعريفاته النور كيفية تدركها الباصرة اولها واسطتها سائر البصرات

علامہ سیّد شریف جرجانی نے فرمایا، نور ایک ایسی کیفیت ہے جس کا اور اک قوتِ باصرہ پہلے کرتی ہے پھر اس کے واسطے سے تمام مبہرات کا اور اک کرتی ہے۔ (ت)

اور حق یہ کہ نور اس سے اجلیٰ ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

یہ جرجانیان ہوا تعریف الجلی بالحنفی ہے کما نبہ علیہ فی الواقف و شرحها (جیسا کہ واقف اور

اس کی شرح میں اس پر تنبیہ کی گئی ہے۔ (ت) نور بایں معنی ایک عرض و حادث ہے اور رب عزوجل اس سے منزہ۔ محققین کے نزدیک نور وہ کہ خود ظاہر ہو اور دوسروں کا مظہر، کما ذکرة الامام حجة الاسلام الغزالی ثم العلامة الزرقانی فی شرح المواهب الشریفة (جیسا کہ حجة الاسلام امام غزالی نے چھپر شرح مواہب بشریف میں علامہ زرقانی نے ذکر فرمایا ہے۔ ت) بایں معنی اللہ عزوجل نور حقیقی ہے بلکہ حقیقتہً وہی نور ہے اور آیت کریمہ اللہ نور السموات والارض (اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ ت) بلا تکلف بلا دلیل اپنے معنی تحقیقی پر ہے۔

فان الله عزوجل هو الظاهر بنفسه المظہر لغيره من السموات والارض و من فیہن وباترا المخلوقات۔
کیونکہ اللہ عزوجل بلا شبہ خود ظاہر ہے اور اپنے غیر یعنی آسمانوں، زمینوں، ان کے اندر پائی جانے والی تمام اشیاء اور دیگر مخلوقات کو ظاہر کرنے والا

ہے۔ (ت)

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا شبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی سے پیدا ہیں۔ حدیث

شریف میں وارد ہے :

ان الله تعالى قد خلق قبل الاشياء نوراً۔ (ابن ماجہ)۔
ان الله تعالى قد خلق قبل الاشياء نوراً۔ (ابن ماجہ)۔
نبی کے من نور۔ رواہ عبد الرزاق ونحوہ سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔
(اس کو عبد الرزاق نے روایت کیا اور بیہقی کے عند البیہقی۔)

نزدیک اس کے ہم معنی ہے۔ (ت)

حدیث میں "نور" فرمایا جس کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اسم ذات ہے من نور جمالہ یا نور علمہ یا نور رحمۃ (اپنے جمال کے نور سے یا اپنے علم کے نور سے یا اپنی رحمت کے نور سے) وغیرہ فرمایا کہ نور صفات سے تخلیق ہو۔ علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں :
(من نور) ای من نور هو ذاتہ یعنی اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الہی ہے، یعنی اپنی ذات سے بلا واسطہ پیدا فرمایا، کما سیاق تقریرہ (جیسا کہ اس کی

سۃ القرآن الحکیم ۲۵/۲

۱/۴۱ مکتب الاسلامی بیروت المقصد الاول ۱/۴۱
۱/۴۱ دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۱
۱/۴۱ مکتب المواہب اللہیۃ بحوالہ عبد الرزاق ۱/۴۱
۱/۴۱ شرح الزرقانی علی المواہب اللہیۃ ۱/۴۱

تقریر عنقریب آرہی ہے۔ (ت) امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں فرماتے ہیں،

لما تعلقت اسادة الحق تعالى بايجاد خلقه
ابن الحقيقة المحمدية من الانوار
الصمدية في الحضرة الاحدية ثم سلخ
منها العوالكلها علوها وسفلها
شرح علام میں ہے،
والحضرة الاحدية هي اول تعينات الذات
و اول مراتبها السدق لا اعتبار فيه لغير
الذات كما هو المشار اليه بقوله صلى
الله تعالى عليه وسلم كانت الله ولا شئ
معه ذكره الكاشي

یعنی مرتبہ احدیت ذات کا پہلا تعین اور پہلا مرتبہ ہے
جس میں غیر ذات کا اصلاً لحاظ نہیں جس کی طرف نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا
اسے سیدی کاشی قدس سرہ نے ذکر فرمایا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحی محدث دہلوی مدارج النبوة میں فرماتے ہیں،

انبیاء مخلوق انداز اسمائے ذاتیہ حق و اولیاء
اسمائے صفاتیہ و بقیہ کائنات از صفات فعلیہ
سیدرسل مخلوق است از ذات حق و ظهور
حق دروئے بالذات است
انبیاء اللہ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا ہوتے اور
اولیاء اسمائے صفاتیہ سے، بقیہ کائنات صفات
فعلیہ سے، اور سیدرسل ذات حق سے، اور
حق کا ظہور آپ میں بالذات ہے۔ (ت)

ہاں عین ذات الہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الہی ذات رسالت کیلئے
مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو، یا عیاذ اللہ ذات الہی کا کوئی حصہ یا کُل ذات نبی ہو گیا۔ اللہ
عز وجل تھے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک و منزہ ہے۔
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی شے کو جزر ذات الہی خواہ کسی مخلوق کو عین و نفس ذات
الہی ماننا کفر ہے۔

۵۵/۱	المکتب الاسلامی بیروت	المقصد الاول	لہ المواہب اللدنیہ
۲۴/۱	دار العرفۃ بیروت	"	لہ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ
۶۰۹/۶	مکتبہ نور پر رضویہ سکسر	ملکملہ در صفات کاملہ	لہ مدارج النبوة

اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ و رسول جانیں، جل و علا و صفا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں ذاتِ رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں۔ حدیث میں ہے:

یا ابا بکر! لعل یعرف حقیقۃ غیر مرقبہ اسے ابو بکر! مجھے جیسا میں حقیقت میں ہوں مجھے رب کے ہوا کسی نے نہ جانا:

ذاتِ الہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کسے مفہوم ہو مگر اس میں فہم ظاہر میں کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حق عزوجل نے تمام جہان کو حضور پر نور محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا، حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

لو لاک لما خلقت الدنیا
آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد ہوا:

لو لا محمد ما خلقتک ولا ارضاً ولا سماء
اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں بناتا نہ زمین نہ آسمان کو۔ (ت)

تو سارا جہان ذاتِ الہی سے واسطہ حضور صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے حضور کے صدقے حضور کے طفیل میں

لا انا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استغاض
الوجود من حضرة العزة ثم هو افاض
الوجود علی سائر البعید کما توعم کفرۃ
الفلاسۃ من تو میسط العقول، تعالیٰ
اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً اهل من
خالق خیر اللہ۔

یہ بات نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
اللہ سے وجود حاصل کیا پھر باقی مخلوق کو آپ نے
وجود دیا جیسے فلاسفہ کا فرنگان کرتے ہیں کہ عقل کے
واسطے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ
ان ظالموں کے اس قول سے بلند و بالا ہے، کیا
اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہو سکتا ہے (ت)

۱۶۹ ص مباح المسرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
۲۹۶ ص تاریخ دمشق بکیر باب ذکر عروج الی السماء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت
۷۶ ص المواہب اللدنیہ المقصد الاول المکتب الاسلامی بیروت
۲۶۴ ص مطالع المسرات المحرر الشافی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

بمخلاف چار سے حضور عین انور سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں، اپنے رب کے سوا کسی کے واسطے نہیں تو وہ ذات الہی سے بلا واسطہ پیدا ہیں۔ ذر قاتی شریعت میں ہے،

ای من نور ہو ذاتہ لا بمعنی انہا مسادۃ
خلق نورہ منہا بل بمعنی تعلق الاسادۃ بہ
بلا واسطۃ شئ فی وجودہ ۱۰

یعنی اس نور سے جو اللہ کی ذات ہے، یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔ (ت)

یا زیادہ سے زیادہ بغرض توضیح ایک کمال ناقص مثال یوں خیال کیجئے کہ آفتاب نے ایک عظیم و جلیل و جلیل آئینہ پر بجلی کی، آئینہ چمک اٹھا اور اس کے نور سے اور آئینے اور پانیوں کے شے اور جوائیں اور سارے روشن ہوئے آئینوں اور چشموں میں صرف ظہور نہیں بلکہ اپنی اپنی استعداد کے لائق شعاع بھی پیدا ہوئی کہ اور چیز کو روشن کر سکے کچھ دیواروں پر دھوپ پڑی، یہ کیفیت نور سے متکلیف ہیں اگرچہ اور کو روشن نہ کریں جن تک دھوپ بھی نہ پہنچی، وہ ہوا کے متوسط نے ظاہر کیں جیسے دن میں مسافت دالان کی اندرونی دیواریں ان کا حصہ صرف اسی قدر ہوا، کیفیت نور سے بہرہ نہ پایا، پہلا آئینہ خود ذات آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے اور باقی آئینے چشمے اس کے واسطے سے اور دیواریں وغیرہ واسطہ در واسطہ پھر جس طرح وہ نور کہ آئینہ اول پر پڑا البتہ آفتاب کا نور ہے بغیر اس کے آفتاب خود یا اس کا کوئی حصہ آئینہ ہو گیا ہو یونہی باقی آئینے اور چشمے کہ اس آئینے سے روشن ہوئے اور دیوار وغیرہ اشیاء پر ان کی دھوپ پڑی یا صرف ظاہر ہوئیں، ان سب پر بھی یقیناً آفتاب ہی کا نور اور اُسی سے ظہور ہے، آئینے اور چشمے فقط واسطہ وصول ہیں، ان کی حد ذات میں دیکھو تو یہ خود نور تو نور ظہور سے بھی حصہ نہیں رکھتے۔

ایک چسپاں ست دریں خازن کا زبر قوآت ہر کب می نگری انجمنے ساختہ اللہ

(اس گھر میں ایک چراغ ہے جس کی تابش سے تو جہاں دیکھتا ہے انجمن بنائے ہوئے ہیں)

یہ نظیر محض ایک طرح کی تقریب فہم کے لئے ہے جس طرح ارشاد ہوا: مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح (اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ ت) ورنہ کیا چراغ اور کجاوہ نور حقیقی، واللہ العلیٰ (اور اللہ کی شان سب سے بلند ہے۔ ت)۔

توضیح صرف ان دو باتوں کی منظور ہے ایک یہ کہ دیکھو آفتاب سے تمام اشیاء منور ہوئیں بے اس کے آفتاب خود آئینہ ہو گیا یا اس میں سے کچھ جدا ہو کر آئینہ بنا، دوسرے یہ کہ ایک آئینہ نفس ذات آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے باقی بوسا نط، ورنہ حاشا کہاں مثال اور کہاں وہ بارگاہ جلال۔ باقی اشیاء سے کہ مثال میں بالواسطہ منور تھیں آفتاب حجاب میں ہے اور اللہ عز وجل ظاہر فوق کل ظاہر ہے، آفتاب ان اشیاء تک اپنے وصول نور میں وسا نط کا محتاج ہے اور اللہ عز وجل احتیاج سے پاک، غرض کسی بات میں نہ تطبیق مراد نہ ہرگز ممکن، حتیٰ کہ نفس وساطت بھی یکساں نہیں، کہا لایخفی وقد اشرنا الیہ (جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور ہم نے اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ ت)

سیدی ابوالسالم عبداللہ عیاشی، ہم استاد علامہ محمد زرقانی تلمیذ علامہ ابوالحسن شبراہی اپنی کتاب "الرحلہ" پھر سیدی علامہ عثمانوی رحمہ اللہ تعالیٰ جمیعاً "شرح صلاۃ" حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں،

انما یدرکہ علی حقیقۃ من عرف معنی قوله تعالیٰ اللہ نور السموات والارض منہ وتحقیق ذلک علی ما ینبغی لیس مما یدرک بضاۃ العقول ولا مما تسلط علیہ الا وہام وانما یدرک بکشف الہی واشراق حقہ من اشعة ذلک النور فی قلب العبد فیدرک نور اللہ بنور واقرب تقرب یرعی القرب من فہم۔

اس کا اور اک حقیقہ وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد اللہ نور السموات والارض کا معنی سمجھتا ہے کیونکہ وہم اور عقل کے ذرائع اس کا حقیقی اور اک نہیں کر سکتے، اس کو تو صرف بندہ کے دل میں اس نور کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شہادوں سے ہی سمجھا جاسکتا ہے، پس "نور اللہ" کو اس نور ہی کے ذریعہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔

معنی الحدیث انہ لما کانت النور المحمدی اول الانوار الحادثة القلب تجلی بہا النور القدیم الاولیٰ وهو اول التعینات للوجود المطلق الحقانی وهو مدد کل نور کائن او یکون وکما اشرق النور الاول فی حقیقۃ فتنسورت بحیث صارت ہونور اشرق نور المحمدی علی حقائق الموجودات شیدا

حدیث کے معنی کو سمجھنے کے لئے قریب ترین یہ ہے کہ نور محمدی جب قدیم اور اولیٰ نور کی پہلی تجلی ہے تو کائنات میں بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کا وہی سب سے پہلا مظہر ہے اور وجود میں آنے والے تمام نوروں کی اصل قوت ہے۔ جب یہ نور اول چمکا اور منور ہوا تو اس نور محمدی نے تمام موجودات پر درج بدرجہ اپنی چمک ڈالی تو بلا واسطہ یا واسطوں کی کمی بیشی کے اعتبار سے ہر چیز اپنی استعداد کے

فیثا قہری تستمد منه علی قدر تنور ہا
بحسب کثرة الوسائط و قلتها وعدہا و کما
اشرق نورہ علی نوع من انواع الحقائق
ظہر النور فی مظہر الاقسام فقد کان النور
الحادث اولاً شیئاً واحداً ثم اشرق فی
حقیقۃ اخری فاستنارت بنورہ تنوراً کاملاً
بحسب ما تقتضیہ حقیقتہا فحصل فی
الوجود الحادث نوران مفیض ومفاض وفی
نفس الامر لیس هناك الا نور واحد اشرق فی
قابل الاستنارة یتنور بتعددات المظاہر
والظاہر واحد ثم کذا لک کلما اشرق فی
محل ظہر بصورة الانقسام وقد اشرق نور
المفاض علیہ ایضاً بحسب خولہ علی قوابل
اخر فتنور بنورہ فیحصل الانقسام اخرج بحسب
المظاہر و کلہا راجعة الی النور الاول الحادث
امابواسطۃ او بدونہا۔

قال وهذا غاية ما اتصل اليه العبارة
في هذا التقرير ومثل في قصرياعه
وعدم تضلعه من العلوم الالهية ان مراد
في التقرير خشي على واقرب مثال يضرب
لذلك نور المصباح تصبغ منه مصابيح
كثيرة وهو في نفسه باق على ما هو عليه
لم ينقص منه شيء واقرب من هذا
المثال الى التحقيق والاعد عن الافهام
نور الشمس المشرق في الاهلة والنواكب على

مطابق چمک اٹھی اور تمام حقائق و اقسام اس نور کی
چمک سے اس کے مظہر بن گئے، یوں وجود میں
آنے والا پہلا نور ایک تھا لیکن اس کی چمک سے
دوسرے حقائق بھی اپنی حقیقت کے مطابق اس
نور سے نور ہوتے چلے گئے اور کائنات میں نور نور
نور بن گئے جبکہ وجود میں نور کی صرف دو ہی قسمیں ہیں
ایک فیض دینے والا اور دوسرا فیض پانے والا،
حالانکہ نفس الامر حقیقت میں یہ دونوں نور ایک
ہی ہیں، یہ ایک حقیقی نور ہی قابل اشیا میں چمک
پیدا کر کے متعدد مظاہر میں ہوتا ہے اور تمام اقسام
میں ہر قسم کی صورت میں چمکتا ہے اسی طرح
فیض یافتہ نور بھی اپنی استعداد کے مطابق دوسری
قابل اشیا میں چمک پیدا کر کے ان کو منور کرتا ہے
جس سے مزید مظاہرات کی اقسام حاصل ہوتی ہیں
جبکہ یہ تمام انوار بالواسطہ یا بلا واسطہ سب سے
پہلے نور سے ہی مستفیض ہیں۔

اس تقریر کے لئے یہ انتہائی مختاط عبارت
ہے جو علوم الہیہ کے موافق ہے، اس سے زائد
عبارت خطرناک ہو سکتی ہے۔ اس تقریر کی مناسب
مثال وہ چراغ ہے جس سے بے شمار چراغ روشن
ہوئے، اس کے باوجود وہ اپنی اصل حالت پر باقی ہے
اور اس کے نور میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، مزید
واضح مثال سورج ہے جس سے تمام سیارے روشن
ہیں جن کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ بظاہر یوں معلوم
ہوتا ہے کہ سورج کا نور ان سیاروں میں منقسم ہو گیا؟

القول بان النور مستنير بنوره وليس لها نور من ذاتها فقد يقال بحسب النظر الاول ان نور الشمس منقسم في هذه الاجرام العلوية وفي الحقيقة ليس هذا الا نورها وهو قائم بها لم ينقص منه شيء ولم يزد ايلها منه شيء ولكنه اشرق في اجرام قابلة الاستنارة فاستنارت -

واقرب من هذا الفهم ما يحصل في الاجرام السقلىة من اشراق اشعة الشمس على الماء او قوار السراج فيستنير ما يقابلها من الجدران بحيث يلح فيها نور كنور الشمس مشرقا واشراقا ولم ينفصل شيء من نور الشمس عن محله الا ذلك المحل ومن كشف الله حجاب الفضلة عن قلبه و اشرق الانوار المحمدية على قلبه يصدق اتباعه له ادرك الامر اورا کا اخر لا یحتل شکا ولا وہما -

نسأل الله تعالى ان ينور بنور العلم الالہی بصائرنا ويحجب عن قلوبنا الجہل سرائرنا ويغفر لنا ما اجتئنا عليه من الخوض فيما سألنا به اهل ونسأله ان لا يؤاخذنا بما تقتضيه

جگر فی الواقع ان سیاروں میں سورج ہی کا نور ہے جو سورج سے نہ تو جدا ہوا اور نہ ہی کم ہوا، مگر توصیف اپنی قابلیت کی بنا پر چمکے اور سورج کی روشنی سے منور ہوئے۔

مزید سمجھ کے لئے پانی اور شیشے پر پڑنے والی سورج کی شعاعوں کو دیکھا جائے جن کا عکس پانی یا شیشے کے بالمقابل دیوار پر پڑتا ہے جس سے دیوار روشن ہو جاتی ہے، دیوار پر یہ روشنی سورج ہی کا نور ہے جو بالواسطہ دیوار پر پڑا کیونکہ براہ راست دیوار پر سورج کا نور نہیں پڑا اور نہ ہی یہ نور سورج سے جدا ہوا، اس کے باوجود یہ نور سورج کا ہی ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی کے قلب کو حجاب غفلت سے پاک کرتا ہے اور وہ دل انوار محمدیہ سے منور ہوتا ہے تو پھر اس کا اور اک ایسا کمال ہوتا ہے کہ اس میں شک اور وہم کا احتمال نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری بصیرت کو اپنے علم کے نور سے منور فرمائے اور چلنے باطن کو جہالت کے اندھیروں سے محفوظ فرمائے اور جن امور میں ہم غور کرنے کے اہل نہیں ان پر ہماری جہالت کو معاف فرمائے اور اس جناب

العبارة من تفصيل حق ذلك
الجناب اعم من مختصراً
میں ہماری عبارت کی کوتاہیوں پر مواخذہ نہ فرمائیے
آمین ! اعم مختصراً (ت)

اس تقریر میں سے مقاصد مذکورہ کے ہوا چند غائدے اور حاصل ہوئے :

اولاً یہ بھی روشن ہو گیا کہ تمام عالم نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیونکر بنا۔ بے اس کے کہ نور حضور تقسیم ہوا یا اس کا کوئی حصہ این و آن بنا ہو۔ اور یہ کہ وہ جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ پھر اس نور کے چار حصے کئے، تین سے قلم و لوح و عرش بنائے، چوتھے کے پھر چار حصے کئے الی آخر، یہ اس کی شمعوں کا انقسام جیسے ہزار آئینوں میں آفتاب کا نور چمکے تو وہ ہزار حصوں پر منقسم نظر آئے گا حالانکہ آفتاب منقسم نہ ہوا نہ اس کا کوئی حصہ آئینوں میں آیا۔

واندفع ما استشكل العلامة الشبراہمسی
ان الحقيقة الواحدة لا تنقسم و
ليست الحقيقة المحمدية الا واحدة
من تلك الاقسام والباقي ان كان منها ايضا
فقد انقسمت وان كان غيرهما فلما معنى
الاقسام وحاول الجواب وتبعه فيه تلميذه
العلامة الزرقاني فابان المعنى
انه مراد فيه "لانه قسم ذلك
النور الذي هو نور المصطفى صلى الله تعالى
عليه وسلم اذ الظاهر انه حيث
صورة بصورة مماثلة بصورة
التم سيصير عليهما لا يقسم
اليه والى غيره ثم

اسی (مذکورہ بالا تقریر سے) علامہ شبراہمسی کا
اعتراض ختم ہوا (اعتراض) حقیقتاً واحدہ تقسیم نہیں
ہوتی کیونکہ حقیقت محمدیہ اُن اقسام میں ایک قسم ہے
اور اگر باقی اقسام اسی (حقیقت) سے ہیں تو یہ
حقیقت تقسیم ہو گئی اور اگر باقی چیزیں اس حقیقت
کی غیر ہیں تو انقسام کا کیا مطلب، پھر انہوں (علامہ
شبراہمسی) نے خود ہی جواب دیا اور علامہ زرقانی
شاگرد رشید علامہ شبراہمسی نے ان کی استبانہ کی۔
(جواب) حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اس میں اضافہ
کیا نہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو تقسیم
کیا کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ نے ان کو ایک
ایسی صورت نشانی عطا کی جس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی تخلیق ہوتی تھی تو اسے تقسیم نہیں
کیا جائے گا۔

وحاصل جوابہ کما قوراء تلمیذہ

سہ الرحمة لعل بن علی الشبراہمسی

لے شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۶

العیاشی و ابن معنی الانقسام زیادۃ
نور علی ذلک النور المحمدی فیؤخذ
ذلک الزائد ثم یزاد علیہ نور آخر ثم
ذلک الی آخر الاقسام ، قال العیاشی
وہذا جواب مقنع بحسب الظاہر و
التحقیق واللہ تعالیٰ اعلم وراء ذلک رحمہ ذکر
ما نقلنا عنہ افنا و مرآئینی کتبت علی
ہامش الزرقانی ما نصہ ۔

یہ ہے ۔
اقول (میں) (احمد رضا خاں) (کتاہوں)
کہ اس (عیاشی) نے اس مسئلہ میں اپنے شیخ
مشرطی کی بروی کی لیکن حق یہ ہے کہ یہ ایک
بے معنی بات ہے کیونکہ اس صورت میں حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے تخلیق نہ ہوگی ،
یہ نص اور مراد کے خلاف ہے ۔

اقول (میں) (کتاہوں) اس کا جواب
یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ نے آپ کے نور کو پہلی شعاع
ہے زائد شعاع عطا کی پھر اس سے کچھ جدا کیا ،
پھر اس کی تقسیم کی جیسے فرشتے ان شعاعوں میں سے
جو ستاروں کو محیط ہیں ، لے کر چھپ کر سینے والے
شیطانوں کو مارتے ہیں اس لئے کہا جاتا ہے نجوم
کے لئے رجوم ہے ۔ اس روشن تقریر سے مولیٰ تعالیٰ

اقول تبع فیہ شیخہ الشبراہمسی
الحق انه لا معنی لہ فانہ اذن
لا یكون التخلیق من نورہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو خلاف
النصوص والسنن اذہ ۔

اقول ویکن الجواب بان المراد
انہ تعالیٰ کساہ شعاعا اکثرهما کانت
ثم فصل من شعاعہ شیئا
فقسمہ کما تأخذہ المثلثۃ شیئا من
الاشعۃ المحیطۃ بالکواکب فتوی بہ
مستورق السمع و یقال بذلک ان
النجوم لہارجوم ولكن منہ المولیٰ تعالیٰ من ذلک

التقریر العزیز ما اغنی عن کل تکلف و الله
الحمد وقد کان منہ للعبد الضعیف ثم
سأیت فی شرح العشاوی جزاء الله تعالی
عنہ وعن المسلمین خیر اکثیراً
آمین !

نے ہر تکلف سے بے نیازی عطا فرمائی۔ اور تمام
تقریریں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ
تقریر اس عید ضعیف کو عطا فرمائی پھر میں نے
اس کو عشاوی کی شرح میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ میری
طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے انکو بہت
زیادہ جزاء خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ (ت)

ثانیاً اقول یہ شبہ بھی دفع ہو گیا کہ خلق میں کفار و مشرکین بھی ہیں، وہ بعض ظلمت ہیں تو نور
مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیونکر بنے اور زے نجس ہیں تو اس نور پاک سے کیونکر مخلوق مانے گئے۔
وجہ اندفاع جاری تقریر سے روشن، ظلمت ہو یا نور، جس نے خلعت وجود پایا ہے اس کے لئے تجلی آفتاب
وجود سے ضرور حصہ ہے اگرچہ نور نہ ہو صرف ظہور ہو کما تقدم (جیسا کہ آگے آگے گا۔ ت) اور شمع
شمس ہر پاک و ناپاک جگہ پڑتی ہے وہ جگہ فی نفسہ پاک ہے اس سے دھوپ ناپاک نہیں ہو سکتی۔

ثالثاً اقول یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب
اسی کے پر تو وجود سے موجود، یونہی مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفیٰ ہے باقی سب پر اسی کے
عکس کا فیضان وجود، مرتبہ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبہ تکوین
میں نور احدی آفتاب ہے اور سارا جہان اس کے آئینے، و فی ہذا اقول (اور اسی سلسلہ میں
میں کہتا ہوں) : ہ

خالق کل الوری سربك لا غیرہ نورك كل الوری غیرك لعلیس لفت

ای لم یوجد ولیس موجود اولن یوجد ابدالہ

(کل مخلوق کا پیدا کرنے والا آپ کا رب ہی ہے، آپ ہی کا نور کل مخلوق ہے اور آپ کا
غیر کچھ بھی نہ تھا، نہ ہے، نہ ہو گا۔ ت)

رابعاً اقول نور احدی تو نور احدی، نور احدی پر بھی یہ مثال میر مثال چراغ سے احسن
اکمل ہے ایک چراغ سے بھی اگرچہ ہزاروں چراغ روشن ہو سکتے ہیں بے اس کے کہ ان چراغوں میں
اس کا کوئی حصہ آئے مگر دوسرے چراغ صرف حصول نور میں اسی چراغ کے محتاج ہوئے، بقاریں

اس سے مستغنی ہیں، اگر انھیں روشن کر کے پہلے چراغ کو ٹھنڈا کر دیجئے ان کی روشنی میں فرق نہ آئے گا نہ روشن ہونے کے بعد ان کو اس سے کوئی مد پہنچ رہی ہے مع ہذا کسب نور کے بعد ان میں اور اس چراغ اول میں کچھ فرق نہیں رہتا سب یکساں معلوم ہوتے ہیں بخلات نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ عالم جس طسرج اپنی ابتداء سے وجود میں اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ بنایا تو نہی ہر شے اپنی بقائیں اس کی دست نگر ہے، آج اس کا قدم در میان سے نکال لیں تو عالم وقفہ فنا کے محض ہو جائے گا

وہ چونہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ چونہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان میں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

نیز جس طرح ابتداء سے وجود میں تمام جہان اس سے مستغنی ہوا بعد وجود بھی ہر آن اُسی کی مدد سے ہر وہاں پہنچا پھر تمام جہان میں کوئی اس کے مساوی نہیں ہو سکتا۔ یہ تینوں باتیں مثال آفتاب سے روشن ہیں، آئینے اس سے روشن ہوتے اور جب تک روشن ہیں اسی کی مدد پہنچ رہی ہے اور آفتاب سے علاقہ چھوڑتے ہی فوراً اندھیرے میں پھر کتنے ہی چمکیں سورج کی برابری نہیں پاتے۔ یہی حال ایک ذرہ عالم عرش و فرش اور جو کچھ ان میں ہے اور دنیا و آخرت اور ان کے اعلیٰ اور اس جہن و ملک و شمس و قمر و جملہ انوار ظاہر و باطن حتیٰ کہ شمس رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام و النبیۃ کا ہمارے آفتاب جہاں تاب عالم تاب علیہ الصلوٰۃ والسلام من الملک الوباب کے ساتھ ہے کہ ہر ایک ایجاد اعداد وابتداء وبقا میں ہر حال، ہر آن ان کا دست نگر ان کا محتاج ہے واللہ الحمد (اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ ش۔)

امام اجل محمد بوسیری قدس سرہ ام القرنی میں عرض کرتے ہیں، اے

کیف توقف رقیق الانبیاء یا سماء ما طاعتها سماء
لم یساودک فی علاک وقد حا ل سنا منک دونہم و سناء
انما مشلوا صفاتک للنا من کما مشل النجوم السماء
(یعنی انبیاء حضور کی سی ترقی کیونکر کریں، اے وہ آسمان رفعت جس سے کسی آسمان نے
بلندی میں مقابلہ نہ کیا، انبیاء حضور کے کمالات عالیہ میں حضور کے ہمسرنہ جوئے، حضور
کی جھلک اور بلندی نے ان کو حضور تک پہنچنے سے روک دیا، وہ تو حضور کی صفات کی

ایک تشبیہ لوگوں کو دکھاتے ہیں جیسے ستاروں کا عکس پانی دکھاتا ہے (یہ وہی تشبیہ و تقریر ہے جو ہم نے ذکر کی، وہاں ذاتِ کریم و افاضہ انوار کا ذکر تھا لہذا آفتاب سے تشبیل دی، یہاں صفاتِ کبریٰ کا بیان ہے لہذا ستاروں سے تشبیہ مناسب ہوئی۔
مطالع السرات میں ہے ۱

اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محمد حیوۃ جمیع الکون۔ یہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فہو روحہ و حیوۃ و سبب وجودہ و بقائہ ۱
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک عجیبی ہے، زندہ فرمانے والے، اس لئے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اس کے وجود و بقا کے سبب ہیں۔

اُسی میں ہے ۱

ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روح الاکوان و حیاتہا و سر وجودہا و لولایہ لہذہبت و تلاشت کما قال سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ و لا شئی الاہویہ منوط اذ لو کما الواسطۃ لذهب کما قیل الوسوطۃ ۱
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان و حیات و سبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست و نابود ہو جائے کہ حضرت سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو، اس لئے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطہ سے تھا آپ ہی فنا ہو جائے۔

ہمزجہ شریف میں ارشاد فرمایا : ۱

کل فضل فی العلمین فمن فضل النبی استعصارۃ الفضل ۱
(جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اُس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگے کوئی ہے)

امام ابن حجر مکی افضل القرنی میں فرماتے ہیں :

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَعْدُ لَهُمْ أَذْهُوَ الْوَارِثُ لِلْخُصْمَةِ
الْإِلَهِيَّةِ وَالْمُسْتَمَدُّ مِنْهَا بِلَا وَاسِطَةٍ دُونَ
غَيْرِهِ فَإِنَّهُ لَا يَسْتَمَدُّ مِنْهَا إِلَّا بِوَاسِطَتِهِ
فَلَا يَصِلُ لِكَامِلٍ مِنْهَا شَيْءٌ إِلَّا وَهُوَ
مِنْ بَعْضِ مَدَدِهِ وَعَلَى يَدَيْهِ يُلْهَ

تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ہیں اس لئے کہ حضور ہی باریگاہ الہی کے وارث
ہیں بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور
تمام عالم مدد الہی حضور کی وساطت سے لیتا
ہے تو جس کامل کو جو خوبی ملی وہ حضور ہی کی مدد
اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔

شرح سیدی عشاوی میں ہے :

نِعْمَتَانِ مَا خِلَا مَوْجُودَ عَنْهُمَا نِعْمَةُ الْإِبْجَادِ
وَنِعْمَةُ الْإِمْدَادِ هُوَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْوَاسِطَةُ فِيهِمَا أَذْ لَوْلَا سَبَقَةُ وَجُودِهِ
مَا وَجِدَ مَوْجُودٌ وَلَوْلَا وَجُودُ نُورِهِ قَبْلَ
ضَمَانِ الْكُونِ لَمْ يَدْعُ مَتَدَعَا تَمَّ الْوُجُودُ
فَهُوَ الذَّاعِي وَجِدَ أَوَّلًا وَلَهُ تَبَعُ الْوُجُودِ
وَصَارَ مَوْطِئًا بِهِ لَا اسْتِغْنَاءَ لَهُ عَنْهُ يَهْ

کوئی موجود، دو نعمتوں سے خالی نہیں، نعمتِ ایجاد
و نعمتِ امداد۔ اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہوتے
تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا
نور موجود نہ ہوتا تو وجود کے ستون ڈسے جائیں
تو حضور ہی پہلے موجود ہونے اور تمام جہان
حضور کا طفیل اور حضور سے وابستہ ہوا جسے
کسی طرح حضور سے جہہ نیازی نہیں۔

ابن مضافین حمید پر بکثرت ائمہ و علماء کے نصوص جلیلہ فقیر کے رسالہ "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل النبی"
میں ہیں، واللہ الحمد۔

خاصہاً ہماری تقریر سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضور خود نور ہیں تو حدیث مذکور میں نور نبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح بیان کیا ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہارِ نعمتِ الہیہ
کے لئے عرض کی واجعلنی نوراً (اور اے اللہ! مجھے نور بنا دے۔ ت) اور خود رب العزّة

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْقَرْنَى لِقَرَارِ أَمِّ الْقُرَى (شرح ام القرى)

لَا شَرْحَ مَقْدَرَةِ الْعَشَادَى

لَا الْخَصَا لَكَبْرَى بَابُ الْآيَةِ فِي أَمِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُنْ رِيٌّ لِنَظْلِ مَرْكَزِ الْمُسْتَبْرَكَاتِ كَوْنِ أَهْمَدَ ۱/۶۹

عز وجل انے قرآن عظیم میں اُن کو نور فرمایا،

قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين ۱۰
بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک
نور آیا اور روشن کتاب (تہ)

پھر حضور کے نور ہونے میں کیا شبہ رہا۔

اقول اگر نور نبیؐ میں اضافتِ بیانیہ نہ ہو بلکہ نور سے وہی معنی مشہور یعنی روشنی کہ عرض و
کیفیت ہے مراد تو سب سے عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول مخلوق نہ ہوئے بلکہ ایک عرض و صفت،
پھر وجود موصوف سے پہلے صفت کا وجود کیونکر ممکن؟ لاجرم حضور ہی خود وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے
مخلوق ہوا۔

فلا حاجة الي ما قال العلامة الزرقاني
مرحمہ اللہ من انه لا يشكل بان النور
عرض لا يقوم بذاته لان هذا من
خرق العوائد اھ ورائتی کتبت لیلہ لہ لا یقال
فیہ کما استقولون فی قرینہ من نور
الاضافة بیانیۃ اھ۔
تو اب علامہ زرقانی کے اس قول کی حاجت نہ رہی
اور یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ نور عرض ہے، قائم
بذاتہ نہیں ہے کیونکہ یہ خرقِ عادت ہے۔ میں نے
اس پر لکھا کہ یہ اعتراض کیوں نہ کیا جائے کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم میں اضافتِ بیانیہ نہیں مانتے۔

اقول (میں) (احمد رضا خان) کہتا ہوں
کہ خرقِ عادت میں تو کوئی کلام نہیں اور حندہ کی
قدرت بہت وسیع ہے لیکن صفت کا وجود
بغیر موصوف کے کچھ میں نہیں آسکتا (کیونکہ ایسی
صفت کی دو ہی صورتیں ہیں) موصوف کے غیر
کے ساتھ قائم ہو تو موصوف کی صفت نہ ہوگی بلکہ
غیر کی ہوگی اور اگر قائم بنفسہا ہو تو صفت ہی نہ ہوتی
اقول خرق العوائد لا کلام فیہ
والقدمۃ مقسعة ولكن وجود
الصفة بدونت الموصوف مما
لا یعقل لانہا انت قامت بغیرہ
لستکت صفة لہ بل لغیرہ او
بنفسہا لم تکن صفة اصلا اذ لا صفة
الا المعنى القائم بغیرہ فاذا

۱۵/۵ القرآن الکریم

۱۶/۱ دار المعرفۃ بیروت المقصد الاول شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ

قام بنفسه لم يكن صفة وعرض بل جوهر
 وكونه عرضاً مع قيامه بنفسه جسم
 للصدقية في القدرة تعالى عن
 العلائق بالمحالات العقلية ووزن
 الاعمال بمعنى وزن المصنف و
 البطاقات كما في حديث احمد و
 الترمذي وابن ماجة
 وابن حبان والحاكم وصححه
 وابن مردويه واللائكائي والبيهقي
 في البعث عن عبد الله بن عمرو
 ابن عاص رضي الله تعالى عنهما
 قال قال رسول الله صلى الله تعالى
 عليه وسلم انت الله سيخلص
 رجلاً من امتي على رأس الخلائق
 يوم القيمة فينشرو عليه تسعة وتسعين سجلاً
 كل سجل مثل مد البصر ثم يقول انتكروا
 هذا شيئاً اظلمك كتبني الحافظون فيقول
 لا يارب فيقول اقلبك عذر قال
 لا يارب فيقول بل انت لك عندنا
 حسنة وانه لا ظلم عليك اليوم
 فتخرج بطاقة فيها اشهد ان لا اله الا الله و
 ان محمداً عبده ورسوله فيقول احضروا نيك
 فيقول يا رب ما هذه البطاقة مع
 هذه السجلات فيقول انتك لا تظلم
 قال فتوضع السجلات في

کیونکہ صفت سمجھا اسے ہیں جو غیر کے ساتھ قائم ہوا
 جب قائم بنفسہ ہو تو وہ نہ صفت ہوئی اور نہ ہی عرض بلکہ
 جوہر ہوئی اور یہ (کننا) کہ عرض اور قائم بنفسہ بھی ہے تو یہ
 اجتماع ضدین لازم آتا ہے (اور اجتماع ضدین
 باطل ہے) اور قدرت الہیہ محالات عقلیہ
 سے متعلق نہیں ہوتی وزن اعمال (جو کہا جاتا
 ہے) بایں معنی ہے کہ کاغذ اور صحیفہ تو لے جائیں گے
 جیسے کہ حدیث میں آیا ہے جسے احمد، ترمذی،
 ابن حبان، حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن مردویہ
 امام لائکائی اور بیہقی نے قیامت کی بحث میں عبد
 بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت
 کیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت
 میں سے ایک شخص کو چن لے گا، پھر اس کے سر
 ننانوے رجسٹر دکھائے جائیں گے اور ہر رجسٹر
 حدنگاہ تک ہوگا، پھر اسے کہا جائے گا تو اس
 سے انکار کرنا ہے یا میرے فرشتوں (کراما کا تینوں)
 نے تم پر ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا، اے میرے رب!
 نہیں۔ اللہ فرمائے گا، کیا تیرے پاس کوئی عذر
 ہے؟ بندہ کہے گا، نہیں۔ اللہ فرمائے گا، ہمارے
 پاس تیری ایک نیکی ہے، آج تم پر ظلم نہیں
 کیا جائے گا۔ پھر ایک کاغذ نکالا جائے گا جس
 پر کلمہ شہادت لکھا ہوگا۔ اللہ فرمائے گا، جیسا
 اس کا وزن کر۔ بندہ عرض کرے گا کہ ان رجسٹروں
 کے سامنے اس کاغذ کی حیثیت ہے۔ اللہ فرمائے گا
 تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کفة والبطاقة فکفة فطاشت
السجلات وثقلت البطاقة فلا يشقل
مع اسم الله شحاً
فرماتے ہیں کہ پھر ایک پلڑے میں ننانوے رجسٹر
رکھے جائیں گے اور دوسرے میں وہ کاغذ (جس
پر کلہ شریف لکھا ہوگا) چنانچہ رجسٹروں کا پلڑا ہلکا
ہوگا اور کاغذ کا بھاری، اور اللہ کے نام کے مقابلے
میں کوئی چیز وزنی نہ ہوگی۔ (ت)

بآئندہ حاصل حدیث شریف یہ ٹھہرا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کو اپنی
ذات کریم سے پیدا کیا یعنی عین ذات کی تجلی بلا واسطہ ہمارے حضور ہیں باقی سب ہمارے حضور کے
نور و ظہور ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلى آله وصحبه وبارک وکرم۔ و اللہ
سبحانه و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲ از کلمتہ، مچھو بازار، اسٹریٹ نمبر ۲۱، متصل چولیا مسجد، مسئلہ حکیم اظہر علی صاحب
۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

بمضور اقدس جناب مولانا مظہر العالی! یہ اشتہار ترسیل خدمت ہے، اگر صحیح ہو تو اس
پر صادر کر دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب
اظہر علی عفی عنہ

نقل اشتہار

مرتبہ زد فی علما (اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔ ت) نور رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کا ذاتی نور یعنی جزر ذات یا عین ذات کا ٹکڑا انہیں بلکہ پیدا کیا ہوا، نور
مخلوق ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

سہ جامع الترمذی ابواب الایمان باب ما جاء فی من یحوت وحویشہ الخ ابن کثیر دہلی ۴/۸۸
المستدرک للحاکم کتاب الایمان فضیلة شهادة لا اله الا الله دار الفکر بیروت ۶/۱
موارد النکاح الی ذوالہ ابن جبار حدیث ۲۵۲۳ المطبعة السلفية ص ۶۲۵
کنز العمال حدیث ۱۰۹ و ۱۴۲۱ مؤسستہ الرسالہ بیروت ۴/۲۹۶ و ۲۹۷
سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب ما یرجی من رحمة الله یم القیمۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۸
مسند احمد بن حنبل عن عبد الله بن عمرو المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۱۳

اول ما خلق الله نوری ، اول ما خلق الله
 انعم ، اول ما خلق الله العقل
 کذا فی تاریخ الخمیس و سر الاسرار ۔
 سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا ،
 سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا ،
 سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا ،
 تاریخ خمیس اور سر الاسرار میں یوں ہی ہے ۔ (ت)

اور ذاتی نور کہنے سے نور رسول کریم علیہ التہیۃ والتسلیم کو جزیرہ ذات یا عین ذات یا لکڑا ذات خدا کے لئے کہا
 کہنا لازم آتا ہے ، یہ کلام کفر ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدیم ہونا لازم آتا ہے کیونکہ ذاتی کے معنی
 اگر اصطلاحی لئے جائیں تو جزیرہ خدا یا عین خدا یا لکڑا ذات خدا کا ہونا لازم آتا ہے ، یہی کلام کفر ہے اور عقائد
 بعض تہمتی کہی ہیں ، اس سبب سے نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور ذاتی یا ذاتی نور
 یا اللہ تعالیٰ کی ذات کا لکڑا نہ کہنا چاہئے ، اگر نور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور خدا یا نور مخلوق خدا
 یا نور ذات خدا یا نور جمال خدا کہے تو کہنا جائز ہے جیسا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب
 سر الاسرار میں فرمایا ہے :

لما خلق الله تعالى روح محمد صلى الله
 تعالى عليه وسلم اولاً من نور جمالہ
 سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے روح محمد صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کو اپنے نور جمال سے پیدا فرمایا ۔ (ت)
 اور حدیث قدسی میں آیا ہے :

خلقت روح محمد صلى الله تعالى عليه
 وسلم من نور وجهي كما قال النبي
 صلى الله تعالى عليه وسلم اول ما خلق
 الله روح اول ما خلق الله نوري
 میں نے روح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی ذات
 کے نور سے پیدا فرمایا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ
 نے میری روح کو پیدا فرمایا ، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ
 نے میرے نور کو پیدا فرمایا ۔ (ت)

کیونکہ ایک چیز کو دوسرے کی طرف اضافت کرنے سے جزو اس کا یا عین اس کا لازم نہیں آتا ہے کیونکہ

۱۹/۱ مطلب اول المخلوقات مؤسستہ شعبان بروٹ
 ۲۹۱/۱ مرقاة المفاتیح کتاب الایمان تحت الحدیث ۹۴ المکتبۃ التجبیدیہ کوئٹہ

۱۹

۲۹

۱۹/۱ مؤسستہ الرسالہ بروٹ مطلب اول المخلوقات

مضاف و مضاف الیہ کے درمیان مغائرت شرط ہے۔ چنانچہ بیت اللہ وثاقہ اللہ و نور اللہ و روح اللہ پس ثابت ہوا کہ نور رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور مخلوق خدا یا نور ذات خدا یا نور جمال خدا ہے، نور ذاتی یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کا ٹکڑا و جزو عین نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

المشتہر، عبدالمہسن قاضی علاقہ تھانہ بہو بازار وغیرہ کلکتہ

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور بلاشبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی یعنی عین ذات الہی سے پیدا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے قوسے میں تصریحات علمائے کرام سے محقق کیا اور اس کے معنی بھی وہیں مشرّح کر دیئے۔ حاشا للہ! یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ نور رسالت یا کوئی پیسند معاذ اللہ ذات الہی کا جزو یا اس کا عین و نفس ہے، ایسا اعتقاد ضرور کفر و ارتداد ہے۔

ای ادعاء الجزئیة مطلقاً والعینية بمعنى الاتحاد ای ہوہو فی مرتبة الفرق اما ان الوجود واحد والموجود واحد فی مرتبة النجم والکل ظلالہ و عکسہ فی مرتبة الفرق فلا موجود الا هو فی مرتبة الحقيقة الذاتية اذ لاحظ لغيره ف حد ذاته من الوجود اصلاً جملة واحدة من دونه ثلثاً فحق واضح لا شك فيه۔

یعنی جو بیت کا دعویٰ کرنا مطلقاً اور عینیت بمعنی اتحاد کا دعویٰ کرنا یعنی مرتبہ فرق میں نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ذات خدا ہے (کفر ہے) لیکن یہ اعتقاد کہ بہ شک وجود ایک ہے اور موجود ایک ہے مرتبہ جمع میں اور تمام موجودات مرتبہ فرق میں اسی کے ظل اور عکس ہیں۔ چنانچہ مرتبہ حقیقت ذاتیہ میں اس کے سوا کوئی موجود نہیں کیونکہ حد ذات میں اس کے سوا کسی کے لئے بغیر کسی استثنائے بالکل وجود سے کوئی حصہ نہیں (یہ اعتقاد) خالص حق ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ (ت)

مگر نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا نور ذاتی کہنے سے نہ عین ذات یا جزو ذات ہونا لازم، نہ مسلمانوں پر بدگمانی جائز، نہ عرف عام علماء و عوام میں اس سے یہ معنی مفہوم، نہ نور ذات کہنے کو نور ذاتی کہنے پر کچھ ترجیح جس سے وہ جائز اور یہ ناجائز ہو۔

اولاً ذاتی کی یہ اصطلاح کہ عین ذات یا جزو رسالت ہو، خاص ایسا غوجی کی اصطلاح ہے، علماء و عامہ کے عرف عام میں نہ یہ معنی مراد ہوتے ہیں نہ ہرگز مفہوم، عام محاورہ میں کہتے ہیں یہ میں اپنے

ذاتی علم سے کہتا ہوں یعنی کسی کی شئی سنائی نہیں۔ یہ مسجد میں نے اپنے ذاتی روپیہ سے بنائی ہے یعنی چندہ وغیرہ مال غیر سے نہیں۔ ائمہ اہل سنت جن کا عقیدہ ہے کہ صفات الہیہ عین ذات نہیں، اللہ عزوجل کے علم و قدرت و سمیع و بصیر و ارادہ و کلام و حیات کو اس کی صفت ذاتی کہتے ہیں۔ حریفہ نہایت میں ہے،

اعلم بان الصفات التي هي لا عين الذات
ولا غيرها انما هي الصفات الذاتية الخلية
بیشک وہ صفات جو اللہ تعالیٰ کی ذات میں اور نہ غیر
ہیں، صرف وہ ذاتی صفات ہیں، (ت)

علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف رسالہ "تعلیقات" میں فرماتے ہیں،

الصفات الذاتية هي ما يوصف الله تعالى
بها ولا يوصف بضد لها نحو القسورة و
الذات ذاتی و امتناع ذاتی و امكان ذاتی کا نام حکمت و کلام و فلسفہ وغیرہ میں سنا ہوگا یعنی
ان الذات تقتضي لذاتها الوجود او العدم (یعنی بلا تشبہ ذات اپنی ذات کے اعتبار سے
وجود یا عدم کا تعاضد کرتی ہے۔ ت) اولاً ان میں کوئی بھی اپنے موصوف کا نہ عین ذات ہے نہ جس
بلکہ مقبولات اعتبار یہ ہیں جن کے لئے خارج میں وجود نہیں کا خلق في محله (جیسا کہ اس کے
محل میں اس کی تحقیق کر دی گئی ہے۔ ت) یونہی اصلین احسن علم کلام و علم اصول فقہ میں افعال کے
حسن ذاتی و قبح ذاتی کا مسئلہ اور اس میں ہمارے ائمہ ماتریدہ کا مذہب سنا ہوگا حالانکہ پراہنہ حسنہ
قبح نہ عین فعل ہیں نہ مجرد فعل۔ محقق علی الاطلاق تحریر الاصول میں فرماتے ہیں،

كما اتفقت فيه الاعراض والعادات و
استحق به الممدح والذم فرب نظر
العقول جميعا التعلق بمصالح الكل به
لا يقيد بل هو المراد بالذاتي للقطع
بان مجرد حركة اليد قتل
خلما لا تزيد حقيقتها على حقيقتها
جس میں اغراض و عادات متفق ہوں اور اس کے
سبب سے مدح و ذم کا استحقاق ہو کیونکہ
سب کے مصالح اس سے متعلق ہیں یہ قول
غیر مفید ہے بلکہ ذاتی سے مراد وہی ہے، اس نے
کہ یہ بات قطعی ہے کہ قتل کے لئے بطور ظلم
محض حرکتِ ہد کی حقیقت بطور عدلی اس کی حرکت

۱/۲۵۴ الباب الثاني مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

۱۱ ص ۱۱۱ (الصفات الذاتية) دارالکتاب العربی بیروت

عدلا، فلو كانت الذات مقتضى الذات
اتحد لامن مهابا حسنا وقبحا، فانما يرام
(ای بالذاتی) مایجزم به العقل لفعل
من الصفة بمجرد تعقله كائنات من
صفة نفس من قام به فبا اعتبارها
یوصف بانہ عدل حسن اوضدہ اللہ۔

ہے اسی کے اعتبار سے انس کو عدل و حسن یا اس کی ضد کے ساتھ متصف کیا جاتا ہے (د)۔
ثانیاً ذاتی میں یا اسے نسبت ہے، ذاتی قسوب بہ ذات اور متغائریں میں ہر اضافت صحیح نسبت
جو چیز دوسرے کی طرف مضاف ہوگی وہ ضرور اس کی طرف قسوب ہوگی کہ اضافت بھی ایک نسبت
ہی ہے، توجیب نور ذات کہنا صحیح ہے تو نور ذاتی کہنا بھی قطعاً صحیح ہوگا ورنہ نسبت ممنوع ہوگی تو نور ذات
کہنا بھی باطل ہو جائے گا ہذا خلف۔

ثالثاً نور ذات کہنا جس کا جواز مانع کو بھی تسلیم ہے اس میں اضافت بیانیہ ہو یعنی وہ نور کہ عین
ذات الہی ہے تو معاذ اللہ نور ذات کہنا عین ذات الہیات ہو لازم آتا ہے پھر یہ کیوں نہ منع ہوا، اگر
کہنے کو یہ معنی مراو نہیں بلکہ اضافت لامیر ہے اور اس کی وجہ تشریف جیسے بیت اللہ و ناقۃ اللہ و روح اللہ، تو
اسی معنی پر نور ذاتی میں کیا حرج ہے یعنی وہ نور کہ ذات الہی سے نسبت خاصہ ممتازہ رکھتا ہے۔ مخرج المواہب
للعلامۃ الزرقانی میں ہے :

اضافة تشریف و اشعار بانہ خلق عجیب و
ان له شاتالہ مناسبة ما الى الحضرة
الربوبية على حد قوله تعالى و نفخ
فيه من روحہ یت

اضافت تشریف ہے اور یہ بتانا ہے کہ آپ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم عجیب مخلوق ہیں اور بارگاہ ربوبیت
میں آپ کو خاص نسبت ہے جیسے و نفخت فیہ
من روحی (اور میں اس میں اپنی طرف کی خاص
معزز روح چھونک دوں) (د)۔

۱۔ تحریر الاصول المقالة الثانیة الباب الاول الفصل الثانی مصنف البانی مصر ص ۲۲۵ و ۲۲۶
۲۔ شرح الزرقانی علی المواہب الدنیة المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت ۴۶/۱
۳۔ القرآن الکریم ۱۵/۲۹ و ۳۸/۴۲

مرآبعا نور ذاتی میں اگر ایک معنی معاذا اللہ کفر ہے کہ ذاتی کو اصطلاح فی الیسا غوی پر حمل کریں جو ہرگز قائلوں کی مراد نہیں بلکہ غالباً ان کو معلوم بھی نہ ہوگی تو نور ذات یا نور اللہ کہنے میں جن کا جواز خود مانع کو مسلم ہے عیاذاً باللہ متعدد وجہ پر معافی کفر ہے۔

ہم نے فتویٰ دیگر میں بیان کیا کہ نور کے دو معنی ہیں، ایک ظاہر بنفسہ منظر لغیرہ، بایں معنی اگر اضافتِ بیانیہ نو تو نور رسالت عین ذات الہی ٹھہرے اور یہ کفر ہے۔ اور اگر لامیہ نو تو یہ معنی ہوں گے کہ وہ نور کہ آپ بذات خود ظاہر اور ذات الہی کا ظاہر کرنے والا ہے، یہ بھی کفر ہے۔ دوسرے معنی یہ کیفیت و عرض جسے چمک، جھلک، اُجالا، روشنی کہتے ہیں اس معنی پر اضافتِ بیانیہ نو تو کفر عینیت کے علاوہ ایک اور کفر عرضیت عارض ہوگا کہ ذات الہی معاذا اللہ ایک عرض و کیفیت قرار پائی، اور اگر لامیہ نو تو کسی کی روشنی کہنے سے غالباً یہ مفہوم کہ یہ کیفیت اس کو عارض ہے جیسے نور شمس و نور قمر و نور چراغ، یوں معاذا اللہ عزوجل محل حوادث ٹھہرے گا، یہ بھی صریح ضلالت و گمراہی و منجر بہ کفر و دمی ہے ایسے خیالات سے اگر نور ذاتی کہنا ایک درجہ ناجائز ہوگا تو نور ذات و نور اللہ کہنا چار درجے، حالانکہ ان کا جواز مانع کو مسلم ہونے کے علاوہ نور اللہ تو خود قرآن عظیم میں وارد ہے۔

میریدون لیطفوا نور اللہ یا خواہم واللہ
متسمہ نوسرہ ولوکرة الکفرون ہیریدون
امن یطفوا نور اللہ یا خواہم
ویا بی اللہ الا انت یتم نوسرہ ولوکرة
الکفرون یتہ

اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکیوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تام فرمانے والا ہے اگرچہ کافرنا پسند کریں۔ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مومنوں سے بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے بُرا نامیں کافر (ت)

حدیث میں ہے،

اتقوا فحراصة المؤمن فانه ينظر بنور
اللہ یتہ

مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے۔ (ت)

خاصاً مضافات و مضاف الیہ میں اگر مغایرت شرط ہے تو منسوب و منسوب الیہ میں

لہ القرآن الحکیم ۸/۶۱

۳۲/۹

۸۸/۵ دار الفکر بیروت حدیث ۳۱۳۸ کتاب تفسیر سنن الترمذی

۸۸/۱۱ موسسۃ الرسالہ بیروت حدیث ۳۰۶۳۰ کنز العمال

کیا شرط نہیں۔

سادہ سادہ اس طور پر جو مانع نے اختیار کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے مخلوق الٰہی نہ رہیں گے، دو چیزیں حضور سے پہلے مخلوق قرار پائیں گی اور یہ خلافت حدیث و خلافتِ نصوص ائمہ قدیم و حدیث۔ حدیث میں ارشاد ہوا،

یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک
پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

یہاں دو اضافتیں ہیں، نور نبی و نور خدا۔ اور شہتر کے نزدیک اضافت میں مغایرت شرط ہے تو نور نبی غیر نبی ہوا اور نور خدا غیر خدا، اور غیر خدا جو کچھ ہے مخلوق ہے تو نور خدا مخلوق ہوا اور اس نور سے نور نبی بنا، تو ضرور نور خدا نور نبی سے پہلے مخلوق تھا اور نور نبی باقی سب اشیا سے پہلے بنا اور اشیا میں خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہیں، تو نور نبی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے بنا اور اس سے پہلے نور خدا بنا، تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو مخلوق پہلے ہوئے، یہ محض باطل ہے۔
سابعاً علی یہ ہے کہ اسما غریبی میں ذاتی مقابل عرضی ہے بایں معنی اللہ عزوجل نور ذاتی و نور عرضی دونوں سے پاک و منزہ ہے مگر وہ یہاں نہ مراد نہ معلوم اور عام محاورہ میں ذاتی مقابل صفاتی و اسمائی ہے اور یہاں یہی مقصود، بایں معنی اللہ عزوجل کے لئے نور ذاتی و نور صفاتی و نور اسمائی سب ہیں کہ اس کی ذات و صفات و اسماء کی تجلیاں ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجلی ذات اور انبیاء و اولیاء و سایر خلق اللہ تجلی اسماء و صفات ہیں جیسا کہ ہم نے فتوے دیگر میں شیخ محقق سے نقل کیا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ وسلم۔

تقریظ

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم لك الحمد فقیر غفر له المولی القدر نے فاضل فاضل عالم عامل، حامی السنہ، حامی الفضل، مولانا مولوی حبیب علی صاحب علوی ایٹا اللہ تعالیٰ بالنور العلوی کی یہ تحریر منیر مطالعہ کی فجزاۃ اللہ عنہ نبیہ المصطفیٰ الجزاء الاولیٰ۔
www.alahazratnetwork.org

مسئلہ بھرا اللہ تعالیٰ واضح و مکشوف اور مسلمانوں میں مشہور و معروف ہے، فقیر کے اس میں تین رسائل ہیں :

(۱) قصر التماہ فی نفی الظلم عن سبب الانام علیہ وعلىٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

لے یہ تقریباً امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے مولانا حبیب علی علوی کے رسالہ پر لکھی تھی، بریلی کے ذخیرہ مسودات سے مولانا محمد ابراہیم شاہدی پور پوری نے ۸ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ کو نقل کی۔ یہ نقل محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذخیرہ کتب سے راقم کو ۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ کو دستیاب ہوئی جو پیش نظر مجموعہ رسائل میں شامل کی جا رہی ہے۔

اس مجموعہ میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت کے موضوع پر ایک اور سایہ زد ہونگے موضوع پر تین رسائل شامل ہیں۔

محمد عبد القیوم قادری

(۲) نفی الفی عن استنار بتورہ کبھی شیئ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳) ھدی الحیران فی نفی الفی عن سید الالکوان علیہ الصلوٰۃ والسلام الاتقان الاکملان۔

یہاں جناب حبیب مصیب سلمہ القریب المحیب کی تائید میں بعض کلام المکررام علیہ کے اعلام کا اضافہ

کروں۔ امام جلیل جلال الملتہ والذین سیر علی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خصائص الکبریٰ شریف میں فرماتے ہیں،

اس نشانی کا بیان کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کاسیہ نہیں دیکھا گیا۔ حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان

سے روایت کی کہ سورج اور چاند کی روشنی میں سولہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاسیہ نظر نہیں آتا تھا۔

ابن سبع نے کہا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کاسیہ زمین پر

نہ پڑتا تھا کیونکہ آپ نور ہیں، آپ جب سورج اور

چاند کی روشنی میں چلتے تو سایہ دکھائی نہیں

دیتا تھا۔ بعض نے کہا کہ اس کی شاہد وہ حدیث

ہے جس میں آپ نے دعا فرماتے ہوئے کہا،

اے اللہ! مجھے نور بنا دے۔ (ت)

باب الایۃ فی انہ لم یکن یرئی لہ ظل اخرج

الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یرئی

لہ ظل فی شمس ولا قمر، قال ابن سبع

من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان ظلمہ کان لا یقع علی الارض و انہ

کان نوراً فکان اذ مشی فی الشمس او القمر

لا ینظر لہ ظل قال بعضهم و یشہد لہ

حدیث، قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فی دعائہ واجعلنی نوراً۔

نیز النموذج اللیب فی خصائص المحیب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں،

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاسیہ زمین پر

نہیں پڑتا تھا۔ نہ ہی سورج اور چاند کی روشنی میں

آپ کاسیہ دکھائی دیتا تھا۔ ابن سبع نے کہا

آپ کے نور ہونے کی وجہ سے۔ اور زمین نے کہا

آپ کے انوار کے غلبہ کی وجہ سے۔ (ت)

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ افضل القرنی لقرار ام القرنی میں زیر قول ما تری اللہ تعالیٰ عنہ

لہ الخصائص الکبریٰ باب الایۃ فی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یرئی لہ ظل مرکز المسند مجر آئند ۱/۶۸

لہ النموذج اللیب فی خصائص المحیب

لہذا اولک فی علائک وقد حا ل سنا منک دونہم سنا
(انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فضیلت میں آپ کے برابر نہ ہوئے آپ کی چمک اور رفعت
آپ تک ان کے پہنچنے سے مانع ہوئی۔ ت)

فرماتے ہیں،

هذا مقبوس من تسييته تعالى لتبييه
نوراني نحو قوله تعالى قد جاءكم من الله نور
وكتاب مبين، وكان صلى الله عليه
وسلم يكثّر الدعاء بامن الله يجعل
حکامه حواسه واعضائه و
وبدنه نوراً اظهر الوقوع
ذلك وتفضل الله تعالى عليه
به ليزداد شكره وشكرامته
على ذلك كما امرنا بالثناء
الذي في آخر سورة البقرة مع
وتوعيه، وتفضل الله تعالى
به لذلك وما يؤيد
انه صلى الله تعالى
عليه وسلم صار نوراً
انه كان اذا مشى في
الشمس والقمر لم يظمر له
ظل لانه لا يظمر الا
لكثيف وهو صلى الله تعالى
عليه وسلم قد خالصه

یہ ماخوذ ہے ان آیاتِ کریمہ سے جن میں اللہ تعالیٰ
نے اپنے نبی کا نام نور رکھا ہے جیسے آیتِ کریمہ
قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين (تحقیق)
آیا تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور
روشن کتاب (نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت
سے یہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے
تمام حواس، اعضا اور بدن کو نور بنا دے۔ آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دُعا اس بات کو ظاہر
کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس کا وقوع ہو چکا ہے
اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو جسم
نور بنا دیا ہے تاکہ آپ اور آپ کی امت اس پر
اللہ تعالیٰ کا بکثرت شکریہ ادا کرے۔ جیسا کہ اللہ
تعالیٰ نے ہمیں سورۃ بقرہ کی آخری آیات میں
واقع دُعا مانگنے کا حکم دیا ہے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ
کے فضل سے اس کا وقوع ہو چکا ہے۔ آپ
کی فرمائیت کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے
کہ جب آپ سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے
تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ سایہ تو کثیف چیز
کا ظاہر ہوتا ہے جبکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام

اللہ من سائر الکشاف، الجسمانیۃ وصیوہ
نوراً صرلاً لا یظہر لہ ظل
اصلاً
جسمانی کثافتوں سے پاک فرمادیا ہے اور آپ کے خالص
نور بنا دیا ہے، چنانچہ آپ کا سایہ بالکل ظاہر
نہیں ہوتا تھا۔ (ت)

علامہ سلیمان جلی شرح حمزہ میں فرماتے ہیں،
لو یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل
یظہر فی شمس ولا قمر
علامہ حسین بن محمد دیار بکری کتاب النجیس فی احوال انفس نفیس میں لکھتے ہیں،
حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین
پر نہیں پڑتا تھا اور نہ ہی سورج و چاند کی روشنی
میں نظر آتا تھا۔ (ت)

بعینہ اسی طرح نور ابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار میں ہے۔ علامہ سیدی محمد زرقانی
شرح حواشب شریعت میں فرماتے ہیں،
لم یکن لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل
فی شمس ولا قمر لانه کانت نوراً
کما قال ابن سبعہ وقال سمرین لغلبۃ
انوارہ وقیل حکمۃ ذلک صیانتہ
عن یطاً کافر علی ظلمہ رواہ الترمذی
الحکیم عن ذکوان ابن صالم
السمات الزیات المدف او ابی عمرو
المدنی مولی عائشۃ مرضی اللہ
تعالیٰ عنہا وکل منہما ثقۃ من التابعین
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ شمس و
قمر کی روشنی میں غوردار نہ ہوتا تھا بقول ابن سبع
آپ کی نورانیت کی وجہ سے اور بقول زرین غلبۃ
انوار کی وجہ سے۔ اور کہا گیا ہے کہ عدم سایہ کی
حکمت یہ ہے کہ کوئی کافر آپ کے سایہ پر پاؤں
نہ رکھے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے
ذکوان ابو صالح السمان زیات مدنی سے پیام کوٹنیں
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ
غلام ابو عمرو مدنی سے اور وہ دونوں ثقہ تابعین

۱۔ افضل القرنی لقراء ام القرنی (شرح ام القرنی) شرح شعر ۲ المجمع الثقافی البوطی ۱/ ۱۲۹ و ۱۲۹
۲۔ الفتوحات الاحمدیۃ علی بن النعمان سلیمان جلی المکتبۃ التجاریۃ البکری مصر ص ۵
۳۔ تاریخ النجیس القسم الثانی النوع الرابع مؤسسۃ شعبان بیروت ۱/ ۲۱۹

فہو مرسل لکن ردی ابن المبارک و
ابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ظل و لم یقم
مع الشمس قط الا غلب ضوء الشمس
و لم یقم مع سراج قط الا غلب ضوء
ضوء السراج

میں سے ہیں لہذا یہ حدیث مرسل ہے۔ لیکن
ابن مبارک اور ابن جوزی نے ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ آپ کا سایہ نہ تھا
آپ جب سورج کی روشنی یا چراغ کی روشنی
میں قیام فرماتے تو آپ کی چمک سورج
اور چراغ کی روشنی پر غالب آ جاتی
تھی۔ (ت)

فاضل محمد بن صبان اسعاف الراعیین میں ذکر خصائص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لکھتے ہیں،
وانہ لا فیئ لہ (بے شک آپ کا سایہ نہ تھا۔ ت)
حضرت مولوی معنی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں: ۱۔

چوں فناش از فست پیرایہ شود او مستند وار بے سایہ شود
(جب اس کی فنا فقر سے آراستہ ہو جاتی ہے تو وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح
بغیر سایہ کے ہو جاتا ہے۔ ت)

ملک العلماء بحر العلوم مولانا عبدالحی قدس سرہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

در مصرع ثانی اشارہ بہ معجزہ آن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
علیہ وسلم است کہ آن سرور را سایہ
زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا۔

یہاں اس مسئلہ مسئلہ کے منکر و ہایر میں اور اسماعیل دہلوی کے غلام اور اسماعیل کو غلامی حضرت مجدد
کا اذکار اور حضرت شیخ مجدد جلد ثالث مکتوبات مکتوب صدم میں فرماتے ہیں:
اور اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نبوہ و در عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔

۱۔ شرح الزرقانی علی المواہب اللدیۃ المقصد الثالث الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۲۲/۴
۲۔ اسعاف الراعیین فی سیرۃ المصلیٰ و اہل بیتہ الطاہرین الباب الاول مصطفیٰ البانی مصر ص ۴۹
۳۔ مثنوی معنوی در صفت آن بچو کہ در بقای حق فانی شدہ است الخ نورانی کتب خانہ پشاور ص ۱۹

عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ چونکہ آپ سے بڑھ کر کوئی شے لطیف نہیں ہے لہذا آپ کے سایہ کی کوئی صورت نہیں بنتی۔ آپ پر اور آپ کی آل پر درود و سلام ہو۔ (ت)

شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر ست و چون لطیف تر از وے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نباشد اور اس سایہ پر صورت وارد علیہ و علی آلہ الصلوٰت والتسلیٰات۔ (ت)

اسی کے مکتوب ۱۲۲ میں فرمایا :

واجب رہا تعالیٰ کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سایہ تو مثل کے پیدا ہونے کا وہم پیدا کرتا ہے اور عدم کمال لطافت کے مشابہ کی خبر دیتا ہے۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ بوجہ آپ کی لطافت کے نہ تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خدا جل و علا کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ (ت)

واجب رہا تعالیٰ چہر اظل بود کہ ظل وہم تولید برشل ست و غبی از مشابہ عدم کمال لطافت اصل، ہر گاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خداے محسوس را چگونہ ظل باشد آنکہ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) مطالع المسرات شریف میں انام الحسنات سیدنا ابوالحسن

www.alahazratnetwork.org

اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ سے :

اللہ تعالیٰ نور ہے مگر انوار کی مثل نہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رُوح القدس اللہ تعالیٰ کے نور کا جلوہ ہے اور ملائکہ ان انوار کی جھلک ہیں۔ (ت)

انہ تعالیٰ نور لیس کا لانوار والرحم النبویۃ القدسیۃ لمعة من نور و الملائکۃ شرر تلك الانوار

پھر اس کی تائید میں حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور بنایا اور میرے نور سے تمام اشیاء کو پیدا فرمایا۔ (ت)

اول ما خلق اللہ نوری ومن نورى خلق کل شیء

۱۸۷ ص	جلد سوم	نو کشتور لکھنؤ	مکتوب عدم	۱۲۲ مکتوب	۱۷۷ مکتوبات امام ربانی
۲۳۷	"	"	"	"	"
۲۶۵	"	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد	"	"	مطالع المسرات
"	"	"	"	"	"

جب ملائکہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنے ، سایہ نہیں رکھتے تو حضور
کہ اصل نور میں جن کی ایک جھلک سے سب ملک بنے کیونکہ سایہ سے منزہ نہ ہوں گے۔ عجب کو ملائکہ
مصلطہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنے سایہ ہوں اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کہ نور الہی سے بنے سایہ رکھیں۔

حدیث میں ہے کہ آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے سب وہ میں
نہ ہو ، ملائکہ کے سایہ ہوتا تو آفتاب کی روشنی ہم تک کیونکر پہنچتی یا شاید پہنچتی تو ایسی جیسے گھنے پڑ میں
سے چھن کر خال خال بند کیاں نور کے سائے کے اندر نظر آتی ہیں ، ملائکہ تو لطیف ترین ، نار کے لئے
سایہ نہیں بلکہ ہوا کے لئے سایہ نہیں بلکہ عالم نسیم کی ہوا کہ ہوائے بالا سے کثیف تر ہے اس کا
بھی سایہ نہیں ورنہ روشنی کبھی نہ ہوتی بلکہ ہوا میں ہزاروں لاکھوں ذرے اور قسم قسم کے جانور بھرے پڑے
ہیں کہ خوردبین سے نظر آتے ہیں اور بعض بے خوردبین بھی ، جبکہ دھوپ کسی بند مکان میں روزن سے داخل
ہو ان میں کسی کے سایہ نہیں۔ یہ سب تو قبول کر لیں گے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
تن اقدس کی ایسی لطافت کس دل سے گوارا ہو کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا۔ جانے دو ، یہاں ان ذروں
کی باریکی جسم کا حیلہ لو گے ، آسمان میں کیا کہو گے ؟ اتنا بڑا جسم نسیم کہ تمام زمین کو محیط اور اس کا ایک ذرا سا
ٹکڑا جس میں آفتاب ہے سارے کرۂ زمین سے تین سو چھپیس حصے بڑا ہے ، اسی کا سایہ دکھا دیجئے ،
اس کا سایہ پڑنا تو قیامت تک تمہیں دن کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوتا ، ہاں ہاں یہی جو نیگیوں چست ہیں نظر
آتی ہے ، یہی پہلا آسمان ہے ، قرآن عظیم ہی بتاتا ہے ۔

قال تعالیٰ اقلع ينظر والى السماء فوقهم
كيف يبينها ومرتبتها و ما لها من
فراوج
(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کیا نہیں دیکھتے اپنے اوپر
آسمان کو ، ہم نے اسے کیسے بنایا اور آراستہ کیا
اور اس میں کہیں شگاف نہیں۔

اور فرماتا ہے :

ومن ریتها للنظر
اور اگر فلاسفہ یونانی کی فضلہ خوری سے یہی مانتے کہ جو نظر آتا ہے فلک نہیں ، کرۂ بخار ہے ۔

جب بھی ہمارا مطلب حاصل کہ اتنا بڑا جسم عظیم منہری سایہ نہیں رکھتا اسے آسمان کو یا کرۂ بخار، ہیئت جدیدہ کا کفر اور دھوکہ آسمان کچھ ہے ہی نہیں، یہ جو نظر آتا ہے محض مہرہم و بے حقیقت حدنگاہ ہے تو ایک بات ہے مگر آسمانی کتاب پر ایمان لاکر آسمان سے انکار ناممکن۔

غرض جب دلیل قاہرہ سے ثابت کہ جسم منہری کے لئے سایہ ضروری نہیں، تو نیکوئیوں کی طرح خلافِ نحر ہونے کا جو ہیئت استبعادِ تماوہ اور دھوکہ لیا، پھر کیا وجہ کہ ائمہ کرام طبقہً قطبہً بوفضیلت ہمارے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے نقل فرماتے اور مقبول و مقرر رکھتے آئے اور عقل و نقل سے کوئی اس کا دافع نہیں، تسلیم نہ کیا جائے یا اس میں چون و چرا برتی جائے اسے سوائے مرضِ قلب کے کیا کہتے، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کو چاروں گوارا نہیں کرتا بشرح حدیثہ للسلام (اللہ تعالیٰ اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ ت) کی دولت نہ ملی کہ اللہ تعالیٰ اس کا سینہ قبول و تسلیم کے لئے کھول دیتا، ناچار یہ جعل صدراہ ضیقاً حرجاً کا نہا یصعد فی السماء (اس کا سینہ تنگ خوب رکھا ہوا کر دیتا ہے گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ ت) کے آڑے آتی۔ دل تنگ ہو کر گور کا فر کے مثل ہو جانا اور فضیلت کا منکر کلیجہ چار چار اچھلتا گویا آسمان کو چڑھا جاتا ہے کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یؤمنون والیاء اللہ مراتب العالمین۔ واللہ سبّحۃ تعالیٰ اعلم (اندیشوں ہی عذاب میں ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو۔ اور اللہ رب العالمین کی پناہ۔ اور اللہ سبحۃ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ت)

رسالہ

صلوات الصفاء فی نور المصطفیٰ

ختم ہوا

رسالہ

نفی النبی عن استنار بشورہ کل شیء

۱۲

۹۶

(اُس ذاتِ اقدس کے سائے کی نفی جس کے نور سے ہر مخلوق منور ہوئی)

www.alahazratnetwork.org

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ تھا یا نہیں؟ بِدِينُوا تَوْجَرُوا (بیان فرمائیے اجرو سے جاؤ گے: ت)

الجواب

ہم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تمام اشیاء سے قبل ہمارے نبی کے نور کو اپنے نور سے بنایا اور تمام نوروں کو آپ کے ظہور کے جلووں سے بنایا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نوروں کے نور اور ہر شمس و قمر کے مدد میں۔ آپ کے رب نے اپنی کتاب کریم میں آپ کا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
الحمد لله الذی خلق قبل الاشیاء نورا
نبینا من نوره وقلت الانوار
جميعها من لمعات ظهورة فهو
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نور الانوار وسمی جمیع الشمس و
الاقمار سماء ربہ فی کتابہ الکریم

نوراً و سراجاً ضیاءاً فلولاً انما سرتہ لسماء
استنارات شمس ولا تبین یوم من امس
ولا تعین وقت للخمیس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و علیٰ النبی و آلہ بنورہ
المحفوظین عن الطمس جعلنا
اللہ تعالیٰ منہم فی الدنیا و
یوم لا یسمع الاھمیس۔

نام نور اور سراج منیر رکھا ہے۔ اگر آپ جلوہ فگن
نہ ہوتے تو سورج روشن نہ ہوتا، نہ آج کل سے
متاثر ہوتا اور نہ ہی خمس کے لئے وقت کا تعین
ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود نازل فرمائے اور آپ
کے نور سے مستفید ہونے والوں پر جو مٹ جانے سے
محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن سے بنائے دُنیا
میں اور اس دن جس میں نہیں سُنائی دے گی
مگر بہت آہستہ آواز۔ (ت)

بیشک اس مہرِ سپہرِ اصطفا، ماہِ منیرِ اقتدار، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا، اور یہ امر
احادیث و اقوالِ علمائے کرام سے ثابت اور اکابرِ ائمہ و جہانِ فضلہ مثل عافزارِ زینِ محدث و علامہ ابنِ سبع
صاحبِ شفا، الصدور و امام علامہ قاضی عیاض صاحبِ کتاب الشفا فی تعلیقاتِ حقوق المصلی و
امام عارف باللہ سیدی جلال الملہ والدین محمد علی رومی قدس سرہ و علامہ حسین بن محمد دیار بکری و اصحاب
سیرت شامی و سیرت حلبی و امام علامہ جلال الملہ والدین سیوطی و امام شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی محدث
صاحبِ کتاب الوفاء و علامہ شہاب الحلی والدین خنجاوی صاحبِ نسیم الریاض و امام احمد بن محمد شلیل
قسطلافی صاحبِ مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ و فاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب و شیخ محقق
مولانا عبدالحی محدث دہلوی و جناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی و بحر العلوم مولانا عبدالحی نکھوی
و شیخ الحدیث مولانا شاہ عبد العزیز صاحبِ دہلوی و غیر ہم اجلہ فاضلین و مقتدایان کہ آج کل کے مدعیان
خام کار کو ان کی شاگردی بلکہ کلامِ مجتہد کی بھی یاقوت نہیں، غلغلا عن سلف دانہا اپنی تصانیف میں اس کی
تصریح کرتے آئے اور مفتی عقل و قاضی نقل نے باہم اتفاق کر کے اس کی تائیس و تشیید کی۔

فقد اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان
ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
سلم لم یکن یزلی لہ ظل فی شمس ولا قمر لہ
حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی کہ سرورِ عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا
دُھوپ میں نہ چاندنی میں۔

سیدنا محمد بن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی محدث رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا و

لہ المخصائص الکبریٰ بحوالہ الحکیم الترمذی باب الآیۃ فی انہ علی علیہ السلام لم یکن لہ ظل مرکز المہنت گزشتہ ۶۸

ابن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں :

قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ، ولم یقم مع شمس قط الا غلب ضوء الشمس ، ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوء علی ضوء السراج ینہ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ اُن کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ حضور کے تابش نور نے اس کی چمک کو دبا لیا۔

امام علام حافظ جلال الملہ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب خصائص کبریٰ میں اس معنی کے لئے ایک باب وضع فرمایا اور اس میں حدیث ذکر ان ذکر کر کے نقل کیا،

قال ابن سبع من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ظلمہ کان لا یقع علی الارض وانه کان نوراً فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل قال بعضهم ویشهد لہ حدیث قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نوراً۔

یعنی ابن سبع نے کہا حضور کے خصائص کبریہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نور محض تھے، توجہ دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ بعض علماء نے فرمایا اور اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعائیں عرض کیا کہ مجھے نور کر دے۔

نیز النموذج اللیب فی خصائص الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باب ثانی فصل رابع میں فرماتے ہیں : تبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا حضور کا سایہ نظر نہ آیا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں۔ امام رزین نے فرمایا اس لئے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں۔

لم یقم ظلمہ علی الارض ولا ساری لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع لانه کان نوراً قال سائرین لغلبة انوارہ ینہ

امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں فرماتے ہیں،

وما ذکر من انه كان لا ظل لشخصه في شمس ولا قمر لانه كان نوراً ایلہ
یعنی حضور کے دلائل نبوت و آیات رسالت سے
ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسم انوار کا
سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لئے
کہ حضور نور ہیں۔

علامہ شہاب الدین خجندی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں، دھوپ اور
چاندنی اور چوروشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہذا ان کا سایہ
نہیں پڑتا جیسا کہ انوار حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ پھر حدیث کتاب الوفاء ذکر کر کے اپنی ایک راوی
انشاد کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سایہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور کی کرامت و قضیت
کے زمین پر نہ پھینکا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں۔ پھر
فرماتے ہیں آپ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں
جیسا کہ وہم کیا گیا، اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں۔

وهذا ما فتنه الخجندی (خجندی کی فتنہ یہ ہے)

(و) ومن دلائل نبوته صلى الله تعالى عليه وسلم (ما ذکر) بالبناء للمجهول
والذي ذكره ابن سبع (من انه) بيان
لما الموصولة (لا ظل لشخصه) اع
لجسده الشريف اللطيف اذا كان (في)
شمس ولا قمر (ما ترعى فيه الظلال
لحجب الاجسام ضوء النيرين ونحوها) وعلل
ذلك ابن سبع بقوله (لانه) صلى الله تعالى
عليه وسلم (كان نوراً) والانوار شفاقة
لطيفة لا تحجب غيرها من الانوار فلا ظل لها

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دلائل
نبوت سے ہے وہ جو مذکور ہوا اور وہ جو ابن سبع
نے ذکر فرمایا کہ آپ کے تشخص یعنی جسم الطہر والطف
کا سایہ نہ ہوتا جب آپ دھوپ اور چاندنی میں
تشریف فرما ہوتے یعنی وہ روشنیاں جن میں سائے
دکھائی دیتے ہیں کیونکہ اجسام، شمس و قمر وغیرہ کی
روشنی کے لئے حاجب ہوتے ہیں۔ ابن سبع نے
اس کی علت یہ بیان کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نور ہیں اور انوار شفاقت و لطیف ہوتے ہیں
وہ غیر کے لئے حاجب نہیں ہوتے اور ان کا سایہ

کما هو مشاهد في الانوار الحقيقية وهذا رد ۵
صاحب الوفاء من ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقم
مع شمس الا غلب ضوؤہ ضوئہا
ولا مع سراج الا غلب
ضوؤہ ضوؤہ وقد تقدم
هذا الکلام علیہ وریا عیتہا
فیہ وہی ۵

ما جزل نزل احمد اذ یال
فی الارض کرامة کما قد قالوا
هذا عجب وکرم به من عجب
والناس بظلمہ جمیعاً قالوا
وقالوا هذا من القیلولة وقد
نطق القراءت بانہ النور المبین
وکونه بشر الا ینافیہ کما
توهم فان فہمت فہو نور
علی نور فان النور هو
الظاہر بنفسہ المظہر لبقیہ
وتفصیلہ فی مشکوٰۃ
الانوار ۵ انتہی ۵

نہیں ہوتا جیسا کہ انوار حقیقت میں دیکھا جاتا ہے۔
اس کو صاحب وفاء نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، نہ کھڑے
ہوئے آپ کبھی سورج کے سامنے مگر آپ کا نور
سورج پر غالب آگیا اور نہ قیام فرمایا آپ نے
چراغ کے سامنے مگر آپ کا نور چراغ کی روشنی پر
غالب آگیا۔ یہ اور اس پر کلام پہلے گزر چکا ہے
اور اس سلسلہ میں رباعی جو کہ یہ ہے :

حضرت امام الانبیاء احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے سایہ اقدس نے آپ کی کرامت و
فضیلت کی وجہ سے دامن زمین پر نہیں کھینچ
جیسا کہ لوگوں نے کہی کتنی عجیب بات ہے کہ
عدم سایہ کے باوجود سب لوگ آپ کے سایہ
رحمت میں آرام کرتے ہیں ۵

یہاں قالوا قیلولة سے مشتق ہے (نہ کہ قول
سے)۔ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور
روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی
نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا۔ اگر تو سمجھے تو آپ نور علی
نور ہیں، کیونکہ نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسرے
کو ظاہر کرنے والا ہو۔ اس کی تفصیل مشکوٰۃ الانوار
میں ہے۔ (ت)

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی وقرۃ نجم معنوی شریف میں فرماتے ہیں، ۵

چوں فنا نش از فقر پیرایہ شود او محمد دار بے سایہ شود
(جب اس کی فنا فقر سے آراستہ ہو جاتی ہے تو وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی طرح بغیر سایہ کے ہو جاتا ہے۔ ت)

مولانا بکرا العلوم نے شرح میں فرمایا،

در مصرح ثانی اشارہ بمعجزہ آن سرور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کہ آن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
را سایہ نمی آفتادیتہ
دوسرے مصرعے میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے معجزے کی طرت اشارہ ہے کہ آپ کا سایہ
زمین پر نہیں پڑتا تھا (ت)

امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ میں فرماتے ہیں،
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ اسے حکیم ترمذی نے
ذکر ان سے پھر ابن کثیر کا حضور کے نور سے استدلال اور حدیث اجعلنی نوراً (مجھے نور بنا دے رت)
سے استشہاد ذکر کیا۔ حدیث قال (امام قسطلانی نے فرمایا۔ ت)۔

لم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ظل فی شمس ولا قمر من واکہ القوم صدی
عن ذکوان، وقال ابن سبیم کان صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نوراً فکان اذا مشی
فی الشمس والقمر لا ینظر لہ ظل قال
غیرہ ویشہد لہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی
نوراً یتلہ
دھوپ اور چاندنی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا سایہ نہ ہوتا۔ اس کو ترمذی نے ذکر ان
سے روایت کیا۔ ابن کثیر نے کہا کہ آپ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے، جب آپ دھوپ اور چاندنی
میں چلتے تو سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ اس کے غیر نے کہا
اس کا شاہد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
وہ قول ہے جو آپ دعائیں کہتے کہ اے اللہ!
مجھے نور بنا دے۔ (ت)

اسی طرح سیرت شامی میں ہے،

و زاد عن الامام البکیم قال معناه
لست لایطاً علیہ کافر فیکون
لہ منوی معنوی در صفت آن یزد کہ در بقای حق غائی شدہ است و فرخیم نورانی کتب غازیہ پشاور
۱۷

مذلة له

کیونکہ اس میں آپ کی تربیت ہے۔

اقول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لے جاتے تھے، ایک یہودی حضرت کے گرد عجب حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا تھا اس سے دریافت فرمایا، بولا: بات یہ ہے کہ اور تو کچھ فتور ہم تم پر نہیں پاتے جہاں جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اُسے اپنے پاؤں سے روندنا چلتا ہوں۔ ایسے عجیبوں کی شرارتوں سے حضرت حتیٰ عزوجلؑ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محفوظ فرمایا۔ نیز اسی طرح سیرت حلبیہ میں ہے قدر مافی شفاء الصدور۔

محمد زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ شرع میں فرماتے ہیں، حضور کے لئے سایہ نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور ہیں، جیسا کہ ابنِ سبع نے کہا، اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں، سبب اس کا یہ تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوارِ عالم پر غالب تھا، اور بعض علماء نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر نہ پڑے۔ وھذا کلامہ برصہ (زرقانی کی اصل عبارت)؛

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا نہ دھوپ میں اور نہ ہی چاندنی میں، کیونکہ آپ نور ہیں جیسا کہ ابنِ سبع نے فرمایا۔ رزین نے فرمایا عدم سایہ کا سبب آپ کے انوار کا غلبہ ہے۔ کہا گیا کہ اس کی حکمت آپ کو بچانا ہے اس بات سے کہ کوئی کافر آپ کے سایہ پر اپنا پاؤں رکھے۔ اس کو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے ذکران ابو صالح السمان زیات المدنی سے یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو عمر المدنی سے اور وہ دونوں ثقہ تابعین میں سے ہیں، چنانچہ یہ حدیث مرسل ہوئی، مگر ابن مبارک اور ابن جوزی نے

(ولم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر) لانہ کان نوراً کہا قال ابن سبع وقال سمریث لغلبة انوارہ قیل وحکمة ذالک صیانتہ عن ان یطأ کافر علی ظلمہ (سواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان) ابی صالح السمان الزیات المدنی ابی عمر المدنی صلی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وکل منہما ثقة من التابعین فہو مرسل لکن موی ابن المبارک و

ابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل ولم یقسم مع الشمس قط الا غلب ضوءه الشمس ولم یقسم مع سراج قط الا غلب ضوء السراج (وقال ابن سیرکام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نوراً فکان اذا مشی فی الشمس والقمر لا یتظہر لہ ظل) لان النور لا یتظہر لہ (قال غیرہ و یشہد لہ قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دعائه) لما سئل اللہ تعالیٰ ان یجعل فی جمیع اعضائه وجهانہ نوراً حکم بقوله (واجعلنی نوراً) والنور لا یتظہر لہ وبہ یتم الاستشہاد انتہی لہ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا آپ کبھی بھی سورج کے سامنے جلوہ افروز نہ ہوئے مگر آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آگیا اور نہ ہی کبھی آپ چراغ کے سامنے کھڑے ہوئے مگر آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب آگئی۔ ابن سیرکام نے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے۔ آپ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ غور بخور ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا اس کے غیر نے کہا حضور راقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات اس کے شاہد ہیں جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ آپ کے تمام اعضا اور جہات کو نور بنا دے اور آخر میں یوں کہا اے اللہ! مجھے نور بنا دے۔ اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اسی کے ساتھ استدلال تمام ہوا۔ (ت)

علامہ حسین بن محمد دیاربکری کتاب الخمیس فی احوال النفس نفیس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) النوع الرابع ما انقص صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ من الکرامات میں فرماتے ہیں : لم یقع ظله علی الارض ولا فی لہ ظل فی شمس ولا قمر لہ

حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا۔

بعینہ اسی طرح کتاب نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار میں ہے۔

اہم تفسیری تفسیر مدارک شریف میں زیر قولہ تعالیٰ : لولا اذ سمعتہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسہم خیوا (کیوں نہ ہوا جب تم نے اُسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنیوں پر

لہ شرح الزرقانی المواہب اللدیۃ المقصد الثالث الفصل الاول دار المعرفۃ بیروت ۲۲۰/۴
لہ تاریخ الخمیس القسم الثانی النوع الرابع مؤسسة شبان بیروت ۲۱۹/۱

لہ القرآن الکریم ۱۲/۲۴

نیک گمان کیا ہوتا۔ تہ) فرماتے ہیں،

قال عثمان رضي الله تعالى عنه ان الله ما اوقع ظلك على الارض لئلا يضع الناس قدمه على ذلك الظل

امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ہے شک اللہ تعالیٰ نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔

امام ابن حجر مکی افضل القرنی میں زیر قول ما تن قدس سرہ : ہ

لسم لسادوك في عداك وقد خا
اتبار عليهم العسلوة والسلام فضاكل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت حضور تک ان کے پہنچنے سے مانع ہوئی۔

فرماتے ہیں،

هذا مقتبس من تسميته تعالى لنبيه نوام
في نحو قد جاءكم من الله نور
وكتب مبيناً وكاث صلى الله تعالى
عليه وسلم يكثرا لدا عابا ت الله
تعالى يجعل كلا من حواسه واعضائه
وبدنه نوام ااظهارا الوقوع ذلك
وتفضل الله تعالى عليه به ليعزاد
شكوه وشكر امته على ذلك كما
امرنا بالدعاء الذع في آخر سورة
البقرة من وقومعه وتفضل
الله تعالى به لذلك و
مما يؤيد انه صلى الله تعالى

یعنی یہ معنی اس سے لئے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نور رکھا مثلاً اس آیت میں کہ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آشرفیت لائے اور روشن کتاب اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت یہ دُعا فرماتے کہ الہی! میرے تمام حواس و اعضاء سارے بدن کو نور کر دے۔ اور اس دُعا سے یہ مقصود تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دُعا اس امر کے ظاہر فرمانے کے لئے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ عزوجل نے حضور پر کر دیا تاکہ آپ اور آپ کی امت اس پر اللہ تعالیٰ کا زیادہ شکر ادا کریں۔

جیسے ہیں حکم ہوا ہے کہ سورۃ بقرہ شریف کے آخر کی
دعا عرض کریں وہ بھی اسی اظہار وقوع و حصولِ فضل
الہی کے لئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے نورِ محض ہو جانے کی تائید اس سے ہے کہ دھوپ
یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا اس لئے کہ سایہ
تو کثیف کا ہوتا ہے اور حضور کو اللہ تعالیٰ نے تمام
جسمانی کمالات سے خالص کر کے بڑا نور کر دیا لہذا حضور
کے لئے سایہ اصلاً نہ تھا۔

علیہ وسلم صابر نوراً انہ کان اذا مشى
فی الشمس والقمر لا یتظہر لہ ظل لانیہ
لا یتظہر الا لکثیف وهو صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم قد خلاصہ اللہ من سائر
الکثافات الجسمانیۃ وصیرہ نوراً صرفاً
لا یتظہر لہ ظل اصلاً

علامہ سلیمان جمل فتوحات احمدیہ شرح حمزہ میں فرماتے ہیں،

لم یکن لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ظل یتظہر فی شمس ولا قمر لانیہ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں
ظاہر ہوتا نہ چاندنی میں۔

فاضل محمد بن فہیمہ کی "اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ و اہل بیتہ الطاہرین" میں ذکرِ خصائص
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے،
وانہ لا فی ظل لانیہ
حضور کا ایک خاصہ یہ ہے کہ حضور کے لئے سایہ
نہ تھا۔

www.alahazratnetwork.org

مجمع البحار میں بروز شمس یعنی زہرہ شرح شفاء شریف میں ہے،
من اسمائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
النور قیل من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انہ اذا مشی فی الشمس والقمر لا یتظہر
لہ ظل لانیہ
حضور کا ایک نام مبارک "نور" ہے، حضور کے
خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی
میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا۔

۱۔ افضل القرنی لقرار ام القرنی (شرح ام القرنی) شرح شعر ۲ مجمع الشعانی ابوالکلی ۱/ ۱۲۸
۳۔ الفتوحات الاحمدیہ علی قسطنطنیہ سلیمان جمل المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر ص ۵
۴۔ اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ و اہل بیتہ الطاہرین علی ہاشم الایضار دار الفکر بیروت ص ۷۹
۵۔ مجمع بحار الانوار باب نون تحت لفظ "النور" مکتبۃ دار الایمان مدینۃ المنورۃ ص ۲۰/۴

شیخ محقق ترمذی مولانا عبدالحی محمد شہ دہلوی قدس سرہ المعزیز مدارج النبوة میں فرماتے ہیں :

و نبود مرا آنحضرت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب و نہ در مستحضر و ادا الحکیم السومذی عن ذکوانف نف نوادر الاصول و محجب است این بزرگان کہ ذکر نکردند چہ راغ را و نور یکجا از آسمان آنحضرت است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نور را سایہ نمی باشد انتہی۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور پانڈ کی روشنی میں نہ تھا۔ بروایت حکیم ترمذی از ذکوان اور تعجب یہ ہے ان بزرگوں نے اس ضمن میں چہ راغ کا ذکر نہیں کیا اور نور حضور کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ (ت)

جناب شیخ مجدد جلد سوم مکتوبات، مکتوبات صدم میں فرماتے ہیں :

اور ا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است و چون لطیف ترے از وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد ؟

اں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے اور چونکہ جہان مجید میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہذا آپ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے ! (ت)

نیز اسی کے آخر مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں :

واجب را تعالیٰ چہرا ظل بود کہ ظل مہم تولید چشمل است و نمی از مشابہ عدم کمال لطافت اصل، ہر گاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدا کے محمد را چگونہ ظل باشد۔

اللہ تعالیٰ کا سایہ کیونکر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ میں کمال لطافت نہیں ہے۔ دیکھئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ممکن ہے۔ (ت)

۲۱/۱	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھ	۱۵۰	مدارج النبوة	باب اول بیان سایہ
۱۸۶/۳	نو کشور نکلنو	۱۵۱	مکتوبات امام ربانی	مکتوب صدم
۲۳۶/۳	نو کشور نکلنو	۱۲۲	~ ~ ~	~ ~ ~

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عریزی سورۃ الفتح میں لکھتے ہیں :

سایہ ایشانی بر زمین نمی افتد و لے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔ (ت)

فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ استدلال امام ابن سبع کا حضور کے سر اپا نور ہونے سے جس پر بعض علماء

نے حدیث واجعلنی نوراً (مجھے نور بنا دے۔ تہ) سے استشہاد اور علمائے لائقین نے اسے اپنے کلمات میں بنظر احتجاج یاد کیا۔

چارے مدعا پر دلالت واضح یہ ہے، دلیل شکل اول بدیہی الانتاج و مقدموں سے مرکب، صفری یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں، اور کبریٰ یہ کہ نور کے لئے سایہ نہیں، جو ان دونوں مقدمات کو تسلیم کرے گا نتیجہ یعنی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا، آپ ہی پاسے گا، مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائش گفتگو ہو، کبریٰ تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدہ بصر و شہادت بصیرت سے ثابت، سایہ اس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماوراء سے عاجب، نور کا سایہ پڑے تو نور کون کرے۔ اس لئے دیکھو آفتاب کے لئے سایہ نہیں، اور صفری یعنی حضور والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے، حاجت بیان حجت نہیں مگر تکلیف معاندین کے لئے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ فرمایا ہے :

لَا يَدْعَا التَّسْبِيحُ اَنَا اَوْ سُلْطٰنُكَ شَاهِدًا اَدِ اَسَ نَبِيٍّ اِهْمُ لَمْ يَنْتَهِ بَحْبِجَا كَوَاهُ اَوْ خَوْفِ بَسْرِي
مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا اَلْحِ اَللّٰهُ بَاذَنَّهُ دِينُهُ وَالْاَوَّلُ دُرْسَانُهُ وَالْاَوَّلُ خَدَاكِي طَرَفِ
وَسِرَاجًا مَنِيْرًا ۝ بِلَانُهُ وَالْاَوَّلُ دُرْسَانُهُ ۝

یہاں سراج سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں، اور خود قرآن عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا :

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ اَوْرَاقًا ۝ اور بنایا پروردگار نے چپاند کو نور آسمانوں میں سراجا ۝ اور بنایا سورج کو چراغ۔ (ت)

اور فرماتا ہے :

۱۔ فتح العزیز (تفسیر عریزی) پ ۴۸ سورۃ الفتح
۲۔ المستدرک انکبیم ۳۳/۴۵
۳۔ ۶۱/۱۶

مسلم بک ڈپو، لالی کنواں، دہلی ص ۳۱۲

قد جاء كرم الله نور و کتاب صبیح
تحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک
نور اور کتاب روشن۔

علماء فرماتے ہیں: یہاں نور سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

اسی طرح آیہ تحریر و النجم اذا هوى (اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج
سے اترے۔ ت) میں امام جعفر صادق اور آیہ تحریر و ما ادركك ما الطارق النجم الثاقب
(اور کچھ تم نے بنانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے، چمکتا تارک) میں بعض مفسرین نجم اور
نجم الثاقب سے ذات پاک سیدہ لولاک مراد لیتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بخاری و مسلم وغیرہا کی احادیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سرور عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک دعا منقول جس کا خلاصہ یہ ہے:

اللهم اجعل في قلبي نورا وفي بصري نورا و
في سمعي نورا و في عصبى نورا و في لحمى نورا و
في دمي نورا و في شعري نورا و في بشري نورا و
نورا و عنت يعني نورا و عن شملتي نورا و
و اصابعي نورا و خلقي نورا و فوق نورا و
و تحتي نورا و اجعلني نوراً۔

جب وہ یہ دعا فرماتے اور ان کے سینے والے نے انھیں ضیاء تابندہ دھردھر بخشنہ

و نور الہی کہا پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہ رہا، حدیث ابن عباس
میں ہے کہ ان کا نور چراغ و نور شہید پر غالب کہ کتاب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد کہ

۱۵/۵ الشہد ان اکرم

۱/۵۲ " "

۳۹۲/۸۶ " "

۳۰/۱ الشفاء بتقرین حقوق المصطفیٰ الفصل الرابع دارالکتب العلمیہ بیروت

۹۳۵/۲ صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء قیدی کتب خانہ کراچی

۲۶۱/۱ صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرين باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم " "

۱۷۸/۲ جامع الترمذی ابواب الدعوات باب من امین کمپنی دہلی

۲۳۴/۴	المواهب اللدنیة عن ربيع بنت معوذ المقصد الثالث الفصل الاول المكتبة الاسلامی بیروت
۲۸۰/۸	مجمع الزوائد بحواله الطبرانی کتاب علامات النبوة باب صفته صلى الله عليه وسلم دار الكتاب بیروت
۱۳۰/۱	المواهب اللدنیة المقصد الاول احادیث اخرى فی المولد المكتبة الاسلامی بیروت
۴۷/۱	الخصائص الکبری باب ما ظهر فی ليلة مولده صلى الله عليه وسلم من المعجزات مركز البحوث گجرات ہند
۴۹/۱	" " " " " " " "
۶۳ د ۶۳/۱	" " " " " " " "
	بحوالہ ابن عساکر باب الآتية فی وجه الشریف صلى الله عليه وسلم

علامہ فاسی مطالع المسرات میں ابن سبع سے نقل کرتے ہیں ،

كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يضيئ البيت المظلم من نور الله

نبي صلى الله تعالى عليه وسلم کے نور سے خانہ تاریک روشن ہو جاتا۔

اب نہیں معلوم کہ حضور کے لئے سایہ ثابت نہ ہونے میں کلام کرنے والا آپ کے نور ہونے کا انکار کرے گا یا انوار کے لئے بھی سایہ مانے گا یا مختصر طور پر یوں کہے کہ یہ تو بالیقین معلوم کہ سایہ جسم کثیف کا پڑتا ہے نہ جسم لطیف کا، اب مخالفت سے پوچھنا چاہئے تیرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم اقدس لطیف نہ تھا عیاذ باللہ، کیفیت تھا اور جو اس سے تماشائی کرے تو پھر عدم سایہ کا کیوں انکار کرتا ہے ؟

بالجملہ جبکہ حدیثیں اور اتنے اکابر ائمہ کی تصریحیں موجود کہ اگر مخالفت اپنے کسی دعوے میں ان میں سے ایک کا قول پائے، کس غرضی سے معرض استدلال میں لائے، جاہلانہ انکار، مکابہہ و کج بحثی ہے، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات، آخر کار مخالفت جو سایہ ثابت کرتا ہے اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دیا جیسے ہم حدیثیں پیش کرتے ہیں اس کے پاس ہوں وہ بھی دکھائے۔ ہم ارشادات علیہ السلام میں لائے ہیں وہ بھی ایسے ہی ائمہ کے اقوال سنائے، یا نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی سند، گھر بیٹھے اسے الہام ہوا کہ حضور کا سایہ تھا۔

مجرد ما و شما پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے چاہے

چون نسبت خاک را به عالم پاک

(منشی کو عالم پاک سے کیا نسبت - ت)

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار جگہ اعلیٰ - وہ خود فرماتے ہیں :

لست مکنکم میں تم جیسا نہیں ۔ ویردی لست کہیں تکم میں تمہاری ہیست پریش

۱۲ مطالع المسترات شرح دلائل الخیرات
مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۳۹۳

المصنف لعبد الرزاق كتاب العياد باب الوصال حديث ٥٥٢ المكتبة السلطانية بيروت
مصحف النجاشي

۲۹۳/۱ قديمی کتب خانہ کراچی باب الوصال کتاب الصوم ریح البحاری

مجمع مسلم كتاب الصيام باب النهي عن الوصال " " " ٢٥١/٢ ٢٥٢

صحیح بخاری کتاب الصوم باب الوضائی

ویردی، ایکہ مشلی تم میں کون ہے مجھ جیسا۔

آخر علامہ خواجه کا ارشاد نہ سنا کہ :

مختور کا بشر ہونا نورِ رخشندہ ہونے کے معنی نہیں کہ اگر تو سمجھے تو وہ نورِ غنی نور ہیں۔

پھر صرف اس قیاسِ فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے اُن کے بھی ہوگا، ثبوتِ سایہ ماننا یا اس کی نفی میں کلام کرنا عقل و ادب سے کس قدر دور پڑتا ہے۔

الا ان محمد ابشر لا کالبشر بل هو یاقوت بین الحجب

(خبردار! محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں مگر کسی بشر کی مثل نہیں، بلکہ وہ ایسے ہیں

جیسے پتھروں کے درمیان یاقوت۔ ت)

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم)

فقیر کو حیرت ہے ان بزرگواروں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزاتِ ثابتہ و خصائصِ صحیحہ کے انکار میں اپنا کیا فائدہ دینی و دنیاوی تصور کیا ہے، ایمان بے محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتا۔ وہ خود فرماتے ہیں :

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والیہ ووالدہ ووالدہ الناس اجمعین

اس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے

زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اور آفتابِ نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہر حق اپنے محبوب کے نشرِ فضائل و تشریحِ مرائج میں مشغول

رہتا ہے، سچی فضیلتوں کا مثانا اور شام و سحر نفی محاسن کی فکر میں ہونا کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔

جانِ برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ تیرا محبوب تیرے مٹانے کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا

۱/ ۳۵۱ صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال قدیمی کتب خانہ کراچی

۲/ ۲۲۳ صحیح البخاری کتاب الصوم باب الوصال " " " "

۳/ ۲۸۲ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض فصل من ذالک ظہر من الآیات مرکز المہنت برکات خٹا بھٹہ ۳/ ۲۸۲

۴/ ۱۵۰ افضل الصلوٰۃ علی سیدہ السادات فضائل و درود مکتبہ نبویہ، لاہور

۵/ ۶ صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی

۶/ ۲۹ صحیح مسلم " باب وجوب محبة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم " " "

جان ایمان و کان احسان، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا اور اس نے تمام عالم کا بار تین نازک پر اٹھایا۔ تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا رنگ کر دیا۔ تم رات دن اہو و لعب اور ان کی نافرمانیوں میں مشغول اور وہ شب و روز تمہاری بخشش کے لئے گریاں و طول۔

جب وہ جان رحمت و کان رافت پیدا ہوا بارگاہ الہی میں سجدہ کیا اور سب بھائی امتی (یا اُمّتی) میری اُمت کو بخش دے۔ (ت) جب قبر شریف میں اتار الہی جان بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ اُمّتی (میری اُمت) فرماتے تھے، قیامت میں بھی انھیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام اُتیار علیہم السلام سے نفسی نفسی اذہبوا الیٰ غیری (آج مجھے اپنی فکر ہے کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ (ت) سنو گے اور اس غوار اُمت کے لبّ یاس ب اُمّتی (اے رب! میری اُمت کو بخش دے۔ (ت) کا شور ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں، جب انتقال کروں گا صور پھونکنے تک قبر میں اُمّتی اُمّتی پکاروں گا۔ کان بچنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آواز جاگداز اس معصوم عامی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے۔ گلاسے ہم سے کسی غافل و مدہوش کے گوش تک پہنچتی ہے، رُوح اسے اور اک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درود پڑھنا مستحب ہوا کہ جو صاحب برآں ساری یاد میں ہے، کچھ دیر ہم بھراں نصیب بھی اس کی یادیں صرف کریں۔

وائے بے انصافی، ایسے غوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور اس کی مدح و ستائش و نشر فضائل سے آنکھوں کو روشنی، دل کو غنہ نگ دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور بے سبب ان کی روشن خوریوں میں انکار نکالے۔

اے عزیز! چشمِ خرد بین میں سُرّمہ انصاف لگا اور گوشِ قبول سے پنبہ اعتساف نکال، پھر یہ تمام اہل اسلام بلکہ ہر مذہب و ملت کے عقلا سے پوچھنا، پھر اگر ایک منصف ذی عقل بھی تجھ سے کہے کہ نشرِ محاسن و تکثیرِ مدائح نہ دوستی کا مقصد نہ ردّ فضائل و نفی کمالات غلامی کے خلاف، تو تجھے اختیار ہے ورنہ

خدا و رسول سے شرم اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
غریباں تیرے مٹانے نہ میں گی۔

جہاں پر اور! اپنے ایمان پر رحم کر، سمجھ، دیکھ کہ خدا سے کسی کا کیا بس چلے گا اور جس کی شان
بڑھانے اُسے کوئی گھٹا سکتا ہے، آئندہ تجھے اختیار ہے، ہدایت کا فضل الہی پر مدار ہے۔

ہم پر بلاغِ مبین تھا، اس سے بعد اللہ فراغت پائی، اور جواب بھی تیرے دل میں کوئی شک و شبہ
یا ہمارے کسی دعوے پر دلیل یا کسی اجمال کی تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مسیحی "بقصر التمام فی نفی
الظلم عن سید الانام" علیہ وعلىٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام، جسے فقیر نے بعد ورو اس سوال
کے تالیف کیا، مطالعہ کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ بیانِ شافی پاسے گا اور مرشدِ کافی، ہم نے اس
رسالہ میں اس مسئلہ کی غایت تحقیق ذکر کی ہے اور نہایت نفیس دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ حضور
سرِ اُپا نور تابندہ درخشندہ ذی شعاع و انشاءت بلکہ معدنِ انوار و افضل مزیّنات بلکہ درحقیقت بعد
جنابِ الہی نام "نور" انھیں کو زیبا، اور ان کے ماوراء کو اگر نور کہہ سکتے ہیں تو انہی کی جناب سے ایک
علاقہ و انتساب کے سبب اور یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ثبوتِ معجزات صرف اسی پر موقوف نہیں کہ حدیث یا
قرآن میں بالتحریک ان کا ذکر ہو بلکہ ان کے لئے نین طریقے ہیں، اور یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ پیشوایانِ
دین کا دایب ان معاملات میں ہمیشہ قبول و تسلیم رہا ہے۔ اگر کہیں قرآن و حدیث سے ثبوت نہ ملا تو اپنی
نظر کا قصور سمجھائے کہ باوجود ایسے ثبوت کافی کے کہ حدیثیں اور ائمہ کی تصریحیں اور کافی دلیلیں، سب کچھ
موجود، پھر بھی اپنی ہی کے جاؤ، انکار کے سوا کچھ زبان پر نہ لاؤ اور اس کے سوا اور فوائدِ شریفہ و
ابکاشِ لطیفہ ہیں، جو دیکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ لطفِ جانفزا پاسے گا، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ و اصہارہ و انصارہ
و اتباعہ اجمعین الی یوم الدین آمین و الحمد للہ رب العالمین۔

رسالہ

نفی الفیض عن استنساہ بنو مرہ کل شیء

ختم ہوا

رسالہ

قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام

۱۲

۹۶

(سُرر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سایہ کی نفی میں کامل چاند)

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کا سایہ تھا یا نہیں؟ بَيِّنُوا تَوَجُّرُوا (بیان کرو اور پاؤ گے۔ ت)
الحجاب

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی سچائی اور درستگی کی توفیق ہے۔ نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر عزت والے بہت عطا فرمانے والے اللہ کی توفیق سے۔ اے اللہ! درود سلام اور برکت نازل فرما، روشن چمکدار حیرانغ اور خوشنما تہناک چاند پر اود آپ کی آل پر اور تمام صحابہ پر۔

ومن اللہ توفیق الصدق والصاب ولا حول
قوة الا باللہ العزیز الوهاب، اللھم
صل وسلم وبارک علی السراج
المنیر الشارق والقمر الزاهر
البارق وعلی الہ واصحابہ
اجمعین۔

بیشک اس مہرِ سپہرِ اصطفا، ماہِ منیرِ اعتبارِ صلۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا اور یہ امر احادیث و اقوالِ ائمہ کرام سے ثابت، اکابرِ ائمہ و علماء فضلہ کہ آجکل کے مدعیانِ خام کار کو ان کی سٹاگر دی بلکان کے کلام کے سمجھنے کی یقینت نہیں، خلفاء، سلفاء، دایمہ اپنی تصانیف میں اس معنی کی تصریح فرماتے آئے اور اس پر دلائلِ باہرہ و حججِ قاطبہ قائم، جن پر مفتیِ عقل و قاضیِ فصل نے باہم اتفاق کر کے ان کی تائیس و تشیید کی۔ آج تک کسی عالمِ دین سے اس کا انکار منقول نہ ہوا یہاں تک کہ وہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے دین میں ابتداء اور نیابتِ مذہبِ انحراف اور ہوائے نفس کا اتباع کیا اور پر سبب اس شورِ زنجش کے جو ان کے دلوں میں اُس ہر وقت ورجیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے تھی، ان کے محضائل و ردِ معجزات کی فکر میں پڑے حتیٰ کہ معجزہ شقی القمہ جو بخاری و مسلم کی احادیث صحیحہ بلکہ خود قرآنِ عظیم و وحیِ حکیم کی شہادتِ حقہ اور اہل سنت و جماعت کے اجماع سے ثابت، ان صاحبوں میں سے بعض جری بہادر و دلہا نے اسے بھی غلط ٹھہرایا اور اسلام کی پیشانی پر کلف کا دھبہ لگایا۔ فقیر کو حیرت ہے کہ ان بزرگواروں نے اس میں اپنا کیا فائدہ دینی یا دنیاوی سمجھا ہے۔

اے عزیزِ ایمان! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے مربوط ہے اور آتشِ جاں سوزِ جہنم سے نجات اُن کی اُلقت پر منوط (مختصر ہے) جو ان سے محبت نہیں رکھتا واللہ کہ ایمان کی بُرائی کے مشام (تاک) تک نہ آئی، وہ خود فرماتے ہیں،

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ
وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

تم میں سے کسی کو ایمان حاصل نہیں ہوتا جب تک میں اس کے ماں باپ اور اولاد، سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اور آفتابِ نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہر تن اپنے محبوب کے نشرِ فضائل و تکثیرِ مدائح میں مشغول رہتا ہے اور جویات اس کی خوبی اور تعریف کی سُنا ہے کیسی خوشی اور طیبِ خاطر سے اظہار کرتا ہے سچی فضیلتوں کا مثانا اور شام و سحر نغمی اوصاف کی فکر میں رہتا کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔

جانِ برادر! تو نے کبھی سُنا ہے کہ جس کو تجھ سے اُلقت صادق ہے وہ تیری اچھی بات سن کر چسپ بر جیس ہو اور اس کی نحو کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا جانِ ایمان و کانِ احسان، جس کے ہمال

لے صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷
صحیح مسلم باب وجوب محبة الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱/۷۹

جہاں آوارہ کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خاتمہ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا، کیسا محبوب، جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لئے رحمت بھیجا۔ کیسا محبوب، جس نے اپنے تن پر ایک عالم کا بار اٹھالیا۔ کیسا محبوب، جس نے تمھارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا، تم رات دن اس کی نافرمانیوں میں منہمک اور لہو و لہب میں مشغول ہو اور وہ تمھاری بخشش کے لئے شب و روز گریباں و طوئی۔

شب، کہ اللہ جل جلالہ نے آسائش کے لئے بنائی، اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے بجے موقوف ہے، صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے، ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خواب ناز ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کی کھلی میں دراز، ایسے شہانہ وقت، ٹھنڈے نمائے میں، وہ معصوم، بے گناہ، پاک دامان، عصمت پناہ اپنی راحت و آسائش کو چھوڑ، خواب و آرام سے مزہ موڑ، جہیں نیاز آستانہ عزت پر رکھے ہے کہ الہی ابری امت سیاہ کار ہے، درگزر فرما، اور انکے تمام جھوٹ کو آتش دوزخ سے بچا۔

جب وہ جان راحت کا ن رافت پیدا ہوا بارگاہ الہی میں سجدہ کیا اور سببِ عیب لی امتی فرمایا، جب قبر شریف میں اتار الیہ جاں بس کو حبسِ حق، بخش صفا پرے کان لگا کر سنا آہستہ آہستہ امتی امتی فرماتے تھے۔ قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے، تانبے کی زمین، تنگے پاؤں، لہائیں پیاس سے باہر آفتاب سروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دغدغہ، نیک قہار کا سامنا، عالم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا، مجرمان بے یار و دام آفت کے گرفتار، ہر جانیں گے سوا نفسی نفسی اذہبوا الیٰ غیرتی کچھ جواب نہ پائیں گے اُس وقت یہی محبوب غمگسار کام آئے گا، قفل شفاعت اس کے زور بازو سے کھل جائے گا، غلامِ سرِ اقدس سے اتاریں گے اور سرِ سجود ہو کر یارب امتی فرمائیے۔ وائے بے انصافی، ایسے غم خوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور مدح و ستائش و نشر فضائل سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور ان روشن خوبیوں میں انکار کی مشاخیں نکالے۔

۱۷

۱۸

۱۱ / کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی

مانا کہ میں احسانِ شناسی سے حصہ نہ ملا، نہ قلبِ عشق آشنا ہے کہ حسن پسند یا احسان دوست
مگر یہ تو ہاں چلی سکے جس کا احسان اگر نہ مانتے اس کی مخالفت کیجئے تو کوئی مضرت نہ پہنچے اور یہ محبوب تو ایسا
ہے کہ بے اس کی کفایت بوسی کے جہنم سے نجات دیتا رہے دنیا و عجبے میں کہیں نہ کہنا متصور، پھر اگر اس کے حسن و
احسان پر والدہ و شہیدانہ ہونا اپنے نفع و ضرر کے لحاظ سے عقیدت رکھو۔

اے عزیز! چشمِ خرد میں سرِ نہ انصاف، لگا اور گوشِ قبول سے نیتِ انکار نکال، پھر تمام اہل اسلام
بلکہ ہر مذہب و ملت کے عقلاء سے پوچھتا پھر کہ عشاق کا اپنے محبوب کے ساتھ کیا طریقہ ہوتا ہے، اور غلاموں
کو مولیٰ کے ساتھ کیا کرنا چاہئے، آیا نشتر فضائل و تکثیر بدائع اور ان کی غریب حسن سن کر باغ باغ جو جہاننا،
جائے میں پھولانہ سماتا یا رتہ محاسن، نفی کمالات اور ان کے اوصاف حمیدہ سے یہ انکار تو ممکنہ سب پیش آنا
اگر ایک عاقل منصف بھی تجھ سے کہہ دے کہ نہ وہ دوستی کا مقتضی نہ یہ غلامی کے خلاف ہے تو تجھے اختیار
ہے ورنہ خدا و رسول سے شرما اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی غریبان تیرے مٹانے سے نہ ہٹیں گی۔

جانِ برادر! اپنے ایمان پر محکم، خدائے قادر و قادر علیٰ جلال سے لڑائی نہ باندھ، وہ تیرے اور تمام
جہان کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا تھا و دفعتاً ذکر کرتے یعنی ارشاد ہوتا ہے اے محبوب
ہمارے! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چرچا ہوگا اور ایمان
بے تمہاری یاد کے ہرگز پورا نہ ہوگا، آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی سے گونجیں
موزن اذانوں اور خطیب خطبوں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے مناز، پر ہمارے ذکر کے ساتھ
تمہاری یاد کریں گے۔ اشجار و ارجار، آب و شمس و دیگر جاندار و اطفالِ بشر و خوار و معبودان کفار جس طرح
ہماری توحید بتائیں گے ویسا ہی ہر زبان فصیح و بیان صحیح تمہارا منشور رسالت پڑھ کر سنائیں گے، چار اکنافِ عالم
میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا غلغلہ ہوگا، جزا اشتیاقِ ازل ہر ذرہ کلمہ شہادت پڑھتا ہوگا، مستحان
ملاہ اعلیٰ کو ادھر اپنی تسبیح و تقدیس میں مصروف کروں گا، ادھر تمہارے ثمود و رد و مسعود کا حکم دوں گا۔ عرش و
کرسی، ہفت اوراقِ سدرہ، تصورِ جہاں، جہاں پر اللہ لکھوں گا۔ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ بھی تحریر فرمادیں گا
اپنے پیغمبروں اور اولوالعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی
آنکھوں کو روشنی اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب کو تسکین اور بزم کو تازہ بن دیں۔ جو کتاب نازل کروں گا اس میں

تمہاری مدح و ستائش اور جمال صورت و کمال سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سینے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں اور نادیدہ تمہارے عشق کی شمع اُن کے کانوں، سینوں میں بھڑک اٹھے گی۔ ایک عالم اگر تمہارا دشمن ہو کہ تمہاری تنقید شان اور محو فضائل میں مشغول ہو تو میں قادرِ مطلق ہوں، میرے ساتھ کسی کا کیا بس چلے گا۔ آخر اسی وعدے کا اثر تھا کہ یہود صدا بر سر سے اپنی کتابوں سے اُن کا ذکر نکالتے اور چاند پر خاک ڈالتے ہیں تو اہل ایمان اس بلند آواز سے اُن کی نعت سناتے ہیں کہ سامع اگر انصاف کو بے ساختہ پکار اٹھے۔ لاکھوں بے دینوں نے اُن کے محو فضائل پر کمر باندھی، مگر مٹانے والے خود مٹ گئے اور اُن کی خوبی روز بروز مترقی رہی، پھر اپنے مقصود سے تو یاس و ناامیدی کر لینا مناسب ہے ورنہ ربِّ کعبہ اُن کا کچھ نقصان نہیں، بالآخر ایک دن تو نہیں، تیرا ایمان نہیں۔

اے عزیزِ اسلاف صالح کی روش اختیار کر اور اُن کے قدم پر قدم رکھ، ائمہ دین کا وطیرہ ایسے معاملات میں دامنِ تسلیم و قبول رہا ہے، جب کسی ثقہ معتمد علیہ نے کوئی معجزہ یا خاصہ ذکر کر دیا اسے مر جہا کہہ لیا اور حبیبِ جاں میں ہر طیب خاطر جگہ دی، یہاں تک کہ اگر اپنے آپ احادیث میں اس کی اصل نہ پائی، قصور اپنی نظر کا جانا، یہ نہ کہنا کہ غلط ہے باطل ہے، کسی حدیث میں وارد نہیں، نہ ہی یہ کہ جب حدیث سے ثبوت نہ ملے مگر اس کے ذکر سے باز رہتے بلکہ اسی طرح اپنی تصانیف میں اس ثقہ کے اعتماد پر اسے لکھتے آئے، اور کیوں نہ ہو، مقتضی عقلِ سلیم کا یہی ہے کہ،

فائدہ حبِ سلیم: جب ہم اسے ثقہ معتمد علیہ مان چکے اور وقوع ایسے معجزے کا یا اختصاص ایسے خاصہ ذاتِ پاکِ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعید نہیں کہ اس سے عجیب تر معجزات ہر تواتر حضور سے ثابت، اور اُن کا رب اس سے زیادہ پر قادر، اور ان کے لئے اس سے بہتر خصائص بالقطع مہیا اور اُن کی شان اس سے بھی ارفع و اعلیٰ، پھر انکار کی وجہ کیا ہے، تکذیب میں تو اس راوی سے ثقہ معتمد علیہ ہونا ثابت ہو چکا اور وثوق و اعتماد اس کا بتاتا ہے کہ اگر جن عندِ نفسہ کہہ دیتا خدا اور رسول پر مفری ہوتا، ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذاباً اور اس سے بڑھ کر کالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ (ت)

ان وجوہ پر نظر کر کے سمجھ لیجئے کہ بالضرور اس نے حدیث پائی، گو ہماری نظر میں نہ آئی۔ ہر جہدِ فقیر کا یہ دعویٰ اسی شخص کے نزدیک بالکل بدیہی ہے جو خدمتِ حدیث و سیر میں رہا اور اس راہ میں دشمن

کو مشاہدہ کیا مگر ناواقفوں کے افہام اور منکروں پر الزام کے لئے چند شائیں بیان کرتا ہوں،
اولاً جسم اقدس و لباس انفس پر کبھی نہ بیٹھتا۔ علامہ ابن سبع نے خصائص میں ذکر فرمایا علماء نے
 تصریح کی اس کا راوی معلوم نہ ہوا اور باوجود اس کے بلا تکرار اپنی کتابوں میں اسے ذکر فرماتے آئے۔
 شفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں ہے،

وان الذیاب کان لایقع علی جسمہ ۲
 ولا شیاء لہ
 مکھی آپ کے جسم اقدس اور لباس اطہر پر
 نہ بیٹھتی تھی۔

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں،

باب ذکر القاضی عیاض فی الشفاء والعراق
 فی مولدہ انت من خصائصہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان لایبزل
 علیہ الذیاب، و ذکرہ ابن سبع فی الخصائص
 بلفظ انہ لو یقع علی ثیابہ ذیاب قط و زادن
 من خصائصہ ان القبل لو تکن یؤذیہ لہ
 قاضی عیاض نے شفاء میں اور عراقی نے اپنی مولدہ
 میں ذکر کیا کہ حضور کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے
 کہ مکھی آپ پر نہ بیٹھتی تھی۔ ابن سبع میں ان لفظوں
 سے ذکر کیا کہ مکھی آپ کے کپڑوں پر کبھی بھی نہیں بیٹھی
 اور یہ بھی زیادہ کیا کہ ٹخنیں آپ کو نہیں سستاتی
 تھیں۔

شیخ ملا علی قاری شرح شمائل ترمذی میں فرماتے ہیں،

ونقل الفخر الرازی ان الذیاب کان لایقع علی
 ثیابہ وان البعوض لایبتص دمہ لہ
 علامہ خفاجی نے "نسیم الریاض" میں علماء کا وہ قول کہ اس کا راوی نہ معلوم ہوا، نقل کیا، اور
 اس خاصہ کی نسبت لکھا کہ ایک کرامت ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا کی اور اپنے نذاریہ انکار
 سے ایک رباعی نکھی کہ اس میں بھی اس خاصہ کی تصریح ہے اور بعض علمائے عجم نے اسی ہمنام پر کلمہ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب حروف بے نقطہ ہوتے ہیں، ایک لطیفہ لکھا کہ آپ کے جسم پر کبھی نہ بیٹھتی
 تھی، لہذا یہ کلمہ پاک کُلّی لفظوں سے محفوظ رہا کہ وہ شبیہ نکھیوں کے ہیں۔ پھر اسی مضمون پر دوسری

بل الشفاء بتعلیل حق المصطفیٰ فصل ومن ذلک ما ظہر من الآیات عند مولدہ دار الکتب العلمیہ ۲۲۵/۱
 من الخصائص کبریٰ باب ذکر القاضی عیاض فی الشفاء والعراق فی مولدہ مرکز اہلسنت برکات رضا گھر آہند ۲۲۵/۱
 ۷

عبارت ہے :

عبارتہ برمتہ ، ومن دلائل نبوتہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الذیاب
کان لا یقیم علی ثیابہ ہذا ما قالہ
ابن سیم الا انہم قالوا لا یعلم من روی
ہذا والذیاب واحد ذبابۃ قیل انہ
سمی بہ لانہ کما اذت آپ اک کلبا طرد
مرجع و ہذا ما اکرمہ اللہ بہ لانہ طہرہ اللہ
من جیمہ الا قذار و ہو مع استقذارہ قد یجیئ
من مستقذر قیل قد نفل مثلہا عن ولہ
اللہ العارف بہ الشیخ عبدالقادر الکیلا فی
ولا بعد فیہ لان معجزات الانبیاء
قد تكون کرامۃ لا ولیاء امتہ و
ما بایعۃ فی سہ

من اکرم مرسل عظیم حبلا
لسم تدمت ذبابۃ اذما حلا
ہذا العجب و لم ینق ذو نظر
فی الوجودات من حلالہ احلا
و نظر من بعض علماء المعجم
فقال معمد رسول اللہ لیس
فیہ حرف منقوٹ لان الموجود
ان النقط تشبہ الذیاب فصین اسمہ و تعہ کما
قلت فمدحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سہ لقد ذب الذیاب فلیس یعلو
رسول اللہ محمودا محمدا

ان کی مکمل عبارت یہ ہے ، آپ کے دلائل نبوت سے
یہ بھی ہے کہ کبھی آپ کے نہ تو ظاہری جسم پر بیٹھتی تھی
اور نہ لباس پر ، یہ ابن سیم نے کہا ، مخزنین نے کہا
کہ اس کا راوی معلوم نہیں ۔ ذباب کا واحد ذبابۃ
ہے ۔ کہتے ہیں اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس کو
جب بھی بھگایا جاتا ہے واپس آجاتی ہے یہ کرامت
آپ کو اس لئے عطا ہوئی کہ اللہ نے آپ کو
پاک رکھا تھا ۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے اور اس میں کوئی
تعجب کی بات نہیں کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو
چیز نبی کا معجزہ ہوتی ہے وہ بطور کرامت ولی کے
ہاتھ سے سرور ہو جاتی ہے اور میں (خفاجی) نے
ایک رباعی کہی ہے :

آپ بزرگ ترین ، عظیم ، مٹھاس والے رسول ہیں ،
یہ عجیب بات ہے کہ آپ کی مٹھاس کے باوجود
مکھی آپ کے قریب نہ جاتی تھی اور کسی بھی صاحب نظر
نے موجودات میں آپ کی مٹھاس سے زیادہ مٹھاس
نہ چمکی ۔

اور بعض علماء برجم نے کہا کہ محمد رسول اللہ میں
کوئی نقطہ نہیں ہے اس لئے کہ نقطہ مکھی کے
مشابہ ہوتا ہے ، عیب سے بچانے کے لئے اور
آپ کی تعریف کے لئے میں نے آپ کی مدح میں
کہا ہے :

” بلا شہد اللہ نے مکھیوں کو آپ سے دور کر دیا تو

و نقطہ الحرف یحکیمہ بشکل
لذا الذ الخبط عنه قد تجرد
آپ پر کبھی نہیں بیٹھتی ہے، اللہ کے رسول محمد و محمد ہیں
اور عروہ کے نقطہ جو شکل میں کبھی کی طرح ہیں ان سے
بھی اللہ نے اس لئے آپ کو محفوظ رکھا۔

ثانیاً ابن سبع نے حضور کے خالص میں کہا جوں آپ کو ایذا نہ دیتی۔ علامہ سیوطی نے خالص کبریٰ
میں اس طرح ابن سبع سے نقل کیا اور برقرار رکھا کہ اس (جیسا کہ گزر چکا ہے۔ بت) اور اعلیٰ قاری
شرح شامکی میں فرماتے ہیں،

ومن خواصہ ان ثوبہ لہ یقمل یتہ
آپ کے مبارک کمپٹروں میں جو تیس نہیں
ہوتی تھیں۔ (ت)

ثالثاً ابن سبع نے فرمایا جس جانور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوتے عسمر بحر
ویسا ہی رہتا اور حضور کی برکت سے بڑھتا نہ ہوتا۔ علامہ سیوطی خالص میں فرماتے ہیں،

باب، قال ابن سبع من خواصہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ان کل دابة رکبها
بقیت علی القدس الذی کانت علیہ ولم
تہرم بہ رکبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
ابن سبع نے کہا کہ آپ کے خالص میں سے یہ
تھا کہ آپ جس جانور پر سوار ہوتے تو وہ عمر بحر
ویسا ہی رہتا اور آپ کی برکت کے باعث
بڑھتا نہ ہوتا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رابعاً ابو عبد الرحمن بقی بن مخلد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے، جو اکابر اعیان مائتہ ثلاثہ سے ہیں
حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حکایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا روشنی
میں دیکھتے تھے ویسا ہی تاریکی میں۔ اس حدیث کو بیہقی نے موصلاً مسنداً روایت کیا اور علامہ خفاجی
نے اکابر علماء مثل ابن بشکوال و حقیلی و ابن جوزی و سیوطی سے اس کی تصنیف نقل کی، یہاں تک کہ ذہبی نے تو
میزان الاعتدال میں موضوع ہی کہہ دیا۔ ہر ایں ہمہ خود علامہ خفاجی فرماتے ہیں جیسا بقی بن مخلد وغیرہ ثقات
نے اسے ذکر کیا اور حضور والا کی شان سے بعید نہیں تو اس کا انکار کس وجہ سے کیا جائے۔

وهذا تصه حلقطاً وحکی یقرب ابن
مخلد ابو عبد الرحمن مولد فی رمضان
اس کی عبارت بالا اختصار یہ ہے، بقی بن مخلد
ابو عبد الرحمن قرطبی جن کی ولادت رمضان المبارک

سید نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی میاض فصل من ذلک یا ظہر من الآیات الخ مرکز البسنت گجرات بند ۲۸۲/۴

۱۰ الخ خالص کبریٰ قال ابن سبع من خواصہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز البسنت برکات رضا گجرات ہند ۶۴/۲

سنة احدی و مائتین و قوف سنة
ست و سبعین مائتین عن عائشة رضی اللہ
تعالیٰ عنہا انہا قالت کان النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم یرى فی الظلمة کما یرى فی الضوء
وفی رواية کما یرى فی النور
ولاشک انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کان کامل الخلقہ قوعت الحواس فوق سوع
مثل هذا منہ غیر بعید و قد رواہ الثقات
کابن مخلد هذا فلا وجه لانکارہ علیہ

سنة احدی و مائتین و قوف سنة
ست و سبعین مائتین عن عائشة رضی اللہ
تعالیٰ عنہا انہا قالت کان النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم یرى فی الظلمة کما یرى فی الضوء
وفی رواية کما یرى فی النور
ولاشک انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کان کامل الخلقہ قوعت الحواس فوق سوع
مثل هذا منہ غیر بعید و قد رواہ الثقات
کابن مخلد هذا فلا وجه لانکارہ علیہ

تخامساً بسم اللہ الرحمن الرحیم ، اس سب سے زیادہ یہ ہے کہ ہاوجود حدیث کے شدید
الضعیف و غیر متکمک ہونے کے احوار والدین ، وسعت قدرت و عظمت شان رسالت پناہی پر نظر کر کے
گردن تسلیم مجھائی اور سوا سلمات و صدقاً قنا کچھ بن نہ آئی۔
اتم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہوا ، بحر الوداع میں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب عقبہ بن حنظل پر گزرا ہوا حضور اشکبار و درنجیدہ و مغوم ہوئے ، پھر تشریف لے گئے
جب لوٹ کر آئے چہرہ بشاش تھا اور لب تبسم دین ، میں نے سبب پوچھا ، فرمایا ، میں اپنی ماں کی قبر
پر گیا اور خدا سے عرض کیا کہ انھیں زندہ کر دے ، وہ قبول ہوئی ، اور وہ زندہ ہو کر ایمان لائیں اور پھر قبر
میں آرام کیا ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
ہمارے ہمراہ حج کیا ، جب عقبہ بن حنظل پر پہنچے تو
دور سے تھے اور غلگین تھے ، پھر آپ کیس تشریف
لے گئے ، جب واپس آئے تو سرور تھے اور تبسم
فرما رہے تھے ۔ فرماتی ہیں میں نے سبب دریافت

اخرج الخطیب عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ
عنہا قالت حججت بئنا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فمررت علی عقبۃ الجحون
وهو باک حزین مغتم ثم ذهب
وعاد وهو فرح متبسّم فسألتہ
فقال ذهبتم الی قبر اُمّ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت میں، نہ یہ کہ جو معجزہ و خاصہ حضور کا احادیث صحیحہ سے ثابت اور اکابر علماء برابر اپنی تصانیف معتبرہ مستندہ میں، جن کا اعتبار و استناد آفتابِ نیروز سے روشن تر ہے، بلا تکبر و منکر اس کی تصریح کرتے آئے ہوں اور اس کے ساتھ عقل سلیم نے ان پر وہ دلائل ساطعہ قائم کئے ہوں جن پر کوئی حجت نہ رکھ سکے، یا اس ہر اس سے انکار کیجئے اور حجت ثابت کے رد پر اصرار، حالانکہ نہ ان حدیثوں میں کوئی سبق مقبول و جرح معقول سے وارد، نہ ان ائمہ کے مستند یا دلائل معتد ہونے میں کلام کر سکو، پھر اسس مبارکہ کی کجی اور تحکم و زبردستی کا کیا علاج، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو غلات۔

آخر تم جو انکار کرتے ہو تو تمہارے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دینا، اگر بغرض محال جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئیں نا معتبر ہوں اور جن جن علماء نے اس کی تصریح فرمائی انھیں بھی قابلِ اعتماد نہ مانو اور جو دلائل قاطعہ اس پر قائم ہوئے وہ بھی صالح الثقات نہ کہے جائیں، تاہم انکار کا کیا ثبوت اور وجود سایہ کا کس بنا پر، اگر کوئی حدیث اس بار سے میں آئی ہو تو دکھاؤ یا گھر بیٹھے تمہیں الہام ہوا ہو تو بتاؤ، مجرد ماؤمن پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے۔

www.alaahayatnet.org

پرو نسبت حاکم را عالم پاک
(مشق کو عالم پاک سے کیا نسبت۔ ت)

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف و جہن، وہ انسان ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار درجہ الطیف، وہ خود فرماتے ہیں، "لست کمثلکم" میں تم جیسا نہیں "مرواۃ الشیخان" (اسے امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا۔ ت)، "ویروی لست کہیئتک" میں تمہاری ہیئت پر نہیں "ویروی ایکو مشلی" تم میں کون مجھ جیسا ہے؟

صحیح البخاری	کتاب الصوم	باب الوصال	قدیمی کتب خانہ کراچی	۲۶۳/۱
صحیح مسلم	کتاب الصیام	باب النہی عن الوصال	" " "	۳۵۲ و ۳۵۱/۱
صحیح البخاری	کتاب الصوم	باب الوصال	" " "	۲۶۳ و ۲۶۲/۱
صحیح مسلم	کتاب الصیام	باب النہی عن الوصال	" " "	۳۵۲ و ۳۵۱/۱
صحیح البخاری	کتاب الصوم	باب الوصال	" " "	۲۶۳/۱
صحیح مسلم	کتاب الصیام	باب النہی عن الوصال	" " "	۳۵۱/۱

آخر علامہ خفاجی کو فرماتے سنا، آپ کا بشر ہونا اور نور درخشندہ ہونا منافی نہیں کہ اگر سمجھ تو وہ نور علی نور ہیں۔ پھر اس خیالی فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے ان کا بھی ہو گا تو ثبوت سایہ کا قائل ہونا عقل و ایمان سے کس درجہ روپڑتا ہے۔

محمد بشیر لا کالبشر بل هو یاقوت بعین الحجج
(محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے بشر ہیں جن جیسا کوئی بشر نہیں، بلکہ وہ پتھروں کے درمیان یاقوت ہیں۔ ت)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحبہ اجمعین۔

الغائب جواب : ایضا دفع بعض ادیان و امراض میں اس مقام پر باوجودیکہ قلب بجز اللہ غایت اطمینان و تسلیم پر تھا مگر مرتبہ کاوش و تیغ میں بوسوسہ ایک خدشہ ذہن ناقص میں گزرا تھا یہاں تک کہ حق جل و علا نے اپنے کرم عظیم سے فقیر کو اس کا جواب القافر فرمایا جس سے تصور کو نور اور دل منتظر کو سرور حاصل ہوا۔
الحمد لله على ما اولى والصلوة والسلام على سب تلميذ الله کے لئے جو تلمیذوں کے لائق ہے
هذا المولى - اور درود و سلام آقا کے دو جہاں پر۔

فاقول : وباللہ التوفیق (چاچہ میں کہتا ہوں اور میں اللہ ہی کی طرف سے ہوں۔ ت)
مقدمہ اولی : احادیث صحیحہ سے ثابت کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور رسالت میں نہایت ادب و وقار رکھتے تھے، انھیں بھی کئے بیٹھے، عرب بجلال سلفانی ان کے قلوب صافیہ پر ایسا مستولی ہوتا کہ اوپر نگاہ اٹھانا ممکن نہ تھا۔

عن مسور بن مخرمة و مروان ابن الحكم في حديث طويل في قصة الحديبية ثم ان عروة جعل يروى اصحاب النسبى صلي الله تعالى عليه وسلم بعينيه قال فوالله ما تخم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نخامة الادقحت في كف رجل منهم فذلك بها وجهه و جلده واذا امرهم
مسور بن مخرمة اور مروان بن الحكم حدیث طویل کے طویل حصے میں ذکر کرتے ہیں کہ عروہ اصحاب نبی کو گھوڑا رہا تھا، اس نے کہا کہ بجز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب بھی ناک شکنی تو کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں پڑی اور اس نے اپنے چہرے پر نلی اور اپنے جسم پر لگائی، جب آپ نے حکم دیا تو انہوں نے ہاتھ سے جلدی کی، جب آپ وضو

ابتداء امرہ و اذا توضأ کا دوای یقتلون علی وضوئہ و اذا تکلم خفضوا اصواتہم عندا و ما یحدون النظر الیہ تعظیما لہ فرجع عمروۃ الی اصحاب فقال ای قوم و اللہ لقد دفدت علیہ الملوک فیصر و کسری و النجاشی واللہ ان ماں آیت ملکاً قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم

فرماتے تُوہ وضو کا پانی لیجئے پر لڑنے کے قریب ہو جاتے، اور جب گفتگو فرماتے تو صحابہ اپنی آوازیں پست کر لیتے اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ نہ کر پاتے تھے تُوہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آیا اور کہا میں قیصر و کسری و نجاشی کے درباروں میں آیا مگر ایسا کوئی بادشاہ نہ دیکھا جس کی تعظیم اس کے ساتھی ایسے کرتے ہوں جیسی محمد کی ان کے صحابی کرتے ہیں۔

اسی درجے علیہ شریفین میں اکثر اکابر صحابہ سے حدیثیں وارد ہیں کہ وہ نگاہ بھر کر نہ دیکھ سکتے بلکہ نظر اوپر نہ اٹھاتے کما سیاقی (جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ت) بلکہ اس معنی میں کسی حدیث کے ذرہ کی بھی حاجت کیا جتی، عقل سلیم خود گواہی دیتی ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ نوابوں اور والیوں کے حاضرین و دربار اُن کے ساتھ کس ادب سے پیش آتے ہیں، اگر کھڑے ہیں تو نگاہ قدحوں سے تجاوز نہیں کرتی، بیٹھے ہیں تو زانو سے آگے قدم نہیں رکھتے، خود اس حاکم سے نگاہ چار نہیں کرتے، پس و پس یا دایں بائیں دیکھ کر بڑی بات ہے حالانکہ اس ادب کو صحابہ کرام کے ادب سے کیا نسبت، ایمان ان کے دلوں میں پہاڑ سے زیادہ گراں تھا اور دربار اقدس کی حاضری ان کے نزدیک ملک السموات والارض کا سامنا اور کمروں نہ جوتا کہ خود قرآن عزیز نے انھیں صرہا جگہ کان کھول کھول کر سنا دیا کہ ہمارا اور ہمارے محبوب کا معاملہ واحد ہے اس کا مطیع ہمارا فرمانبردار اور اس کا عاصی ہمارا گنہگار، ان سے اُلفت ہمارے ساتھ محبت اور ان سے دُشمنی ہم سے عداوت، ان کی تکریم ہماری تعظیم اور اُن کے ساتھ گستاخی ہماری بے ادبی، لہذا جب ملازمت والا حاصل ہوئی قلب اُن کے خوفِ خدا سے متکی اور گردنیں خم اور آنکھیں نیچی اور آوازیں پست اور اعضاء ساکن ہو جاتے۔ ایسی حالت میں نظرائن و اُن کی طرف کب ہو سکتی ہے جو سایہ کے عدم یا وجہ کی طرف خیال جائے اور بالضرور ایسے سراپا ادب، ہمتِ تعظیم لوگوں کی نگاہ اپنے عرشِ پائے گاہ کی طرف بے غرض ہم نہ ہوگی، اس حالت میں نفس کو اس مقصود کی طرف توجہ ہوگی، مثلاً نظارہ جسمانی

باکمال یا حضور کا مطالعہ افعال و اعمال، تاکہ خود ان کا اتباع کریں اور غائبین تک روایت پہنچائیں کہ وہ حاملانِ شریعت تھے اور راویانِ ملت اور حاضری و بار اقدس سے ان کی غرض عظم ہی تھی، جب نگاہ اس رعب و ہیبت اور اس ضرورت و حاجت کے ساتھ اٹھے تو عقل گواہ ہے کہ ایسی حالت میں ادھر ادھر دھکیلا نہیں جائے گا کہ قامتِ اقدس کا سایہ بھی نظر نہ آیا، آخر نہ سنا کہ ایک اُن کا نماز میں مصروف ہونا تکبیر کے ساتھ دونوں جہان سے ہاتھ اٹھاتا، کوئی چیز سامنے گزرے اطلاع نہ ہوتی، اور کیسا ہی شور و غوغا ہو کان تک آواز نہ جاتی یہاں تک کہ مستحکم بن یسار کہ تابعین میں ہیں نماز پڑھتے تھے، مسجد کا سستون گر پڑا، لوگ جمع ہوئے، شور و غوغا ہوا، انھیں مطلق خبر نہ ہوتی، یہی حالت صحابہ کی حضور رسالت میں تھی اور دربارِ نبوت میں بارگاہِ عزت باری۔

اسے مزید زیادہ غرض بیکار ہے، تو اپنے ہی نفس کی طرف رجوع کر، اگر کسی مقام پر عالم رعب و ہیبت میں تیرا گزر ہوا ہو، وہاں جو کچھ پیش نظر آتا ہے اسے بھی اچھے طور پر اور اکِ کامل نہیں کر سکتا، نہ امرِ معہ دم کی طرف خیال کیا جائے کہ مثلاً اگر تجھے کسی والی ملک سے ایسی ضرورت پیش آئے جس کی فکر تجھے دنیا و مافیہا پر مقدم ہو اور اس کے دربار تک رسائی کر کے اپنا عرض حال کرنے تو تجھے اول تو رعبِ سلطانی دوسرے اپنی اس ضرورت کی طرف قلب کو نکرائی ہر چیز کی طرف توجہ سے مانع ہوں گے۔ پھر اگر تو واپس آئے اور تجھ سے سوال ہو وہاں دیواروں میں سنگ نمونی تھا یا سنگ مرمر اور تخت کے پاسے سیمیں تھے یا زریں اور مسند کا رنگ سبز تھا یا سرخ؟ ہرگز ایک بات کا جواب نہ دے سکے گا بلکہ خود اسی بات کو پوچھا جائے کہ بادشاہ کا سایہ تھا یا نہ تھا، تو اگرچہ اس قیاس پر کہ سب آدمیوں کے لئے ظلم ہے، ہاں کہہ دے مگر اپنے معائنے سے جواب نہ دے سکے گا۔

صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو اول روزِ ملامت سے تا آخرِ حیات جو کیفیت رعب و ہیبت کی طاری رہی، ہماری عقل ناقصہ اس کی مقدار کے اور اک سے بھی عاجز ہیں، پھر ان کی نظر اور پاؤں کتنی اور چپ و راست دیکھ سکتی کہ سائے کے عدم یا وجود پر اطلاع ہوتی۔

ثُمَّ اَقُولُ (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) اپنے نفس پر قیاس کو کے گمان نہ کرنا چاہئے کہ بعدِ مرد و زمان و تکرر حضور کے، ان کی اس حالت میں کمی ہو جاتی بلکہ بالیقین روز بہ روز زیادہ ہوتی کہ باعث اس پر دو امر ہیں، ایک خوف کہ اس عظمت کے تصور سے پیدا ہو جو اس سلطانِ دو عالم کو بارگاہِ ملک

السموات والارض بل جلاک میں حاصل ہے۔ دوسری محبت ایمانی کہ مستلزم خشوع کو اور منافی جبرائست و بیماکی، اور یہ ظاہر کہ جس قدر دربار والا میں حضور ہی زندہ ہوتی۔

یہ دونوں امر جو اس پر باعث ہیں بڑھتے جاتے، حضور کے اخلاق و عادات اور رحمت و الطافت معائنے میں آتے، حسن و احسان کے جلوے ہر دم لطف تازہ دکھاتے، قرآن آنکھوں کے سامنے نازل ہوتا اور طرح طرح سے اس بارگاہ کے آداب سکھاتا اور ظاہر فرماتا کہ:

آداب بارگاہ: ہمارا ان کا معاملہ واحد ہے، جو ان کا غلام ہے ہمارا قائد ہے، ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل جھٹ ہو جاتے ہیں، انہیں نام لے کر پکارنے والے سخت سزائیں پاتے ہیں، اپنے جان و دل کا انہیں مالک جانو، ان کے حضور زندہ بہت مردہ ہو جاؤ، ہمارا ذکر ان کی یاد کے ساتھ ہے، ان کا ہاتھ بعینہ ہمارا ہاتھ ہے، ان کی رحمت ہماری مہر، ان کا غضب ہمارا قہر، جس قدر ملازمت زیادہ ہوتی حضور کی عظمت و محبت ترقی پاتی اور وہ حال مذکور یعنی خشوع و خضوع و رعب و ہیبت روز افزوں کرتی قال تعالیٰ نہ اذہم ایماناً (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیات ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ہیں۔ ت) اور ایمان حضور کی تعظیم و محبت کا نام ہے، کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)۔

مقدمہ شامیہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم پر ظاہر کہ آدمی بلا وجہ کسی بات کے درپے تفتیش نہیں ہوتا اور جرات عام و شامل ہوتی ہے اور تمام آدمی اس میں یکساں کسی شخص خاص میں بالقصد اسکی طرف غور نہیں کرتا مثلاً ہر ہاتھ کی پانچ انگلیاں ہونا ایک امر عام ہے لہذا بلا سبب کسی آدمی کی انگلیوں کو کوئی شخص اس مقصد خاص سے نہیں دیکھتا کہ اس کی انگلیاں پانچ ہیں یا کم، یاں اگر پہلے سے من رکھا ہو کہ زید کی انگلیاں چار ہیں یا پچھ تو اس صورت میں البتہ بقصد مذکور نظر کی جائے گی۔ اسی طرح سایہ ایک امر عام شامل ہے، اگر بعض آدمیوں کا سایہ پڑتا اور بعض کا نہیں تو البتہ بیشک خیال جانے کی بات تھی کہ دیکھیں حضور کے بھی سایہ ہے یا نہیں، نہ اس سے کوئی امر دینی مثل اتباع و اقتدار کے متعلق تھا کہ اس کے خیال سے بالقصد اس طرف لحاظ کیا جاتا۔ ہاں ایسی صورت میں ادراک کا طریقہ یہ ہے کہ بے قصد و توجہ خاص نظر پڑ جائے اور وہ صورت بعد مگر مشاہدہ ذہن میں منقش اور مثل مریات قصیدہ کے خزانہ غیبیال میں مخزون ہو جائے، مثلاً زید کہ ہمارا دوست ہے، ہم اپنے مشاہدے کی رو سے بتا سکتے ہیں کہ اس کے ہر ہاتھ کی انگلیاں پانچ ہیں اگرچہ ہم نے کبھی اس قصد سے اس کے ہاتھوں کو نہیں دیکھا ہے مگر ہم نے اس کے

ہاتھوں کو بار بار دیکھا ہے، وہ صورت خزانہ میں محفوظ ہے، نفس اسے اپنے حضور حاضر کر کے بتا سکتا ہے لیکن ہم مقدمہ اولیٰ میں ثابت کر آئے ہیں کہ یہ طریقہ اور اک وہاں معدوم تھا کہ رعب و ہیبت اور امور ہمت کی طرف توجہ اور حضور کے استماع اقوال و مطالعہ افعال بہترین صرف ہمت اور نگاہ کا بسبب غایت ادب و خوف الہی کے اپنے زانو پشت پاسے تجاوز نہ کرنا اس اور اک بلا قصد سے مانع قوی تھا علی الخصوص کسی شے کا عدم کہ وہ تو کوئی امر محسوس نہیں جس پر بے ارادہ بھی نگاہ پڑ جائے اور نفس اسے یاد رکھے یہاں تو جب تک خیال نہ کیا جائے علم عدم حاصل نہ ہوگا، آدمی جب ایسے مقام رعب و ہیبت اور قلب کی مشغولی و مشغوفی میں ہوتا ہے تو کسی چیز کی عدم رویت سے اس کے عدم پر استدلال نہیں کرتا اور جب اذیان میں بنابر عادت اس کا عموم و شمول ممکن ہوتا ہے تو برخلاف عادت اس کے معدوم ہونے کی طرف خیال نہیں جاتا بلکہ اس سے اگر تفتیش کی جائے اور اس امر کی طرف خیال دلایا جائے تو خواہ مخواہ اس کا گمان اس طرف مسازعت کرتا ہے کہ جب یہ امر عام ہے تو ظاہر یہاں بھی ہوگا۔ میرا نہ دیکھنا کچھ نہ ہونے پر دلیل نہیں، میری نظر میں نہ آنا اس وجہ سے تھا کہ اول میری نگاہ ادھر ادھر نہ اٹھتی تھی اور جو اٹھتی بھی تو ہزار رعب و ہیبت اور نفس کے امور دیگر کی طرف صرف ہمت کے ساتھ ایسی حالت میں کیسے کہہ سکوں گا کہ تھا یا نہ تھا۔

ثُمَّ اَقُولُ یہ کیفیت تو اس وقت کی تھی جب صحابہ کرام حضور سے ملاقاتی ہوتے اور جو ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوتے تو وہاں باوجود ان وجوہ کے ایک وجہ اور بھی تھی کہ غالب اوقات صحابہ کرام کو آگے چلنے کا حکم ہوتا اور حضور ان کے پیچھے چلتے۔

ترمذی نے شمائل کی حدیث طویل میں حضرت ہند بن ابی ہالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا یسوق اصحابہ یعنی حضور والا صحابہ کرام کو اپنے آگے چلائے۔ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

عمر آیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاصل یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیکھا کہ دو آدمی بھی حضور کے پیچھے چلتے ہوں۔

۱۔ شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امین کمپنی دہلی ص ۲
۲۔ مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۱۶۵/۲
۳۔ سنن ابن ماجہ باب من کرہ ان یوطأ عقباء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۲

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمشون امامہ ویکون ظہرہ للعلفۃ یلے
اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے چلتے
اور پشت اقدس فرشتوں کے لئے چھوڑتے۔

دارمی نے براستناد صحیح مرفوعاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

خلوا ظہرہ للعلفۃ یلے میری پیٹھ فرشتوں کے لئے چھوڑ دو۔

بالجملہ ہماری اس تقریر سے جو بالکل وجدانیات پر مشتمل ہے، کوئی شخص اگر مبارک نہ کرے، بالیقین اس کا دل ان سب کیفیات کے صدق پر گواہی دے، بخوبی ظاہر ہو گیا کہ ظاہر اکثر صحابہ کرام کا خیال اس طرف نہ گیا اور اس معجزے کی انہیں اطلاع نہ ہوئی اور اگر برسبیل تنزل ثابت و مبرہن ہو جائے مانتے تو ان تقریروں کو بنا پر یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ عدم اطلاع کا احتمال قوی ہے، قوت بھی جانے دو اتنا ہی سہی کہ شک واقع ہو گیا، پھر یہی استدلال سن کر کہ اگر ایسا ہوتا تو مثل حدیث ستون حنا مشہور و مستفیض ہوتا، بک باقی رہا، ختم کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے عدم شہرت بسبب عدم اطلاع کے ہو کہ اذکونا و باللہ التوفیق (جیسا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہا۔ ت)

مقدمہ ثالثہ، ہادی بیچ سابق سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصل کسی کو اس معجزے پر اطلاع نہ ہو اور کوئی اسے روایت نہ کرے، صغیر السن بچوں کو بعض اوقات اس قسم کی جراتیں حاصل ہوتی ہیں اور وہ اُسی طریقہ سے جو ہم نے مقدمہ ثانیہ میں ذکر کیا اور اک کر سکتے ہیں، اسی سبب سے اکثر احادیث طرہ شریف ہند ابن ابی ہالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشہر ہوئیں نہ کہ اکابر صحابہ سے۔

ترجمہ ابن ابی ہالد میں علامہ خطاب فرماتے ہیں :

وکانت صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اطفال طمة (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) و خال
ہند ابن ابی ہالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر سایہ پرورش پانے والے تھے۔ آپ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲۲ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب من کرہ ان یوطا عقبہ	سنن ابن ماجہ
۳۰۲/۲	المکتب الاسلامی بیروت	عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مسند احمد بن حنبل
۵۵ ص	المطبعة السلفية	حدیث ۲۰۹۹	موارد النظم کتاب علامات نبوة نبینا صلی اللہ علیہ وسلم
۲۹/۱	دار المحاسن للطباعة قاہرہ	تحت الحديث ۴۶	سنن الدارمی

الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم فكان
اصغرہ یشتبہ من النظر لرسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ویدایم النظر لوجهہ الکریم
لکونہ عندہ داخل بیتہ فلذا
اشتهر وصف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم عنہ دون غیرہ من کبار الصحابة
رضی اللہ تعالیٰ عنہم فانہم نکبرہم
کانوا یہایون اطالة النظر الیہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فاحاط بہ نظره احاطة الهالة
بالبدن والاکمام بالشرہنیسا
لہ مع انہ ما فانیہ قطرة
من بحرہ

کے بھائی (اخیا فی) اور حسین کو میں رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کے ناموں تھے۔ آپ صغریٰ میں نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو سیر ہو کر دیکھتے اور چہرہ اقدس پر
ہمیشہ نگاہ ٹکائے رکھتے کیونکہ آپ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آپ کے گھر میں رہتے تھے۔
یہی وجہ ہے کہ علید رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
وصف ہند بن ابی ہالہ سے مشہور ہوا کہ اکابر
صحابہ سے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ کیونکہ صحابہ
کبار شان و عظمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی ہیبت کے باعث آپ پر نظریں نہیں ٹکاسکتے
تھے۔ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یوں احاطہ
کرتی تھی جیسا کہ ہالہ چوہویں کے چاند کا اور کلیاں
کچوروں کا احاطہ کرتی ہیں۔ آپ کو یہ سعادت مبارک
ہو۔ مگر اس کے باوجود جو کچھ ابن ابی ہالہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا وہ ایسے ہی ہے جیسے
سمندر سے ایک قطرہ۔ (ت)

اور ہر ذی علم جانتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما زمانہ نبوت میں صغیر السن تھے اور ان کا
شمار بہ اعتبار عمر اصغر صحابہ میں ہے اگرچہ برکت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم و فقاہت
میں اکثر شیوخ صحابہ پر مقدم تھے

وعلى تقنين عاشقيه بوصفہ یفنی الزمان وفيہ مالم یوصفہ
(قسم قسم کی تعریفیں کرتے ہوئے اس کے عاشقوں کو زمانے ختم ہو گئے مگر اس میں وہ
خوبیاں ہیں جن کو بیان نہیں کیا جاسکتا) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مقدمہ رابعہ ، صحابہ کرام میں ہزاروں ایسے ہیں جنہیں طویل صحبت نصیب ہو اور بہت ایسے ہیں جنہوں نے سوائے جماع عظیم کے شرف زیارت نہ پایا۔ غیر مدینہ کے گروہ کے گروہ حاضر ہوتے اور عرضہ قلیلہ میں واپس جاتے ، ایسی صورت اور مجمع کی کثرت میں موقع سایہ پر نظر اور اس کے ساتھ عدم سایہ کی طرف خیالی جانا کیا ضرور۔ ظاہر ہے کہ مجمع میں سایہ ایک کا دوسرے سے ممتاز نہیں ہوتا اور کسی شخص خاص کی نسبت امتیاز کرنا کہ اس کے لئے ظل ہے یا نہیں ، دشوار ہوتا ہے۔ علاوہ بریں یہ کس نے واجب کیا کہ ان اوقات پر حضور و آلہ و حوہ یا چاندنی میں جلوہ فرما ہوں ، کیا مدینہ طیبہ میں سایہ دار مکان نہ تھے یا مسجد شریف کی اکثر وہیں تشریف رکھتے بے سقف تھی۔

احادیث سے ثابت کہ سفر میں صحابہ کرام حضور کے لئے سایہ دار پڑ چوڑ دیتے اور جو کہیں سایہ نہ ملا تو کپڑے وغیرہ کا سایہ کر لیا جیسا کہ روز قدوم مدینہ طیبہ سیدنا ابی بکر صدیق اور حجرہ الوداع میں واقع ہوا اور قبل از بعثت تو ابر سایہ کے لئے متعین تھا ہی ، جب چلتے ساتھ چلتا اور جب ٹھہرتے ٹھہر جاتا ، اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے غلام میسرہ نے فرشتوں کو سراقہ میں سایہ کرتے دیکھا اور سفر شام میں آپ کسی حاجت کو تشریف لے گئے تھے ، لوگوں نے سایہ گھیر لیا تھا ، حضور دھوپ میں بیٹھ گئے سایہ حضور پر ٹھک گیا۔ پھر احاطہ صدارت سے کہا دیکھو سایہ ان کی طرف جھکتا ہے۔ اور بعض اسفار میں ایک درخت خشک و بے برگ کے نیچے جلوس فرمایا ، فوراً زمین حضور کے گرد کی میسرہ زار ہو گئی اور پڑ بڑا ہو گیا ، شاخیں اسی ساعت بڑھ گئیں اور اپنی کمال بلندی کو پہنچ کر سائے کے لئے حضور پر لٹک آئیں۔ چنانچہ یہ سب حدیثیں کتب سیر میں تفصیلاً مذکور ہیں۔

اب نہ رہے مگر وہ لوگ جنہیں طویل صحبت روزی ہو اور حضور کو آفتاب یا ماہتاب یا چراغ کی روشنی میں ایسی حالت میں دیکھا کہ مجمع بھی کم تھا اور موقع سایہ پر بالقصد نظر بھی کم اور اور اک کیا کہ جسم انور ہمسائیک سایہ سے دور ہے ، اور ظاہر ہے کہ ان سب کا احساس و انگشتان جن لوگوں کے لئے ہوا ہے وہ بہت کم ہیں ، جن کے واسطے نہ ہوا پھر اس طائفہ قلیلہ سے یہ کیا ضرور ہے کہ ہر شخص یا اکثر اس معجزے کو روایت کرے ، ہم نہیں تسلیم کرتے کہ مجرد خرق عادت باعث تو خرد و امی و نقل جمیع اکثر حاضرین ہے۔ خادم حدیث پر کائنات شمس فی نصف النهار روشن کہ صد ہا معجزات قاهرہ حضور سے غزوات و اسفار و جماع عاترہ میں واقع ہوئے کہ سیکڑوں ہزاروں آدمیوں نے ان پر اطلاع پائی مگر ان کی ہم تک نقل صرف احادیث سے پہنچی۔

واقعہ مدینہ میں انگشتان اقدس سے پانی کا دریا کی طرح جوش مارنا اور چودہ پندرہ سو آدمی کا

علی اختلاف الروایات اسے پنا اور وضو کرنا اور بقیہ قوشہ کو جمع کر کے غافر مانا اور اس سے لشکر کے سب برقی
بھردینا اور اسی قدر باقی بچ رہنا ایسے معجزات میں ہیں اور بالضرور چودہ پندرہ سو آدمی سب کے سامنے اس کا
وقوع ہوا اور سب نے اس پر اطلاع پائی مگر ان میں سے چودہ نے بھی اسے روایت نہ فرمایا۔

فقیر نے کتب حاضرة احادیث خصوصاً وہ کتب میں سیر و فضائل کی جن کا موضوع ہی اس قسم کی
باتوں کا تذکرہ ہے مانند شفا فی تاضی عیاض و شرح خواجه و مواہب لدنیہ و شرح زرقاتی و مدارج النبوة
وخصائص کبریٰ علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہ مطالعہ کیں، پانچ سے زیادہ راوی اس واقعے کے نہ پائے۔
اسی طرح کہ شمس یعنی غروب ہو کر سورج کا لٹ اٹا اور مغرب سے عصر کا وقت ہو جانا جو غزوہ خیبر میں
مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لئے واقع ہوا کیسی عجیب بات ہے کہ عدم ظن کو اس سے اصلاً نسبت
نہیں اور اس کا وقوع بھی ایک غزوہ میں ہوا کسما ذکرنا (جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ ت) اور تعداد لشکر خیبر
کی سولہ سو، بالضرور یہ سب حضرات اس پر گواہ ہونگے کہ ہر نمازی مسلمان خصوصاً صحابہ کرام کو بغرض نماز
آفتاب کے طلوع و غروب زوال کی طرف لا جرم نظر ہوتی ہے۔

توریت میں وصف اس اُمت مہم کار عاۃ الشمس کے ساتھ وارد ہوا کھارواہ ابو نعیم
عن کعب الاحبار عن سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام (جیسا کہ اس کو ابو نعیم نے
بجو الکعب اجار سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا ہے۔ ت) یعنی آفتاب کے
نگہبان کہ اس کے تبدل احوال اور شروق و اُفول و زوال کے جوایں و خبر گیراں رہتے تھے، جب آفتاب
نے غروب کیا ہوگا بالضرور تمام لشکر نے نماز کا تہیت کیا ہوگا، دفعۃً شام سے دن ہو گیا اور غور شید
لٹے پاؤں آیا، کیا ایسے عجیب واقعہ کو دریافت نہ کیا اور نہ معلوم ہوا ہوگا کہ اس کے حکم سے لوٹا ہے
جسے قادر مطلق کی نیابت مطلقہ اور عالم علوی میں دست بالا حاصل ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
لیکن اس کے سوا اگر کسی صاحب کو معلوم ہو کہ اتنی بڑی جماعت سے دو چار آدمیوں نے اور بھی اس
معجزے کو روایت کیا تو نشان دیں۔

بالجملہ یہ حدیث واجبہ ہے جس کی بنا پر ہم عقل و نقل و اتباع حدیث و علماء کو ترک نہیں کر سکتے، کیا یہ
اکابر اس قدر نہ سمجھتے تھے یا انہوں نے دیہ و والستہ خدا اور رسول پر افراتہ گوارا کیا، لاحول ولا قوۃ الا باللہ
العلیٰ العظیم، بلکہ جب ایک راوی اس حدیث عدم ظن کے ذکر ان میں اور وہ خود ابو صالح سمان زیات ہوں
یا ابو عسمر مدنی مولائے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تردد فیہ الزمر قاتی (اس میں زرقاتی نے
تردد کیا۔ ت) بہر تقدیر تابعی ثقہ معتمد علیہ ہیں کسما ذکر ایضاً اور تابعین و علماء ثقات

اہل ورع و احتیاط سے منظور یہی ہے کہ غالب حدیث کو مرسلہ اُسی وقت ذکر کریں گے جب انہیں شیوخ و صحابہ کثیرین سے اسے سُن کر مرتبہ قُرب و یقین حاصل کر لیا ہو۔ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں اور وہ جو اس کی ظاہر ہے کہ در صورت اسناد صدق و کذب سے اپنے آپ کو غرض نہ رہی۔ جب ہم نے کلام کو اس کی طرف نسبت کر دیا جس سے مُستنا ہے تو ہم بری الذمہ ہو گئے بخلاف اس کے کہ اس کا ذکر ترک کریں اور خود نکلیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کیا، ایسا فرمایا، اس صورت میں بار اپنے سر پر رہا تو عالم ثقہ، متورع، محتاط، بے کثرت سماع و اطمینان کئی قلب کے ایسی بات سے دُور رہے گا۔ اس طور پر ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سایہ نہ ہونا بہت صحابہ نے دیکھا اور ان سب سے دُکھان کو سماع حاصل ہوا اگرچہ اُن کی روایات ہم تک نہ پہنچیں۔

اسی طرح چاہئے مقام کی تفہیم اور مقصد کی تتبع۔ اللہ تعالیٰ ہی فضل و توفیق اور انعام کا مالک ہے تحقیق ابھی کچھ پوشیدہ گیاں کلام کے گوشوں میں باقی ہیں۔ امید ہے کہ فکر صائب ان تک ساقی حاصل کرے گی۔ یہ جوچہ مذکور ہوا میرے رب نے اپنے فضل و نعمت سے میرے دل میں ڈالا ہے یہ میرے دل کی تخلیق نہیں ہے۔ بیشک میرا رب بڑے فضل والا ہے اور وہ رؤف و رحیم ہے۔ عزت و حکمت والے اللہ کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی قوت۔ میرا لگان ہے کہ میں نے اپنے رب جلّیل کی حمد سے مسئلہ مذکورہ میں وہ کچھ ثابت کر دیا ہے جو بیمار کو شفا دے گا اور پیاسے کو سیراب کرے گا اور قلت و کثرت کے ساتھ مخل نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے اور راہِ راست کی ہدایت فرماتا ہے بیشک وہ میرے لئے کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور

هَكَذَا يَتَّبِعِيْ اِنَّ يَفْهَمُ الْمَقَامَ وَيَنْقِضُ الْمَرَامَ،
وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْفَضْلِ وَالتَّوْفِيقِ وَالْاَنْعَامِ،
هٰذَا اَوْ قَدْ بَقِيَ بَعْدَ خُبَايَا فِىْ رَوَايَا
الْكَلَامِ لَعَلَّهَا يَفُوزُ بِهَا فِكْرٌ هٰذَا اَكْلَهُ وَ
قَدْ وَجَدَ مَا الْهَمَّتْ رَاقِبٌ بِفَضْلِ مَنْه
وَلَعَمْرَةٍ لَا يَجِدُ مِنْ قَلْبِيْ اَنْ
مَرَقِبٌ لِّذِىْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ اِنَّهٗ
هُوَ الْمَرْوُوفُ الرَّحِيْمُ وَالْحَاقِلُ وَلاَ قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ وَظَنَنْ
اَنْ بِحَمْدِ رَاقِبِ الْجَلِيْلِ
قَدْ اُثْبِتَ فِى الْمَسْئَلَةِ مَا يَشْفِى
الْعَلِيْلَ وَيُرْوِى الْغَلِيْلَ وَلاَ
يَخْسِلُ بِالْكَثِيْرِ وَلاَ بِالْقَلِيْلِ
وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي
السَّبِيْلَ اِنَّهٗ حَسْبِىْ
وَنَعَمَ الْوَكِيْلَ اَسْأَلُهٗ
اَنْ يَجْنِبْنِيْ بَهْمًا وَ

ہر لغزش کرنے والے کو اس کی برکت سے لغزش
سے بچائے اور اسے ہمارے سروں پر گہرا سایہ
بنائے جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ
نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے روشن ترین
ماہتاب رسالت پر اور سب سے زیادہ چمکدار آفتاب
کرامت اور اس کے انوار پر جس کا سایہ نہ تھا دھوپ
میں نہ چاندنی میں، اور آپ کے صحابہ و آل پر جو
آپ کے دامن رحمت کے سایہ میں ہیں اور آپ کے
سایہ رحمت کی لختوں کی طرف دعوت دینے والے
ہیں، اور ان کے ساتھ ہم سب پر روف و رحیم کی
رحمت سے۔ (ت)

كل من غل غلالة ويجعلها ظلاً
ظليلاً على رؤسنا يوم لا ظل
الا ظله وانت يوصل على ابره
اقمار الرسالة وابهرها و
استغش شمس الكرامة وانوارها
الذي لم يكن له ظل فشمس و
لاقمر وفدايات وصله وعلى صحبه
واله متظليلين باذلاله والداعين
الى نعم اظلاله وعليسنا معهم اجمعين
برحمة انه رؤوف رحيم واخر دعوانا ان
الحمد لله رب العالمين۔

www.alahazratnetwork.org

رسالہ
قسم التمام فی نفی الظل عن سید الانساق
ختم ہوا

رسالہ

ہدی الحیران فی نفی الفی عن سید الاکوان

۹۹

(سرور کائنات ﷺ سے سایہ کی نفی کے بارے میں حیرت زدہ کے لئے راہنمائی)

www.alahazratnetwork.org

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جن سے دُکھوں کی تاریکیاں دُور ہوتی ہیں۔ درود و سلام ہو جائے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو مادہ کمال ہیں اور آپ کی آل پر اور آپ کے صحابہ پر جو اندھیروں میں چراغ ہیں اور ان پر جو تاقیامت آل و اصحاب کے انوار سے ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔ بعد انہیں ہر گزراہ اور گنبدِ زمین کے شر سے ریتِ قوی کی پناہ کا طلبگار اس کا خطا کار بندہ احمد رضا کہتا ہے جو حق کے اعتبار سے محمدی، عقیدہ کے اعتبار سے سنی، عمل کے اعتبار سے حنفی، طریقتِ انتساب کے اعتبار سے قادری برکاتی احمدی، مولد و وطن

الحمد لله حمداً انتجلی بها ظلمات الالام والصلوة والسلام علی سیدنا محمد قس التمام وعلی الہ واصحابہ مصاییح الفلام وعلی المعتدین یا نواسرهم الی یوم القیامہ۔ وبعد فقال العبد المتجی الی ربہ القوی عن شر کل غوی وغبی عبیدہ الذنب احمد رضا المحمدی ملتہ والسنتی عقیدۃ والحنفی عملاً والقادری البرکاتی الاحمدی طریقتہ وانتساباً و

الہدیٰ مولیٰ اوطوننا والسعدف
والیقینی ان شاء اللہ مدفنا ومحشرا
قالعدف الفردوس رحمة اللہ
منزل لا ودا خلا مستتیرا بانوار المنہد ایتہ
والیقین حاسما لحدثات الظن و
المتخمين ہک یا ربنا فہ کل باب
لستعین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم۔

کے اعتبار سے بریلوی، اور اٹھنے چاہا تو مدفن و محشر
کے اعتبار سے مدنی و یقینی، پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت
سے منزل و مدفن کے اعتبار سے مدنی و فردوسی ہے
در انحالیکہ وہ ہدایت و یقین کے انوار سے مستنیر
ہونے والا اور ظن و تخمین کے حدیثات کو مٹانے والا
ہے تیری توفیق سے اسے ہمارے رب اہم ہر
باب میں تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اور اللہ مدنی و
عظمت والے کی توفیق کے بغیر نہ تو کسی کے لئے
گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے
کی قوت۔ (ت)

فصل اول

ہم حلی و قوت ربانی پر انکار و انکار کی عروہ و علی دست انجاریں مضبوط تمام کر پیش از جواب
مفصل چند مقدمات ایسے تمہید کرتے ہیں جن سے بعون اللہ تعالیٰ ارتقاغ نزاع بہ آسانی بن پڑے۔
عزیزان حق طلب! اگر عقل سلیم کا دامن ہاتھ سے جانے دینگے تو ان شرار اللہ انہی شمعوں کی
روشنی میں ٹھیک ٹھیک شاہراہ صواب پر ہولیں گے اور کھٹت خارزار اور آفتِ یمن و یسار سے بچتے
ہوئے تجلاتے ہدایت میں نور کے تڑکے ٹھنڈے ٹھنڈے منزلِ تحقیق پر خیمہ زن ہوں گے اور جو تعصب
اور سخن پروردی کا ساتھ دے تو ہم پر کیا الزام ہے کہ جلتے ریت پر چلانا، بلا کے کانٹوں میں پھنسانا، اندھے
کو دن میں گرانا، ان دو آفتِ جان، دشمنِ دین و ایمان کا قدیمی کام ہے وباللہ التوفیق و بہ الوصول
انی ذرۃ التحقيق (اللہ ہی سے توفیق ہے اور اسی کی بدولت تحقیق کی بلندی تک پہنچا جاسکتا ہے)
مقدمہ اولیٰ: جب دو چیزوں میں عقل یا نقل ملازمت ثابت کرے تو یکم قفسہ لازم، بعد
ثبوتِ ملزوم، تحقق لازم خود محقق و معلوم، اور ثبوتِ دلیل کی حاجت معدوم۔ اسی طرح بعد انتفائے لازم
الغایم ملزوم آپ ہی مفہوم، کما هو غیر خاف ولا مکتوم، اور اسی ملازمت و اقوال کے باعث مرتبہ اور اک
میں بھی بعد علم بالملزوم، وجود لازم و انتفائے ملزوم، تحقق ملزوم و عدم لازم کا شک و وہم و ظن و
یقین و تکذیب میں تابع رہتا ہے، مثلاً جسے وجود ملزوم پر یقین کامل ہو گا اس کے نزدیک ثبوت لازم

بھی قطعی یقینی ہوگا اور ظان و شاگ و واہم کے نزدیک مطلق و مشکوک و مہوم ہوگا اور یہ معنی بدیہیاست
باہر سے ہیں۔

مقدمہ ثانیہ : دعاوی و مقاصد خواہش ثبوت میں مساویۃ اقدام نہیں بعض ایسے
درجہ اہتمام و رفعت مقام میں ہیں کہ سب تک نفی صحیح صریح، متواتر، قطعی الدلالہ ہر طرح کے مشکوک و
اوہام سے منزہ و مبرا نہ پایا جائے ہرگز پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتے، احادیث احاد اگرچہ بخاری و مسلم کی
ہوں ان کے لئے کافی نہ ہوں گی۔

اسی قبیل سے ہے اطلاق الفاظ تشابہات کہ حضرت عزت میں اصح الکتاب سے ثابت مگر
عدم تواتر مانع قبول اور عدال و حرام کی جب بحث آئے تو احادیث ضعیفہ سے کام نہ لیں گے اور فضائل اعمال
مناقب رجال میں دائرہ کو خوب توسیع دیں گے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ثابت الاصل کے مؤید است و
علامات میں چنناں اہتمام منظور نہیں، مثلاً ہمیں یقینیات سے معلوم ہو چکا کہ ذکر الہی و تکبیر و تہلیل و نماز و
ورد و غیرہ اعمال صالحہ محمودہ ہیں، اب خاص صلوٰۃ التسبیح کی حدیث درجہ صحت تک پہنچنا ضرور نہیں، یا
نصوح قرآنہ و احادیث متواترہ یعنی ہیں ارشاد فرما چکیں کہ صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
علیہم اجمعین سب ارباب فضائل و علو شان و رفعت مکان اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندہ گانہ مقبول و
بہترین امتیاں ہیں۔

اب خاص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بخاری و مسلم ہی پر مقصور نہیں، اسی قبیل
سے ہے باب معجزات و خوارق عادات کہ حضور اقدس خلیفہ اعظم بارگاہ قدرت سے صدور آیات و معجزات
اور ملکوت السموات و الارض میں حضور کے ظاہر و باہر تصرفات، قاطعات یقینیہ سے ثابت، قراب شہادت علمی
عدم ظل کا ثبوت صحاح ستہ پر محصور نہیں علماء نے تو باب خوارق میں غراہت تین پر بھی خیالی نہ کیا اور حدیث کو
باوجود ایسے حدیث کے حسن و مقبول رکھا۔

امام اجل ابو عثمان اسمعیل بن عبد الرحمن صابونی کتاب المائتین میں حدیث حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کہ حضور پر نور سے مہد اقدس میں چاندیاں کتنا اور جدھر اشارہ فرماتے جھک دیتا، ذکر کر کے فرماتے ہیں،
هذا حدیث غریب الاسناد والمعتمد و یہ حدیث اسناد و متن کے اعتبار سے غریب ہے
ہو فی المعجزات حسن الحدیث الامام العلامة اور وہ معجزات میں حسن ہے اھ۔ اس کو امام قسطلانی

نے مواہب میں ترجیح دی۔ (ت)

القسطانی فی المواہب۔۔۔

علامہ رزقانی شرح میں لکھتے ہیں،

لان عادة المحدثين المشاهير في غير
الاحكام والعقائد مالم يسكن
موضوعاً له

کیونکہ محدثین کی عادت ہے کہ وہ احکام و عقائد
کے غیر میں چشم پوشی سے کام لیتے ہیں جب تک
حدیث موضوع نہ ہو۔ (ت)

مقدمہ شامشہ: علامہ کی تلقی بالقرآن ابراہیم قوت میں اثر عجیب ہے کہ وہ ہر طرح ہم سے اعرف و
اعلم تھے، ہماری ان کی کوزہ و محیط کی بھی نسبت ٹھیک نہیں، وہ سمائے علوم کے بدینہ اور ہم عامی انہیں
کی روشنیوں سے مستنیر، جب وہی ایک امر کو سلفاً و خلفاً مقبول رکھیں اور اپنی تصانیف اس کے
ذکر سے موشح کریں تو ہمیں کیا جائے انکار ہے،

وفي مثل ذلك يقول الامام العلامة
العارف الرباني سیدی عبد الوهاب
الشعراني في الميزان ان هؤلاء الاغمة الذين
توقفت عن العمل بكلامهم كانوا اعلو
منك واورع بيقين في جميع ما دونوه في
كتبهم لا تبا عهم وان ادعت انك اعلم
منهم نسيك الناس الى الجنون او الكذاب
جحد او عنادا وقد افق علماء سلفك
بتلك الاقوال التي تراها انت ضعيفة و
دانوا الله تعالى بها حق ما توافلا
يقدر في علمهم ودرعهم جهل مثلث
بمنابرهم وخفاء مداركهم
ومعلوم سبل مشاهدات
كل عالم لا يضرهم في

اور اسی کی مثل میں امام علامہ عارف ربانی سیدی
عبد الوهاب شعرانی میزان میں فرماتے ہیں، اور یہ
تمام امام جن کے کلام پر عمل کرنے میں تو توقف کرتے
کچھ سے علم میں زیادہ ہیں اور دینی ذخیرہ انہوں نے
اپنے مقلدین کے لئے جمع کیا ہے اس میں یقیناً
تجربہ سے زیادہ مستحق اور محتاط ہیں اور اگر تو اپنی علمیت
کا دعویٰ کرتا ہے تو لوگ قصداً تجھے مجنون اور دروغ گو
کہیں گے اور یہ اقوال جن کو تو ضعیف جانتا ہے
وہی ہیں جن کے ساتھ علماء متقدمین نے فتویٰ
دیا ہے اور اسی کی وجہ سے وہ اللہ کے قریب ہوئے
حتیٰ کہ اس دُنیا سے غافل سے رخصت ہوئے
اور اگر تجھ جیسا ان کے مراتب و مدارک سے ناواقف
ہو تو ان کے مراتب و تقویٰ میں کچھ نقصان نہیں
آسکتا اور یہ بات معلوم بلکہ مشاہدہ ہے کہ ہر عالم

مؤلفہ عادیۃ الاما تعب فی تحریرہ و
وترنه بیزان الادلة والقواعد الشرعیة
وحریرہ تحریر المذهب والجوہر ،
فایاک ان تنقبض نفسك من العمل بقول
من اقوالہم اذالم تعرف منزعہ فانک
عامی بالنسبة الیہم والعامی لیس منہ
مرتبتہ الانکاس علی العلماء لانه جاہل ائمہ

اپنی اپنی کتب میں وہ امور لائے جن کے لکھنے میں
مشقت برداشت کرنی پڑی اور جن کو اولہ اور قواعد
شرعیہ کے ترازو پر قول لیا ہے اور ان کو سونے
اور چاندی کی طرح مزین کیا ہے ، پس تو اپنے آپ
کو اس سے بچا کہ ان کے اقوال میں سے کسی
ایسے قول پر عمل کرنے سے تمہارا دل تنگ ہو
جس کا ماخذ تمہاری سمجھ میں نہ آیا ہو کیونکہ تو بہ نسبت

ان کے عامی ہے اور عامی کا یہ مذہب نہیں کہ وہ علماء کا انکار کرے کیونکہ وہ عامی جاہل ہوتا ہے۔ (ت)
فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کا فتویٰ سنا ہی کہ اسی بارے میں لکھ چکا ہوں پیش نگاہ رکھ کر ان مقدمات
میں امعان نظر کیجئے تو بجز اللہ تمام شکوک و اوہام ہمارے مٹور ہو جاتے ہیں ، ہاں میں مجھ کو ایک شرط اور
بھی درکار ہے ، وہ کیا ، عقل کا اتباع اور تعصب سے احتیاج ، مگر یہ دولت کسے ملے ؟ جسے خدا دے ۔
یہاں تو اجمال کی غیر بنیادیں تھیں اور تفصیل کی بہار گلشنِ فی پسند آئے تو لیجئے بگوشِ ہوش و قلبِ شہید
انصاف کوش ، استماع کیجئے ۔ سر اب ارحم من النصف واحد سید احسان (اے میرے پروردگار
انصاف کرنے والے ! رحم فرما اور مخالفت کرنے والے ہٹ دھرم کو ہدایت عطا فرما۔ ت)

قولہ صرف حکیم ترمذی نے کہ غیر صاحب صحیح اور شخص ہیں ، اپنی کتاب نوادر الاصول میں روایت

کہا ہے ،

ولعلین لہ ظل لافی الشمس ولا فی القمر ۔ آپ کا سایہ نہ تھا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ (ت)

اقول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اللہ تعالیٰ نبی کریم پر درود و سلام نازل فرمائے۔ ت)

محیب کے اس سارے جواب کا جتنے صرف اسی زعمِ فاسد پر ہے جو قصورِ نظر سے ناشی ۔ حکیم ترمذی نے
تو اس حدیث کو ذکر ان تا بھی سے مسلک روایت کیا اور اسے موصول مع زیادت مفیدہ حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرنے والے امام جلیل ، حیر بنیل ، حمزہ اللہ فی الارضین ، معجزۃ من معجزات
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، حضرت امام ہمام عبداللہ بن مبارک قدس سرہ المتبرک جن کی جلال شان

غزوات علوم آفتاب نیمروز سے اظہر و اذہر، امام اجل احمد بن حنبل و امام سفین ثوری و امام یحییٰ ابن معین و ابوبکر بن ابی شیبہ و حسن بن عوفہ و غیر ہم اکابر ائمہ محدثین، جن حدیث میں اس جناب رفعت قباب کے شاگردان مستفیض ہیں اور کتابوں پر اگر نظر نہ ہو تو شاہ صاحب کی بیستان ہی دیکھئے، کیا کچھ مدائح اس جناب کے نگہ کر مستوجب رحمت الہی ہوسکتے ہیں۔

ان کے بعد اس حدیث کے راوی امام علامہ شمس الدین ابو الفرج ابن الجوزی ہیں، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، کہ کتاب الوفار میں اسے روایت فرمایا۔ فن حدیث میں ان کی دستکاوہ کامل کے معلوم نہیں خصوصاً یہ عکس امام ابو عبد اللہ حاکم جرح و تضعیف پر جرح شدید رکھتے ہیں، پھر جس حدیث پر یہ اعتماد کریں ظاہر ہے کہ کس درجہ قوت میں ہوگی، پس باوجود تعدد طرق و کثرت مخربین، حدیث کو صرف روایت حکیم کنا محض باطل اور باطل پر جو کچھ ملنی، سب جلیہ صواب سے عاقل، اور معلوم نہیں لفظ "روایت" کس غرض سے بڑھایا، ظاہراً افعال یا تعلیق کی طرف اشارہ فرمایا کقول القائل دوی کذا و ذکر عن زید عن عمرو کذا (جیسے قول قائل کہ یوں روایت کیا گیا ہے اور زید سے بحوالہ عمرو یوں ذکر کیا گیا ہے۔ ت) کہ مقصود مجیب حدیث کو یہ اعتبار ٹھکانا ہے تو بہ شہادت سوق وہی الفاظ لائے جائیں گے جو مقصود کے ملائم و موافق ہوں نہ وہ کہ ایک قسم کی بے اعتباری کو پیش کریں اور اعتبار سے اصلاً منافست نہ رکھیں، حالانکہ محدثین کے نزدیک تخریج و روایت کا ایک ہی مفاد اور ذکر اسناد و دونوں جبکہ مراد کما تفصیح عن کلمات العلماء الامجاد (جیسا کہ بزرگ علماء کی عبارات نے اس کو خوب واضح کر دیا ہے۔ ت) پس اگر اس اصطلاح محدثین پر اطلاع تھی تو مقصود سے بیگانہ لفظ کی زیادت کیوں ہوئی اور ایسے مواضع تو ہم ضروری بھی نہیں سمجھتے کہ روایت حکیم کی فعل میں کمی بیشی واقع، ان کے پاس لفظ حدیث یوں ہیں،

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورج اور چاند کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا ین یولیٰ له ظل فی شمس ولا قمر ۱۱
تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ (ت)

قولہ مگر محدثان اعلام نے اس حدیث کو مقبر نہیں مانا ہے۔

اقول جب اس کتاب کے سوا اور ائمہ اعلام نے بھی حدیث کو روایت فرمایا تو اس کتاب کا

غیر معتبر ہونا کیا مضرت رکھتا ہے، معہذا غیر معتبر ماننے کے یہ معنی کہ اس کی ہر روایت کو باطل سمجھا، جب تو محض غلط، نہ کوئی محدث اس کا قائل، خود اکابر محدثین اسی نوادر الاصول بلکہ فردوس دہلی سے جس کا حال نہایت ہی ردی ہے، تو وہ روایتیں اپنی کتب میں لاتے اور ان سے احتجاج و استناد فرماتے ہیں کمالاً بخفی علی من طالع کتب القوم (جیسا کہ کتب قوم کا مطالعہ کرنے والے پر پوشیدہ نہیں ہے۔ ت) اور جو یہ مقصود کہ اس میں روایات منکرہ و باطلہ بھی موجود ہیں تو بے شک مسلم، مگر اس قدر سے یہ لازم نہیں آتا کہ ساری کتاب مطروح و مجروح ٹھہرے اور اس کی کسی حدیث سے استناد جائز نہ رہے۔ آخر علمائے سلف احادیث نوادر و روایات فردوس سے کیوں تمسک کرتے ہیں اور جب وہ اس سے بازرہہ تو ہم کیوں ممنوع رہیں گے، خود یہی شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے والد و اساتذہ دمشاشریت و طریقت اپنی تصانیف میں احادیث کتب مذکورہ ذکر اور ان سے استدلال کرتے ہیں۔

قولہ اب یہ کہیں گے کہ جب کتاب مخدوش و مخلوط ہو چکی تو ہر حدیث پر احتمال ضعف قائم، تو اس سے احتجاج اسی کو روا ہو گا جو بصیر و عارف اور نشیب و فراز حق سے واقف ہے۔

اقول اب ہمارے مطلب پر آگئے، حدیث عدم غلطی سے بھی ہم عامیوں نے استدلال نہ کیا بلکہ یہی ائمہ شان و ارباب تہذیب و عرفان اسے باکمال فکر و تدبیر قبول رکھتے آئے اور ہم نے ان کی تقلید سے قبول کیا۔ اگر ان بصیرت والوں کے نزدیک متنازع فیہ قابل قبول نہ ہوتی تو حسب عادت اس پر رد و انکار کیوں نہ فرماتے اور تلقی بالقبول سے باز آتے۔

قولہ اور مصنف نے بھی التزام صحیح مافیہ نہیں کیا ہے صرح بذلك خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فی بستان المحدثین (خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بستان المحدثین میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ت)

اقول التزام صحیح صحت کو مستلزم، نہ عدم التزام اس کا مزامم۔ اہل التزام کی تصانیف میں بہت روایات باطلہ جوتی ہیں اور التزام نہ کرنے والوں کی تصنیفوں میں اکثر احادیث صحیحہ، آئینہ مستدرک حاکم کا حال نہ سنا جنہوں نے صحت کیا معنی التزام شرطیہ جن کا ادعاء کیا اور بقدر چسپاں احادیث ضعیفہ و منکرہ و باطلہ و موضوعہ بھر دیں۔ اسی طبع ابن جہان کا یہ دعویٰ کتاب التعمیم و الانواع میں ٹھیک نہ آتا اور سنن ابی داؤد جس میں التزام صحاح پر گز نہیں، صحاح ستہ میں معدود اور ان کا مسکوت عنہ مقبول و محمود۔ یہ سب امور خادم حدیث پر حلی و درشن ہیں۔

عزیز! بابر کار اسناد پر ہے، التزام و عدم التزام کوئی چیز نہیں، یہ دولت تو روزِ اول

بخاری کے حصہ میں تھی کہ احادیث مستندہ میں حتیٰ بُحَانُہ نے ان کا قصد پورا کیا، پھر ایسی فضول بات کے ذکر سے کیا حاصل! کیا جس کتاب میں التزام صحاح نہیں اس سے احتجاج مطلقاً مباح نہیں! ایسا ہوتا بخاری و مسلم و چند کتب دیگر کے سوا سنن ابی داؤد و ابن ماجہ و دارمی و تصانیف ابی بکر بن ابی شیبہ و عبد الرزاق و دارقطنی و طبرانی و بیہقی و بزار و ابی لیلیٰ و غیرہ معظم کتب حدیث جن پر گویا مدارِ شرع و سنت ہے محض بیکار ہر جائیں۔ لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم (نگاہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے۔ ت)

قولہ اور کسی حدیث کی معتبر کتاب میں اس مسئلہ سے وجوداً و عدماً بحث نہیں۔

اقول کاش میں بھی معلوم ہوتا حدیث کی کتابیں جناب محیب عنان اللہ تعالیٰ عننا و عنہ کے کتب خانہ میں ہیں یا کتنی حضرت کی نظر سے گزری ہیں کہ بے دھڑک ایسا عام دعویٰ کرتے ہوئے آئنگے نہ چھپکی، ہم نے تو اکابر ائمہ کو یوں سنا کہ جس حدیث پر اطلاع نہ پائی لسم اجد (میں نے نہ پایا۔ ت) یا لسم اس (میں نے نہیں دیکھا۔ ت) یا لم اقف علیہ (میں اس پر آگاہ نہ ہوا۔ ت) پر اقتصار فرمایا، یہ لیس (نہیں ہے۔ ت) اور لعینک (نہیں ہوا۔ ت) کی جراتیں، حق تو یہ ہے کہ بڑے شخص کا کام ہے۔

www.alahazratnetwork.org

علامہ سیوطی سا محدث ان جیسی نظر واسع جنھوں نے دامنِ ہمت، کمرِ عزیمت پر چست یا زحہ کر جمع الجوامع میں تمام احادیث واردہ کے جمع و استیعاب کا قصد فرمایا، دیکھو حدیث اختلاف اہمیت و رحمة (میری اُمت کا اختلاف رحمت ہے۔ ت) کی تحریک پر واقع نہ ہوئے اور جامع صغیر میں اسی قدر فرما کر خاموش رہے کہ شاید یہ حدیث کسی ایسی کتاب میں مروی ہوئی کہ ہم تک نہ پہنچی بلکہ پھر علامہ مناوی تیسیر میں اس کی تحریک، مدخلِ بیعت و فردوسِ دینی سے تلاش ہی کر لائے۔ پھر ہم کو بایں بقاعِ مزاجہ، چھوٹا منہ بڑی بات، یہ دعویٰ کب زیب دیتا ہے مگر تصنیفِ امام عبد اللہ بن مبارک و تالیفات حافظہ زین محدث و کتابُ الوفاء علامہ جوزی و شفاہ الصدور علامہ ابن کثیر و کتابُ الشفاہ فی تعریفِ حقوق المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصنیفِ علامہ قاضی عیاض و نسیم الرایض علامہ خفاجی و خصائص کبریٰ علامہ جلال الدین سیوطی و مواہب لدنیہ و منتخبہ محمدیہ امام علامہ قسطلانی و

شرح مواہب عظامہ ذرقانی و مدارج النبوت شیخ محقق وغیرہ اسفار ائمہ دین و علمائے محققین، آپ کے نزدیک معتبر نہیں یا جب تک بخاری مسلم میں ذکر مسئلہ نہ ہو قابل اعتبار منظور نہیں۔

فقیر حیران ہے جب حدیث کئی طریق سے مروی ہوئی اور چند ائمہ نے اسے تحریک کیا اور وہ مقتضایاں ملت نے اس سے احتجاج فرمایا اور سلفاً خلفاً بے اعتراض مقرر منقبول رکھا، پھر نہ تسلیم کرنے کی وجہ کیا ہے؟ اگر بالفرض حدیث میں ضعف ہی مانا جائے، تاہم مرتبہ مقام پر نظر چاہئے کہ یہاں تفسیق مطلوب ہے یا تو تسبیح محبوب، صحت نہ سہی، کیا حسن سے احتجاج نہیں ہوتا؟ حسن بھی نہ مانو، کیا ضعف متاسک ایسی جگہ کام نہیں دیتا؟ آخر اقسام حدیث میں ایک قسم کا نام صالح بھی سینا ہوگا، اگر ماورائے صحاح سب یہ کار ہیں تو حسن میں حسن اور صالح میں صلاحیت کس بات کی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون (بیشک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہم کو لوٹنا ہے۔ ت)

قولہ مسلمان کو ایک جانب پر اصرار نہ چاہئے۔

اقول اگرچہ حق واضح ہو، یہ کلمہ عجیب وضع کیا، مسلمان کی شان وہ ہے جس سے رب

تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں خبر دیتا ہے،

یستمعون القول فیستنبعون احسنہ ^{www.alahazratnetwork.org} جو کان لگا کر بات سُنیں پھر اس کے بہتر پر

چلیں۔ (ت)

دامن ائمہ ہاتھ سے دے کر شاہراہ یقین سے دُور پڑیے اور شکوک و تردّدات کے کانٹوں میں الجھئے۔

اسے عزیز! جب مسلمان نقی الایمان ادھر تویر سے لگا کر اس باب میں احادیث وارد اور اراکینِ مثنیٰ و اساطینِ شرع میں کی تصانیف اس سے مملو و مشغول اور ادھر اس کے قلب کی حالت ایمانی جو کثیر فضائل سیدہ المحبوبین علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جان سے پیاری ہے، بہ شوقِ تمام سرودِ قد استادہ ہو کر مرجاگیاں اسے مستند آشنا و صد قنار جگہ دے گی اور ادھر داعیہ عقل سلیم انہماکِ تازہ پا کر حکمِ قطعی لگائے گا کہ میرا محبوب سرِ ایا نور ہے اور نور کا سایہ فرد سے دُور، تو ان انوارِ پے در پے کی متواتر ریزشوں کے حضور شکوک و اوہام کی غفلت کیونکر ٹھہر سکے گی اور یقینِ کامل کی روشنی چار جانب سے سرِ ایا کو محیط ہو کر کس طرح اصرار و اذعان کے رنگ میں نہ رنگ دے گی۔

ہم چھوٹی سی دو باتیں پوچھتے ہیں، شک کرنے والے کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

نورِ بخت ہونے میں تامل ہے یا سایہ کو کثافت لازم ہونے میں تردد۔ اگر امرِ اول میں شک رکھتا ہے تو میں اپنی زبان سے کیا کہوں، صرف اپنے ایمانِ صرفِ غیرِ مشوب بالادبام اور قضیۂ اشہد ان محمدًا عبداً و رسولہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ت) کے لازمی احکامِ حکم اپنا ذریعہ کیلئے، اور امرِ دوم میں تردد ہے تو مفتی عقیل کی بارگاہ سے جنون و دیوانگی کا فتویٰ مبارک، اسی نے ہم دعویٰ حتمی کرتے ہیں کہ اگر اس باب میں کوئی حدیث نہ آئی ہوئی، نہ کسی عالم نے اس کی تصریح فرمائی ہوئی، تاہم ملاحظہ ان آیات و احادیث متکاثرہ متوافرہ مظلومہ جن سے بالقطع والیقین سراپائے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور صرف کان لطافت و جان اخبارت ہونا ثابت، ہم حکم کر سکتے کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا، نہ کہ باوجود توافقی عقل و نقل تسلیم میں لیست و لعل ہو (والہفاد)۔

شک کرنے والا ہمیں نہیں بتاتا کہ اسے کون کون سی بات حاصل ہوئی، کیا ایسے ہی اکابر کے اقوال ان ارشادات کے صاف برخلاف، کہیں دیکھ پائے یا عقل نے نورِ محض کے سایہ ہونے کی بھی کوئی راہ نکالی جو اس نے دلائل میں تعارضِ جان کر شک و تردد کی بناء ڈالی اور جب ایسا نہیں تو شاید عظمتِ قدرتِ الہی میں تامل یا وہی پرہیز جوں کا تمنا اس مظلوم الاساس کہ صا انتم الا بشر مثلنا (نہیں ہو تم مگر ہماری طرح بشر۔ ت) اس پر باعث ہوا، جب تو آفت بہت ہی سخت ہے، اللہ تعالیٰ رحم فرماتے۔

سربناتلایخ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا
من لدنک رحمۃ ۛ انک انت
الوھاب ۛ

اے رب ہمارے دل ٹیرھے نہ کر بعد اس کے
کہ تُو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے
رحمت عطا کر، بے شک تُو ہے بڑا دینے والا۔ (ت)

قولہ اذعائے وجودِ ظل میں ایہامِ سورِ ادب ہے۔

اقول اَلَا تَحْصُصُ الْحَقَّ ۚ (اب حق واضح ہو گیا۔ ت) اللہ تعالیٰ نے حق بات کو
علو و غلبہ میں کچھ ایسی شانِ عیب عطا فرمائی ہے کہ تشکیک و حیرت بلکہ تکذیب معاذت کی تاریکیوں

لے العتدآن الحکیم ۱۵/۲۶

۷۴۶ ۲/۶

۷۴۷ ۱۲/۵۱

میں بھی من حیث الابدی اپنا جلوہ دکھا جاتی ہے، مجیب کو منع اصرار پر اصرار تھا، اب اقرار کرتے ہیں کہ وجودِ ظل ماننے میں ایہامِ شوبہ ادب ہے، اور پُر ظاہر کہ ایہامِ گستاخی تو وہیں ہوگا جہاں عیب و منقصت کا پہلو نکلتا ہو۔ اب شرعِ مطہر سے پوچھ دیکھتے کہ ایسی بات کا جزم و قطعاً رد و انکار واجب یا سکوت و حیرت کی کشمکش میں عمل چھوڑ دینا مناسب نہیں۔ اب تو آپ کے اقرار سے فرضِ قطعی ٹھہرا کہ سایہ ہونے کا اقرار بلیغ کیا جائے اور اس پر حدودِ جہ کا اصرار تمام رکھا جائے کہ ہر اس شخص و خاشاک سے جو ایسا مانا و احتمالاً بھی ہوئے تنقیص دیتا ہو، صاحبِ نبوت کی تربیتِ اصولِ ایمان سے ہے اور بات بھی یہی ہے کہ جب سایہ کو کثافت لازم اور لطافت کا ملکہ عدمِ ظل کو مستلزم، تو حکمِ مقدمہ اولیٰ جسے عدمِ سایہ میں شک ہو گا وہ درحقیقت سراپائے اقدس حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لطافت میں متردّد ہے اور سایہ ماننے والا کثافت اور نہ ماننے والا کمالِ لطافت کا معتقد ہے پھر مسلمانوں کو نفیِ سایہ پر اصرار سے منع کرنا بعینہ یہ کہنا ہے کہ لطافتِ حرم والا کو لفظی نہ جانو اور عباداً باللہ کثافت بھی محتمل مانو۔ اب اس شک و ابدانے احتمال کا حکم بغایت شدید ہونا چاہیے تھا مگر خیر گزری کہ لازمِ مذہب و مذہب نہیں قرار پاتا۔

قولہ اور اصرار برہم میں احتمالی دعویٰ غیر واقع ہے۔

اقول احادیث صحاح بخاری و مسلم یکسر اذکیں بکیں نہیں کہہ سکتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا یا ایسا کیا یا وہاں یہ واقعہ ہوا کہ جب تک تو اتار نہ ہو احتمالی دعویٰ غیر واقع سب جگہ قائم، کچھ دنوں خدمتِ شرع نصیب رہے تو خوب واضح ہو جائے کہ احتمالات مجرد مناشی صحیحہ سے ناشی نہ ہوں یک لخت پایہ اعتبار سے ساقط ہیں اور ان پر کسی طرح بنانے کا نہیں ہو سکتی ورنہ واجبات سے تو یکسر باقید و موہیٹے کہ قطع و یقین منافی وجوب اور بے یقین اصرار معیوب، نیم کے طریقے بالکل مسدود کہ ہر شک و شک میں احتمالی نجاست موجود، نفیِ مستہ آئی یا احادیث متواتر میں تو ان ٹیوں کی پاکی مذکور نہیں، یہ زمینیں ابتداء سے خلقت سے ہر وقت ہمارے پیشِ نظر ہیں کہ عدمِ نجس پر یقین حاصل ہو، ہر نماز کے وقت ہر بار کپڑے پاک کرنا ضرور ہو کہ ممکن ہے کوئی تباہی پہنچی ہو اور یہیں اطلاع نہ ہوئی ہو، وضو و غسل و غسلِ ثیاب اب غیر جاری سے روانہ ہو کہ یہاں بھی وہی آتش کا سد میں ہے، اکثر عورتوں خصوصاً زنانِ ہمسایہ و قرابت دار میں احتمال ہے کہ انھوں نے یا ان کی ماں یا باپ نے ناک کی ماں کا دودھ پیا ہو یا ناکھ نے جس عورت کا دودھ پیا اُس نے انھیں دودھ پلایا ہو یا وہ عورتیں ناکھ کے باپ یا دادا یا ناکھ کی مسوسہ یا منظورہ یا مسودہ ہوں، پھر نكاح کیونکہ ہو سکے، اور جنھوں نے اس قاعدہِ جدیدہ سے ناواقفی میں کر لیا ہے ان پر متاثر کہ لازم ہو، قاضی شہادتِ شہود پر حکم نہیں کر سکتا، ممکن کہ گواہ جھوٹ

بولتے ہوں یا انہیں صورتِ داعیہ یاد نہ رہی ہو الٰہ غیر ذلک من المفاسد التي لا تحصى (اس کے علاوہ بے شمار فساد لازم آئیں گے۔ ت) غرض اس دو حرفی قاعدہ نے ایک عالم تہ وبالا کو ڈالا، دین و دنیا کا عیش تلخ کر دیا۔

عزیز! یہ کہنا تو اس وقت روا تھا جب کوئی حدیث اس بارہ میں وارد نہ ہوتی، نہ کلماتِ علماء میں اس کا پتا چلتا، نہ وجودِ سایہ لطافتِ تن اقدس کے منافی ہوتا، یا یہ ہوتا کہ احادیث و اقوال ایک پلہ کے دونوں طرف ہوتے اور لطافتِ ثابتہ کسی طرف ترجیح نہ دیتی تو کہہ سکتے تھے کہ دلیل سے کچھ ثابت نہیں ہوتا اور ایک بات پر حکمِ حتمی میں احتمالِ نسبتِ غیرِ واقعی ہے اور مسئلہ اصولِ دین سے نہیں، نہ ہمارا کوئی عمل یا عقیدہ اس پر موقوف، پھر خواہ مخواہ غرض بیکار سے قائمہ؟ من حسن اسلام المرء، تو کہہ مالا یعنیہ (کسی شخص کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ بے مقصد باتوں کو چھوڑ دے۔ ت) ایسے ہی مقامات پر علمائے عظام سکوت و توقف کرتے اور تعارضی دلائل ذکر کر کے اسی قسم کے کلمات لکھ دیتے ہیں، امثال مسائل تغاضل نسائہ و اثابتِ جنت و حالِ اطفالِ اصحابِ ضلال سے مجیب نے وہ لفظ سیکھ کر تحریر کر دیئے اور فرقِ مجتہدین پر غور نہ کیا ہم زیادہ نہیں مانگتے ایک ہی جگہ دو کھادیں کو کوئی مسئلہ احادیث سے ثابت اور اقوالِ علماء سے نقلِ غلاف اس پر متغافل اور ایک حکمِ یقینی یا ثبوتی پر غافل نہ ہوں اور اسی پر علمائے عظام نے تسلیم کیا کہ اس کے سبب عقلِ تورانی و حسبِ ایمانی حقیقتِ مسئلہ پر حاکم ہو، پھر کسی عالمِ معتبر نے وہاں توقف اختیار کیا ہو اور اصولِ دین سے نہ ہونے یا مخالفتِ واقع کے احتمال کو مانع تسلیم قرار دیا ہو ورنہ یہ تو زاسیدہ مضمون قابلِ توبہ و استغفار ہے۔ سابتنا اغفر لنا و للمؤمنین جیسا (اے ہمارے پروردگار! ہمیں اور تمام مومنوں کو بخش دے۔ ت)

قولہ مسئلہ اصولِ عقائد سے نہیں جس کے باب میں ہر شخص کو اہتمام ضرور ہو۔

اقول مجیب صاحب (سامعنا اللہ وایاہ بالعفو و المغفرة، اللہ تعالیٰ عفو و مغفرت

کے ساتھ ہم سے اور اس سے درگزر فرمائے۔ ت) نے اس چار سطریں کے جواب میں عجب تماشا کیا ہے کہ اکثر دلیل جو قائم کہیں ان کے صغریٰ کو ظاہرِ تسلیم تھے لکھتے گئے اور گہری کہ بدیہی البطلان تھے، مطلوبی فرما دیئے، مثلاً لکھا،

”محدثانِ اعلام نے اس کتاب کو معتبر نہیں مانا ہے۔“

اور کہے کہ جس کتاب کو محدثانِ اعلام نے معتبر مانا ہو اس کی کوئی حدیث قابلِ احتجاج نہیں، ترک کر دیا، پھر لکھا:

”مصنف نے التزامِ تصحیح مافیہ نہیں کیا“

اور کہے کہ جس مصنف نے یہ التزام نہ کیا اس کی حدیثیں مستند نہیں، ذکر نہ فرمایا، پھر لکھا:

”کسی حدیث کی معتبر کتاب میں الحوالہ“

اور کہے کہ جو مسئلہ کتبِ معتبرہ حدیث میں ہو، قابلِ تسلیم نہیں، چھوڑ دیا۔ پھر لکھا:

”اصرار بر عدم میں احتمال الحوالہ“

اور کہے کہ جہاں یہ احتمال ہو اس میں توقف ضرور اور تسلیم بے جا، تحریر نہ کیا۔ اب اخیر درجہ لکھا کہ:

”مسئلہ اصولی عقائد سے نہیں؟“

اور کہے کی طرف ان غفلتوں سے اشارہ کیا،

”جس کے باب میں ہر شخص کو اہتمام ضرور ہو۔“

صاف کہا ہوتا کہ جو مسئلہ اصولی عقائد سے نہیں اس میں اہتمام کی کچھ حاجت نہیں۔ سبحان اللہ! ایک ذرا سے فقرہ میں تمام مسائلِ فقہیہ کی بیجا کمی کر دی کہ وہ براہِ راست ہیں نہ اصول، پھر ان کا اتباع محلِ اہتمام سے معزول اور واجبات و سنن کا تو پتہ نہ رہا کہ انھیں عقدِ قلب سے کب بہرہ ملا، اب شاید بعد و ردِ اعتراض یہ تنصیص یاد آئے کہ ہمارا کلام مسائلِ غیر متعلقہ بکجارج میں ہے۔

اقول اب بھی غلط، متکلمین تصریح کرتے ہیں، مسائلِ خلافتِ اصولِ دینیہ سے نہیں، موافقت و

شرح موافقت میں ہے،

(ولما توفوا) اشارۃً الى مباحث الامامة فانها وان كانت من فروع الدين الا انها المحقق باصوله فعاللخرافات اهل البدع والاهواء وصونا للائمة المعتمدین عن مطاعنهم (وفق اصحابه لنبط اكرهم و اتقاهم) یعنی ابابکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ احد ملخصا۔ وفيه من المصداق

(شارح فرماتے ہیں) لما توفوا، امامت کی بحث کی طرف اشارہ ہے، اگرچہ مسئلہ فروعِ دین سے ہے مگر اہل ہوا اور بدعتیوں کے خرافات کو دفع کرنے کے لئے اور ائمہ دین کو ان کے طعن سے بچانے کے لئے اصولِ دین سے طعن کر دیا (کہ تمام صحابہ کرام اپنے سے اتقی و اکرم یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت پر متفق ہو گئے) موقعِ خامس میں

الرابع من الموقف الخامس في الامامة و
مصدر رابع امامت میں ہے امامت کی بحث اصول
مباحثہ ایست من اصول الديانات و
العقائد خلافاً للشيعة اھ -
(کہ اُن کے نزدیک اصول دین سے ہے) (احول)

کیا یہ قاعدہ مختصر یہاں بھی اہتمام ضروری نہ رکھے گا اور اقرار و انکار امامت ائمہ کو یکساں کر دے گا
ایران و مسقط کو مرثوۃ تمنیت، اب چمن سے اپنا کام کیجئے، خلافتِ راشدہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم میں شوق سے کلام کیجئے، تیرہ صدی کی برکتِ سنیوں کی ہمت، اب انھیں ان مباحث سے کام ہی
نہ رہا۔ حقیقتِ خلافت کا اہتمام ہی نہ رہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (بیشک ہم اللہ تعالیٰ کے مال ہیں
اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت)

فقیر کو حیرت ہے باوجود توافقی عقل و نقل و ورود و احادیث و شہادتِ ائمہ عدل و اقتضائے خود بخود
بحکم لطافتِ جرم نورانی و تاکیدِ محبتِ سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبول سے کیا چارہ اور ترکِ اصرار و اہتمام کس کا
یارا، اور یہ بھی نہیں کھٹکتا کہ لفظ "ہر شخص" فرما کر عمومِ سلب سے سلبِ عموم کی طرف کیوں ہوا؟ کیا بعض کو
اہتمام ضروری بھی ہے؟ اور الباقی تو وہ بعض معین ہیں یا غیر معین؟ بر تقدیر ثانی کلام، مقصود پر منعکس و
منتقل ہو جائے گا اور تحریر اعمین الوقوع فی المذہب ہر شخص کو اہتمام ضرور قرار پاسے گا اور پہل شتی پر حکمِ احکم
لتبیت ذلک للناس (کہ تم ضرور اُسے لوگوں سے بیان کر دینا۔ ت) کا انقیاد ہو، اس تعین کی
تعمین، پھر اُس پر دلیل مبین ارشاد ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ
و آلہ واصحابہ التجوم و العلم
یا لھق عند اللہ ما ہت تبارک
و تعالیٰ و اھب العلوم استراح
المقلم من هذا التتمیق الانیق
فی العشرة الوسطی من ذی الحجة المحرم
سنة ۱۲۹۷ (سبع و تسعين بعد الالف و
اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے ہمارے آقا
محمد مصطفیٰ پر جو چودھویں کے چاند ہیں اور آپ کے
آل و اصحاب پر جو دشمن ستارے ہیں۔ حق کا علم
اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جو ہمارا پروردگار ہے
اور علوم عطا فرمانے والا ہے۔ اس عدد تحریر کی
تہمین سے قلم نے غرمت والے مینے ذوالحجہ کے
درمیانِ عشرے کے اندر ۱۲۹۷ھ کو ایک ہی

نشت میں راحت حاصل کی۔ شہر پاک مارہرہ منورہ
میں آرام فرماتے والے ان اولیائے کرام کے
مزارات مقدسہ کے پہلو میں یہ تحریر لکھی گئی جو چارے
سروار و مشائخ عارفین گرامی قدر ہیں۔ اللہ تعالیٰ
ان کے فیوض معطرہ کی خوشبوئیں ہمیں عطا فرمائے
آمین! تیری رحمت کے ساتھ اسے بہترین رقم
فرمائے والے۔ (ت)

البائین) فی جلسۃ واحدة فی البلدة
المطهرة مارہرۃ المنورة بجانب
مزارات الکرام السیرۃ ساداتنا و
مشائخنا العرفاء الخیرۃ افاض الله علینا
من نجات فیوضهم العطرة
امین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

فصل دوم

بسم الله الرحمن الرحيم

نقل تحریر از ریاست محمد آباد جس نے سلسلہ سخن
کو تازہ جنش دی، اللہ تعالیٰ اس ریاست کو ہدایت
دہن کی کے ساتھ آباد رکھے اور اس کو شر و فساد
سے بچائے۔

نقل تحریر یکہ الحال از ریاست محمد آباد
عمر الله بالرشد والهدى وصانها عن
الشرو والفساد سلسلہ سخن را جنش تازہ
داد۔

بسم الله الرحمن الرحيم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا
پروردگار ہے۔ درود و سلام نازل ہو اس کے
رسول محمد مصطفیٰ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام
صحابہ پر۔ بعد ازاں لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح تمام
اجسام کثیفہ و لطیفہ کے لئے سایہ ہوتا ہے ایسا
سایہ حضرت عالی مرتبت، رسالت پناہ، نبوت
و استغاثہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
جسم مبارک کے لئے نہیں تھا، اور یوں بھی کہتے
ہیں کہ پیدائش سے آخر عمر تک ہمیشہ سایہ
نہ تھا۔

الحمد لله رب العالمين والصلوة و
السلام على رسوله محمد و
آله واصحابه اجمعين، اقام بعد
مردم میگویند کہ برائے شخص مبارک عالی حضرت
رسالت پناہ ہی، نبوت و استغاثہ ہی صفات اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سایہ ظل چنانچہ جملہ اجسام و اجرام
کثیفہ و لطیفہ را ہی باشد بود و گاہے از ابتدائے خلقت حضرت
رسالت پناہ ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا آخرت رب العالمین
تعالیٰ شانہ، چمنان بود بے سایہ و بے ظل
گذراندند۔

فقیر کہتا ہے کہ یہ معجزہ کسی ایسی کتاب میں ہو لائی
اعتماد ہو اور اہل سند و اسناد نے اسے مستند صحیح
بیان کیا ہو، میں نے نہیں دیکھا، کتب صحاح و سنن
میں کسی سے نہیں سنا کہ ثابت کیا ہو۔ اہل سیر و
مغازی جو بیان کرتے ہیں اس پر جیسے کہ محدث کو
اعتماد ہے، معلوم ہے، لہذا تمام اہل علم کو چاہئے
کہ اس کا ثبوت از روئے سند صحیح کتاب و سنت
سے بیان فرمائیں، اس کا اجر فقیر سے خداوند تعالیٰ
سے امید رکھیں۔ فقط

کتبہ ابو عبد اللہ محمد عفی عنہ

فقیر میگوید کہ این مجبزه در کتابیکه لائق اعتماد
باشد و اہل مند و اسناد و آنرا مستند صحیح بیان
کرده باشند، ندیده ام و در کتاب صحاح و سنن
کہ مروج انداز کیے نشنیده ام کہ ثبوت کرده اند و
آنچہ اہل سیر و مغازی بیاہی میکنند اعتماد آن
چنانچہ اہل حدیث را بہست، معلوم پس ہر کرا
از اہل علم ثبوت آن از روئے سند صحیح از کتاب و سنن بیان
فرمایند، اجر آن از فقیر از خداوند تعالیٰ مامول
دارند فقط۔

فصل خزانہ کی پامالی کیلئے نسیم ایمانی کی پھرانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سائے اور
دھوپ کا خالق اور ظلمت و نور کو پیدا فرمانے والا ہے۔
پھر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ اور
درو و سلام نازل ہو دلوں کی مجلس کو چمکانے والے
آفتاب پر اور اس ماہتاب پر جو چھاؤں، گرہن،
ہٹ جانے اور غروب ہونے سے پاک ہے۔ پھر
نافران لوگ اس کے نور سے بے بہرہ ہیں، اور
ان کی آل پر جو ستارے ہیں اور اصحاب پر جو علوم کے
چراغ ہیں۔ آشوبِ خیم والے کو سورج کی روشنی
کے وقت سکون نہیں ہوتا۔ دامنِ نالائقی کے سایہ
میں پرورش پانے والا، خورشید دانائی کا چہرہ
نزدیکنے والا، گناہ افزا بازار کی رونق، فکر جزا میں

بازارِ نسیم ایمانی پامال فصل خزانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله خالق الفل والنور والمجد و جاعل
الفلک والسموات ثم السحاب کفروا
بر ربهم بعد لولم۔ والصلوة و
السلام علی السراج المنیر و
نادی القلوب، القصر المنزہ عن کل
کلف و خسوف و محاق و غروب،
ثم الذین فجروا عن نورہ لعلہم
وعلی الہ النجوم واصحابہ مصابیح
العلوم ما لم یکن للامم عند
ضوء العین سکون، سایہ پروردہ و امن نامزائی،
رودے نادیدہ نیر و انانی، فقیر ناسزا
رونی بازارِ معاصی قرآ، سہ بگ بیان فکر جزا،

پریشان، عبدالمصطفیٰ معروف بہ احمد رضا (اللہ تعالیٰ اسکی
آئندہ وگوششت کوتاہیوں کو معاف فرمائے) اپنے
خدا کو کیا دلا شریک بننے اور اُس کے مصطفیٰ کو بمثل
ہونے کی توصیف کے بعد ہستی پہر والے آفتابِ حق
اور جہان کو روشن کر دینے والے نورِ شید کو اس طرح
انوار و اضواء کی برسات کے ساتھ لانا ہے کہ تمہارے
سوال کے جواب اور رد و گردانی پر جانے والی عرض
اور خلافت پر موافقت اور عتاب آلود نرمی سے کچھ
پہلے فقیر حقیر نے اس زیر نظر مسئلہ کے متعلق
سراستے سخن کے کناروں سے دوچمکتے ہوئے ستارے
لائے ہیں، ایک کاشمیر و ضحیا اور دوسرا کالعدم
تلہا، جو شخص صحت مند آنکھ اور قابلِ فہم دل رکھتا ہے
اس کی بصارت و بصیرت کو ان ستاروں کی کاشف
ظلمات تجلیات سے اچھی طرح کامیابیاں ملنا و
بارک ہوں۔ سنے پیاروں نے جو تازہ طرح ڈالی
اور نیا راستہ اختیار کیا، اگر ہم بھی ان کے ساتھ بطور
جیسے کو تھیں (ترکی بر ترکی) مقابلہ کریں تو اسے خدا
نکتہ دان عقلمندوں اور باریک بین باطنی نظروں کے
دل پر احساسِ تلخی، انصافِ آئین، اللہ تعالیٰ سے
پھر اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
ہم مدد چاہتے ہیں، بلند ہی وعظمت والے خدا کی توفیق
کے بغیر نگاہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی
نیکی کرنے کی قوت۔

قولہ لوگ کہتے ہیں اللہ

اقول لوگوں سے مراد ائمہ دین ہیں یا عوام

عبدالمصطفیٰ معروف بہ احمد رضا غفر اللہ لہ ما
یحسب منہ و ما مضی، خدا نے
خود را بہ کیا تھی و مصطفیٰ سے را بہ بے ہمتائی
ستودہ جہر ہستی پھر تحقیق و آفتاب جہاں تاب
تدقیق را، چنان بریزش امطار انوار، و
بارش اضواء نصف النہار سے آرد کہ پیشتر کہ
از و دو این جواب سوال غادر عرض اعراض فرما
و وفاقی شقائق آمود، و لطف حساب آلود،
فقیر حقیر در ہیں مسئلہ پیش آئندہ دو ستارہ
تابندہ از آفتاب سخن سرائے، با شراق جلوہ نما،
آوردہ ام یکے کاشمیر و ضحیا و دیگر کالعدم
تلہا ہر کہ چشمے دارد از دریا پاک، و ولی پذیرائے
نور اور اک، یصرو بصیرش را از تجلیہائے کلمت
ردالش نیکوترین بہرہ وریہا مہیا و مہتابا و عزیزان
نور کہ طہر حیات تازہ افگندہ اند و را ہے جدید
پیش گرفته، اگر بایںہا نیز برہم چالشگری دے
چند آویزشی کنیم، یارب بر خاطر خودہ
بینان خود پرورد و وقت گزینان باطنی نظر،
بے گوارش مرداد، آمین، و باللہ شہ
بر رسولہ نستعین، و لاحول و
لاقوۃ الا باللہ العلی
المعظم۔

قولہ مردم میگویند اللہ

اقول ائمہ دین یا عوام متقدمین علی الاول

بجائے مقصود از در نقیض آمدن است، و استیناس
نقد، پر لباس اسد، خواستن، مگر ارشاد ائمہ
ہستہ نیست، کہ دلیل دیگر جوئی، یا این را بمنزل حشر
سئلی غیر و ذکر به شیعیہ عبد الگاند پوتی۔ من فقیر
گمان برم و ناراست نمی برم کہ ان شاء اللہ تعالیٰ
رؤئے توحید بسوئے معتد نہ ثالثہ تحریر
شانی یافتن بہاں باشد، و این دوسوہ را
جواب شانی و علاج کافی یافتن بہاں،
آخر خدا سیکہ حضرات عالیہ ایشان را
بر سر رہامت و ارانک زعامت جائے داد
و حکم الخراج بالضمائم ثلث ثقل
تحمل اعیانے گرانبار فاعتبروا یا اولی
الابصار انکم بر ذمت ہست ایشان
نہاد و ضعف و ناتوانی ما عیان تا دیدہ
رو بہ دست کم دانشی گردید و بغواستے
ان مع العسریسرا
و ما جعل علیکم فی الدین
من حرج خوان نعمت
فاستلوا اهل الذکر
انکم لا تعلمون

مقلدین؟ اگر ائمہ دین مراد ہیں تو پھر یہ خلاف مقصود کی
طرف آنا اور لباس شیر میں انس نقد طلب کرنا ہے،
کیا ان کو کام کارش دنا کافی ہے کہ دوسری دلیل طلب
کرتے ہو یا ائمہ دین کا یہ راستہ مطلوب تک نہیں
پہنچتا، اس لئے علیحدہ پگڈنڈیوں پر بٹکتے پھرتے ہو؟
میں گمان کرتا ہوں اور درست گمان کرتا ہوں کہ انکا
تعللے توجہ کا رخ تحریر شانی کے مقدمہ ثالثہ کی طرف
ہی پھرتا ہو گا اور تمہارے اس دوسوہ کا وہی جواب
شانی و علاج کافی ہو گا۔ آخر خداوند تعالیٰ نے حضرات
عالی شان کو امامت کے تختوں اور سرکاری کی سٹوں
پر مقام عطا نہ فرمایا اور الخراج بالضمائم (خراج
ضمائم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ت) کے فیصلہ کے
مطالبی فاعتبروا یا اولی الابصار (تو پھر
اے نگاہ والو۔ ت) کے چرائیوں کا بوجھ بڑاشت
کرنا ان کے ذمہ ہمت پر نہ رکھا؟ اور ہم تاویدہ رد
کی کمزوری کو اور کم علی کے پاتھ گردی شدگان کو
نہ دیکھا اور بہ مقتضائے ان مع العسریسرا
(بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ ت)
اور و ما جعل علیکم فی الدین من
حرج (اور تم پر دین میں کچھ تشنگی نہ رکھی۔ ت)

۱۔ جامع الترمذی ابواب البیوع باب ما جاء من یشتري العبد ویفله الخ امین پسنی دہلی ۱/۱۳۵

۲۔ القرآن الکریم ۲/۵۹ ۳۔ القرآن الکریم ۶/۹۳

۴۔ ۶۸/۲۲

۵۔ ۲۳/۱۶ و ۶۱/۶

حمید -

فَعَسَىٰ فَا سَأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (تولے
لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ ت) کا
خاتمہ نہ چنا؟

دوستو! بہت ہی خوش نصیب ہے وہ جس
نے ہر تعاضے ان اللہ تصدیٰ علیکم فاقبلوا
صدقتہ (بے شک اللہ نے تم پر صدقہ کیا تو اللہ تعالیٰ
کے صدقہ کو قبول کرو۔ ت) اس روح فرما فرمان
کو قبول کیا اور چون و چرا کے چکر سے خلاص ہوا اور
بہت بد بخت ہے وہ جس نے اماہذا فقد اعرض
فاعرض اللہ عنہ (لیکن اس نے اعراض کیا تو
اللہ تعالیٰ نے اس سے اعراض فرمایا۔ ت) کی
ناکامی کے سبب اپنے اوپر کام مشکل کر لیا اور اندازہ
گودری سے پاؤں باہر کھینچ لئے خطر
آفتاب اندر میاں آگ لگ کر میوید شہا

(آفتاب موجود ہو تو شہا کو کون تلاش کرتا ہے)

فائدہ: نبات النفس میں ایک باریک ستارہ ہے جس کو شہا کہتے ہیں۔

اور دوسری شق پر (بصورت عوام مقلدین)
پناہ بخدا! کیا سیدنا عبداللہ بن عباس، حضرت ذکوان
تابعی، عبداللہ بن مبارک، امام ابن الجوزی، ابن سبت

اسے خوشا کسیکہ بحکم ان اللہ تصدیٰ
علیکہ فاقبلوا صدقتہ فرمان اس
صلائے جانفزا پذیرفت، و از کشاکش
رلم و کیف پاک رست و پدا کسیکہ ہر ناکامی
اماہذا فقد اعرض فاعرض اللہ عنہ
کار بر خود و شوار کرد و پاسے از اندازہ کلیم بیرون
کشیدن جست صر
آفتاب اندر میاں آگ لگ کر میوید شہا

و علی الثانی یارب مگر سیدنا و ابن سبتنا
جبر الامر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
و حضرت ذکوان تابعی و امام ہمام حجۃ اللہ فی الامان

۲۴۱/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۴۰/۱ آفتاب عالم پریس لاہور
۱۲۸/۲ امین کمپنی دہلی
۷۶ ص ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۱۶/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۱۴/۲ - - -

لے صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین و قصرھا
سنن ابی داؤد باب صلوٰۃ المسافر
جامع الترمذی الہاب التفسیر تحت آیت ۱۰۱
سنن ابن ماجہ باب تقصیر الصلوٰۃ فی السفر
لے صحیح البخاری کتاب العلم باب من تعد حیث منیٰ بہ المجلس
صحیح مسلم کتاب السلام باب من اتی مجلسا فوجد فرجہ الخ

حافظ زرین محدث ، علامہ جلال الدین سیوطی ،
قاضی عیاض ، امام احمد قسطلانی ، علامہ
زرقاتی ، علامہ خفاجی اور شیخ عبدالحی محدث
دہلوی وغیرہم کو معاذ اللہ عوام میں شمار کرتے ہیں
یا ان کے نگینہ ہائے نصوص کو رنگِ اغلاط سے
مصطفیٰ و مبرا گمان نہیں کرتے امتِ ہذا
لشرف عجب (بے شک یہ عجیب
بات ہے)۔

www.alabazratnetwork.org

عبد اللہ بن مبارک و امام حافظ شمس الملہ والدین ابو الفرج
ابن الجوزی و امام علامہ ابن سبیح و حافظ زرین محدث
و امام الامام حافظ الشرق و الغرب مولانا جلال الملہ
والحی والدین ابو بکر سیوطی و امام علامہ عاشق المصطفیٰ
سید الحفاظ جیل الشرع والدین جیل اللہ التین قاضی عیاض
یکبسی و امام ربانی احمد بن محمد خلیب قسطلانی و فاضل
اجل محمد بن عبد الباقی زرقاتی و علامہ فہام شہاب الملہ
والدین خفاجی و شیخ محقق سیدنا عبدالحی محدث
دہلوی وغیرہم ائمہ دین و جہاد قادیانہ و ائمہ
تعالیٰ علیہم التحیین و نفعنا ببرکاتہم فی الدنیا و
الدین را معاذ اللہ و مسلک عوام منخرط شہرہ یا نصوص
نصوص ایمان را از رنگ غلط منظرہ نہ پندارند
ان هذا الشیء عجب۔

قوله جیسا کہ تمام اجسام کثیف و لطیفہ
کے لئے ہوتا ہے۔

اقول اس کلیتِ مطلقہ اور احاطہ
مستغرقہ پر ناگزیر اس اطلاق کو سنگِ کثافت پر
نہی بند نہ رکھا، حدِ لطافت تک پہنچ ڈالا، شاید
وہ دوست سایہ کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں۔
اسے ناز و نعمت میں پلے ہوئے مخاطب! شاید
تھیں معلوم ہے سایہ کیا شے ہے؟ سورج چمکنے
لگا، ہر جگہ نور کی چادر بچھا دی، درمیانی اجسام رکاوٹ
بنے اور روشنی کے آگے پردہ لٹکادیا، پردگی نور
سے مجبور ہو گئی، جو اسے متوسط نے بسبب مقابلہ و
شدتِ قابلیتِ روشنی سے کافی حصہ لیا اور اس

قوله چنانچہ جملہ اجسام واجبہ
کثیف و لطیفہ رائے باشد۔

اقول لازم اس کلیتِ مطلقہ و احاطہ
مستغرقہ را کہ حجم عموم و اغراق اطلاق
پر سنگلاب کثافت میں نکرہ خیمہ تابصر حدِ لطافت
کشید مانا کہ عزیزان ہمارے حقیقتِ ظل آگاہی نہ دارند۔
اے مخاطب! سایہ پروردگار مگر دانی کہ سایہ
چیت، نیرے تافتن آغاز کرد و بہر جا بساط
نور گستر و اجسامے از میان خاستہ و نفوذ
اشعہ را مانع آمد اینہا پردہ فروہشت، و پردگی
از نور مجبور گشت، جو اسے متوسط کہ حکمِ مقابلت
و شدتِ قابلیت، از نور و استغناءست بہرہ

کافی رہو، آں محروم یا نیز پارہ از انجلاہ از زانی
نمود۔

محسوس کو بھی روشنی کا کچھ حصہ عطا
کیا۔

اِس ضورتانی را ظل نامند و نیکو روشن کہ
اِس معنی ہے عجب، و جب بے منع لغو نہ تو منع لغو
بے کثافت صورت نہ بند، و او فرادہ اگر اِس اطلاق
راست باشد اشراق ارض محال گردد کہ میان
فاعل و قابل جسم آسمان حائل، بلکہ ہم از مدعا
نقیض مدعا لازم آید کہ چون جسم بجز خاک در میان
ست، استنثارہ ہوا کہ مضمی ثانی ست خود
چرا سکان ست، پس از رُوئے زمین تا سطح
آسمان بیچ جسم را سایہ نباشد،
والسالبۃ الجزئیۃ تناقض الموجبۃ
الکلیۃ و تقييد مرفی بودن کہ حاجب نباشد
مگر از مبصرات یا آنکہ تخصیص بعد الاعتراض
ست در امثال ہوا و نار جاری۔

اِس دوسری روشنی کو ظلل کہتے ہیں اور خوب ظاہر
کہ یہ معنی ہے پردہ اور پردہ بلا منع لغو اور منع لغو
کثافت کے سوانا ممکن ہے۔ ہائے زیادتی با اگر یہ
اطلاق درست ہو تو زمین کا روشن ہونا محال ہو جائے
اِس لئے کہ سورج اور زمین کے درمیان جسم آسمان
حائل ہے بلکہ تمہارے دعویٰ سے ہی تمہارے مدعی
کی نقیض لازم آتی ہے کہ جب آسمان جیسا جسم درمیان
ہے تو ہوا جو ثانوی درجہ میں روشن ہے، کیسے ممکن
کہ روشن ہو، لہذا رُوئے زمین سے آسمان تک
کسی جسم کا سایہ نہ ہو والسالبۃ الجزئیۃ تناقض
الموجبۃ الکلیۃ (اور سالبہ جزئیہ موجبہ کلیہ کی نقیض
ہے۔ ت) اور چونکہ جو چیزیں نظر آتی ہیں وہی پردہ
ہوتی ہیں اِس لئے مرفی ہونے کی قید لگانا
با وجودیکہ بعد از اعتراض ہے صرف ہوا اور آگ
جیسی اشیاء میں جاری ہے۔

بہر حال آسمان کا غیر مرفی ہونا ہم نہیں مانتے،
ہم کیونکہ کئی شہادت اور ظاہر نصوص سے رُوگردانی کریں
ہم اہل اسلام کو بے راہ فلسفہ کی خرافات اور
کُڑا ہوا دہخار سے کیا کام؟ اور ایسے بے سرو پا
دعاویٰ کی قرآن و حدیث کے ظاہر معنومات کے
سامنے کیا قیمت اور کیسی وقعت؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور بیشک ہم نے
نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا۔ اور

اَنَا نَارُیْ بَدَنَ آسْمَانِ مُسْلَمٌ نَدَارِیْمُ، و از
شہادت بصر و ظوہر نصوص چہار و سہ برتاہم
ما اسلامیان را با خرافات خلافت نامنجاہ و
افسانہ عالم نسیم و کُڑا بحث و چکار، و ہمچو
ادعا ہائے نامنظہ را پیش ظوہر قرآن و حدیث چہ
قیمت و کدام وقعت؟

قال اللہ تبارک و تعالیٰ و لقد
زیننا السماء الدنیا بمصابیح۔ و

معلوم ہے کہ اس قسم کی زینت و عیب مبصرات کے ہوا
کسی چیز پر صادق نہیں، مثلاً کوئی کیسا ہی مہر و زرق برق
لباس پہن کر سنہری کمر بند باندھے ہو ا میں کھڑا ہو جائے
تو ہوا کے لئے وہ زینت نہیں کہلاتا اور اگر کوئی
منگنا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہو
تو وہ ہوا کیلئے عیب نہیں کہلاتا (کیونکہ ہوا مبصر
نہیں) بلکہ اگر غور و نگاہیں تو اجسام کثیف میں بھی عموم
نہیں کیونکہ حاجب بننے اور کثیف ہونے میں عموم و
خصوص مطلق ہے، چنانچہ جسم مثلث کا سایہ نہیں ہوتا
خواہ کتنا ہی کثیف ہو نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں
آیہ کریمہ انطلقوا الی ظل ذی ثلث شعب لا ظلیل
ولا یغنی من اللہب (چلو اس دھوپ کے سایے
کی طرف جس کی تین شاخیں ہیں نہ سایہ دے نہ لپٹ
سے بچائے) میں مغربین کرام نے اسی معنی کی طرف

معلوم ست کہ ازیں قسم زین و شین جز در مبصرات
راست نیاید بادرانہ از پوشاک موشان زریں کمر
زیغے، نہ از خرمے گدایان ولی در بر و صحتے، بلکہ
اگر نیسکو بنگری در اجسام کثیفہ نیز عموم بچائے
خود نیست، کہ میان جب و کثافت عموم و
خصوص مطلق ست، جسم مثلث اگرچہ کثیف
باشد سایہ ندارد، نہ در آفتاب، نہ در
ماہتاب، کہ ہمیں معنی ایسا ہے لطیف
سرمودہ اند در کریمہ انطلقوا الی
ظل ذی ثلث شعب
لا ظلیل ولا یغنی من اللہب
کہا استنبطہ الامام العلامة
السیوطی فی تفسیر
فی استنباط التنزیل

لطیف اشارہ بیان فرمایا ہے کہ استنبطہ الامام العلامة السیوطی فی تفسیر الاکیل فی استنباط
التنزیل (جیسا کہ امام علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے تفسیر الاکیل فی استنباط التنزیل میں اس کو مستنبط
فرمایا ہے۔

ماشاء اللہ! شاید انھوں نے رات کو دیکھا ہو گا
کہ شعلہ شمع سے سایہ پیدا ہوتا ہے باوجودیکہ
آگ جسم لطیف ہے اور اس سایہ کو آگ کا سایہ
سمجھ کر جسک عدم فارق (بین الاجسام اللطیفہ)
دامن اطلاق پر ہاتھ مارا اور حکم کلی لگا دیا اور

اللہم! مگر شبہا دیدہ باشند کہ از
شعلہ شمع با آنکہ نار جوئے لطیف ست
سایہ سر برے زند و جسک عدم فارق
دست بدامن اطلاق زدند، و پے
ہاصل کار نبرہ کہ آنچہ سے بینند

خلل و خاں ست، نہ سایہ نیراں۔

اصل حقیقت نہ سمجھ سکے کہ یہ نظر آنے والا سایہ
سایہ دُخان ہے، آگ کا سایہ نہیں۔

قولہ دیکھا ہے از ابتدائے خلقت الخ

اقول، بھنبی ست و اطلاق دلائل مارا

بسنہ، ہر کہ ابدائے تخصیص کنند مدعی اوست
و بار ثبوت برگردن او، شاید بر عکس نفس الامر
از دست یاری قوت و احمد در آئینہ تخیل
عسندیزاں مرقم شدہ باشد کہ باین تخصیص
عرصن نافیان خلل را در اثبات نفی گوید معوجتے
روئے خواہ نمود کہ تبیین دائرہ از تعسیر مطلقہ
عامہ مشکل تراست، اما نہ راستہ کہ ذہن سامع
در بچہ مقام از سلب ناموقت جز با دامت سلب
تباد کند، و خلافش کہ خلاف ظاہرست تحت
ہر دلیل باشد، و اطلاق متخرب را کہ علماء
غیبہ دائم گفتہ اند ازین بہت ست
کہ احادیث صحیحہ بر سایہ کردن صحابہ
کرام باروہ خود شان و میل اشجار بر غصون
آشہا بر سر حضور سید الانس و الجنان صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم ناطق شدہ، اینجانیہ اگر
حدیث معتبر بر محبت سایہ گواہی دہد آنگاہ از
دوام سلب بر سلب دوام نقل و عدول، متصور
معقول، و در نہ از معرض قبول بمر اعلیٰ معقول
معجز انور انیت جہم انور اکرم صلوات اللہ
تعالی علیہ و سلم بحمد اللہ
قاطع و ساؤس و قاطع ہو جس آمدہ ست،

قولہ کہیں ابتدائے آفرینش سے الخ

اقول بھی صحیح ہے اور ہمارے لئے اطلاق

دلائل دلیل کافی ہے، جو شخص تخصیص کرتا ہے وہ مدعی
ہے اور بار ثبوت اس کی گردن پر، شاید نفس الامر
کے خلاف قوت و ہمہ کی مدد سے ان کے آئینہ تخیل
میں یہ بات آئی ہوگی کہ اسس مطالبہ تخصیص ہے
نافیان خلل کے لئے اثبات نفی میں بہت مشکلات
پیش آئیں گی کیونکہ دائرہ کا اثبات مطلقہ عامہ کے
اثبات سے بہت زیادہ مشکل ہے مگر وہ یہ نہ سمجھ سکے
کہ سامع کا ذہن ایسے مقامات میں سلب غیر موقت
سے سلب صحیح ہوگا کہ کسی بھی اور شے کی طرف
متوجہ نہیں ہوتا اور اس کا خلافت جو خلافت ظاہر
ہے وہی محتاج دلیل ہے۔ اور (آپ پر) بادلوں
کے سایہ کو علماء نے اس لئے غیر دائمی فرمایا کہ صحابہ
کرام کا چادروں سے اور درختوں کا اپنی شاخیں
جھکا کر سایہ کرنا سرکارِ ہر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کے سرافور پر، احادیث صحیحہ سے ثابت
ہو چکا ہے۔ اگر اس مسئلہ میں بھی کوئی متعہ حدیث
گواہی دے تو اس وقت دوام سلب سے سلب
دوام کی طرف عدول متصور و معقول ہوگا ورنہ معرض
قبول سے کوسوں دور، اور اس کے ساتھ ہی
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم انور کی نورانیت
بحمد اللہ قاطع و ساؤس و قاطع ہو جس آمدہ ہے۔

و بالله التوفیق۔

قوله ایں مجبڑہ در کتابیک

لائی اعتماد باشد الخ۔

اقول اسے کاشش آنکہ آفتاب زمیند

بارے از انکار خاموشی گزیند، نہ آنکہ بر بینندگان
خود شد، یا در بنم آمان نکستہ فروشد کو سلامت
در سکوت ست، و مجازت در انجام مبہوت، مگر
قصایف آنکہ مدحین اعتماد را نشاید یا در
جلوہ گاہ مسر و ماہ شمع و حیرانے دگر
باید۔

قوله اہل سند و اسناد آنرا

بسنجیح۔

اقول ساعے باش کہ اعمال میں

صحت سخن گفتن داریم، و ایں کہ ہم بر صحت سند
پائے خامہ فکستہ است، مگر بر شذوذ و عا
جرج و قدح بستہ است، و در تقييد اسناد، معنی خلاف
المراد، از چہ رو گوارا افتاد۔

قوله در کتب صحاح و سنن کہ

مروج است۔

اقول کاشش روزے چند خدمت عمار

و مطالعہ کلمات لطیبات ایشان روزی شدے
کہ در مجاری کلام بہ مدارج مرام تمییز مقام
بدست آمدے، مقدّم ثانیہ تحریر ثانی از یاد داود
و بہاد رفتہ بہاد و ازان ہم صریح تر بشتر جلالت
شان، و رفعت مکان، حضرت امام خاتم الحقا و سید

و بالله التوفیق۔

قوله یہ معجزہ کسی ایسی کتاب میں جو

لائی اعتماد ہو الخ۔

اقول افسوس! جس کو سورج نظر نہیں

آتا وہ انکار سے صبر و خاموشی اختیار کرتا، نہ کہ اٹھا
دیکھنے والوں پر شور و غل مچاتا یا ان کی بزم میں آنکر
نکتہ فروشی کرتا کیونکہ خاموشی میں سلامتی ہے اور جھوٹا
آکثر پریشان و ناکام ہوتا ہے، کیا اندکرام کی تصانیف
قابل اعتماد نہیں یا پھر چاند سورج کی جلوہ گاہ میں کوئی
اور دیے جلانا چاہتے ہو؟

قوله اہل سند و اسناد نے اس کو

بسنجیح الخ۔

اقول کچھ دیر ٹھہریں کہ مطالبہ صحت کے

بارے اور صحت سند پر جو غلم کی ٹانگ توڑ دی گئی
متعلق ہم بات کریں۔ شاید شذوذ و عطلت پر جرج و
قدح کا راستہ بند ہو چکا ہے ورنہ بر خلاف مراد قید اسناد
کیسے گوارا ہوتی؟

قوله کتب صحاح و سنن میں جو مروج

ہیں الخ۔

اقول کاشش تمہیں چند روز خدمت عمار کا

موقع اور ان کے کلمات کا مطالعہ نصیب ہوتا اور
ان کے کلام و معاہد کے موارد و درجاست میں
تمییز مقام حاصل ہوتی۔ تحریر ثانی کا دوسرا مقدمہ
بڑھا دیا، بہاد نہ ہو بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ
صریح سینے۔ حضرت امام خاتم الحقا و بلال الملہ و

الذین قدس سرہ العزیز کی جلالت شان اور رفعت مقام، خصوصاً فی حدیث میں ایسی واضح ہے کہ ہر صبی و غبی کی بھی جانی پہچانی ہے۔

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے شفا و شریعت میں ایک حدیث نقل کی کہ سیدنا امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس طرح روتے اور فضائل و خصائص بیان کرتے۔

امام ممدوح المقام (جلالی الدین سیوطی) اعلیٰ اللہ درجاتہ فی دار السلام (اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں، کتب حدیث میں اس حدیث کے بارے کوئی نشان نہیں ہے، البتہ صاحب اقتباس نے اور مدخل میں امام ابن الحاج نے اس کے مفصل ذکر فرمایا ہے اور اس قسم کے مقامات میں اس قدر سند کے ساتھ حدیث کافی ہے کہ یہاں حلال و حرام کا مسئلہ نہیں۔

خواجه اس کے حضرت امام سیوطی سے نقل کر کے مسئلہ قبول و تقریر پر جگہ دیتے ہیں، حدیث قال، قال السیوطی فی تخریجہ (ہماں کہ امام سیوطی نے اپنی تخریج میں فرمایا۔ ست)، میں نے اس کو کتب حدیث میں سے کسی میں نہ پایا لیکن صاحب اقتباس الانوار اور مدخل میں ابن الحاج

جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ العزیز علی الخصوص در فن شریف حدیث نابہ جدے واضح و جلیست کہ معلوم ہوتی و مفہوم پر غنیست۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در شفا و شریعت حدیث نقل فرمود کہ سیدنا امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس طرح روتے اور فضائل و خصائص بیان کرتے۔

امام ممدوح المقام، اعلیٰ اللہ درجاتہ فی دار السلام، در تخریج احادیث فرماید، در کتب حدیث ازین اثر بیخ اثر ہے نیست، اما اور صاحب اقتباس الانوار و امام ابن الحاج در مدخل مفصل و مطول آورده اند و در ہجو مقام اس قدر بہ سندست کہ اینجا سخن از حلال و حرام نمیرود۔

علامہ خفاجی اس معنی را از جناب رفعت قبائش نقل کردہ بمسند قبول و تقریر بجائے ہے وہ، حدیث قال، قال السیوطی فی تخریجہ :

لم اجده فی شعب من کتب الاشرکین صاحب الاقتباس الانوار و ابن الحاج

نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور ایسے مسائل کے لئے اتنی ہی سند کافی ہے کیونکہ اس کا تعلق احکام سے ہے۔

عزیز! عرض تعصب سے تندرست چشم انصاف کھول اور عقیدہ درست کو کے ائمہ دین کا پاکیزہ شیعہ دیکھ کر ایسے مسائل میں کس طرح چلتے ہیں اور کیا طریقت اختیار کرتے ہیں، واضح طور پر کہتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق کتب حدیث میں نہ کوئی خبر ہے نہ نشان، پھر صرف بعض کے ذکر کرنے پر اعتماد و استناد جازر رکھتے ہیں اور حدیث کو پایہ تکمیل سے ساقط گمان نہیں کرتے، شاید اپنی نکتہ دانی، ہشیامندی و پرہیزگاری کا مقام ان سادات کرام، قائدین عظام کی تدقیق و تحقیق اور بہترین احتیاط پر بڑھا دیا کہ گفتگو نے اپنا دامن تمام کتب فق سے لپیٹ کر صحاح و سنن مروجہ کے دائرہ تنگ میں بند کر دیا فالحمد للہ المشتکی (تو اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں فریاد ہے۔ ست)

قولہ اور جو اہل سیر و مغازی بیانی کرتے ہیں الخ

اقول غالباً عزیزوں کے کان ایسی باتوں سے تو آشنا ہوئے مگر ائمہ عالیشان کے مکالمات اور جوابی کلمات سے کچھ دستا اور بے راہ گھوڑا دوڑا

فمدخلہ ذکرہ فی ضمن حدیث طویل و کثیف۔ ہذا لک سنداً لمثلہ فانہ لیسب مسایعتی بالاحکام لہ

عزیز! چشم انصاف از رد تعصب مٹا، بکشا، و شیوہ ائمہ دین، پس از تصحیح عقیدت بین کہ دریں چنین مسائل چگونہ راہ رفتہ اند، و کد میں سیر پیش گرفتہ، سپید میگوند کہ ازین خبر در کتب الاثر لا خبر ولا اثر، باز بر مجرد ذکر بعض اعتماد و استناد روا سے دارند، و حدیث را از پایہ تکمیل ساقط نمی پندارند، مگر پایہ نکتہ دانی و ترک توانی، و دروغ فسادانی، بر تدقیق و تحقیق، و احتیاط این، این سادات کرام، و قواد عظام، نیز چہرہ پیدہ است، کہ سخن از کتب فن دامن پر چسبیدہ، ہر دائرہ تنگ صحاح و سنن مروجہ و مقصور و مقصور گرویدہ است فالحمد للہ المشتکی ممن یسمع قلاً یسمع ویری فلا یری۔

قولہ و آنچہ اہل سیر و مغازی بیان میکنند۔

اقول ہمانا گوش عزیزان گاہے بہ امثال ایں سخنان از کلمات ائمہ والا نشان آشنا شدہ است و از محال محاورہ و مجال مناظرہ

آنان بوسے نشینہ بے راہہ اسب دو انیدن
گرفت ، از خیر بصیرت پس ، محل این کلام آنست
کہ قصاص واعظین ، و بختال مؤرخین ،
توہ تودہ حکایات بے سرو پا ، و افسانہائے
فتنہ را بشکثیر السواد ، یا ترویج الفساد ،
و رکتب خودشان سے آرند ، و از مناقضہ اصول
و معارضہ نقول ، یا کے نہ آرند ، گاہے افسانہ
اور یا و داستان زلیخا و قصہ زہرہ و تذکرہ
شجرہ ، بہ نئے تقریر کنند و ماحت عصمت حضرات
رسالت ، و جود صمدیت ، عیاذ اللہ الودہ
عیہ کند ، و گاہے حادثہ حمل و واقعہ صفین ، و مشاہیر
صحابہ ، و محاورات اہمات المؤمنین بدوئے و
نمائند کہ معاذ اللہ بہ تنقیص مقام و اجل عظام کیے
انماں پہلو زند ، آنجا ائمہ دین کہ خدا سے
ایشان را بہر حمایت سنن و نکایت
فتن برپا ساختہ است ، در مقام تفصیل
زبان بہ تضعیف و تزیینہ آن اقوال خفیف
میکشایند ، و در محمل اجمال با اعتماد
اصول ، و صحاح نقول ، پیوستن و از
غرض خالفاں و کشاکش این و آن پاک
برجستی سے منہ مایند ، کہ دع حایرینک
الہ ما لا یجربک لہ
و اینہا کہ میگویم ہم بر سبیل مدارات

کسی دانا مینا سے پوچھ ، در اصل بات یہ ہے کہ
قصہ کو واعظوں اور جاہل مورخوں نے مجمع بڑھانے
اور فساد پھیلانے کے لئے اپنی کتابوں میں بے سرو پا
حکایات اور فتنہ انگیز افسانے درج کر دئے ، اصول
مشکنی اور منقولات کی خلاف ورزی سے کچھ خوف
نہ کیا ، کبھی اور یا کا افسانہ ، زلیخا کی داستان ، زہرہ کا
قصہ اور شجرہ کا تذکرہ اس انداز سے بیان کرتے ہیں
کہ معاذ اللہ عصمت انبیاء کو ام و دیگر معصومین کو
حبیب آلود کرتے ہیں اور کبھی جنگِ جمل کا حادثہ ،
صفین کا واقعہ ، صحابہ کو ام کا اختلاف اور اہمات
المؤمنین کا باہمی مکالمہ ایسے طریقہ سے نمایاں کرتے
ہیں کہ معاذ اللہ ان نفوس قدسہ کے مقام
و اجل عظام کیے تنقیص کا پہلو نمایاں ہوتا ہے ،
اسی وجہ سے ائمہ دین ، جن کو اللہ تعالیٰ نے سنن
کی حمایت و نگرانی اور فساد و فتن کے محو و سرکوبی
کا عظیم منصب عطا فرمایا ہے ، مقام تفصیل میں
ان ناشائستہ اقوال کا ضعف و عیب ثابت
کرتے ہیں اور محل اجمال میں اصول اور منقولات صحیحہ
کو مضبوط پکڑتے اور غیر ذمہ دار کلمہ چینوں کی من گھڑت
حکایات سے اجتناب کا حکم فرماتے ہیں کہ دُع ما
یُؤثِّبُکَ اِلٰی حَایْرِیْنِکَ (جو تیرے دل میں کھٹکے
اس کو چھوڑ دے اور جو نہ کھٹکے اس کو اختیار کر لے)۔
اور یہ جو ہم کہتے ہیں بطور نرم روی وار غلے

عنان، خاموش کوانے کے لئے کافی ہے۔ ورنہ تم اس مسئلہ کے متعلق کیا کہو گے جس کو نہ صرف ایسے لوگ ہی اکیلے بیان کر رہے ہیں بلکہ بہت سے طرق و آسانید سے مروی ہے، کئی اماموں نے تخریج فرمایا ہے اور سلفاً و خلفاً ناقدین فن نے تسلیم کیا ہے اور تصدیق فرمائی ہے اور اس پر نصوص کثیرہ سے واضح اور مضبوط دلیل قائم ہوئی۔

پھر مع ہذا خدا کی پناہ! کہ کتاب مواہب، شفا، دلائل النبوة، تحقیق النہر، خصائص خیفی، روض سہلی، خلاصۃ الوفا، خصائص کبریٰ، سیرت شامی، سیرت حلبی ایسی کتابیں و دیگر تصانیف ائمہ دین و مجتہدین تھیں، اس قسم کی غیر معتبر کتابوں میں شمار ہوں اور محدثین کے نزدیک بے اعتماد و بے اعتبار ہوں۔

عزیزان! وار خائے عنان کل میکند ورنہ خود چر میگوئی از مسئلہ کہ تن تنہا ہمیں قسم مردمان ہر ذکرش افراد دارند یہ طسوق حدیدہ مروی آمدہ، و چند ائمہ آرا تحسیر یک کردہ، ناسد ان فن سلفاً و خلفاً یکبار سلما و آغوش صدقہ گرفتہ، و ویلے باہر از نصوص متکاثرہ بران قیام پذیرفتہ۔

مع ہذا حاشا کہ امثال مواہب، و کتاب الشفا، و دلائل النبوة، و تحقیق النہر، و خصائص خیفی، و روض سہلی، و خلاصۃ الوفا، و خصائص کبریٰ، و سیرت شامی، و سیرت حلبی، و غیر ذلک ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ در خصائص فضائل و سیر و شمائل حضور پر نور صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ تصنیف کردہ اند اور مسلک ایں چنیں کتب منخرط، و نزد محدثین از پایہ اعتبار ساقط باشد۔

ان حضرات (اللہ ان کی کوشش کو سہی مشکور اور جوار کو جزائے کامل بنائے) نے کسی عربی متنیق و تنقید اور تصحیح و تسوید میں گزار دیں اور کتنی بے شمار راتیں کتب سیرت طیبہ کی تنظیف و ترصیف اور تالیف و تصنیف میں دو و چہراغ اور خون جبکہ نہ پایا، یہی حضرات گرامی شان ہیں جنہوں نے لا عبیرۃ بما قال المؤرخون (مورخوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں) کا حکم صادر فرمایا ہے۔

اگر مقصود اطلاق ہے جیسا کہ عزیزوں کا

اینان کہ خدا سہی اینہا مشکور و جزا بہ آنان موفور گرداند، چہ سمر ہا کہ در تنقیح و تنقید، و تصحیح و تسوید، بر سر بردہ اند، و چہ شبہا کہ در تنظیف و ترصیف، تالیف و تصنیف، دو و چہراغ و خون جگر نخرودہ، و ہم ایشانند کہ بہ قضیۃ لا عبیرۃ بما قال المؤرخون لب کشادہ اند۔

اگر مقصود اطلاق است، چنانکہ خاطر

دل اسی کا مشتاق ہے یا رب! پھر تو شائد ان کی ساری محبت برباد و ضائع ہوگئی اور یہ تمام جانگلاز کوششیں کوئی رنگ لائیں نہ کوئی عزت پاسکیں۔ پھر ان انحراف کرام کو کیا نظر آیا کہ یہ سارا وقت بے موصالح کر دیا اور اس بے فائدہ چیز کو اپنے اوقات کا ثمرہ اور حسنات کا نتیجہ شمار کر بیٹھے۔

عزیزانِ بدن مشتاقِ ستِ یارب، مگر محنت اینان یکدرست برباد و رفتہ باشد، و این ہمہ کاواک و جانساکہ رنگے نداده و آبے نہ گرفته، و علیٰ ہذا ایشاں را چہ روئے نمود کہ با وجود ناپہود و انعدامِ سود این ہمہ وقت رائیگانی کردند، و آن حاصلِ بی حاصل و طائل لا طائل را ثمرۃ اوقات، و نتیجہ حسنات شمر دند۔

در اصل بات یہ ہے کہ جب تو نے رُخِ محبوب دیکھا ہی نہیں، خوشبوئے حبیب پائی ہی نہیں تو حسنِ محبوب کے متعلق یہودہ گوئی مست کرو واللہ الہادی لقم الفساد و قلم الفتن (اور اللہ تعالیٰ ہی راہِ راستہ دینے والا ہے فتنوں اور فساد کے خاتمہ کی)۔

مگر سخی آنست کہ چوں روئے سلمے ندیدہ، و بُوئے سلمے نشنیدہ، آخر در حسن سلمی چاہے با مزین واللہ الہادی لقم الفساد و قلم الفتن۔

قولہ پس اہل علم کے لئے چاہئے کہ اس کا ثبوت از روئے سند صحیح الخ

قولہ پس ہرگز اہل علم ثبوت اس از روئے سند صحیح الخ

اقول تمہارے سوال کے جواب سے پہلے ہم چند سوال پیش کرتے ہیں، صاحبِ علم خود جواب دیں۔ لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ (کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کروینا اور نہ چھپانا) اور بے علم اہل علم سے استفادہ کریں فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون (تو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو)۔

اقول پیش از جوابی ال شما چند بجناب شما وارم ہر کہ دانہ خود بگوید لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ و رز از دانشندگان پرسد کہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

سوال (۱) دو گو ایہوں کے سامنے زید نے چنڈہ

(۱) زید ہندہ را بشہادت دو مرد و فاسق

بڑی گرفت، عباہ نکاح خلوت ناکرہ، ترک
زن میگوید و نیز مہر دادن نئے خواہد، نکاح
مراشہ و عدل سے باہست۔

(۲) یوم غیم مردے پر دعوت ہلال صوم
گواہی داد، صوم زید قلیان بدست و
پان در وہان برآمد، کہ مرالا قتل شہادت
دو مرد باید۔

(۳) عمرو بر زید دعویٰ مالے کرد، و بشہادت
دو عدل اثبات نمود، زید گوید پنڈیرم تا چار
گواہ نباشند۔

(۴) گواہان در امثال وقف و نکاح شہادت
بر تسامع دادند، زید گفت مرا شہود معائنہ
در کارست۔

(۵) بکر برادر زید مرد، زنش نازنین ازد
دختر سے دارد شیریں، زید سے خواہد
کہ شیریں راع و سب حسانہ خود نماید،
نازنین گفت ستمکارا آخسر از خدا
شرے کہ برادر زاده تست، زید سے
گوید مرا حیسہ داناند کہ قالب شیریں
ہم از لطفہ بکر تعمیر یافته است، آخر ہر دعویٰ را
بقینہ لازم، ایخبا گواہ کہ بقیہ کدام ؟
نازنین گفت بر بستر برادرست زائید

کے ساتھ نکاح کیا اور صبح خلوت سے پہلے ہی اسکو
چھوڑ دیا اور نصف مہر بھی نہیں دینا چاہتا، کہتا
ہے کہ میرے نکاح کے لئے گواہ عادل چاہئے۔
(۲) مطلع ابر آلود تھا ایک مرد نے روزہ کے
چاند دیکھنے کی گواہی دی، صبح کے وقت زید ہاتھ
میں حقیقتہ میں پان ڈالی کہ باہر آیا کہ مجھے ایک
مرد کی گواہی کافی نہیں دو مردوں کی شہادت
چاہئے۔

(۳) عمرو نے زید پر کچھ مال کا دعویٰ کر دیا اور
دو عادل گواہوں کی شہادت سے ثابت بھی کر دیا
مگر زید کہتا ہے جب تک چار گواہ نہ ہوں میں

قبول نہیں کرتا۔

(۴) گواہوں نے وقف اور نکاح ایسے امور
کے متعلق شنید پر گواہی دی، زید کہتا ہے مجھے
علنی گواہ چاہئے۔

(۵) زید کا بھائی بکر فوت ہو گیا، اس کی زوجہ
مستامہ نازنین کے بطن سے اس کی ایک لڑکی
مستامہ شیریں تھی، زید شیریں کے ساتھ نکاح
کرنا چاہتا ہے۔ نازنین نے کہا ظالم! خدا سے
شرم کہ یہ تیری بھتیجی ہے۔ زید کہتا ہے مجھے کیا
علم کہ شیریں کا بدن میرے بھائی بکر کے لطفہ
سے پیدا ہوا ہے، آخسر دعویٰ کے لئے
گواہ لازم ہیں اور یہاں کوئی گواہ نہیں،
نازنین نے کہا تیرے بھائی کے بستر پر پیدا ہوئی

اس کو بہ سند صحیح بیان کیا ہو، نہیں دیکھا اور نہ صحاح و سنن مروّجہ میں کسی سے سنا اور جو کچھ تیرہویں صدی کے لوگ صرف زبانی دعویٰ کرتے ہیں، اس کا اعتماد جس طرح اہل حدیث کو سب سے معلوم ہی ہے۔

(۱۰) مناقب و فضائل کے متعلق ہزاروں حدیثیں حسن و صالح زید کو سنائی گئیں، وہ شوح چشم کہتا ہے کہ صحت اسناد کے سوا غلط القاد ہے (یعنی بے سود اور نقصان دہ ہے)۔

ان دس صورتوں کے بارے میں علمائے کرام (اللہ تعالیٰ ان کی روشن کامیابی سے مدد فرمائے) سے فتویٰ مطلوب کہ ان تمام صورتوں میں زید شرح مطہر کے نزدیک غلطی پر ہے یا نہیں اور اس کے علامات و مراعات بے جا و فضول ہیں یا نہیں، بیان فرماؤ اجر پاؤ گے۔

فی الحال اگر علمائے کرام کی طرف سے حکم ملے کہ زید زیادتی کرتا ہے، شریعت پر تجاوز کرتا ہے، جواز نکاح کے لئے عدالت شہود ضروری نہیں۔ باطل ہوں تو ایک سے زیادہ گواہ لازم نہیں۔ مالی معاملہ میں دو سے زیادہ گواہوں کا مطالبہ درست نہیں۔ وقف و نکاح میں شہادت عینی کا لزوم بھی نہیں۔ فراتش ثبوت نسب کے لئے کافی ہے اور حلال و حرام کے لئے آحاد کافی ہیں۔ ہر حدیث سے غسل کیوں ضروری ہے؟ صرف صحیحین کی احادیث میں قبول ہند نہیں۔ مانکت و نافع تدلیس سے بری ہیں لہذا

آں را پر بسند صحیح بیان کردہ باشند، ندیدہ و نہ در صحاح و سنن مروّجہ از کسے شنیدہ، و آنچه اہل صدی سیزدہم بخود دعوائے بر زبان آورند اعتماد آں چنانچہ اہل حدیث راست معلوم۔

(۱۰) از مناقب و احوال و فضائل احوال ہزاروں ہزار احادیث حسن و صالح پر زید خواندند شوح چشم گوید بے صحت اسناد غلط القاد۔

دریں صورت وہ گمانہ از حضرات علماء دین امید ہم اللہ تعالیٰ بالقول المبین، استفاء میرود کہ دریں ہر جہہ صور زید نزد شرح مطہر بر خطا و این چنین مطالبہ و مواخذہ اش محض فضول و بیجا ست یا نہ؟ بکتیہ شوح جہد و۔

عالمیا اگر از خدمت علماء فرمان رسد کہ زید فضولی میکند، و بر شرع سے استفاء نہ جواز نکاح را عدالت شہود و رکاز، نہ در یوم غیم تعدد و نظار، نہ در معاملہ مال بیش از دو گواہ، نہ در وقف و نکاح شہادت نگاہ، فراتش ثبوت نسب نہ زند، و در حلال و حرام آحاد بسند، و از ہر حدیث غسل چہ ضرور، و قبول و صحیحین غیہ محصور، مانکت و نافع از تدلیس بری، پس عنعنہ ایشان چون سماع جلی، حدیث در علم

فلانی نیاید و مناقب و فضائل را صحت نباید
یا زید را ای چہ ہرچہ زہ چانگی و جوش دیوانگی
ست کہ ہر جا خواستی مے خواہی، و بر قدر
مطلوب افسدائی ایں مطالبہ یائے از پیش
خود ترا شنیدہ است، زہار نا پذیر فتنی، و
بے چارہ مطالبان از بخشم اتباع ہواست
غنی۔

تم الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اُن کا استناد معنعن سماع جلی کا حکم رکھتا ہے۔ فلاں
کے علم ثابت کرنے کے لئے حدیث نہیں آتی مناقب
فضائل کے لئے حدیث صحیح کا وجود ہونا ضروری نہیں
پس او مرہ دل زید ایہ کیا مفت کا بکواس اور
جوش جنونی کہ تو ہر جگہ بے ضرورت دلیل مانگتا ہے
یا قدر مطلوب سے زیادہ طلب کرتا ہے۔ تیرے یہ
تمام مطالبات اپنے ہی من گھڑت اور نامقبول ہیں
اور مجیب مطالب تیری خواہشات کے مطابقت
جواب کی مشقت برداشت کرنے سے بے نیاز ہے۔

تم الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اے عزیز! اب اس جواب سے اپنے سوالوں
کا جواب دریافت کر کہ یہ مطالبات انہی مطالبات
کی مثل ہیں اور یہ ناگفتنی باتیں اور نالائق طلب
مطالبہ ایک دن تجھے زید کی جگہ بٹھائے گا۔

میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں، سچ کہنا
اور بہانہ نہ بنانا، کیا تم نے کتابوں میں دیکھا یا علماء
سے سنا کہ ایسے وسیع تر مقامات میں حسن و صلاح
حدیث بیکار ہے اور صحت کے سوا کوئی چیز
درکار نہیں اور علمائے کرام کے معقولات کا کوئی
درجہ و مقام نہیں؟ اور قبولِ ائمہ کچھ وزن نہیں رکھتا
ورنہ غیر لازم کا الزام اور یقینِ جازم کا رد، کیا
مطلب؟ عجیب ذوق ہے کہ سب کو ٹھکرا دیا۔

(ترجمہ شعر) اگر تو نہیں جانتا تو یہ ایک مصیبت ہے
اور اگر تو جانتا ہے تو مصیبت بہت بھاری ہے۔

عزیز! انگاہ ازیں جواب، جواب سوال
خودت درباب، کہ ایں طلب عسزیاں نیز
ہر ہمیں طلبہا ماند و این ناگفتنی گفتنی و ناگفتنی
جستن روزے بروز زیدت نشاند۔

سخنے پر سمت راست گو و بہانہ گیر تو و
خداے تو در کتب دیدہ یا از علماء شنیدہ کہ
در بچو محال و وسیع الجبال حسن و صلاح بکار
نیاید، و غیر از صحت چیزے نشاید، و نقول
علمائے نداد و قبول ائمہ بارے نیارد،
ورنہ الزام غمیر لازم، و رد یقین
جازم، چہ قیامت ذوق یافتہ کہ سر
از ہمہ نافتہ ہے

فان کنت لا تدري فذلك مصيبة

وان کنت تدري فالحصيبة اعظم

لے رسم الرياض فی شرح شفا القاضی عیاض

فصل فی تفضیل بالحجۃ والحلۃ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱۲۸۴ھ

اور یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ میں نے اتنی تفصیل گفتگو اس لئے کی ہے کہ حدیث کو ضعیف جانتا ہوں بلکہ امام حجت سیدنا عبد اللہ بن مبارک کی تصانیف سے واقف نہیں ہوں ورنہ اس طرح گمان نہیں کہ مخالف خوش ہو۔

سیدی حضرت عبد اللہ بن مبارک عظیم ترین اماموں اور تبع تابعین سے ہیں، ان کے اکثر مشائخ یہی تابعین و صحابہ ہیں یا تبع اور ان کے کوائف و حالات کی اچھی طرح جانچ پڑتال کی اور جس طرح کہ تم خود جانتے ہو اس زمانہ میں عدالت غالب تھی، اسی وجہ سے ان کے استاد سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصل عدالت کے قائل ہیں اور خود مقلدین نے تلقی بالقبول کی ہے اور ان کا یہ تلقی بالقبول کا اقدام پوری دیانتداری اور کامل الشراح صدر کے ساتھ ہے، اندھی تقلید نہیں ہے۔

جانِ برادر! یہ جو تمام ائمہ کرام بیک نہان نفی ظلم کی گواہی دیتے ہیں، اگر ان میں یا ان کے ہمہ ائمہ سے کوئی بات تو اپنے مزعوم کے مطابق پاتا تو وہ کون سا شور جو برپا نہ کرتا، کل آسمان پر چڑھتا اور پھولانہ سماتا، ہر ایک کے آگے آہ و زاری کرتا کہ بائے یہ کیا ظلم ہے، ایسا امام نفی ظلم کا قائل نہیں، نہ اس کو قبول کرتا ہے نہ اس کی طرف کان لگاتا ہے لہذا اس وقت ظلم جاری طرف سے ہے، خدا را انصاف کر اور سبکتر

وزنہار ندانی کو ایں بال و پر سے کرے
فتاخم از انت کہ حدیث را ضعیف میدانم
بلکہ بر تصانیف امام حجت سیدنا عبد اللہ بن مبارک وقوف نیافتہ ام ورنہ گمان نہ آچنانکہ ست کہ مخالف را بجائے شادی باشد۔

سیدی عبد اللہ از اعظم ائمہ و تبع تابعین است، غالب مشائخ و رجالش ہیں تابعین و صحابہ باشند، یا تبع کہ با ایشان در خورد و آزمودن احوال شان کرد، و در ان زمان چنانکہ دانی غالب عدالت بود، و لہذا استاذش سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر اصل عدالت قائل شدہ است، و خود ایں مقلدین کہ تلقی بالقبول کردہ اند مگر پرمی برمی گردانیدہ راہ رقتہ اند۔

جانِ برادر! تو و ایمان تو ایں ہمہ ائمہ اولی الایہ و الابصار کہ یک زبان بر نفی ظلم گواہی دہند، پناہم بخدا سے اگر سخن یکے ازیناں یا امثال ایناں بر طبق مزعوم خودست یا بی چہ غفلتہا کہ نکستی و کلاہ بر آسمان افگنی و بر خویشتی بانی و پیش ہر کسے تالی کہ ہے ایچہ کستم ست! اما سے چنان از نفی ظلم برکراں و غفلتے تن نمی ہد، و گوش نمی ہند، حالیا کہ کستم از کست خدا را دے نہایت دہ و کلاہ عنسور و را از سر نہ،

کہ چزاراہ ایشان نمی سپری ، و از اتفاق این کشان
میگذری ، حدیث خواہی ؛ حدیث حاضر ،
نقول جوی ؛ نقول ظاہر ، دلیل طبعی ؛ دلیل
موجود ، نقیض جوی ؛ نقیض مفقود ، باز کدامین
سنگ در رہ ، و کہک در موزہ است کہ
جائے تسلیم سبزے میثم ، و رؤے خلاف
سُدرخ ، و چہدہ انصاف زرد ، و
جبین قرطاس زنا گفتہا سیاہ ، عیاذم
بہدائے مگر آنکہ مصطفیٰ را صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم از نور خودش آفرید ، و مہر نیم روز و
ماہ نیم ماہ را کہیذ گدائے سرکارش گردانید ،
نتواند کہ سرو جانفشائے مارا بے سایہ پرورد ، و
شاخ گلے کہ ہزار چمنستان جان گدائے
ہر دگ و برگ او باد ، از گلزمین لطافت
بر جو بہار لطافت ، پاک از ہر کثافت
سر بر آورد ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ

الہ قدس حسنہ و جمالہ و جاہہ
و جلالہ و جودہ و نوالہ و عزہ و
کمالہ و نعمہ و افضالہ و مہدہ فی
افعالہ و جہدہ فی اعمالہ و صدقہ
فی اقوالہ و حسن جمیع خصالہ و محمودیہ
فعالہ و علیہا معشر الملثمین
لنعالہ و المتعلقین باذیالہ

کہ ٹوپی سر سے اتار کیوں ان ائمہ کرام کی راہ پر
نہیں چلتا اور اتفاق سے دور کیوں بھاگتا ہے حدیث
مطلوب ہے تو حاضر ، اگر نقول چاہیں تو نقول واضح
ہیں ، دلیل کی طلب ہے تو دلیل موجود ، لیکن اگر
نقیض کی خواہش ہے تو وہ معدوم ہے ۔ تو اب
کون سا پتھر راستہ میں پڑا ہے ، کیوں تسلیم کا
مقام خالی دیکھتا ہوں ، خلاف کا چہرہ غرض ، انصاف
کا چہرہ مشرم و حیا سے زرد اور کاغذ کی پیشانی فریاد
باتوں سے سیاہ ، خدا کی پناہ ؛ لیکن قادر مطلق
جل و علا جس نے مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو اپنے نور خاص سے پیدا فرمایا اور خورشید پر نشانہ
و بدر و درخشندہ کو ان کی سرکار کا ادنیٰ گداگر بنایا ،
کیا وہ یہ نہیں کر سکتا کہ ہمارے سرو جانفشاکو
بغیر سایہ کے پرورش فرمائے اور وہ شاخ گل جس کے
ہر دگ و برگ پر ہزاروں چمنستان قربان ہوں ، پاکیزگی
کی نہر پر گل زمین لطافت سے ، ہر قسم کی کثافت سے
پاک پیدا ہو ۔

اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ آپ پر
اور آپ کی آل پر جس قدر آپ کا حسن ، جمال ،
مرتبہ ، بزرگی ، فیاضی ، عطاء ، عزت ، کمال ،
نعمتیں ، نوازش ، افعال میں رشد ، اعمال میں
محنت ، اقوال میں سچائی ، تمام خصلتوں میں حسن
اور عادات میں پسندیدگی ہے ۔ اور ہم پر بھی جو
آپ کے نعلین مبارک کو بوسہ دینے والے اور آپ
کے دامن کو تھامنے والے ہیں ۔ اے محبوب و برحق

ہماری دعا کو قبول فرما۔

یہ چند سطریں جس طرح خدا نے چاہا، غم و اندوہ کے اجتماع اور امراض و عوارض کے ازدحام کے باوجود دو جلسوں میں تحریر کی گئیں، دل چاہتا ہے کہ زلفِ سخن دوسری کنگھی سے سنواروں، مگر کیا کروں اس اندھی بستی میں وطن سے دور ہوں، کت ہیں پاس نہیں، یہاں سوائے شکار، نسیم الریاض، مطالع المسرات اور بعض کتب فقہ کے کوئی کتاب موجود نہیں، ورنہ آنکھ والے دیکھتے جو دیکھتے۔

لیکن اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی کا ارادہ فرمائے اسی قدر سے اس کا سینہ کھول دے، اور اللہ تعالیٰ پر یہ کوئی مشکل نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے یہ آسان ہے، بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ یہ نصف جمادی الاخریٰ ۱۲۹۹ھ کو مکمل ہوا۔ (تہ)

أصین الدالحق أھین۔ !

ابن ستہ سطرے چند کہ باعلوم غوم، و مجوم
ہوم، و تراجم امراض و تلاطم اعراض، برنجہ
کہ خدا نے خواست، و در دو جلسہ گیسو کر است،
من فقیر می خواستم کہ زلفِ سخن را شانه و گر کشم، اما
چگونہ کہ دریں کورہ از وطن دور، و از کتب مہجور افتاد
ام، ایں جا جز شکار و نسیم الریاض و مطالع
المسرات و بعض کتب فقہ نہ بچک بہستم نیست،
ورنہ اولی الاطوار ویدندے آنچہ ویدندے۔
ولکن من یرد اللہ خیرۃ یشرح بہذا القدما
صدرہ و ما ذلک علی اللہ بھزیز
ان ذلک علی اللہ یسیر ان اللہ علی
کل شیء قدير۔ و کامن ذلک لمنصف
جمادی الاخری عام تسع و تسعین
بعد الالف و المائتین۔

رسالہ

ہدی الحیران فی نفی النفی عن سید الاکوان

ختم ہوا